تذکرہ
امام شاہ احمد نورانی
رحمہ اللہ تعالیٰ
تحریر و تحقیق
محمد یٰسین قصوری نقشبندی
قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خبردار! بیشک اللہ کے دوستوں کو نہ (دنیا میں) خوف ہے اور نہ (آخرت میں) غمگین ہونگے

قائدِ ملتِ اسلامیہ، شیخ الاسلام، مجددِ عصرِ حاضر حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے احوال و آثار، سیرت و کردار، مکشوفات و کرامات اور تبلیغی، تالیفی، مذہبی، سیاسی،
آئینی، دستوری، تجدیدی تاریخ ساز خدمات جلیلہ کا پہلا جامع، معیاری اور مستند تذکرہ

تحریر و تحقیق محمد یٰسین قصوری نقشبندی

گنج بخش روڈ، لاہور 042-7213575

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	تذکرہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
پروف ریڈنگ	حضرت علامہ مفتی محمد یونس امجدی قصوری حفظہ اللہ
کمپوزنگ	شیر ربانی کمپوزنگ سنٹر، لاہور
اشاعت بار اول	1432ھ/2011ء
صفحات	448
زیر نگرانی	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	1100
قیمت	300روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

آئینۂ حُسنِ ترتیب

الانتساب

معتمد ورفیق کار قائدِ ملتِ اسلامیہ، امینِ فکرِ نورانی، مُصلحِ اعظم عصرِ حاضر یادگارِ اسلاف، مبلّغِ اعظم تعلیماتِ رضا، مفتیِ اعظم پاکستان حضور قبلہ

مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر المدرسین ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' شرقپور شریف، بانی و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجرپورہ، باغبانپورہ، لاہور کے اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں اور فیضانِ نظر سے راقم یہ خدمت انجام دے سکا۔

خاکِ درِ نورانی:
محمد یٰسین قصوری نقشبندی
شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نقشِ اوّل

اجڑا اجڑا سا لگے شرع و طریقت کا جہاں
سونی سونی سی لگے بزم صفا تیرے بعد

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ہر دور میں علماء ربانی، صلحاء امت، اولیاء کرام اور صوفیاء عظام نے تبلیغ اسلام اور اصلاح احوالِ امت کا فریضہ انجام دیا۔ برصغیر (پاک و ہند) میں جن شخصیات نے انقلابی بنیادوں پر فریضہ تبلیغ دین انجام دیا اور اپنے دور کے حالات۔ وواقعات کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ان میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ فضل حق خیر آبادی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی اور قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمھم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔ راقم الحروف ان سب بزرگوں کے احوال و آثار اور تعلیمات مختصر مگر جامعیت سے اپنی تالیف ''تذکرۃ اولیاء پاک و ہند'' میں لکھنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عالم اسلام پر اس قدر احسانات ہیں کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اپنی بساط کے مطابق آپ کی عالمگیر خدمات جلیلہ پر تحریری کام کرے اور خراج تحسین پیش کرے تب بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ کتاب ''تذکرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ'' بھی اسی سلسلہ کی حقیر سی کاوش ہے۔ اس تذکرہ میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت وخدمات اور تاریخ ساز کارناموں کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی ناتمام کوشش کی گئی ہے۔

7 جون 2004ء بروز پیر کو راقم نے کتاب ''تذکرہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا آغاز کیا اور 28 مارچ 2005ء کو بروز پیر تکمیل ہوئی۔ (گویا پیر کامل امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ کا آغاز بھی پیر کے دن ہوا اور تکمیل بھی پیر کے دن ہوئی) اس طرح تقریباً نو (9) ماہ کے عرصے میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔ کتاب کی تکمیل کی آئندہ شب 29 مارچ 2005ء کو بوقت سحری (فجر کی اذان سے نصف گھنٹہ قبل) راقم الحروف کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ تحدیث نعمت کے طور پر اس خواب کو نقل کیا جاتا ہے۔ اس خواب کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ راقم الحروف حسب عادت اپنے پیرومرشد، مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بانی و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے ارشاد فرمودہ اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی کرتا ہوا سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑی درسگاہ ہے جس میں مختلف کلاسوں کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے برآمدے میں ایک درسگاہ ہے جہاں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کھڑے ہو کر کسی کتاب کا درس دے رہے ہیں لیکن درس لینے والا صرف ایک طالب علم ہے۔ آپ صحت کے لحاظ سے دبلے پتلے دکھائی دے رہے ہیں۔ تدریس کے اختتام پر بڑی تیزی سے تمام طلباء اور مدرسین آپ کی درسگاہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قائد اہل سنت مختصر خطاب فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جدوجہد تیز تر کرنے پر زور دیا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ راقم اپنے خواب پر غور و فکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تذکرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی شکل میں ناچیز کی حقیر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی علی احمد سندھیلوی دامت برکاتہم العالیہ کو بھی خواب میں قائد اہل سنت کی زیارت کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے ایک ملاقات کے دوران راقم الحروف کو اپنے خواب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

آج رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک دینی مدرسہ میں حضرت علامہ غلام محمد

بندیالوی شرقپوری اور دیگر علماء وفضلاء کے علاوہ حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف فرما ہیں۔ میں نے علماء کی موجودگی میں کتاب ''قاضی مبارک'' کی عبارت پڑھی جس کے دوران ایک اعرابی غلطی ہوگئی، جس کا مجھے بھی علم ہوگیا تھا۔ قائد اہل سنت نے مجھے اس غلطی کی تصحیح کروادی جبکہ آپ کے سامنے کتاب موجود نہیں تھی۔ اس کے بعد میں بیدار ہوگیا''۔

ائمہ عزیمت واستقامت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ فضل حق خیر آبادی رحمھم اللہ تعالیٰ ایسی شخصیات کو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی آئیڈیل اور مقتدا قرار دیتے تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ ان بزرگوں کی تعلیمات کو مشعل راہ بناتے ہوئے حق گوئی، حقانیت پسندی اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر انہوں نے نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کی منزل قرار دیا تھا۔ قاتلانہ حملے، اپنوں کی بے وفائی، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کی جدائی، ایم کیو ایم کی یلغار اور حکمرانوں کی محاذ آرائی کو نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کے لیے ہرگز رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء کرام، مشائخ عظام، جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں کے نام اپنے ایک تاریخی پیغام میں فرمایا:

> ''امام عالی مقام (امام حسین رضی اللہ عنہ) نے حزب اختلاف کی بنیاد رکھی، آپ نے اسلامی سیاست کو فروغ دیا، آپ نے حجرہ میں بیٹھ کر کنارہ کشی نہیں کی بلکہ حالات سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کیا۔ آپ اگر چاہتے تو محراب ومسجد سے آپ کو کوئی الگ نہ کرتا تھا، نذرانوں میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، ہاتھ چومنے والوں کی قطاریں تھیں، آپ عالم اسلام کی سب سے بڑی شخصیت تھے۔ حکمرانوں کا کہنا تھا کہ ہم آپ کے کاموں

میں مداخلت نہیں کرتے آپ حکومت میں دخل نہ دیں۔ مگر امام عالی مقام نے حجرہ مسجد کی بجائے میدان کارزار کو منتخب کیا۔ نذرانہ لینے کی بجائے اپنے عزیز و اقارب، مریدین و خدام اور اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین، محدث، مفسر، خطیب، شیخ طریقت اور مرشد کامل تھے مگر آپ نے اپنے نانا کے دین کے لیے اپنی تمام حیثیتوں کو قربان کر دیا۔ تخت نشینی کی بجائے کربلا کی خاک میں اپنا خون ملایا اور خاک و خون کے دریا سے گزر کر سید الشہداء کے مقام پر فائز ہو گئے۔ آج جمعیت علماء پاکستان ان ہی کی روشن کی ہوئی راہوں اور جگمگاتی صراط مستقیم پر چل کر روحانی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے اور وقت کے یزیدوں سے پنجہ آزمائی کر کے حسینی انقلاب لانا چاہتی ہے۔ ختم خواجگان، تسبیح خوانی، گنج عافیت اور دولت کا حصول سب کچھ ممکن ہے مگر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ان امور میں لطف و لذت پیدا نہیں ہو سکتی"۔ [1]

آپ کا مقصد حیات یہی تھا:

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

جانشین قائدِ ملتِ اسلامیہ حضرت علامہ صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ صدر جمعیت علماء پاکستان و چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن اور مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب مدظلہ العالی چیئرمین اعلیٰ اختیاراتی کونسل جمعیت علماء پاکستان نے انتہائی مصروفیت اور علالت کے باوجود کتاب "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ" پر تقاریظ لکھ کر راقم الحروف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے کتاب کا نام تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کو صحت کاملہ اور عمر دراز عطا فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ راقم الحروف فاضل نوجوان حضرت علامہ محمد بشیر القادری النورانی صاحب،

[1] شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص 33،24

جناب صلاح الدین سعیدی صاحب، حضرت علامہ مفتی محمد یونس قصوری صاحب، جناب پیر ثناء اللہ اعوان طیبی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' حضرت کرمانوالہ شریف، مولانا قاری عظیم خاں صاحب اور جناب آصف علی (کمپوزر) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ممنون احسان ہے کہ انہوں نے کتاب کو مفید تر بنانے کے لیے مشوروں سے نوازا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ آج بھی روحانی طور پر علماء اہل سنت، دینی مدارس، ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علماء پاکستان کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ آپ سے حقیقی عقیدت ومحبت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی رضا جوئی کے لیے تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے جدوجہد کو تیز تر کردیں۔ ان اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے جانی، مالی اور وقتی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہء مصطفیٰ ﷺ توفیق مرحمت فرمائے۔ امین۔

خادم خدامِ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ
محمد یٰسین قصوری نقشبندی
ادارہ علم وادب، شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور
Mob:0300-4455710

7 نومبر 2005ء مطابق ۴ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

☆☆☆☆☆

تقریظ

از: جانشین قائد ملت اسلامیہ حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی دامت برکاتہم العالیہ

(مرکزی صدر: جمعیت علماء پاکستان وچیئرمین ورلڈ اسلامک مشن)

❁❁❁❁❁

برادر محترم حضرت علامہ محمد بشیر القادری النورانی سلمہ القوی نے بتایا کہ ہمارے ایک مخلص دوست، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقید تمند حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی نورانی نے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی ابا جی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ''تذکرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے نام سے کتاب مرتب کی ہے، انہوں نے ساتھ ہی اس کتاب کا مسودہ دکھایا اور کہا کہ فقیر بھی اس کتاب کے بارے میں اپنے چند الفاظ تحریر کر دے۔ فقیر، موصوف کی اس تصنیف لطیف کا از اول تا آخر مطالعہ تو نہیں کر سکا مگر فہرست دیکھ کر اس بات کا اندازہ کر لیا کہ عزیزم محترم حضرت علامہ مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی نورانی صاحب نے عرق ریزی و محنت، عقیدت و محبت اور پوری دل چسپی سے کتاب لکھی ہے، جو موضوع کی مناسبت سے جامع ہے۔ مصنف موصوف نے سیرت نورانی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوششیں کی ہے۔ اس طرح یہ علمی، ادبی اور تحقیقی کتاب مستقبل کے مؤرخ اور امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر کام کرنے والوں کے لیے بے مثل ماخذ ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات سے علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب کو ایمان کامل اور صحت و عافیت کے ساتھ قائم رکھتے ہوئے مذہب اہل سنت کی زیادہ سے زیادہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر اپنے والد گرامی القدر کے بارے میں کیا تحریر کرے وہ کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے، ان کا تقوی وزہد، وہ امام العصر، مرد جری وشجاع، پیکر جہد مسلسل، عالم با عمل، مظہر و مُظہر صدق و وفا، صاحب جمال و جلال، مرد باکمال، صاحب سطوت و شکوہ مومنانہ الغرض جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے۔ علماء و مشائخ نے آپ پر بہت کچھ لکھا۔ ابھی بھی لکھا جارہا ہے اور تا قیامت ان کی شخصیت و کردار اور خدمت پر لکھا جاتا رہے گا اور مسلمان فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کا اعلیٰ نمونہ اور اپنے اخلاف کے لیے اسوہ وقدوہ تھے، ایسی جامع کمالات شخصیات دور حاضر میں نہ صرف کمیاب بلکہ نایاب ہیں، کوئی مل جائے تو اسے نعمت غیر مترقبہ جانیے۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کی حفاظت فرمائے اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

مرکزی صدر: جمعیت علماء پاکستان

چیئرمین: ورلڈ اسلامک مشن

۱۵ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۴۲۶ھ مطابق 20 اکتوبر 2005ء

☆☆☆☆☆

تقریظ

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

از: مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(چیئرمین سپریم کونسل آف جمعیت علماء پاکستان)

❁❁❁❁❁

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی جامع کمالات شخصیت میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی، وضع وقطع بھی منفرد، علم وعمل میں بھی ان کا ایک اپنا مقام، وہ ایک سچے عاشق رسول اور باعمل عالم دین تھے، جس محفل میں ہوتے اس محفل پر چھا جاتے۔ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔ جنہوں نے مسلسل 66 سال تک رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔

میرا ان سے ذاتی تعلق تو 1970ء سے قائم ہوا جب پاکستان میں بھٹو صاحب کے نظریہ سوشلزم کے خلاف پورے ملک میں معرکہ آرائی ہو رہی تھی، میں اس وقت لیاقت کالج ملیر (کراچی) کا پرنسپل تھا۔ سیاسی نظریات میں ان سے مکمل طور پر متفق ہوگیا۔ ان کی جدوجہد سے اہل سنت میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ انہوں نے سوشلزم کے مقابلے میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ دیا جو پورے پاکستان میں پھیل گیا، جس سے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔ ان تمام معاملات میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ علماء ومشائخ اہل سنت کی کثیر تعداد تھی، یہ بھی ان کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ امام نورانی اور ان کے مخلص ساتھیوں کی جدوجہد سے اہل سنت کو پاکستانی سیاست میں ایک خصوصی مقام حاصل ہوگیا۔ 1970ء کی قومی اسمبلی میں

جو کارنامہ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انجام دیا وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ان کی مغفرت کے لیے یہی کام کافی ہے۔ عملی زندگی میں بہت سے علماء کرام و مشائخ عظام سے میرا واسطہ رہا ہے لیکن جو خصوصیات اور انفرادیت میں نے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ میں پائی وہ دوسروں میں نایاب تھی۔ میری یہ خوش قسمتی ہے کہ سفر و حضر میں کئی مہینوں تک ان کے ساتھ رہا، زندگی کا عملی نظارہ جو میں نے ان کی شخصیت میں دیکھا دوسروں میں نہیں پایا۔ سب سے اہم بات جو میں نے ان میں پائی وہ قول و فعل کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ وہ ایک باعمل عالم دین تھے، میں نے کبھی بھی ان میں فرائض دینیہ ادا کرنے میں کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں پائی اور نماز با جماعت ادا کرنے میں کوتاہی نہیں دیکھی۔ وہ اہل سنت کے عقائد و نظریات کے پابند تھے، پوری زندگی کسی بدعقیدہ مولوی کے پیچھے نماز ادا نہ فرمائی۔ وہ خوش شکل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش پوش بھی تھے۔ ہر محفل میں ان کی انفرادیت صاف نظر آ جاتی تھی، وہ خوش لحن اور خوش آواز بھی تھے۔ ان کی قراءت سے لوگ جھوم اٹھتے تھے، پوری محفل نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت سے گونج اٹھتی تھی، ان کی تقریر سننے کے لیے لوگ بے چین رہتے تھے، ہر سیاسی اور دینی اجتماع میں ان کی موجودگی کامیابی کی ضمانت ہوتی تھی۔ تبلیغی سلسلہ میں عرصہ دراز تک ان کے ساتھ رہنے کی سعادت ہوئی۔ انگریزی، اردو، عربی اور دوسری کئی غیر ملکی زبانوں میں ان کی تقاریر سننے کا بارہا اتفاق ہوا جس مہارت اور یکسوئی سے وہ تقریر کرتے اس کا بیان کرنا مشکل ہے، اس کا تعلق صرف سننے سے تھا۔ زندگی میں انہوں نے ڈر اور خوف کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ مشکل سے مشکل وقت میں وہ ذرہ برابر بھی پریشان نہیں ہوتے تھے۔ جب کسی ساتھی کو پریشان دیکھتے تھے تو اس سے بھی یہی فرماتے کہ پریشان نہ ہوا کریں اللہ تعالیٰ مشکل حل فرما دے گا، اور ہو سکتا تو خود اس کی عملی مدد کرتے۔ قدرتی آفات کے وقت وہ پریشان نہیں ہوتے تھے بلکہ ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ ماریشس میں میں بھی ان کے ساتھ تھا کہ طوفان آ گیا، ہوا بہت تیز چل رہی تھی جس کے نتیجہ میں سینکڑوں درخت اور بجلی کے کھمبے گر گئے، مکانات تباہ ہو گئے، جہاں ہم لوگ مقیم تھے وہ مکان لکڑی کا بنا ہوا تھا اس نے ہچکولے کھانا شروع کر دیے جس سے میں گھبرا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ٹہلنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی دعا پڑھنے لگ گئے اور تلاوت قرآن بھی۔ میں نے عرض کیا: حضرت کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: شاہ صاحب! گھبرائیں نہیں کیوں کہ فقیر نے دعا پڑھ لی ہے، تھوڑی دیر کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ آخر کار ایسا ہی ہوا۔

میں نے ان جیسی استقامت کسی دوسرے میں نہیں دیکھی۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں نے ان کی زندگی کا گہرا مطالعہ عملی طور پر کیا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ بیرونی سفر کے دوران مجھے ان کے ساتھ حج کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا۔ جس محبت اور خاکساری کا اظہار انہوں نے حج کے موقع پر کیا اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی عطا فرمائے۔ وہ ایسے مجاہد تھے کہ کام کرنے سے کبھی تھکتے نہیں تھے، ایک دن میں کئی کئی مجلسوں، محفلوں اور جلسوں میں شرکت کرتے تھے۔ جس سے جو وعدہ کر لیتے اسے ضرور پورا کرتے، بیماری و علالت کے باوجود اپنے وعدہ کی پاسداری کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ وہ ایک مجدد وقت کی تمام صفات رکھتے تھے، ان کے تجدیدی کارنامے بے شمار ہیں جن کا ذکر ان کے احوال و آثار پر لکھی گئی کتب و رسائل میں موجود ہے۔ کبھی موقعہ ملا تو فقیر بھی ان کے تجدیدی کارناموں پر مشتمل تحریر سامنے لانے کی سعادت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فاضل شہیر حضرت علامہ محمد بشیر القادری النورانی سلمہ اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ کی وساطت سے معلوم ہوا کہ حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی نورانی صاحب نے قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت اور خدمات پر ''تذکرہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دینے کی سعادت حاصل کی ہے جس کا مکمل مسودہ

علالت طبیعت کے باعث فقیر نہیں دیکھ سکا البتہ مسودہ کے مختلف مقامات اور فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف نے جامع، مدلل اور اچھوتے انداز میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و کردار اور خدمات کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ یہ کتاب امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ پر کام کرنے والوں کے لیے مشعل راہ اور بے مثل ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مصنف موصوف کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ امین۔

فقیر سید شاہ فرید الحق، کراچی

چیئرمین: سپریم کونسل آف جمعیت علماء پاکستان

19 رمضان المبارک بروز پیر ۱۴۲۶ھ 24 اکتوبر 2005ء

☆☆☆☆☆

حمدِ باری تعالیٰ

از: علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

کیا خبر ہے کہ عَلَی العَرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

اَرِنِی گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی
کس طرح عشق میں گراتا ہے تجلّی تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا.
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اِسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلّی پایا
پوچھنے جایئے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھیے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

بے نوا مفلس ومحتاج وگدا کون کہ میں
صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از: عاشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ امام عبد الرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ

اے شہ دو جہاں سَلَامٌ عَلَیْکَ ۔۔۔ خاتمِ مرسلان سَلَامٌ عَلَیْکَ

مثلِ تو نیست کس رفیع الشان ۔۔۔ درمیانِ جہاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

نیست جُز تو کسے بکون و مکان ۔۔۔ شافع عاصیاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

شاہ گرداں ز رحمت شاہا ۔۔۔ خاطرِ دوستاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

چار یارت شدند درپے دین ۔۔۔ قاتلِ کافراں سَلَامٌ عَلَیْکَ

گشت صدیق از مؤدتِ تو ۔۔۔ سرورِ صادقاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

شد زبیرِ تو حضرت فاروق ۔۔۔ سرورِ عادلان سَلَامٌ عَلَیْکَ

از کفِ پاک حضرت عثمان ۔۔۔ جمع گشتہ قُراں سَلَامٌ عَلَیْکَ

شاہِ مردان زلُطفِ تو گشتہ ۔۔۔ مفخرِ غازیاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

از غلامانِ چار یار تو اَم ۔۔۔ از دل و مہر جان سَلَامٌ عَلَیْکَ

روز محشر بہ پیش خالقِ کون ۔۔۔ شافع عاصیاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

دمبدم رحمت و رضائے خدا ۔۔۔ باد بر روحِ شاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

سیر کردی و رفتی ۔۔۔ بر تر از لامکاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

مغفرت خواستی بہ پیشِ خدا ۔۔۔ در حقِ عاصیان سَلَامٌ عَلَیْکَ

روئے زیبائے خود شبے بنما ۔۔۔ بسوئے خستگاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

دراماں ما ز آفت و غم ہا ۔۔۔ و ز ہمہ دشمناں سَلَامٌ عَلَیْکَ

باد نازِل درود نا معدود ۔۔۔ بر تو ہر حیں و آں سَلَامٌ عَلَیْکَ

ایں بہا دمبدم ز ہجرانت ۔۔۔ ساز عجز و فغاں سَلَامٌ عَلَیْکَ

دستگیرش تو شو بفضل و کرم ۔۔۔ از در خود مراں سَلَامٌ عَلَیْکَ

(کلیاتِ جامی)

خاندانی پس منظر

جانشین مصطفیٰ ﷺ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی ایک طرف منکرین زکوٰۃ کی تادیب وتہذیب کی اور دوسری طرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں منطقی انجام تک پہنچایا۔ آپ کے وصال کے بعد خاندان صدیقی نے آپ کے مشن کو جاری رکھا۔ اس خاندان کے افراد اپنے مشن کی تکمیل اور تبلیغ اسلام کی غرض سے روس کے مشہور شہروں خجند، بخارا اور سمرقند وغیرہ میں آباد ہوئے اور دینی ومذہبی خدمات انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

سولہویں صدی عیسوی میں 'خجند' شہر میں خاندان صدیقی کے ایک بزرگ "حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی" تبلیغی، تدریسی، تصنیفی اور ملی خدمات کے باعث متعارف ومشہور ہوئے۔ مشہور مغل فاتح جناب ظہیر الدین بابر بھی ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ جب ظہیر الدین بابر نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے اور فتح کرنے کا پروگرام بنایا تو انہوں نے جہاں دیگر علماء ومشائخ اور اہم شخصیات کو ہندوستان میں آنے کی دعوت دی وہاں حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں بھی درخواست کی جو آپ نے بلا تامل قبول کر لی۔ اس طرح صدیقی خان ہندوستان میں آباد ہوا اور تبلیغی وملی خدمات میں مصروف ہو گیا۔ [1]

انیسویں صدی میں حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی کی اولاد سے سرزمین میرٹھ میں دو بھائی حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی جوش میرٹھی رحمہ اللہ تعالی اور حضرت علامہ محمد اسماعیل صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالی اپنی علمی، ادبی، تصنیفی اور ملی خدمات کے باعث مشہور ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی جوش 1908ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے وقت کے ممتاز عالم دین،

---

1 صلاح الدین سعیدی، ماہنامہ "لا نبی بعدی" شمارہ جنوری 2004 ص 75

مبلغ اسلام، عاشق رسول اور شہرت یافتہ نعت گوشاعر تھے۔ اور جوش تخلص تھا۔ اپنے علم وفضل، بزرگی اور ملی خدمات کے باعث عرصہ دراز تک شاہی مسجد میرٹھ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے آپ کے چند نعتیہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

ہے تو ہی تو اگر تجھے پہچان جائیں ہم — پھر یہاں سے کیوں بہ حسرت وارمان جائیں ہم
وہ علم دے ہمیں کہ تجھے جان جائیں ہم — بندے ہیں تیرے اور کو کیوں مان جائیں ہم
ہر شان میں ہے جلوہ نما تو ہی اے خدا — آنکھیں عطا ہوں کاش کہ پہچان جائیں ہم
یارب ہمارے ساقی کوثر ہوں میزبان — جب حشر میں بصورت مہمان جائیں ہم
شان جناب احمد مرسل حبیب حق — گر حق نما نظر ہو عطا جان جائیں ہم
برقع اٹھایئے رخ روشن سے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم — اللہ کے حبیب ہو قربان جائیں ہم
لاتقنطوا ہے سامعہ افروز جاں حکیم — واعظ کے قیل وقال کو کیوں مان جائیں ہم [2]

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

خوش نصیب ایسی عطا ہوں میرے مولا آنکھیں — دیکھیں جی بھر کے جمال شہ بطحا آنکھیں
ہوں شرف جو زیارت سے رخ انور کی — ایسی دے اپنی عنایت سے خدایا آنکھیں
آرزوئے در احمد میں جو بیتاب ہے جوش — شوق سے دیکھتی ہیں سوئے مدینہ آنکھیں

وصال سے چھ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جوش کو آخری بیٹا مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عطا فرمایا۔ وصال کے وقت اہلیہ محترمہ نے آپ سے سوال کیا کہ حضور! آپ کے وصال کے بعد یہ چھوٹا بچہ کیسے پرورش پائے گا؟ تو آپ نے جواب دیا:

> ”اس بچے کی مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک عزت وتکریم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو مبلغ اسلام بنائے گا“۔

دنیا نے دیکھا کہ ولی کامل کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوا یعنی حضرت علامہ

---

[2] محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 12

شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ مبلغ اعظم بنے، پرچم اسلام دنیا بھر میں بلند کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھرپور زندگی گزاری اور 1898ء میں وصال فرمایا۔

حضرت علامہ شاہ محمد اسماعیل صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی صاحب علم وفضل، ممتاز ادیب اور شہرت یافتہ شاعر تھے۔ آپ کی شاعری نعت گوئی کی حد تک نہیں تھی بلکہ بچوں کے لیے خوبصورت، مفید اور سبق اموز نظمیں بھی لکھیں جو پاک و ہند کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ انہوں نے میرٹھ میں "گرلز ہائی سکول" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں "گورنمنٹ اسماعیل گرلز کالج" کے نام سے مشہور ہوا۔ صدیقی خاندان کے ایک بزرگ حضرت علامہ عبدالحیٔ صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرٹھ میں "فیضان عام ہائی سکول" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جس کو بعد میں کالج کا درجہ حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جوش کو سات صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ **حضرت علامہ شاہ مختار احمد صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:**

آپ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جوش کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ 1294ھ میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مبلغ اسلام، ممتاز عالم دین اور ولی کامل تھے۔ خاندانی وجاہت کے علاوہ مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے خلافت و اجازت کا بھی اعزاز رکھتے تھے۔ والد گرامی کی طرح آپ کو بھی شہرت یافتہ نعت گو شاعر ہونے کا فخر حاصل تھا۔ آپ کے نعتیہ کلام کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ وہ جمال شہ بطحا دیکھو — نور خدا جلوہ نما ہے رخ زیبا دیکھو
اسم اللہ کا مظہر ہے وہ جمال احمد — قابل دید ہوں آنکھیں تو یہ جلوہ دیکھو
جن کو فردوس بریں کی ہو تمنا مختار — ان سے کہہ دو کہ چلو پہلے مدینہ دیکھو

98080

دوسرے مقام پر لکھا:

مجھے اس کا جلوہ دکھا دے خدایا جسے تو نے آئینہ اپنا بنایا

نبی کی حقیقت کے ہوں ہم شناسا وہ چشم بصیرت عطا کر خدایا

خدا نور ہے آسمان و زمین کا محمد ہے اس کا نور پہلا

خدا کے حبیب آپ ہیں یا حبیبی رسولوں میں یہ مرتبہ کس نے پایا

یہ مختار عاصی بھی پہنچے مدینہ کوئی راہ ایسی بتا دے خدایا [3]

حضرت علامہ مختار احمد صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک عرصہ تک سرزمین میرٹھ میں تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر جنوبی افریقہ کے مشہور شہر ڈربن میں چلے گئے اور وہاں مرکزی جامع مسجد تعمیر کروائی اور اس میں 35 سال تک خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں ڈربن شہر میں کثیر تعداد میں دینی مدارس قائم کیے۔ ان کا ۱۳۵۷ھ مطابق 1938ء کو میرٹھ میں وصال ہوا۔

☆ حضرت علامہ شاہ نذیر احمد صدیقی خجندی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جوش کے دوسرے صاحبزادے ہیں جو ممتاز عالم دین اور خطیب العصر تھے۔ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجازت و خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے گہری عقیدت تھی، دینی و سیاسی معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور آزاد میدان پارک بمبئی کی جامع مسجد میں آپ کی اقتداء میں نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور نماز عیدین ادا کرتے۔ جب قائداعظم نے رتن بائی (پارسی خاتون) سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے آپ سے مشورہ کیا، رتن بائی نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا بلکہ نکاح مسنونہ بھی آپ نے پڑھایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے سپیشل ہوائی جہاز کے ذریعے آپ کو حج بیت اللہ کے لیے بھیجا تھا۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپ نے انتقال کیا اور جنت البقیع میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

---

[3] محمد امین نورانی، مولانا: عہد حاضر رواں کی ایک عبقری شخصیت ص13

جناب خلیل احمد رانا صاحب آپ کے مختصر احوال و آثار، خدمات اور کارناموں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

علامہ نذیر احمد خجندی میرٹھ کے رہنے والے تھے اور چونکہ ان کا تعلق پرانی وضع کے علمی گھرانے سے تھا اس لیے انہوں نے پہلے تو درس نظامی کی تکمیل کی اور پھر طب کا مطالعہ کیا، اگرچہ طبیب کی حیثیت سے وہ بمبئی میں صرف تھوڑے سے عرصہ کے لئے جلوہ گر ہوئے، ان کے ایک بھائی (علامہ مختار احمد صدیقی) تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ میں مقیم ہو گئے تھے، ان کے دوسرے بھائی (علامہ عبدالعلیم صدیقی) سنگاپور، ماریشس وغیرہ علاقوں میں مدتوں تبلیغ کا کام کرتے رہے، جہاں ان کے قائم کردہ ادارے آج بھی مصروف تبلیغ ہیں۔

خجندی نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے، ان میں ایک وصف یہ تھا کہ وہ مقرر کی تقریر کو ساتھ کے ساتھ نظم کا جامہ پہناتے جاتے تھے۔

ان کی ایک دو خدمات تو ایسی ہیں جنہیں بمبئی والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے، انہوں نے محمد زکریا منہیار اور حکیم ابو یوسف اصفہانی کے ساتھ مل کر آزاد میدان میں عیدین کی نماز کا ڈول ڈالا اور سر غلام حسین سے جو ان دنوں محکمہ رفاہ عامہ کے وزیر تھے، آزاد میدان کے ایک حصہ میں نماز با جماعت ادا کرنے کی اجازت حاصل کر لی، اس وقت سے وہاں عیدین کی نمازیں بڑی شان سے ادا ہوتی ہیں۔

ان کی دوسری خدمت یہ تھی کہ وہ شہر بمبئی کے تمام مسلم اداروں کی طرف سے عید میلاد کی تقریب نہایت شاندار طریقہ سے کاؤسجی جہانگیر ہال میں مناتے تھے، ان جلسوں میں سب مذاہب کے لیڈروں کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ مسز نائیڈو، سردار تیجا سنگھ اور پارسی موبد اس پلیٹ فارم سے ایک سے زائد مرتبہ تقریریں کر چکے ہیں۔ محمد علی جناح، نواب بہادر یار جنگ، مولانا شوکت علی اور دوسرے مسلم اکابر بھی ان موقعوں پر پبلک سے خطاب کر چکے ہیں۔

تقریباً 1930ء میں بمبئی کے چند دوستوں نے ''بزم خیال'' کی تشکیل کی تھی، راقم

الحروف اس بزم کا صدر تھا اور خجندی نائب صدر، سوائے میرے باقی سب عہدے دار شاعر تھے، اس کی زیر سرپرستی ہم نے دو تین دفعہ آل انڈیا مشاعرے منعقد کئے جو بے حد مقبول ہوئے، اسی بزم کی بدولت اہل بمبئی جوش ملیح آبادی، آزاد انصاری، سیماب اکبر آبادی، بسمل الہ آبادی، ساغر میرٹھی، احسن مارہروی جیسے شعراء سے متعارف ہوئے، علامہ خجندی ان مشاعروں کے انعقاد میں تن، من، دھن ایک کر دیتے تھے۔

علامہ صاحب برسوں مسجد خیرالدین کے امام رہے، یہ وہ مسجد ہے جسے مولانا ابوالکلام آزاد کے والد ماجد نے تعمیر کرایا تھا اور آج بھی وہ انہی کے نام سے موسوم ہے، اس مسجد کی آمدنی اور مصارف کبھی متوازن نہیں ہوئے، لیکن اس کے باوجود اس سے لپٹے رہے حالانکہ انہیں ہر مہینہ مصارف پورا کرنے کی غرض سے اچھی خاصی تگ و دو کرنی پڑتی تھی۔

خجندی رشتہ میں (بچوں کے مشہور شاعر) مولانا محمد اسماعیل میرٹھی (پ 12 نومبر 1844ء ف یکم نومبر ۱۹۱۷ء) کے بھتیجے تھے اور اس اعتبار سے شاعری ان کی خاندانی چیز تھی ان میں غضب کی آمد تھی، وہ ہر وقت شعر کہہ سکتے تھے۔

انہیں مشاعرے منعقد کرانے کا شوق جنون کی حد تک تھا، وہ عرسوں کے موقعوں پر بھی مشاعرے منعقد کراتے تھے، شیخ مصری کا درگاہ (بمبئی) میں انہوں نے متعدد مشاعرے منعقد کیے ،ایک موقع پر طرح تھی!

"باتیں کرے گی آج اجل مجھ سے پیار کی"

کئی ایک شعراء نے اس پر گرہیں لگائیں لیکن علامہ صاحب کو منشی اختر وارثی کی گرہ سب سے زیادہ پسند آئی اور وہ دیر تک داد دیتے رہے، وہ گرہ یہ ہے!

بالیں سے ہٹیے آپ سے دیکھا نہ جائے گا
باتیں کرے گی آج اجل مجھ سے پیار کی

ان کا داد دینے کا انداز بھی مخصوص تھا، کبھی کہتے واہ کیا شعر کہا ہے، کبھی فرماتے دونوں

مصرع برابر کے ہیں، کبھی فرماتے خوب سوچ کے کہا ہے وغیرہ وغیرہ، ناممکن تھا کہ اچھا شعر پڑھا جائے اور وہ چپ رہیں، ایک دفعہ باندرہ میں ''مولانا کی مسجد'' کی ملحقہ درگاہ میں مشاعرہ ہوا، خجندی صدر تھے، اختر وارثی نے ذیل کا شعر پڑھا جس پر حاضرین نے انہیں خوب داد دی۔

زاہد کو بڑا ناز ہے مسجد پہ الٰہی
رندوں کی دعا ہے اسے میخانہ بنادے

علامہ صاحب نے داد میں بالکل حصہ نہیں لیا، مگر اتنا فرمایا: اختر صاحب، وارثی ہو کر ایسی باتیں؟
خجندی بڑی پاکیزہ سیرت کے مالک تھے، وہ بے حد متوکل اور صابر انسان تھے، کڑے وقتوں کو انہوں نے جس صبر و شکر سے جھیلا وہ انہیں کا حصہ تھا۔
ایک رات وہ مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ موٹر کی جھپیٹ میں آ گئے اور بری طرح زخمی ہوئے، سب کا خیال تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں گے، لیکن خدا نے فضل کیا اور وہ بچ گئے، اس کے بعد یکا یک ان کے دل میں حج بیت اللہ کا شوق پیدا ہوا اور وہ عازم حج ہو گئے، حج کے بعد وہ بیمار پڑے اور ۱۳۵۵ھ میں شعبان کی کسی تاریخ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے، زندگی میں وہ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ انہیں سرزمین حجاز میں موت نصیب ہو، بالآخر خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی''۔ 4

☆ حضرت علامہ شاہ بشیر احمد صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت علامہ جوش کے تیسرے باکمال صاحبزادے ہیں، مذہبی و سیاسی راہنما کے طور پر متعارف ہوئے اور تاحیات باطل قوتوں کے خلاف آوازِ حق بلند کرتے رہے۔ انہوں نے تحریک خلافت میں حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں افریقہ میں تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

☆ حضرت علامہ شاہ صدیق احمد میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

والد گرامی کی طرح آپ بھی عالم و فاضل، ممتاز شاعر اور سیرت و کردار کے مالک تھے۔ انہوں نے پانی پت میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

4 عظمت رفتہ از ضیاء الدین احمد برنی، تذکرہ علماء اہل سنت از مولانا سید محمود احمد قادری، قائدِ تحریک نظام مصطفےٰ ص 146

☆حضرت شاہ خلیل احمد میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ علامہ جوش کے پانچویں صاجزادے تھے جو علمی، ادبی اور شاعری خدمات کے سبب متعارف ومشہور تھے۔

☆حضرت شاہ حمید احمد میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ چھٹے صاجزادے تھے جو صاحب علم وفضل، ادبی ذوق کے حامل اور نعت گو شاعر تھے۔

☆مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت علامہ جوش کے ساتویں اور سب سے چھوٹے صاجزادے تھے لیکن مذہبی و سیاسی خدمات اور سیرت وکردار کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے۔ 3 اپریل **1892**ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ 37 واسطوں سے آپ کا نسب نامہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی پھر مدرسہ عربیہ قومیہ، میرٹھ میں داخل ہوئے، اور درس نظامی کا آغاز کیا۔ 16 سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور سند و دستار فضیلت حاصل کی۔ **1917**ء کو میرٹھ کالج سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ والد گرامی حضرت علامہ شاہ عبدالحکیم صدیقی جوش، مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی، برادر اکبر حضرت شاہ احمد مختار صدیقی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی، حضرت شیخ احمد الشمس اور حضرت شیخ السنوسی رحمہم اللہ تعالیٰ سے روحانی فیوض حاصل کیے۔ **1919**ء میں حرمین شریفین کی زیارت وحج بیت اللہ سے واپسی پر امام احمد رضا بریلوی کی عظمت وشان میں ایک طویل منقبت لکھی جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو ۔۔۔ قسیم جام عرفاں اے شاہ احمد رضا تم ہو

غریق بحرِ الفت مست جام بادہ وحدت ۔۔۔ محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا، مدار اہل طریقت کا ۔۔۔ جو محور ہے حقیقت کو وہ قطب الاولیاء تم ہو

آپ نے جدید تقاضوں کے مطابق دنیا بھر میں دینی مدارس، مساجد، لائبریریاں اور

اسلامی مراکز قائم کیے جن میں زیادہ مشہور سلطان مسجد سنگاپور، جاپان مسجد ٹوکیو، حنفیہ مسجد کولمبو، اسلامی کتب خانہ، جامع مسجد نائجیریا، عربی یونیورسٹی ملایا، اسلامک سروس سینٹر ڈربن، یتیم خانہ ہانگ کانگ، اسلامی مشن سرایبا اور نیشنل ہائی سکول پونا وغیرہ شامل ہیں انہوں نے 1937ء میں شاہ ابن سعود سے ملاقات کی اور نو مسلم یورپین کو حج کے دوران پیش آنے والی مشکلات کو دور کرنے کا مشورہ دیا۔ 1946ء میں شاہ ابن سعود سے دوبارہ مذاکرات کیے جس میں سعودی حکومت کی طرف سے حجاج کرام پر لگائے گئے ٹیکس معاف کرائے۔ آپ نے کمیونزم اور دہریت کے خلاف محاذ قائم کیا۔ جس کے تحت تمام مذاہب و مسالک پر مشتمل ایک کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس کے موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں متفقہ طور پر آپ کو ''فضیلت المآب'' کا لقب دیا گیا۔ 1935ء کو مشہور فلاسفر جارج برناڈ شا سے ملاقات کی جس میں مضبوط دلائل سے انہیں ''حقانیت اسلام'' پر قائل کیا۔ تحریک پاکستان کے دوران انہوں نے مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی، اخوان المسلمین مصر کے بانی حسن البنا، اردن کے شاہ عبداللہ اور شاہ ابن سعود وغیرہ قائدین سے ملاقاتیں کیں اور انہیں مطالبہ پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لیے قائل کیا۔ اپنے برادر اکبر حضرت علامہ شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا جبکہ اجازت و خلافت کا اعزاز مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔ دنیا بھر کے تبلیغی دورے کیے اور ایک لاکھ سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ تحریک خلافت اور تحریک قیام پاکستان میں حصہ لیا اور فعال کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر آپ نے مختلف ممالک کا دورہ کیا اور حصول پاکستان کے اغراض و مقاصد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی نماز عید قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی اقتداء میں ادا کی۔ قائد اعظم نے آپ کو مصر کا سفیر بنانے کی پیش کش کی لیکن مذہبی و تبلیغی مصروفیات کے باعث آپ نے قبول نہ کی۔

1954ء میں حج بیت اللہ کی غرض سے حجاز مقدس گئے اور مدینہ طیبہ میں روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ اسی موقع پر مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت شاہ محمد جیلانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے اور ہونہار صاحبزادے تھے جو مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے کوشاں رہے۔ ایک عرصہ تک لندن میں مقیم رہے پھر زندگی کے آخری سالوں میں پاکستان میں مقیم ہو گئے۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے جدو جہد میں شریک رہے۔ اور قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا دست و بازو بن کر ان کے مشن کی تکمیل کے لیے جہد مسلسل کی۔ انہوں نے اپنے برادر اصغر امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"میں شاہ احمد نورانی سے عمر میں بڑا ضرور ہوں مگر مقام و مرتبہ میں شاہ احمد نورانی مجھ سے بہت بڑے ہیں اور میرے والد کے حقیقی جانشین ہیں"۔ 5

وہ جمعیت علماء پاکستان کے ممتاز راہنما بھی تھے جو جمعیت کے جلسوں، جلوسوں اور دیگر پروگراموں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے۔ چند سال پہلے کراچی میں ان کا وصال ہوا۔

☆ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ علامہ صدیقی کے دوسرے صاحبزادے، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور مبلغ اعظم ابن مبلغ اعظم تھے۔ انہوں نے تاریخ ساز مذہبی اور سیاسی خدمات انجام دیں جس کا تفصیلی تذکرہ آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔ انشاءاللہ العزیز۔

---

5 صلاح الدین سعیدی، ماہنامہ "لا نبی بعدی" شمارہ جنوری 2004ء، ص 76

☆۔جناب شاہ حامد ربانی (مقیم مدینہ منورہ)

☆۔شاہ حماد سبحانی (مقیم مدینہ منورہ)

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہمشیرہ حضرت امت الصبوح رحمہا اللہ تعالیٰ تھیں جنہوں نے خاندانی روایات کے مطابق "المرکز الاسلامی" کے نام سے کراچی میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جس میں خواتین کو علوم اسلامیہ کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ان کے شوہر حضرت علامہ فضل الرحمان انصاری (متوفی 1974ء) تھے جو حضرت مبلغ اعظم علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے۔انہوں نے عربی اور انگریزی میں کتب تصنیف فرمائیں۔ایک عرصہ تک علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ رہے۔انہوں نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام میں صرف کردی۔قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد ایم۔این۔اے اپنے برادر اکبر حضرت قائد اہل سنت کی طرز پر مبلغہ اسلام، متحرک راہنما اور جمعیت علماء پاکستان شعبہ خواتین کی سربراہ ہیں۔انہوں نے اپنی عظیم مشن کے لیے گلشن اقبال کراچی میں "خواتین اسلامک مشن ہال" قائم کر رکھا ہے جس میں خواتین کے مختلف پروگرام اور نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔وہ خواتین کو اعتقادی، علمی، عملی اور سیاسی تربیت دیتی ہیں۔گفتگو اور خطاب کا لب ولہجہ حضور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے موافقت رکھتا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد ایم۔این۔اے کے شوہر جناب محمد احمد صدیقی ہیں جو ممتاز دانشور، ادیب، مصنف اور ممتاز صحافی ہیں۔انہوں نے کراچی سے ہفت روزہ "احوال" جاری کیا جو اپنی نوعیت کا واحد رسالہ اور جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان تھا۔جناب محمد احمد صدیقی جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معاون ودست راست رہے ہیں۔

☆حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ:

حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی صاحب عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور مبلغ ابن مبلغ ہیں۔

انہوں نے علوم اسلامیہ اور علوم جدیدہ میں مہارت حاصل کی۔ 1994ء میں انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ ایک عرصہ سے علوم اسلامیہ کی تدریس میں مصروف عمل ہیں۔ والد گرامی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت اور اعزاز خلافت واجازت حاصل کیا۔ قائد اہل سنت کی خواہش کے احترام اور حکم کے مطابق ایک مہینہ تک گوشہ نشینی میں گزارا اور سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ کے اوراد ووظائف بالخصوص حزب البحر کی خوب تلاوت کی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال مبارک کے بعد ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین اور جمعیت علماء پاکستان کے قائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل، اور عمر میں برکت اور مشن میں کامیابی عطاء فرمائے۔ آمین۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ عالمہ فاضلہ، عابدہ زاہدہ، صابرہ شاکرہ اور ولیہ کاملہ تھیں۔ جو 1898ء کو مظفر نگر میں پیدا ہوئیں۔ اپنے شوہر مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور خدمت گزار تھیں۔ انہوں نے اپنی اولاد بالخصوص قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی تعلیم وتربیت اعلیٰ اصولوں اور اپنی نگرانی میں کی۔ شوہر کے وصال کے بعد اپنے صاحبزادگان میں سے حضرت قائد اہل سنت کے ہاں قیام کو ترجیح دی۔ اپنے لخت جگر امام نورانی صدیقی پر جو شفقت ومہربانی فرماتیں اس کی کیفیت تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ قائد اہل سنت کو بھی والدہ محترمہ سے نہایت درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔ جب کسی پروگرام، تبلیغی مشن اور سفر پر جانا ہوتا تو والدہ محترمہ سے ضرور اجازت حاصل کرتے اور قدم بوسی کرتے۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ نے باپردہ اور گمنامی کی زندگی گزاری البتہ دو مواقع پر اخبارات وجرائد اور عالمی میڈیا نے خوب کوریج دی۔ پہلی مرتبہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جب 1973ء کے آئین کو اسلامی بنانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے بعد بذریعہ ٹرین کراچی تشریف لائے تو تاحد نگاہ لوگ آپ کے

استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو اپنے لخت جگر کے عظیم کارنامہ کی خوشی میں والدہ محترمہ بھی باپردہ ریلوے اسٹیشن، کراچی میں تشریف لائیں۔ اس موقع پر قائد اہل سنت نے حسب عادت فرط محبت سے والدہ محترمہ کی قدم بوسی کر کے عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ دوسری مرتبہ جب 1977ء کو تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران بھٹو حکومت کی طرف سے قائد اہل سنت کو گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھا گیا تو والدہ محترمہ کو وطن عزیز کے طول وعرض سے ٹیلی فون آئے، جس پر انہوں نے عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اخبارات کو ایک ایمان افروز بیان جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

مجھے گزشتہ چند روز کے اندر سینکڑوں ٹیلی فون اور پیغامات ملے ہیں جن میں میرے لڑکے نورانی کے ساتھ کی جانیوالی زیادتیوں کے سلسلے میں استفسار کیے گئے تھے اور اظہار ہمدردی کیا گیا تھا۔ میں ان تمام لوگوں کو جو نورانی میاں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر آزردہ ہیں، انہیں یہ ہدایت کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اظہار افسوس کی بجائے خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان کے راہنما کو حق بات کہنے اور پھر حق بات کے لیے سختیاں جھیلنے کی سعادت عطا کی۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے اگرچہ میں عمر کی ایسی منزل میں ہوں کہ ہمہ وقت اپنے بیٹے کی قربت کی خواہش محسوس کرتی ہوں مگر اس کے باوجود مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے اس نے عظیم باپ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی لاج رکھ لی اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کو اس منزل پر لے جا رہا ہے جہاں سے کامیابی کا راستہ مختصر نظر آ رہا ہے، مجھے یقین ہے کہ جنت البقیع مدینہ منورہ میں میرے شوہر اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر نازاں ہونگے۔ حق وصداقت کے راستے میں نورانی میاں نے جو سختیاں جھیلی ہیں وہ ایک ماں کے دل کے لیے بظاہر تکلیف دہ ضرور ہیں مگر ان کے پیشروؤں کو حق کے لیے اس سے بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ نورانی میاں کا حوصلہ بلند ہے اگر قومی زندگی کے اس نازک مرحلے پر وہ کسی کمزوری کا مظاہرہ کرتے تو میں مرتے دم تک انہیں اور خود کو معاف نہ کرپاتی خود کو یہ سوچ کر کہ کہیں میری تربیت میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی تھی مگر آج میں خوش ہوں کہ حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو مجھے شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے گی اور نہ ہی میں اپنے شوہر کے روبرو شرمسار ہوں گی۔ میں ان تمام بہنوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کے بچوں، شوہروں اور بھائیوں نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جانیں دی ہیں یا جن کے بچے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، میں انہیں یقین دلاتی ہوں کہ ظلم کی تاریکی چھٹنے والی ہے اور وہ صبح ضرور طلوع ہو گی جو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی لیے ہوئے ہو گی اور جس کے ذریعے اس ملک میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔[6]

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ کا وصال 21 مئی 2001ء کو کراچی میں ہوا۔ مزار حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔

قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاندان کی مذہبی اور سیاسی خدمات کو یوں واضح کیا:

ہم قیام پاکستان سے قبل میرٹھ شہر میں رہائش پذیر تھے جو یو۔پی میں واقع ہے۔ یہ ہندوستان کا ایک اہم صوبہ تھا۔ اگرچہ اس صوبے میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی لیکن پھر بھی وہ اقلیت میں تھے۔ اعداد و شمار کے مطابق صوبے میں مسلمانوں کی آبادی پورے صوبے کی آبادی کا 30 فیصد تھی لیکن مسلمان با اثر تھے۔ تعلیم کا تناسب بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں سے کچھ بہتر تھا۔ اس لیے

6 محمد فروغ القادری، مولانا: جام نور دہلی شمارہ مارچ 2004ء ص 17

قدرتی بات تھی کہ صوبے میں مسلمانوں کے حقوق کی بات زیادہ منظم طریقہ سے کی جاتی۔ان کی ترقی کے لیے جدوجہد ہوتی اور انگریز سامراج کے ساتھ ساتھ ہندو ساہو کاروں کے ظلم وستم کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی جاتی۔میرے دادا بھی اردو کے بہت بڑے ادیب وشاعر تھے۔وہ سیاسی میدان میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کو ضروری خیال کرتے تھے۔ان کا اسم گرامی مولانا محمد اسماعیل میرٹھی تھا۔ان کی بے شمار نظمیں قیام پاکستان سے قبل ہی اردو نصابی کتابوں میں شامل تھیں۔میرے حقیقی چچا مولانا نذیر احمد صدیقی میرٹھ سے بمبئی (جسے اس وقت بمبئے کہتے تھے) تشریف لے گئے۔ وہاں وہ بہت جلد مسلمانوں کو منظم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔انہیں ''آزاد میدان بمبئی'' کی بڑی مسجد کا خطیب اور امام مقرر کیا گیا۔اس مسجد میں قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ بھی نماز کے لیے آتے تھے۔وہ مولانا نذیر احمد صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر سے بہت متاثر ہوئے اور پھر دونوں کے مابین نظریاتی ہم آہنگی اور جدوجہد کے سلسلے میں ہم خیالی نے دونوں کو بہت قریب کردیا اور یہ قرب اتنا بڑھا کہ قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نے مولانا نذیر احمد صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مولانا نے ہی ان کا نکاح پڑھایا اور رشتہ ازدواج میں منسلک کیا۔اس ایک واقعہ سے ہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کے تعلقات بانی پاکستان کے ساتھ کتنے قریبی تھے۔ [7]

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے حوالے سے والد گرامی اور دیگر اکابر کی جدوجہد کو یوں واضح فرمایا:

ہمارے بزرگوں نے 1930ء سے ہی اس (تحریک قیام پاکستان کی) طرف توجہ دینا شروع کی۔ان کی سوچی سمجھی رائے تھی کہ مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کے

7 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 228

ساتھ ساتھ ہندو ساہو کاروں کی اقتصادی گرفت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور بیک وقت دونوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کو اپنا نصب العین قرار دینا چاہیے۔ اس طرح حصول پاکستان کی جدوجہد کے پہلے مرحلے میں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کے سواد اعظم اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت سید محدث کچھوچھوی، مجاہد ملت حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی، غزالی زماں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمھم اللہ تعالیٰ اور دوسرے بے شمار علماء و مشائخ کبار نے سنیوں کو منظم کرنے کے لیے ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ میرے والد محترم مولانا محمد عبد العلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سال سے زائد کا عرصہ پورے ملک کے تنظیمی دورے میں گزارا۔ اس جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برامد ہوئے اور سنی کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ ان کانفرنسوں کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی کہ اس دور کے کچھ نام نہاد مسلمان "قوم پرستی" کی آڑ میں کانگریس کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس طرح انگریز حکومت کو یہ تاثر دیتے تھے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے ساتھ ہے، تو ہمارے بزرگوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ سنی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور ان میں قیام پاکستان کی حمایت کی جائے۔ چنانچہ **1946**ء میں بنارس سنی کانفرنس نے قیام پاکستان کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا"۔ [8]

☆☆☆☆☆

[8] فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص: 228

دوسرا باب

نورانی احوال و آثار

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن　　گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت　　یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن　　قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ولادت باسعادت:

قطب وقت، مبلغ اعظم، مجدد سیاست شرعیہ، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ مطابق یکم اپریل 1926ء کو صدیقی خاندان میں مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی خلیفہ مجاز امام احمد رضا بریلی رحمہما اللہ تعالی کے ہاں علماء خیز شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ 1

نام والقاب اور نورانی شجرہ نسب:

والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالی نے ''شاہ احمد نورانی'' نام تجویز فرمایا۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل و مہارت فنون کے باعث ''علامہ مولانا'' اور خاندانی نسبت سے ''صدیقی'' کہلائے۔

اسم ''نورانی'' تجویز کرنے کے سلسلے میں حضرت علامہ مفتی غیب الرحمان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

وہ صرف نام ہی کے ''نورانی'' نہیں تھے بلکہ اپنی صورت و سیرت، ظاہرہ باطن، قلب وقالب اور جسم و روح ہر اعتبار سے ''نورانی'' تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کے عظیم والد گرامی

1 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص 12

نگاہ عمیق، فراست مومنانہ، دیدہ بینا اور مستقبل بینی کا ملکہ تامہ رکھتے تھے، اسی لیے انہوں نے اپنے ہونہار فرزند کی فطری صلاحیتوں و کمالات کا کامل ادراک کرتے ہوئے ان کا نام ہی ''نورانی'' رکھ دیا تھا، اللہ جل شانہ کے حبیب کریم ﷺ کے اسم مبارک ''محمد'' کی طرح جو بھی ان کا نام لے، وہ حق مدح بھی ساتھ ہی ادا کرتا چلا جائے''۔ 2

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری صاحب آپ کے اسم گرامی سے قبل لفظ ''مولانا'' کی توجیہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

''مولانا'' کے لفظ میں آج جو ہلکا پن، مخصوص ذہنیت، چند قدیم علوم سے واقفیت اور اپنے گنبد کے خول میں بند رہنے کا تصور پیدا ہو گیا اور وہ کچھ ایسا غلط بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے ''شاہ احمد نورانی'' کا تعارف ''مولانا'' کے لفظ سے کرانا نہ صرف ان سے پرلے درجہ کی ناواقفیت بلکہ ان کے ساتھ ظلم بھی ہے''۔ 3

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مختلف القاب عطا فرمائے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ، حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا۔

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مختلف القاب عطا ہوئے جن سے وہ معروف و مشہور ہوئے۔ مثلاً حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر، حضرت عمر کو فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین، حضرت علی کو اسد اللہ، دس معروف صحابہ کرام کو عشرہ مبشرہ، حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو امین الامت، حضرت خالد بن ولید کو سیف اللہ، حضرت جعفر کو طیار اور حضرت امام حسین کو سید الشہداء کا لقب عطا ہوا۔

اسی طرح اولیاء کرام کی نورانی جماعت بھی مختلف القاب سے مشہور ہوئی۔ مثلاً سیدنا

2 مفتی منیب الرحمان نعیمی، علامہ: ماہنامہ ''النعیم'' کراچی شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 4

3 سید محمد فاروق القادری، پیر: شاہ احمد نورانی ص 3

حضرت امام ابو حنیفہ ''امام اعظم'' حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ''غوث اعظم'' حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ''غریب نواز'' حضرت علی بن عثمان ہجویری ''داتا گنج بخش'' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار ''کاکی'' حضرت بابا فرید الدین ''گنج شکر'' حضرت شیخ عثمان ''شہباز مست قلندر'' حضرت امام فضل حق خیر آبادی ''امام المجاہدین'' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''محقق علی الاطلاق'' حضرت شیخ احمد سرہندی ''مجدد الف ثانی'' امام احمد رضا فاضل بریلوی ''اعلیٰ حضرت'' حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ''شیر ربانی'' علامہ عبدالعزیز مبارکپوری ''حافظ ملت'' حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ''صدر الافاضل'' حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی ''مبلغ اعظم'' حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی ''قطب مدینہ'' حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی ''شیخ الاسلام'' حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ''غزالی زماں'' حضرت علامہ حامد علی خاں ''بے تاج بادشاہ'' حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ''مفتی اعظم'' حضرت علامہ مفتی سید محمد غلام جیلانی ''صدر العلماء'' اور حضرت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی ''مجاہد ملت'' کے لقب سے معروف ومشہور تھے جبکہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کثیر القاب سے مشہور ہوئے۔

آپ اسم با مسمّٰی تھے۔ مہد سے لیکر لحد تک عظیم اور تاریخ ساز کارنامے انجام دیے جن کے باعث کثیر الالقاب سے ملقب ہوئے۔ آپ کے القاب میں سے چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

عاشق رسول، فنافی الرسول، محبوب حبیب خدا، کشتۂ عشق رسول، عالم ربانی، قاری سبعہ عشرہ، قطب الوقت، قائم اللیل، صائم الدہر، مرشد کامل، بے مثل ادیب، بے بدل خطیب، ولی کامل، عارف کامل، محافظ مقام مصطفیٰ ﷺ، قائد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، مناظر ختم نبوت، فاتح ختم نبوت، داعی تحریک ختم نبوت، مجاہد تحریک ختم نبوت، امام اہل سنت، محسن اہل سنت، مفتی اہل سنت، نازش اہل سنت، تاجدار اہل سنت، قائد اہل سنت، شیخ الاسلام والمسلمین، شہید عشق نبی، محبوب الاولیاء، ناشر عشق مصطفیٰ ﷺ، نائب صدیق اکبر، نائب امام اعظم، نائب مجدد الف ثانی، نائب امام احمد رضا، رہبر شریعت، شیخ طریقت، مبلغ اعظم، سفیر اسلام، پیکر صبر ورضا، آفتاب ملت

اسلامیہ، امام انقلاب، قائد حزب اختلاف، امام العصر، سربراہ ورلڈ اسلامک مشن، قائد جمعیت علماء پاکستان، امیر کاروانِ اسلام، داعی اتحاد بین المسلمین، قائد ملت اسلامیہ، حق وصداقت کی نشانی، حکمرانوں کے زوال کی نشانی، مجدد سیاست شرعیہ، خالق آئین پاکستان، صدر ملی یکجہتی کونسل، سربراہ متحدہ مجلس عمل، شہید تحفظ ناموس رسالت۔

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شجرہ نسب نجیب الطرفین یعنی والد گرامی اور والدہ محترمہ دونوں کی طرف سے خلیفہ رسول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ غار ثور میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو سانپ نے ڈسا تھا، اس کا نشان جو قدرتی طور پر تل کی شکل میں نسل بعد نسل چلا آ رہا ہے۔ امام نورانی کے پاؤں کے انگوٹھے پر موجود تھا، جس کی اہل محبت نے بار بار زیارت کی۔ آپ کا مختصر شجرہ نسب یوں ہے:

- قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی بن علامہ محمد عبد العلیم بن علامہ شاہ عبد الحکیم جوش صدیقی رحمھم اللہ تعالیٰ

حلیہ مبارک:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حلیہ مبارک کچھ یوں تھا:

قد مبارک دراز، رنگ سفید، چہرہ روشن، آنکھیں موٹی، بینی مبارک درمیانی، لباس سنت کے مطابق (جو پاجامہ، جُبّہ، دستار اور ٹوپی پر مشتمل تھا) گلے میں کلیجی رنگ کا دوپٹہ، ریش مبارک گھنی، ہاتھ میں عصا، گفتار و رفتار میں وقار، میانہ روی، خوراک سادہ، تلاوت قرآن و درود پاک محبوب وظیفہ، شفقت و محبت کا پیکر اور عاجزی و انکساری کا مجسمہ تھے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ علمی و ادبی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ خاندان کے سب افراد خواتین و حضرات علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھے۔ خاندانی بزرگوں کے طریقہ کے مطابق ایک پر وقار تقریب سعید میں چار سال، چار ماہ اور چار دن کی عمر میں والد

گرامی سے رسم ''بسم اللہ'' خوانی سے تعلیم کا آغاز کیا۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ دس سال کی عمر میں والدین کی معیت میں پہلا حج کیا، حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد ایک سال میں مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں تجوید و قراءت کی تعلیم مکمل کی۔

امام نورانی صدیقی نے اپنا بچپن والدین کی نگرانی میں نہایت صاف ستھرے اور علمی ماحول میں گزارا۔ چنانچہ اپنے گھریلو ماحول کے بارے میں آپ نے یوں فرمایا:

ہمارے گھر کا ماحول بہت زیادہ مذہبی تھا۔ تعلیم کے سلسلے میں آغاز حفظ قرآن سے کیا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ دس سال کی عمر میں والد صاحب کے ساتھ پہلا حج کیا۔ اس موقع پر والدہ محترمہ اور بڑے بھائی بھی ساتھ تھے۔ وہاں تقریباً ایک برس تک ہم رہے''۔4

دوسرے مقام پر بیان کیا:

گھر سے زیادہ دور نہیں جا سکتے تھے، صرف مسجد جاتے تھے اور وہ بھی گھر کے برابر میں تھی۔ بچپن مسجد سے گھر اور گھر سے مسجد کی حد تک محدود رہا لیکن جب ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو پابندی ذرا نرم ہو گئی لیکن اس سے پہلے گھر سے باہر کے لیے نہیں نکل سکتے تھے''۔5

آپ نے میٹرک پاس کرنے کے بعد نیشنل عربیک کالج، میرٹھ سے نمایاں پوزیشن میں انٹر کا امتحان پاس کیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھا۔ میرٹھ شہر کے مشہور مدرسہ ''دارالعلوم اسلامیہ عربیہ'' میں صدر العلماء، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم سلامیہ (درس نظامی) کی تکمیل کی۔ آپ نے الٰہ آباد یونیورسٹی سے گریجوایشن اور فاضل عربی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

اپنی تعلیم کی تکمیل اور دستار فضیلت کی پروقار تقریب کے حوالے سے یوں بیان کیا:

ہمارے استاد محترم صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جب میری دستار بندی ہوئی اور مجھے دستار فضیلت عطا کی گئی تو اس تقریب میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، والد ماجد

4 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: نورانی قیادت ص 133   5 ایضاً ص 134

سفیر اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی صدیقی اور میرے استاد محترم حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمھم اللہ تعالیٰ جیسے مقتدر اور جید حضرات شریک ہوئے''۔6

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روحانی معارف وعلوم وفنون کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والدگرامی) رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔صدرالعلماء حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قطب مدینہ حضرت علامہ محمد ضیاءالدین احمد مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

بیس سال کی عمر میں اپنی تعلیم مکمل کی تو مذہبی تبلیغ اور سیاسی خدمات کا آغاز کیا۔

زبانوں پر عبور:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو سترہ (۱۷) زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ عالمی تبلیغی دوروں کے مواقع پر ہر ملک کی مقامی زبانوں میں خطاب کرتے اور لیکچر دیتے۔ آپ نے خود اس سلسلے میں یوں بیان کیا:

مجھے اردو، عربی، فرانسیسی، سوحلی، ڈچ، انگریزی اور افریقہ کی زبانوں پر عبور حاصل ہے جبکہ مقامی علاقائی زبانیں بھی سمجھ سکتا ہوں''۔ 7

حافظ عبدالرحمٰن نورانی صاحب آف کراچی لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سترہ (17) زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں بالخصوص عربی، انگریزی، فرنچ، افریقن، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی اور دیگر زبانیں شامل ہیں''۔ 8

6 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 48 7 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 461

8 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش ص 72

پیر طریقت حضرت سید محمد فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں:

وہ ہفت زبان عالم تھے نام کے نہیں حقیقی مبلغ تھے کہ ان کے ہاتھ پر دو لاکھ سے زیادہ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی، سنسکرت، اور متعدد زبانیں مادری زبان اردو کی طرح بولتے تھے۔ وہ مجاہد تھے، انہوں نے ہر آمر، ہر غیر انسانی، غیر اسلامی فکر اور شخصیت کے خلاف عمر بھر جہاد کیا۔ وہ بولتے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے، وہ متقی، متورع اور شب زندہ دار تھے۔ وہ اونچے درجہ کے باعمل سیاستدان تھے، ان کو دیکھنے والے کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہیں ان کے چہرے سے ہٹا لے۔ غالباً سیف الدین سیف نے انہی کے لیے کہا تھا:

پھر پلٹ کر نظر نہیں آئی — تجھ پر قربان ہوگئی ہوگی 9

علامہ قمر الحسن بستوی مصباحی لکھتے ہیں:

ہم نے ان کی علمی جلالت کو وہاں دیکھا کہ لوگ مختلف زبانوں میں ان سے سوالات کر رہے تھے اور وہ ہر ایک کا جواب اس کی زبان میں دے رہے تھے۔ عربی، اردو، فارسی، انگریزی، فرانسیسی وغیرہ۔ وہ ایک ایسے قائد تھے جس پر ہمیں فخر ہے اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں''۔ 10

علمی اسناد و شجرات:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند مشہور علمی اسناد و شجرات کا خاکہ سطور ذیل میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ مستقبل میں آپ کی حیات طیبہ اور خدمات پر کام کرنے والوں کے لیے علمی اور اہم دستاویز محفوظ ہوسکیں:

......(1)......

☆۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔ حضرت علامہ شیخ محمد بن یوسف الفربری رحمہ اللہ تعالیٰ

---

9 محمد فاروق القادری، سید پیر: شاہ احمد نورانی ص 4

10 قمر الحسن بستوی مصباحی، علامہ: ماہنامہ ''کنز الایمان'' دہلی شمارہ مارچ 2004ص 45 ۔

☆۔حضرت شیخ ابولقمان یحییٰ بن عامر الخلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شیخ محمد بن شاز بخت فرعالی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت بابا یوسف البروی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت حافظ نورالدین ابوالفتوح اطاورس رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شیخ احمد النهر والی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شیخ محمد النهر والی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شیخ ابووفا احمد برزنجی بن محمد الجعل الیمنی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شیخ محمد بن سنہ رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ شیخ صالح المعروف الفلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت سید اسماعیل البرزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ محمد عبدالباقی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

......(2)......

☆۔غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت شاہ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت سید عبدالعزیز جیشی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت سید محمد بن علی السوسی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت عبدالرحمٰن سراج مکی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

......(3)......

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔عارف باللہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان ملاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ شیخ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

......(4)......

☆۔استاذ الہند حضرت علامہ قطب الدین شہید سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔استاذ الکل حضرت علامہ ملا نظام الدین سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (مرتب نصاب درس نظامی)

☆۔بحر العلوم حضرت علامہ عبدالعلی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ محمد اعلم سندھیلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ عبدالواجد خیرآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ شاہ فضل امام رحمہ اللہ تعالیٰ (صاحب مرقات)

☆۔حضرت علامہ شاہ فضل حق خیرآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ ہدایت اللہ جونپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔بحر العلوم، امام النحو حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

......(5)......

☆۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔بحر العلوم، امام النحو حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد ملت اسلامیہ علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ 11

نمبر 1 میں چودہ (۱۴) واسطوں سے آپ کا سلسلہ تعلیم امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تک، نمبر 2 میں چھ (۶) واسطوں سے غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تک، نمبر 3 میں چار (۴) واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تک، نمبر 4 میں نو (۹) واسطوں سے استاذ الہند حضرت شیخ قطب الدین شہید سہالوی (والد گرامی حضرت علامہ ملا نظام الدین سہالوی مرتب نصاب درس نظامی رحمہ اللہ تعالیٰ) رحمہ اللہ تعالیٰ تک اور نمبر 5 میں دو (۲) واسطوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

بیعت وخلافت:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا اور اعزاز خلافت واجازت بھی۔ علاوہ ازیں قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری اور حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔ 12 جامع شریعت وطریقت ہونے کے سبب آپ سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ رضویہ میں بیعت کرتے تھے۔ مذہبی وتبلیغی اور قومی و سیاسی مصروفیات کے باوجود بہت کم لوگوں کو بیعت کرتے تھے، تاہم آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں جن میں علماء ومشائخ، مصنفین، سیاستدان، اور عوام سب شامل ہیں جبکہ عقیدتمندوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

11 علی احمد سندھیلوی، علامہ: قائد تحریک نظام مصطفےٰ ص 191-187

12 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 28

حج وعمرہ کی سعادت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حجاز مقدس بالخصوص مدینہ منورہ سے روحانی اور جسمانی اعتبار سے گہرا تعلق تھا۔ حضور اقدس ﷺ سے جنون کی حد تک عشق ومحبت کے باعث ایک سال تک مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں تجوید وقراءت کی تعلیم مکمل کی۔ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری اور حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمہما اللہ تعالیٰ سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ زوجہ محترمہ کا تعلق بھی مدینہ منورہ سے تھا۔ دس سال کی عمر میں والدین کے ساتھ پہلا حج ادا کیا۔ آپ نے سولہ (16) سے زیادہ بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی جبکہ عمروں کی ادائیگی اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کا شرف بے شمار مرتبہ حاصل کیا۔ 13

شادی خانہ آبادی:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عاشق رسول اور سراپا سنت مصطفیٰ ﷺ پر عامل تھے۔ 1963ء میں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سے شادی خانہ آبادی ہوئی۔ یہ پرمسرت وپروقار تقریب سعید مسجد نبوی شریف میں منعقد ہوئی۔ ایجاب وقبول مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی نے کرایا۔ 14 خطبہ نکاح تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی نے پڑھا اور گواہوں میں حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی شامل تھے جبکہ دعائے خیر وبرکت قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری نے کرائی۔ شادی کے بعد ایک عرصہ تک آپ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ علماء پاکستان کے پرزور اصرار پر آپ پاکستان میں تشریف لائے۔ آپ نے اہل سنت وجماعت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کامیاب کوشش کی جو آپ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔

---

13 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 28

14 ماہنامہ ''النعیم'' کراچی شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 36

تاثیرزبان:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان میں قدرت نے اس قدر تاثیر رکھی تھی کہ بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کا خطاب سن کر جھوم جاتا تھا اور حمایت وتائید کی شکل میں داد دیے بغیر نہ رہتا، آپ کی ہر بات دل ودماغ میں اتر جاتی تھی۔

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں:

وہ ہاتھ کے سخی تھے، دل کے غنی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوی اخلاق کا وافر حصہ عطا کیا تھا۔ ان کی طبیعت اور گفتگو میں بلا کا سکون، وقار، شائستگی، تحمل اور دھیما پن تھا۔ بولتے تو دل چاہتا کہ: وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔ سٹیج پر بولتے تو ہر لفظ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مظہر ہوتا۔ وہ اپنی طرز خطابت کے خود موجد تھے۔ الفاظ کا چناؤ ہو کہ لہجہ کا زیروبم، زبان پر حاکمیت ہو کہ معلومات کی فراوانی، ہر بات میں وہ منفرد تھے۔ غالباً فیض نے آپ ہی کے لیے کہا تھا:

ندانم چہ جادوئیست بطرز گفتارش   کہ باز بستہ زبان سخن طرازاں را

شاہ احمد نورانی جہاں جاتے وہاں ایک پرکیف فضا قائم ہو جاتی۔ میرا احساس ہے کہ یہ ان کی روحانیت کا عکس اور پرتو تھا۔ ان کی سادگی ودرویشی پر تکلفات نثار ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ ان کی محفل میں بیٹھ کر مصنوعی قد کاٹھ والے لوگ بونے محسوس ہوتے تھے۔

اس مرد خود آگاہ وخدا مست کی صحبت   دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم وپرویز[15]

نورانی حاضرجوابی:

اللہ تعالیٰ نے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو استحضار وحاضر جوابی کا اس قدر ملکہ عطا فرمایا تھا کہ علماء ومشائخ اور سیاسی قائدین میں آپ کی حاضر جوابی ضرب المثل بن چکی تھی۔ اس سلسلے میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

---

15 محمد فاروق القادری، سید پیر: شاہ احمد نورانی ص 10، 11

ایک دفعہ مولانا کوثر نیازی نے اپنے لیڈر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے امام نورانی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ: یہ ہیں مولانا شاہ احمد نورانی، بھٹو نے طنزیہ انداز میں کہا: اچھا یہ ہیں مولانا نورانی جو حکومت کے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔ آپ نے برجستہ جواب دیا: اگر حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نے پڑنے دے تو ہمیں نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟16

ایک دفعہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے وزیراعظم پاکستان ہونے کی حیثیت سے بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔ واپسی پر پانوں کا ٹوکرا لائے جو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا۔ پیپلز پارٹی کے کچھ راہنماؤں نے بطور طنز امام نورانی سے کہا کہ: ہم مولانا نورانی کی طرح پان تو نہیں کھاتے۔ آپ نے فوراً جواب دیا: میں آپ کی طرح شراب بھی نہیں پیتا۔17

ملی یکجہتی کونسل کے ایک اجلاس میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء القاسمی نے امام نورانی صدیقی پر طنز کرتے ہوئے کہا: ہم مولانا نورانی سے حلوہ کھائیں گے۔ آپ نے برجستہ جواب دیا: حلوہ کھانے کے لیے منہ چاہیے! اس جواب سے وہ تاحیات آپ کے سامنے منہ اونچا کر کے بات نہ کر سکے۔18

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مولانا ضیاء القاسمی نے امام نورانی کی عظمت کا اعتراف کیا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسا دیتے ہوئے کہا:

قائد اہل سنت مولانا نورانی میرے قائد اور مخدوم ہیں میں مولانا نورانی کا سب سے بڑا مخالف تھا مگر انہیں قریب سے دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں، وہ بہت عظیم انسان ہیں۔ پاکستان کا وہ واحد لیڈر ہے جس کا جو نظریہ 1970ء میں تھا اب بھی اسی پر جما ہوا ہے۔19

---

16 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 18

17 محمد محبوب الرسول قادری، ملک: قائد تحریک نظام مصطفےٰ 186

18 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 18

19 مولانا ضیاء القاسمی، 23 اپریل 1995ء کو آواری ہوٹل لاہور میں خطاب

حق گوئی و بے باکی:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ حق گو، آتش گفتار اور نڈر و بے باک قائد تھے۔ حکمرانوں، سیاسی قائدین اور کارکنوں میں آپکی حق گوئی مشہور تھی۔ ان کا مؤقف تھا کہ حکمرانوں کے دربار میں جانا نہیں چاہیے اگر جانے کی ضرورت پڑ جائے تو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہہ کر جہاد کرنا چاہیے۔ آپ کی حق گوئی کے حوالے سے چوہدری ظہور الٰہی کا بیان ہے کہ:

سابق صدر یحییٰ خاں نے شاہ احمد نورانی سے میرا تعارف کرایا تھا اور کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لیڈروں سے مذاکرات کے دوران جب مغربی پاکستان کے تمام لیڈر خاموش بیٹھے رہتے تھے، شاہ احمد نورانی واحد آدمی تھا جو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے بات کرتا تھا۔ اور جس نے کہا تھا: تم کسی کو غدار قرار دینے والے کون ہوتے ہو؟ عوام کے نمائندوں کو اقتدار منتقل کر دو اس کے بعد سیاسی معاملات کو حل کرنا ہمارا کام ہوگا"۔20

جنرل ضیاء الحق کی طرف سے وطن عزیز کو دیوالیہ اور مقروض بنانے پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس وقت پاکستان چودہ (14) ملین ڈالر کا مقروض ہے۔ نوکر شاہی اور جنرل شاہی نے پاکستان کا سودا کر رکھا ہے۔ معاشی طور پر ہمیں تباہ برباد کر دیا گیا ہے۔ 1955ء تک ملک قرضوں کے بغیر چلتا رہا حالانکہ مہاجرین آئے۔ پاکستان کے اثاثے بھارت نے نہ دیئے قومی خزانہ خالی تھا۔ 1948ء میں جنگ کشمیر بھی لڑی گئی مگر اس کے باوجود پاکستان نے کسی کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلایا اور پھر قرضہ بھی امداد کے طور پر نہیں ہے۔ سُود سے دوگنا خون چُوس لیا جاتا ہے۔ اگر 1955ء تک ملک قرضوں کے بغیر چل سکتا ہے اب کیوں نہیں چل سکتا۔ حالانکہ ہندوستان نے ہمارا 55 کروڑ روپیہ روک لیا تھا اس کے باوجود قرضہ نہ لیا گیا مگر 1955ء کے بعد نوکر شاہی

20 روزنامہ مشرق لاہور، 26 جولائی 1977ء

نے یہودیوں سے کمیشن کے سودے کئے اور امداد کے نام پر پرانے شکاری نیا جال لے کر آئے اور ہم قرضے میں اس طرح بندھ گئے کہ ہم اپنی مرضی سے اُن قرضوں کو خرچ بھی نہیں کر سکتے۔ ورلڈ بنک نہ صرف مشورہ دیتا ہے بلکہ قیمتوں اور ٹیکسوں کے بڑھانے کا حکم بھی وہی دیتا ہے۔

1977ء تک ہم نے ساڑھے پانچ بلین ڈالر قرض لیا تھا مگر جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے پاکستان کو اقتصادی غلامی میں باندھنے کے لیے 1977ء سے لے کر 1987ء صرف دس سال میں ساڑھے آٹھ بلین ڈالر کا قرض لیا جب کہ 1955ء سے 1977ء تک ساڑھے پانچ بلین تھا یعنی بیس سال میں ساڑھے پانچ اور صرف دس سال میں ساڑھے آٹھ بلین ڈالر کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح فوجی جنرلوں نے پوری قوم کا سودا کیا۔ امریکہ کا غلام بنایا۔ غیر ملکیوں کو ہم پر مسلط کیا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ قوم امداد کے خلاف میدان میں نکل آئے اور اس کو مسترد کر دے اور خود کفالت، کفایت شعاری کو اپنا کر امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل کرے۔ 1948ء میں جنگِ کشمیر ہوئی تو بھارت یو۔ این۔ او میں گیا مگر 1971ء میں ہم نے یو۔ این۔ او سے امن کی بھیک مانگی۔ 1948ء میں قوم کے منتخب وزیر اعظم نے ہندوستان کو مکا دکھایا تھا۔ مگر آج جنرل ضیاء الحق خوشامد کرنے کے لیے بھارت میں کرکٹ میچ دیکھنے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ قوم کے لیے باعثِ رسوائی ہیں۔ پاکستان اور جنرل ضیاء الحق اکٹھے نہیں چل سکتے۔ ابھی ہمارے سامنے کی بات ہے ارجن ٹائن کے فوجی ٹولے نے برطانیہ کے لندن سے دس ہزار میل دور ایک جزیرہ پر قبضہ کر لیا مگر برطانیہ کی خاتون وزیر اعظم نے اس وقت تک چین کا سانس نہ لیا جب تک ارجنٹائن فوجوں کو اپنے ایک ایک انچ زمین سے باہر نکال نہیں دیا۔ ادھر جس وقت ارجنٹائن کی فوجوں کو برطانوی افواج سے مار پڑی اور برطانیہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ تو ارجنٹائن کے عوام سڑکوں پر نکل آئے اور فوجیوں کا تختہ الٹ دیا اور انہیں بیرکوں میں واپس جانے پر مجبور کر دیا مگر یہاں سیاچین گلیشیر طشتری میں رکھ کر بھارت کو پیش کر دیا اور پاکستانی سربراہ میں ایک خاتون کی غیرت کے برابر بھی غیرت نہیں ہے۔[21]

---

21 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: لوٹا گروپ ص 32

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی، جنرلیوں کے پالتو اور حمایت یافتہ نام نہاد علماء ومشائخ کی بھی پرزور مذمت ومخالفت کرتے تھے۔ آپ حق بات پس پشت نہیں بلکہ منہ پر اور جلسہ عام میں کہنے کے عادی تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں علامہ محمد بشیر القادری نورانی صاحب لکھتے ہیں:

جامعہ مجددیہ نعیمیہ، کراچی کا سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقد ہورہا تھا جس میں امام نورانی صدیقی خطاب فرمانے والے تھے۔ ہوا یوں کہ جب آپ سٹیج پر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ سٹیج پر دائیں طرف پیر ایوب جان مجددی بیٹھے تھے اور راقم حروف حضرت قائد اہل سنت کے پیچھے ان گدوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا تھا جن کے ساتھ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران آپ پیر ایوب جان صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ماشاءاللہ! پیر صاحب آپ بھی حنیف طیب کے ساتھ جنرل صاحب کی دعوت پر چلے گئے۔ پیر صاحب نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر کیا ہوا؟ پیر صاحب نے کہا: جنرل صاحب نے کہا: میں سید سنی ہوں، پانچ وقت کا نمازی ہوں اور میں نے عمرے بھی کیے ہیں۔ قائد اہل سنت نے فرمایا: پیر صاحب پھر کیا کرنا چاہیے؟ پیر ایوب جان نے کہا: حضرت وہ سنی ہے، اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: پیر صاحب! آپ تو جاہل ہیں۔ آپ کو کیا معلوم اصل حقیقت کیا ہے؟ شاہ احمد نورانی کہتا ہے کہ جنرل صاحب شرابی ہیں اور امریکی اتحادی ہیں۔ یہ سن کر پیر ایوب جان مجددی نے حضرت قائد اہل سنت سے ہاتھ جوڑ کر معافی طلب کی۔ آپ نے مزید فرمایا: پیر صاحب! آپ جس کی اولاد ہیں، کہ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے" اور آپ کی گردن پرویز مشرف کے آگے جھک گئی۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ پیر صاحب کو سٹیج سیکرٹری نے تقریر کے لیے بلایا اور پیر صاحب نے تقریر کے لیے جانے سے پہلے حضرت سے اجازت طلب کی اور آپ نے ہاتھ ہلا کر پیر صاحب کو اجازت دی"۔22

22 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں ص 41،42

مہمان نوازی:

مہمان نوازی کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ مہمان نوازی امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ آپ دروازے پر مہمانوں کا استقبال کرتے، مسرت وشفقت سے بغلگیر ہوتے اور عزت واحترام کے ساتھ بٹھاتے، اپنے مہمانوں کے ہاتھ دھلاتے، کھانا گھر سے خود لاتے اور اپنے ہاتھوں سے پیش کرتے۔ اگر خدام ومریدین عرض کرتے کہ حضور! آپ تشریف رکھیں ہم خود یہ خدمت انجام دے لیتے ہیں تو آپ فرماتے: آپ مہمان ہیں اور میں میزبان ہوں لہٰذا یہ خدمت مجھے خود انجام دینی چاہیے۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق مہمانوں کو گھر سے باہر سڑک تک الوداع کرنے کے لیے تشریف لے جاتے۔ کاشانہ نورانی پر علماء، مشائخ، سیاسی قائدین، حکمران، عقیدتمند، مریدین، صحافی، کارکن اور عوام الناس مہمان بننے کی سعادت حاصل کرتے۔ 1989ء کی بات ہے کہ راقم الحروف کے ماموں جان الحاج محمد یعقوب رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1994ء) حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد بذریعہ بحری جہاز وطن واپس آرہے تھے۔ راقم الحروف اور عزیزم مولانا منیر احمد صاحب دونوں ان کا استقبال کرنے کے لیے کراچی گئے۔ دو دن تک ہمارا قیام جامعہ شمس العلوم، کراچی میں رہا۔ امام نورانی صدیقی کی زیارت کا پروگرام پہلے سے ہی تھا۔ اسی دوران مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک بھی میمن مسجد، کراچی میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ ہم محفل عرس میں حاضر ہوئے تو امام نورانی مسند صدارت پر جلوہ افروز تھے، جبکہ مفکر اسلام حضرت علامہ سید شاہ فرید الحق صاحب کھڑے ہو کر خطاب کر رہے تھے۔ محفل کے اختتام پر آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا اور کاشانہ نورانی پر پہلی اور آخری بار مہمان بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اس موقع پر آپ کی بے شمار نوازشیں، مہربانیاں اور شفقتیں دیکھنے میں آئیں جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے۔

اکابر کے حضور خراج تحسین:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اکابر سے انتہائی درجہ کی عقیدت ومحبت تھی جس کا اظہار ان کے اعراس کے مواقع پر خطاب کے دوران کرتے، بلکہ اپنی

خدمات اور کارناموں کو ان کا فیضان اور تسلسل قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اکابر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ نے کہا:

۹۰ سالہ جاری فتنہ قادیانیت کا سدباب کرنا اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا میرے اور جمعیت علماء پاکستان کے کارناموں کے بس میں نہ تھا۔ یہ تو ہمارے اکابر کی محنت و برکت تھی جن میں سرفہرست حضرت امام اہل سنت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی، تاجدار گولڑہ قطب وقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی، غزالی زماں رازی دوراں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی، ملتان کے بے تاج بادشاہ غازی تحریک نظام مصطفیٰ علیہ وسلم مولانا حامد علی خاں رحمھم اللہ تعالیٰ ہیں"۔ 23

قومی اسمبلی میں ذکرِ رضا:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اکابر میں سے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی عقیدت تھی جس کا اظہار "یوم رضا" اور "امام احمد رضا کانفرنس" کے موقع پر کرتے۔ ایک دفعہ "یوم رضا" کی پروقار تقریب سعید میں آپ نے "امام احمد رضا" کے حضور اظہار عقیدت کرتے ہوئے فرمایا:

جب میں مدرسہ عربیہ، میرٹھ سے فارغ ہوا تو میرے استاد گرامی امام النحو حضرت قبلہ علامہ صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتویٰ نویسی پر مقرر فرمایا۔ اس دوران فتاویٰ رضویہ دیکھنے کا موقع ملا۔ فتاویٰ رضویہ کی عبارات کو سمجھنے کے لیے کئی بار استاذ گرامی کی خدمت میں جانا پڑتا۔ ایک دن حضرت امام النحو مجھے فرمانے لگے: فتاویٰ رضویہ کو سمجھنے کے لیے تم دوبارہ درس نظامی پڑھو"۔ 24

---

23 "امام احمد رضا کانفرنس" منعقدہ لاہور سے خطاب بتاریخ 25 اکتوبر 2000ء
24 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 18

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر قومی اسمبلی میں بھی کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ''امام احمد رضا کانفرنس'' سے اپنے صدارتی خطاب کے دوران یوں انکشاف کیا:

میں نے قومی اسمبلی کے فلور پر تقریر کے دوران کہا تھا دو قومی نظریہ کی بنیاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی اور اس کی آبیاری اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی۔ پھر اسی دو قومی نظریہ کو پاکستان کی صورت میں منصۂ شہور پر لانے کے لیے علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح نے قابل فخر خدمات انجام دیں''۔[25]

پسندیدہ اشیاء:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہر وہ چیز پسند تھی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی طرف ہوتی۔ اہل محبت کی افادیت کے لیے سطور میں آپ کی چند پسندیدہ اشیاء مع تاریخ ولادت و مولد پیش کی جاتی ہیں جو آپ کی مصدقہ بھی ہیں:

پسندیدہ کتاب: قرآن کریم

پسندیدہ لباس: سفید

پسندیدہ رنگ: سبز

پسندیدہ زبان: عربی

پسندیدہ ملک: حرمین شریفین، حجاز مقدس

پسندیدہ شہر: مکہ معظمہ و مدینہ منورہ

پسندیدہ پھل: کھجور

پسندیدہ پھول: گلاب

پسندیدہ شخصیت: والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ

25 ''امام احمد رضا کانفرنس'' منعقدہ لاہور سے خطاب، بتاریخ: 25 اکتوبر 2000ء

پسندیدہ شعر: وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

پسندیدہ شاعر: سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پسندیدہ مقرر: والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ

پسندیدہ موضوع: اسلام

پسندیدہ ڈش: دال چاول

پسندیدہ مشروب: سبز چائے[26]

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی

احترام مشائخ عظام وتوقیر علماء کرام:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، ولی کامل اور ملت اسلامیہ کے قائد اعظم تھے۔ آپ دلی طور پر علماء کرام اور مشائخ عظام کا ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کرتے۔ جمعیت علماء پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دینے کے لیے امام المناطقہ حضرت علامہ عطاء محمد گولڑوی بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس خود جاتے اور ان کی دست بوسی کرتے۔ حضرت مفتی عبدالغفور شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے زمانہ میں حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری سجادہ نشین شرقپور شریف، جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں آئے تو امام نورانی نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور جاتے وقت باہر دروازے تک ان کو الوداع کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ دفتر میں تشریف فرما ہوئے تو صاحبزادہ صاحب دوبارہ آئے تو آپ نے دوبارہ کھڑے ہو کر پہلے کی طرح استقبال کیا اور احترام سے بٹھایا اور روانگی کے وقت الوداع کیا۔ تھوڑی دور جا کر صاحبزادہ صاحب پھر دفتر میں آئے تو آپ نے تیسری بار بھی کھڑے ہو کر ان کا نہایت پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور تعظیم وتوقیر سے بٹھایا۔

جامعہ نعیمیہ، لاہور کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر سٹیج پر امام نورانی صدیقی رحمہ

26 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 3

اللہ تعالیٰ نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے معذرت خواہانہ اور معافی کے انداز میں فرمایا: مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی یا گستاخی ہوگئی ہو تو آپ مجھے معاف فرما دیجیے۔

''امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وصال مبارک سے چند ماہ قبل شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کے لیے شرقپور شریف میں تشریف لائے۔ اس موقع پر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے ملاقات کی اور علماء کرام کی ایک پروقار تقریب میں اپنے خطاب کے دوران صاحبزادہ صاحب کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر فرمایا: مومن عفو و درگزر سے کام لیتا ہے اگر میں نے آپ کی کوئی گستاخی کی ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں۔''

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ زندگی بھر مدارس اہل سنت کی سرپرستی فرماتے رہے۔ (آپ کی جدوجہد سے دینی مدارس کی اسناد کو حکومت پاکستان کی طرف سے ایم۔ اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا جس کے نتیجہ میں ہزاروں علماء کرام محکمہ اوقاف کی مساجد، پاکستان آرمی اور سرکاری و نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں باعزت طور پر امامت و خطابت اور تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں)۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور تو روز اوّل (1970ء سے تا وصال) آپ کی مذہبی و سیاسی سرگرمیوں کا مرکز رہا اور آج بھی آپ کے مشن کا علمبردار ہے۔ 1970ء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ بانی و ناظم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کی خصوصی دعوت پر آپ پہلی مرتبہ جمعیت علماء پاکستان کے قائد اور پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے جامعہ میں تشریف لائے۔ بعد ازاں پر ہجوم مصروفیات کے باوجود گاہے بگاہے سالانہ جلسہ عام سے خطاب فرمانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔ 5 اکتوبر 1985ء کو جامعہ سے متصل مسجد ''جامع مسجد فاروقیہ رضویہ'' کا افتتاح فرمانے کے لیے تشریف لائے۔ 5 نومبر 2001ء کو حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد

عبدالرؤف نورانی مدظلہ العالی مدرس و نائب ناظم جامعہ فاروقیہ رضویہ کی شادی خانہ آبادی کے موقعہ پر نکاح مسنون پڑھانے کے لیے تشریف لائے اور صاحبزادہ صاحب کو بطور حوصلہ افزائی اپنی جیب سے 1000 روپے عنایت فرمائے۔ 30 اگست 2003ء کو بعد از مغرب تا عشاء آخری بار تشریف لائے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت قائد ملت اسلامیہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دلی احترام و اکرام بجالاتے۔ ولی راولی مے شناسد کے مطابق حضرت مفتی صاحب بغیر وضو کے قائد اہل سنت سے مصافحہ نہیں کرتے تھے اور امام نورانی کی بھی آپ پر شفقتیں تھیں، بیان سے باہر ہیں۔ یہ قرب اور جامعہ میں آمد و رفت کا طویل سلسلہ حضرت قائد اہل سنت اور قبلہ مفتی صاحب کا تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جدوجہد کے نقطہ پر اتحاد و مراسم کا نتیجہ ہے۔

ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو بطور حوالہ کتاب ''تاریخ دمشق'' کی اشد ضرورت ہے جسے وہ خرید نہیں سکتے۔ تو آپ نے کتاب کی قیمت معلوم کر کے پچاس ہزار روپے کا چیک علامہ سعیدی صاحب کے پاس روانہ کر دیا اور خط بھی لکھا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

حضرت محترم ذوالمجد والفضل علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے، تاریخِ دمشق کی خریداری کے لیے خدمت میں چیک بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں۔ مزید برآں کتابوں کی مزید ضرورت ہو تو یاد فرمالیجیے گا، تعمیل ارشاد کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو اہل سنت پر کرم گستر رکھے۔ امین۔ چیک کی رسید پر فرمالیجئے گا۔

طالب دعا: فقیر شاہ احمد نورانی غفرلہ ۱۴۲۴ھ 27

27 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 41

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

آپ بہت سادہ تھے، بڑے وضعدار تھے، احسان کر کے نہ جتاتے تھے اور نہ ہی بتاتے تھے۔ مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن بنایا۔ بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ آپ ہی کے حکم سے ایسا ہوا ہے۔ مجھے تاریخ دمشق دلائی اور میرے شکریہ کہنے پر فرمایا: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔28

سطور بالا سے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی علماء و مشائخ پر شفقت و محبت اور تعظیم و توقیر ظاہر و عیاں ہے۔

''شاہ احمد نورانی'' سے قائد ملت اسلامیہ تک:

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال مبارک کے موقع پر ایک قومی اخبار نے ''مہد سے لے کر لحد تک کردار ہی کردار'' کی سرخی شائع کی تھی۔ یہ صرف عقیدت نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے اور آپ کے کردار و خدمات کا آغاز روز اول سے ہو چکا تھا، پھر روز بروز اس میں ترقی و اضافہ ہوتا چلا گیا۔ 1926ء میں پیدا ہوئے تو ''شاہ احمد نورانی'' نام تجویز ہوا۔ نابغہ روزگار اور وسیع علم و فضل کے حامل اساتذہ صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمہما اللہ تعالیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے باعث 1944ء کو ''علامہ شاہ احمد نورانی'' بنے۔ 1947ء میں تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے سبب ''تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما'' قرار پائے۔ 1954ء میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال فرمانے پر عالمی تبلیغی خدمات کا آغاز کیا تو ''عالمی مبلغ اعظم علامہ شاہ احمد نورانی'' کہلائے۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عملی طور پر سیاسی میدان میں اتر کر قومی و ملی خدمات بھرپور انداز سے انجام دینا شروع کیں تو پھر روز بروز ترقی و مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' ملتان کے موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں علماء و مشائخ اہل سنت کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ''قائد اہل سنت'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ 1974ء میں

28 غلام رسول سعیدی، علامہ: ''ماہنامہ النعیم'' کراچی شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 32

قومی اسمبلی میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے پر ''فاتح مرزائیت'' تسلیم کیے گئے۔ 1995ء میں ''ملی یکجہتی کونسل پاکستان'' پھر 2001ء میں ''متحدہ مجلس عمل'' قائم کرنے اور اس کے صدر کی حیثیت سے عالم کفر کے مقابلے میں ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لیے مجاہدانہ کردار ادا کیا جس کے نتیجہ میں آپ ''قائد ملت اسلامیہ'' قرار پائے۔

توکل وللّٰھیت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کامل تھے، اس لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کامل تھا۔ دہشت گردوں کی طرف سے آپ پر دو مرتبہ قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا ۱۹۹۰ء میں ڈی ایس پی اپنی پولیس گارڈز لیکر آپ کی رہائش گاہ واقع نزد کچھی میمن مسجد، کراچی میں حاضر ہوئے اور آپ سے کہا: ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کا نام دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہے۔ لہذا ہم نے حفاظت کا انتظام کیا ہے، امام نورانی نے ڈی ایس پی اور پولیس گارڈز کو واپس کرتے ہوئے فرمایا:

> مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور وہ میری حفاظت کرے گا۔ جہاں تک دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ کا تعلق ہے میرا اس پر ایمان نہیں ہے، ہماری ہٹ لسٹ شب براءت کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے۔ جس دن ہمارا نام ہٹ لسٹ پر آ گیا تو کوئی پولیس گارڈز اور فورس مجھے نہیں بچا سکے گی''۔ [29]

ذریعہ معاش:

قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام کو حلال وطیب رزق کھانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: '' اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ'' یعنی رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام نے کسب رزق حلال کے لیے مختلف پیشے اختیار فرمائے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے زراعت، حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ سازی، حضرت ادریس علیہ السلام نے درزی گیری اور امام الانبیاء علیہ السلام نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ رب کائنات نے سب سے زیادہ برکت پیشہ تجارت میں رکھی ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت اختیار فرما کر معاملات میں اصول وقواعد کا عملی طور پر اپنی

---

29 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش ص 45

امت کو درس دیا ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور صالحین وقواعد کا عملی طور پر اپنی امت کو درس دیا ہے۔
صحابہ کرام، تابعین اور صالحین امت نے ذریعہ مُعاش تجارت کو بنایا۔ امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بطور ذریعہ مُعاش تجارت کو اختیار کیا۔

عصر حاضر کے عظیم مفکر، عالمی مبلغ اسلام، مجدد عصر، قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت اور اپنے اسلاف کی پیروی میں تجارت کی۔ آپ قیمتی پتھروں مثلاً زمرد اور لعل یاقوت وغیرہ کی خرید وفروخت کرتے۔ تمام تبلیغی کام مثلاً امامت وخطابت اور تحریری وتقریری کام محض رضاءِ الٰہی اور خوشنودیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے انجام دیتے۔ آپ نے تمام رسمی طریقوں مثلاً نذر ونیاز اور عوض ومعاوضہ سے تاحیات اجتناب کیا۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت کا تقاضا:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت ومحبت کا تقاضا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان جو ان کے دل کی آواز تھی، میں شامل ہو کر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی کی حیثیت سے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارواں کو مضبوط تر بنا کر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے کوشش کی جائے۔ ان ایمان افروز اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دعوت دی جائے۔ اس سلسلے میں حضرت علامہ مفتی منیب الرحمان صاحب آف کراچی لکھتے ہیں:

> حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت وعقیدت کا کامل تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے عزائم کو مجتمع کریں۔ کمر ہمت کس لیں، نئی صف بندی کریں، عزیمت واستقامت کے اس جادہ مستقیم پر جس کے روشن نقوش حضرت نے چھوڑے ہیں، اپنا سفر جاری وساری رکھیں اور اپنی صفوں میں اہل افراد کو اہلیت وقابلیت اور صلاحیت (Merit and ability) کی بنیاد پر آگے لائیں، انہیں اپنی مکمل تائید وحمایت سے تقویت عطا کریں، ان میں اگر کسی جہت سے کمزوری ہے تو اس کی اصلاح کریں۔ علامہ نورانی کے قائم کردہ معیار قیادت کو ماڈل بنائیں اور ان کے مشن کے جو اہداف ہنوز تشنۂ تکمیل ہیں اور ان کے جو خواب ابھی تک منتظر تعبیر ہیں، ان کے حصول کو ممکن بنائیں۔" [30]

30 مفتی منیب الرحمان نعیمی، علامہ: ماہنامہ "النعیم" کراچی شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 17

تیسرا باب

امام نورانی کی مذہبی خدمات

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے

ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات کی حیثیت سے تخلیق فرمایا تو جہاں اس کے لیے خورد ونوش کی بے شمار چیزوں کا انتظام فرمایا وہاں اس کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں جبکہ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضور پرنور، شافع یوم محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہیں۔ آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے حوالے سے فرمایا:

”خَیرُکُم مَّن تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَهٗ“

ترجمہ: تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دی۔ ”بَلِّغُوا عَنِّي وَلَو آيَةً“ تم میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

” فَضلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضلِي عَلٰى اَدنَاكُم “

ترجمہ: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔

حضور انور ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا لہٰذا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔

امت محمدیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ذمہ داری صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین،

آئمہ کرام، اغیاث، اقطاب، اولیاء، مجددین اور علماء ربانی پر عائد ہوتی ہے۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے ادوار میں ملت اسلامیہ کی تعلیم وتربیت اور تبلیغ وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمی تبلیغی دورے کے لیے اپنے خلیفہ مجاز مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1954ء والد گرامی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ) کا انتخاب فرمایا۔ اور انہیں عالمی تبلیغی دورے کے لیے روانہ فرمایا۔ علوم اسلامیہ اور عصری علوم کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کا انداز تبلیغ علمی، تحقیقی اور عقلی و منطقی ہونے کے علاوہ مقامی زبان کی ادبی چاشنی سے بھی معمور اور دلنشین ہوتا۔ مسلم وغیر مسلم سب لوگ دلچسپی سے آپ کا خطاب سننے کے لیے جلسوں میں آتے اور اسلامی افکار وحقائق سے فیض یاب ہوتے۔ غیر مسلم لوگ نورانی خطاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے بلکہ بہت سے لوگ اسلام قبول کر لیتے۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ مبلغ ابن مبلغ، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے قاری قرآن بھی، عالم ربانی تھے مبلغ اسلام بھی، مفسر قرآن تھے محدث زمان بھی، مفتی تھے مدبر عوام بھی۔ انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کرتے ہی بیس سال کی عمر میں تبلیغی خدمات انجام دینے کا آغاز کیا جو تاوصال جاری رہا۔ عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ اپنے والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد 1955ء میں شروع کیا۔

کامیاب عالمی مبلغ اسلام کا ماہر علوم اسلامیہ، ماہر عصری علوم وفنون، خلوص ومحبت، اعتدال و رواداری کے اوصاف کا حامل ہونا اور ذاتی مفاد وشہرت سے دور ہونا ضروری ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! یہ تمام اوصاف حضرت قائد اہل سنت میں بطورِ کمال پائے جاتے تھے۔ سطور ذیل میں

آپ کی عالمی تبلیغی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

بیرون ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں:

1946ء میں تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں پر مشتمل ''نیشنل گارڈ'' کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے ارکان جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرتے اور مسلم لیگی راہنماؤں کو بحفاظت سٹیج پر لانے اور واپس گھر چھوڑ کر آنے کی خدمات سرانجام دیتے۔

1958ء میں آپ علماء ازہر کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی ''جامعہ ازہر'' اور دیگر جامعات کا دورہ کیا اور علماء کے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ یہ آپ کا پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔

1958ء میں پاکستان میں متعین روسی سفیر اور اور مفتی اعظم روس مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی خصوصی دعوت پر علماء اہل سنت کے دفد کے ہمراہ روس کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران آپ نے غیرت ایمانی اور حمیت دینی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ وہ اس طرح کہ روسی حکومت کی روایت کے مطابق روس کے مشہور قومی لیڈر اور سوشلسٹ راہنما ''لینن'' کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ایک کافر کی یادگار پر پھول چڑھانا، اس کی تعظیم کرنا ہے جو ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے''۔ اس دورے کے دوران آپ نے علماء روس اور مسلمانوں کی ممتاز شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔ مسلمانوں کے اکثریتی علاقہ ''زنجبار'' میں سوشلسٹوں کے خونی انقلاب کی تباہکاریوں، مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم، مساجد کی بے حرمتی، اسلامی اقدار و روایات کی پامالی اور مزارات کی توہین وتذلیل کا قریب سے مشاہدہ ومطالعہ کیا۔

1959ء میں عرب ریاستوں کا طویل خیر سگالی دورہ کیا اور ممتاز علماء و راہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔

1961ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اور تاریخی خدمات انجام دیں۔

1962ء میں نائجیریا کے وزیر اعظم احمد ڈبلیو شہید کی خصوصی دعوت پر تین ماہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران یوگنڈا، ماریشس، کینیا اور صومالیہ میں اجتماعات سے خطاب کیا اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔

1963ء میں ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، چین اور سپین کا تبلیغی دورہ کیا۔

1964ء میں امریکہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا اور اسلام کی روشنی پھیلائی۔

1953ء تا 1964ء آپ ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

1968ء میں آپ نے یورپ کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران تاریخی خدمت یہ سرانجام دی کہ مشہور قادیانی رسالہ "اسلامک ریویو، لندن" کے ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں چھ گھنٹے تک مناظرہ کر کے شکست فاش دی جس کے نتیجہ میں وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

1968ء میں آپ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی رحمہ اللہ تعالی کے جنرل سیکرٹری بنے اور اسرائیل کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا۔

1969ء میں آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف اخباری بیان جاری کیا۔ اسلام کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کو تفصیل سے بیان کیا اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کو کچلنے کے لیے بیدار ہونے اور میدان عمل میں اترنے کی دعوت دی۔

1971ء میں حجاز مقدس (سعودی عرب) اور دیگر عرب ممالک کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ اس دورے کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تھا۔

1972ء میں مکہ مکرمہ میں دار ارقم کے تاریخی مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی جس کے آپ چیئرمین اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔

1973ء میں آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے امریکہ، افریقہ، یورپ، کینیا، برطانیہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، سپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر، سعودی

عرب اور ترکی کا تفصیلی دورہ کیا۔اس دورہ کے دوران تقریباً ایک لاکھ میل کا سفر کیا، چھ سو سے زائد تقریریں کیں اور کثیر تعداد غیر مسلموں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

1974ء میں بریڈفورڈ (برطانیہ) کے مشہور سینٹ جارج ہال میں عالمی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی۔اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے متعلق پچاس ممتاز علماء جمع ہوئے، جنہوں نے متفقہ طور پر آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کا صدر منتخب کیا۔آپ نے چوبیس سے زائد ممالک میں مشن کی شاخیں قائم کیں اور کنویز مقرر کیے جن میں بھارت، سری لنکا، انڈونیشیا، تنزانیہ، پرتگال، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سینی گال، نائیجیریا، مصر، شام، عراق، افغانستان، مغربی جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، سرینا، ارجنٹائن، سعودی عرب، ٹرینی ڈاڈ اور پاکستان شامل ہیں۔آپ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ کی حیثیت سے تا حیات خدمات سرانجام دیتے رہے۔مشن کی شاخوں کو دنیا بھر میں بالخصوص یورپ اور امریکہ میں خوب منظم وفعال کیا۔

1978ء میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر اور شہریوں کی طرف سے عظیم الشان استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔آپ نے اس استقبالیہ میں ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تاریخی خطاب فرمایا جس میں اسلام کی جامعیت، اکملیت اور حقانیت کو خوب واضح فرمایا۔کیپ ٹاؤن کے میئر نے اپنی جوابی تقریر میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور ''سفیر اسلام'' کا خطاب دیا۔ اس دورے کے دوران 105 غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

1979ء میں برمنگھم (برطانیہ) میں عظیم الشان ''نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' میں شرکت کی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔برطانیہ کی تاریخ میں یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا جس میں مفتی اعظم قبرص ڈاکٹر رفعت مصطفیٰ اور ترکی کے ڈاکٹر محمد یوجل نے بھی شرکت کی اور خطاب کیا۔

1980ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور امریکہ کے مشہور شہر ''نیویارک'' میں کولمبیا یونیورسٹی کے انٹرنیشنل ہال میں ''اسلام کی ہمہ گیریت'' کے موضوع پر انگریزی میں تاریخی خطاب کیا۔ آپ کے خطاب سے متاثر ہو کر یونیورسٹی کی ایک خاتون پروفیسر نے اسلام قبول کیا۔ نیویارک سے ریاست ٹرینی ڈاڈ کے مسلمانوں کی خواہش پر ٹرینی ڈاڈ ایئرپورٹ پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کا عظیم الشان استقبال کیا گیا اور ریاست میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ یہاں پچیس دن تک قیام رہا اور چالیس اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ٹرینی ڈاڈ سے سرینام، آساد اور آئی لینڈ کا دورہ کرتے ہوئے جرمنی گئے جہاں اسلامک سینٹر کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ کولمبیا یونیورسٹی میں ''افغانستان میں روسی جارحیت اور افغان مہاجرین'' کے موضوع پر تاریخ ساز خطاب کیا۔ بعد ازاں کیلیفورنیا اور لاس اینجلس کا دورہ کیا۔ ورلڈ اسلامک مشن کی چوتھی کانفرنس کی صدارت کی جو پاپ ایڈن ہال، ہالینڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے ممتاز علماء اور سکالرز نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا: ورلڈ اسلامک مشن پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے اور مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت استوار کرنے کے لیے وجود میں آیا ہے''۔

1981ء میں مسلمانوں کی دعوت پر آپ کینیا کے دورے پر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کی پھر مدینہ منورہ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری دی بعد ازاں کینیا، ماریشس، جنوبی افریقہ، زمبابوے ملاوی، جزائر فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہانگ کانگ اور سنگاپور کا طویل دورہ کیا، جس کا دورانیہ چھ ماہ تھا۔

1982ء میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران پینتالیس اجتماعات سے خطاب کیا، تمام خطابات ریڈیو ماریشس نے براہ راست نشر کیے۔ دورہ کے اختتام پر علیمیہ مشنری کالج، ماریشس کا معائنہ بھی کیا۔

1983ء میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ڈربن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا جہاں

عالمی ''میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' سے خطاب کیا۔اس کانفرنس سے ممتاز سکالر پروفیسر سید شاہ فریدالحق اور علامہ شاہ تراب الحق نے بھی خطاب کیا۔دارالعلوم علیمیہ رضویہ، ڈربن کی عظیم الشان عمارت کا افتتاح کیا۔حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی نے سعودی عرب سے شرکت کی۔ کیپ ٹاؤن کے اجتماعات میں آپ نے خصوصی خطاب کیا جس کے نتیجہ میں چارسو(400)مرزائیوں نے تائب ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والے خواتین و حضرات کو قرآن پاک اور ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' کے نسخے پیش کیے گئے۔ہالینڈ کے مشہور شہر ''ہیگ'' جہاں انٹرنیشنل کورٹس آف جسٹس کا دفتر بھی ہے، کے پاس کالج فار مسلم اسکالرز'' کا افتتاح کیا۔ہالینڈ کے ایک ماہ کے دورے کے دوران سینکڑوں اجتماعات جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے، خطاب کیا۔ یہاں بھی بہت سے قادیانیوں اور عیسائیوں نے تائب ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔وہاں سے لندن گئے اور وہاں برلن ہال میں عظیم الشان اجتماع سے تاریخ ساز خطاب کیا۔ بعدازاں وکٹوریہ پارک مانچسٹر، اسلامک لرننگ سینٹر ایڈی لیڈ، اسلامک کونسل آف برطانیہ اور آکسفورڈ میں مختلف پروگراموں اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ خطابات سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے والے خواتین وحضرات کے آپ نے اسلامی نام تجویز فرمائے۔

1984ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا جہاں کثیر تعداد غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اجمیر شریف میں حاضری کی غرض سے براستہ بمبئی واپس تشریف لائے۔بمبئی ایئرپورٹ پر پانچ دن انتظار کیا لیکن ہندوستانی حکومت نے اجازت نہ دی۔ اسی سال آپ نے برطانیہ کا بھی دورہ کیا جہاں چھ تاریخی مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

1985ء میں ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ کے زیر اہتمام ویمبلے ہال، لندن میں عظیم الشان ''حجاز کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے چار ہزار علماء و مشائخ اور اکابر نے شرکت کی۔اس کانفرنس میں اہم شخصیات میں سے نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت

علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری، علامہ ارشد القادری، سید آل مجتبیٰ اجمیری، علامہ ابوطاہر علاء الدین گیلانی، مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی، پیر سید برکات احمد شاہ آف جلال پور، صاحبزادہ فیاض الحسن سجادہ نشین حضرت سلطان باہو، پیر معروف حسین نوشاہی، پروفیسر غلام سیدین، علامہ ڈاکٹر محمد احمد بداوی (مصر)، صاحبزادہ عتیق الرحمان فیض پوری (آزاد کشمیر) اور علامہ سید ہاشم رفاعی (کویت) وغیرہم نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین، قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں سعودی حکومت پر زبردست تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ ہر مسلمان کو اپنے عقیدے کے مطابق حجاز مقدس میں رہنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ حجاز مقدس میں رہنے والے سنی مسلمانوں کا محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے، دلائل الخیرات شریف کا وظیفہ پڑھنے اور کنزالایمان کا مطالعہ کرنے کے باعث حجاز مقدس سے اخراج کی پالیسی سعودی حکومت کو ترک کرنی چاہیے۔

اسی سال آپ نے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں تاریخی "جامع مسجد طیبہ" کی تکمیل پر افتتاح کیا۔ یہ یورپ کی پہلی مسجد ہے جس میں باقاعدہ پانچ وقت لاؤڈ سپیکر میں اذان اور جمعۃ المبارک کا خطبہ ہوتا ہے۔

اسی سال آپ نے حکومت سری لنکا کی خصوصی دعوت پر سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا جس کا دورانیہ دو ہفتے تھا۔

1986ء میں آپ نے برطانیہ، ہالینڈ اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی سال ایران عراق جنگ بند کرانے کی غرض سے ورلڈ علماء کانفرنس کی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے آپ عراق گئے۔ اسی سال فرانس، جرمنی، برطانیہ، جنوبی افریقہ اور کینیا کا طویل دورہ کیا۔

1987ء میں ہالینڈ کا تبلیغی دورہ کیا جہاں ایک عظیم الشان و تاریخی مسجد کا افتتاح کیا اور کئی اجتماعات سے خطاب کیا۔ وزارت اوقاف، عراق کی خصوصی دعوت پر عراق کا تبلیغی دورہ کیا۔ لیبیا میں "بین الاقوامی اسلامی" کانفرنس میں شرکت کی اور ایران عراق جنگ بندی کے حوالے سے

کرنل قذافی سے ملاقات کی۔ علاوہ ازیں اسی سال یورپ اور برطانیہ وغیرہ ممالک کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔

1988ء میں آپ نے برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا اور وہاں جامع مسجد لسٹر کا سنگ بنیاد رکھا جو بیس لاکھ پونڈ سے پانچ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔

1989ء میں بھارت کا طویل دورہ کیا، جہاں مختلف شہروں میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ دارالعلوم علیمیہ، احمد آباد میں جلسہ عام کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ آپ نے اسلام کی حقانیت، جامعیت، اصلاحی، معاشی اور سماجی نظام کے حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں ''ہندومت اور اسلام کا تقابلی جائزہ'' کے موضوع پر بھی مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اسی سال آپ نے سوئٹزرلینڈ اور لیبیا کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔ علاوہ ازیں ''جامعۃ الازہر'' (مصر) اور مساوات یونیورسٹی کے سینٹ کے اجلاسوں میں رکن کی حیثیت سے شرکت کی۔

1990ء میں عراقی صدر صدام حسین کی خصوصی دعوت پر ''بین الاقوامی مسلم کانفرنس'' بغداد میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور تاریخی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں عالم اسلام کو درپیش مسائل اور اس کے سدباب کے لیے تجاویز پیش کیں۔

1993ء میں جب بھارت میں تاریخی ''بابری مسجد'' شہید کی گئی تو حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سانحہ پر سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کی پھر آپ کی تقلید و اعلان پر عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا۔ آپ نے اس موقع پر ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے بھارتی حکومت کو پیش کش کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

> ''ورلڈ اسلامک مشن کو اپنے خرچے پر اسی جگہ مسجد بنانے کی اجازت دی جائے، ہم ایسی ہی مسجد بنائیں گے جیسی پہلے تھی''۔

1996ء میں آپ نے ناروے میں عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا جو اس خطے کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس طرح دنیا کے آخری کونے میں بھی پرچم اسلام لہرایا اور

اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔اسی دوران پوپ جان پال (جو مذہب عیسائیت کے سب سے بڑے رہنما تھے) نے افریقہ کا دورہ کیا اور اعلان کیا کہ: اگلی صدی میں افریقہ کا مکمل مذہب عیسائیت ہوگا''۔ عالم اسلام سے صرف قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے چیلنج کیا اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین ہونے کی حیثیت سے اعلان کیا کہ:

''آئندہ صدی میں افریقہ میں عیسائیت نہیں بلکہ اسلام ہی بڑا مذہب ہوگا''۔

آپ ہر سال ربیع الاول شریف میں ماریشس جاتے جہاں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی قیادت فرماتے اور محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ سے خطابت فرماتے۔ وزیر اعظم ماریشس نے آپ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

ربیع الاول میں مولانا شاہ احمد نورانی ماریشس تشریف لاتے ہیں تو آپ کا استقبال سربراہ مملکت کی طرح ہوتا ہے۔اور ماریشس میں امن وسکون کا سہرا مولانا نورانی کے سر پر ہے''۔

2003ء میں آپ نے آئیر لینڈ کا تبلیغی دورہ کیا۔اس موقع پر مختلف مقامات پر عظیم الشان کانفرنسوں کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔اس دورے کا دورانیہ ڈیڑھ ہفتہ تھا۔یہ آپ کی زندگی کا آخری دورہ تھا۔ [1]

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین ہونے کی حیثیت سے دنیا بھر میں دینی مدارس، مساجد، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کا جال بچھا کر تاریخی اور قابل تقلید خدمات انجام دیں۔آپ کی سرپرستی میں 1800 کے لگ بھگ مرکزی دینی مدارس اور مساجد قائم ہوئیں۔آپ کی سرپرستی میں چلنے والے ہزاروں اداروں میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔علیمیہ دارالعلوم — ماریشس

☆۔علیمیہ اسلامک مشن کالج — ماریشس

1 افکار نورانی ص 31 تا 30۔یادوں کے نقوش ص 302-298

☆۔مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن	امریکا
☆۔آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی	ملائشیا
☆۔حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام	ماریشس
☆۔ورلڈ اسلامک مشن	ماریشس
☆۔حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون	سری لنکا
☆۔ینگ مین مسلم ایسوی ایشن	گیانا
☆۔اسلامک مشنریز گلڈ	ساؤتھ امریکا
☆۔حنفی مسلم سرکل، پریسٹن	برطانیہ
☆۔دار العلوم جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین باگ	ہالینڈ
☆۔دار العلوم علیمیہ، ضلع بستی	انڈیا
☆۔ورلڈ اسلامک مشن، کراچی	پاکستان
☆۔الصفہ اسلامک یونیورسٹی، لاہور	پاکستان
☆۔علیمیہ انسٹی ٹیوٹ، کراچی	پاکستان
☆۔ورلڈ تبلیغی کالج گلشن اقبال، کراچی	پاکستان
☆۔بابا فریدالدین گنجشکر ویلفیئر ایجوکیشن سوسائٹی	پاکستان
☆۔المرکز الاسلامی، لاہور[2]	پاکستان

وطن عزیز میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں:

عالمی سطح پر آپ کی مذہبی و تبلیغی خدمات کی طرح وطن عزیز کے اندر بھی مذہبی خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے، جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے تاہم آپ کی چند خدمات سطور ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں:

1949ء میں آپ اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان تشریف لائے۔کچھی میمن مسجد، کراچی

2 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص149

میں امامت و خطابت اور درس و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جو تا حیات جاری رہا۔ پاکستان میں تشریف لاتے ہی آپ نے پہلا اخباری بیان قادیانیوں کے خلاف جاری کیا تھا۔

1949ء میں جامع مسجد آرام باغ، کراچی میں تین روزہ ''سنی کانفرنس'' منعقد کی جس میں پیر پگارا کو وطن واپس لانے اور ان کی گدی بحال کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر حکومت کی طرف سے فوری عمل ہوا۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت میں اہم اور فعال کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' میں فعال کردار ادا کیا۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی منشور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا آپ کو چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے جمعیت کے منشور میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی اصطلاحات پہلی مرتبہ شامل کیں۔

1970ء میں ہی مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ اشرفی امیر حزب الاحناف، لاہور رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپ اکٹھے ہوئے تو حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشترکہ سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور سب دھڑوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اسی سال آپ نے سابق صدر مملکت مسٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کے موقع پر بارعب لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

شراب خانہ خراب کو یہاں سے ہٹاؤ ورنہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں''۔

1972ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر اور رکن قومی اسمبلی کی حیثیت سے قومی اسمبلی کے اجلاس سے پہلا خطاب کیا اور اپنے خطاب کے دوران قادنیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔

1973ء میں تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل کو قریب تر کرنے کے لیے قومی

اسمبلی میں حزب اختلاف کی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے نام سے اتحاد تشکیل دیا جس کے آپ جنرل سیکرٹری جبکہ خاں ولی خان صدر مقرر ہوئے۔ آپ نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے مرکزی کردار ادا کیا۔

1973ء میں آپ آئینی کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور وطن کو آئینی لحاظ سے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کا نام دیا۔

1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے بلکہ پورے آئین کو اسلامی بنانے کے لیے تاریخی جدوجہد کی۔ صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وصوبائی وزراء اور ارکان اسمبلی کے لیے اٹھایا جانے والا حلف نامہ آپ نے تحریر کیا۔

1973ء کے آئین کے لیے آپ نے دوصد (200) سے زائد ترامیم ودفعات مرتب کیں جو مستقل طور پر آئین کا حصہ قرار پائیں۔

1973ء کے آئین میں سربراہ مملکت کا مسلمان ہونا اور مسلمان کی جامع مانع تعریف شامل کروائی۔

1974ء میں چلائی جانے والی ''تحریک ختم نبوت'' میں آپ نے فعال اور فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آپ نے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ آپ کی جہد مسلسل سے 7 ستمبر 1974ء میں آئینی طور پر حکومت پاکستان کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

1974ء میں ہی حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت کی طرف سے ایم۔اے اسلامیات اور ایم۔اے عربی کے مساوی تسلیم کروا کر علماء کرام پر احسان عظیم فرمایا لیکن اس پر عملدرآمد ضیاءالحق کے دور میں ہوا۔

1977ء میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا جس کے منشور میں ''نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کو پہلی ترجیح قرار دیا گیا۔ اور 1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے

خلاف چلائی جانے والی تحریک کے لیے ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' کا نام آپ نے تجویز فرمایا تھا۔

1978ء میں مدینۃ الاولیاء، ملتان میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' منعقد کر کے آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

1979ء میں کل پاکستان ''میلاد مصطفیٰ ﷺ''، مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے تاریخی خدمت انجام دی اور اہل سنت کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے بیدار کیا۔ عاشقان رسول کریم ﷺ کی مشہور زمانہ تنظیم ''دعوت اسلامی'' آپ نے قائم فرمائی اور تاحیات اس کی سرپرستی وتہذیب فرماتے رہے۔

1984ء میں آپ نے ''یارسول اللہ کانفرنس'' لاہور میں شرکت فرمائی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو سگریٹ نوشی سے آپ نے نجات دلوائی۔

1995ء میں تمام اسلامی جماعتوں پر مشتمل ''ملی یکجہتی کونسل'' قائم کر کے تمام مکاتب فکر کے درمیان پائی جانے والی نفرت، عداوت، کدورت اور بغض وکینہ کو حرف غلط کی طرح ختم کر کے باہم شیر وشکر بنا کر وطن عزیز میں پائی جانے والی قتل وغارت کی فضا کو ختم کیا۔

2001ء میں ''ملی یکجہتی کونسل'' کو ''متحدہ مجلس عمل'' کا نام دیا گیا جو تاریخ پاکستان میں پہلا مذہبی اور سیاسی اتحاد ہے۔ اس اتحاد نے قائد ملت اسلامیہ کی قیادت میں بائیں بازو کی قوتوں کے مقابلے میں ''عام انتخابات'' میں حصہ لیا اور زبردست کامیابی حاصل کی۔[3]

66 سال تک آپ نے مسلسل جناح جامع مسجد کراچی، میں رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی لیکن ایک پائی تک نذرانہ وغیرہ وصول نہیں کیا۔

خدمت لوح وقلم:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھرپور، ہنگامہ خیز اور نہایت مصروفیت سے زندگی گزاری جس کے باعث تصنیف وتالیف کے لیے وقت بہت کم ملا۔ چونکہ آپ قرطاس وقلم کی اہمیت اور افادیت سے خوب واقف تھے اس لیے تحریری میدان میں بھی

3 فیض الرضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 31

اپنے موضوع کے لحاظ سے گرانقدر اور قابل تحسین خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصانیف مبارکہ انگریزی اور اردو میں ہیں، تصانیف کے نام مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔دی سیل آف پرافٹ (مہر نبوت) انگریزی

آپ نے اس کتاب میں ایک سو سے زائد آیات قرآنی اور تین سو سے زائد احادیث مبارکہ سے عقیدہ ''ختم نبوت'' کو ٹھوس بنیادوں پر ثابت کیا ہے۔ قادیانیوں کی تاویلات اور مغالطوں کا بھی دنداں شکن جواب دیا ہے۔

☆۔جیس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن (حیات مسیح قرآن کی روشنی میں) انگریزی

قادیانی لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے ''وفات عیسیٰ علیہ السلام'' کو ثابت کرتے ہیں۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مضبوط دلائل وشواہد سے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کو ثابت کر کے قادیانی عزائم اور ان کے گمراہ کن پروگراموں کے سامنے مضبوط چٹان کی طرح بند باندھ کر تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔

☆۔جیل کے دن جیل کی راتیں (اردو)

اس کتاب میں آپ نے مشہور زمانہ قید کے دوران حکومتی مظالم کی تفصیل اور اپنے نظریہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت کی ہے۔

☆۔ترجمہ قرآن وتفسیر (انگریزی)4

حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ عدم فرصت کی بنا پر اپنی تصانیف کو شائع نہ کر سکے لیکن آپ کی یہ تصانیف مبارکہ غیر مطبوعہ مسودات کی شکل میں محفوظ ہیں۔ کاش ورلڈ اسلامک مشن یا جمعیت علماء پاکستان یا کوئی اور اشاعتی ادارہ ان کتب کی اشاعت کا اہتمام کرے تا کہ یہ علمی ورثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو سکے۔

علاوہ ازیں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں خطبات (جو کیسٹوں کی شکل میں موجود ہیں)، بے شمار بیانات (جو اخبارات کے صفحات پر محفوظ ہیں)، مقالات (جو مختلف رسائل میں محفوظ ہیں)، اور سینکڑوں انٹرویوز (جو اخبارات وجرائد کے صفحات کی زینت بنے) کو جمع کر کے

4 خلیل احمد رانا: نورانی میاں کی تبلیغی مصروفیات ص35

کتابی شکل میں ''افکار نورانی'' کے نام سے شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔(یہ علمی سرمایہ بارہ ضخیم جلدوں سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے)۔کاش آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ شاہ انس نورانی چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن و سرپرست جمعیت علماء پاکستان اس طرف توجہ فرمائیں اور یہ عظیم خدمت سرانجام دینے کا اہتمام فرمائیں۔

نشرواشاعت کے حوالے سے خدمات:

قائد اہل سنت کا امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں سینکڑوں ادارے قائم ہوئے جنہوں نے نشرواشاعت کے میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔آپ کی سرپرستی میں اور ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں مذہبی و اسلامی کتب شائع کر کے مفت تقسیم کی گئیں۔آپ کی سرپرستی میں کثیر تعداد میں ماہانہ رسائل شائع ہوتے رہے جن میں سے چند ایک نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ماہنامہ الدعوہ:

یہ رسالہ انگریزی اور عربی زبان میں آپ کی سرپرستی میں مفکر اسلام حضرت سید شاہ فریدالحق کی ادارت میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے اور اس کی مفت ترسیل کی جاتی ہے۔اسی پرچے کا ایک انگلش وژن ''دی میسج انٹرنیشنل'' کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

☆ ماہنامہ الجمعیۃ:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں اور جمعیت علماء پاکستان کے شعبہ نشرواشاعت کے زیر اہتمام لاہور سے شائع ہوتا تھا۔اس پرچہ میں آپ کے اہم خطبات اور پیغامات شائع کیے جاتے تھے۔

☆ ماہنامہ احوال وآثار:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں محمود قادری کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا رہا۔اس رسالہ نے آپ کے افکار اور خدمات کی اشاعت کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔

☆ ماہنامہ ترجمان اہل سنت:

یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما علامہ جمیل احمد نعیمی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔اس رسالہ نے تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم واستحکام کے حوالے سے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

☆ ہفت روزہ افق:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور ممتاز صحافی جناب ظہور الحسن بھوپالی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے افکار نورانی کی ترجمانی اور جمعیت علماء پاکستان کے تنظیمی امور کے حوالے سے اہم خدمات انجام دیں۔

☆ ندائے اہل سنت:

یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے راہنما جناب قاری زوار بہادر کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور افکار نورانی کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

☆ ماہنامہ لانبی بعدی:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور محمد افضل رشید نقشبندی صاحب کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ جو تحفظ ختم نبوت اور تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے قابل تقلید خدمات انجام دے رہا ہے۔

عالمی علمی اداروں میں رکنیت:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے عالمی تعلیمی اداروں کے رکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے یوں فرمایا:

بغداد شریف میں سیدنا امام اعظم سے منسوب ایک کالج ہے "کلیۃ الشرعیۃ الاعظمیۃ" عام طور پر "کلیہ اعظمیہ" کہا جاتا ہے، یہاں سے علماء تربیت پاتے ہیں، میں اس کا رکن ہوں۔ ایک یونیورسٹی ہے "جامعہ صدام الاسلامیہ" کی سینٹ یعنی انتظامی کمیٹی کے 25 رکن ہیں جن میں 12 ارکان باہر کے ہیں، ان میں سے ایک میں ہوں۔ بھارت کے ممبر ابوالحسن ندوی ہیں۔ ان کے علاوہ مصر، افریقہ اور امریکہ سے بھی کچھ حضرات اس کے رکن ہیں۔ لیبیا میں ایک کالج کا نام "الدعوت الاسلامیہ" ہے، اس کا بھی ممبر ہوں۔ قاہرہ کے "جامعہ ازہر" کا میں تین برس رکن رہا۔ دوسرا انتخاب عمل میں آسکتا تھا مگر میں نے خود اس کا رکن بننا قبول نہ کیا کیونکہ "جامعہ ازہر

"کے سرکاری علماء نے مقامی علماء کی مرضی کے خلاف خلیج کی جنگ میں عراق کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔ میں نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا اور لکھ کر بھیج دیا کہ میرا نام اب اس ادارے کے ارکان میں پیش نہ کیا جائے، ورنہ میں چاہتا تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی"۔ 5

بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں لیکچرز:

امام نورانی نے بہت سی بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تاریخ ساز لیکچرز دیے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی، امریکہ

☆۔ بین الاقوامی یونیورسٹی، نیویارک

☆۔ آکسفورڈ یونیورسٹی، برطانیہ

تکمیل مقصد:

مبلغ اعظم ابن مبلغ اعظم، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور جانشین ہونے کی حیثیت سے آپ نے عالمی سطح پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے جو اہداف و مقاصد متعین کیے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔ اسلام کی حقانیت اور اس کا پیغام امن وسلامتی دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچانا۔

☆۔ اسلام کے خلاف عیسائی راہنماؤں کی مذموم تحریک اور ناپاک عزائم کا عالمی سطح پر سد باب کرنا تاکہ مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہو سکے۔

☆۔ قادیانی فتنہ کی عالمی سطح پر سرکوبی کرنا اور اسے کچلنا تاکہ دوبارہ سر اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش نہ کر سکیں۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ان تمام مقاصد میں بطریقہ احسن کامیاب ہوئے۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک عالمی سطح پر تبلیغی خدمات انجام دے کر دنیا بھر میں اسلام کی شمع فروزاں کی اور مستقل بنیادوں پر اسلام کا نورانی پرچم بلند کیا جو کبھی سرنگوں نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

5 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 282

چوتھا باب

امام نورانی کی مذہبی وتبلیغی خصوصیات

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ملاں کی اذان اور مجاہد کی آذان اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذہبی وتبلیغی خدمات تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔ان کے وصال کے بعد قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذہبی وتبلیغی میدان میں ایسی شمع روشن کی جو تا قیامت فروزاں رہے گی۔عالمی سطح پر آپ کی تبلیغی خدمات کی چند امتیازی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اسلامی اخوت ومساوات کا درس دینا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی مذہبی وتبلیغی خصوصیات میں سے پہلی یہ ہے کہ آپ نے خاص لسانی، علاقائی، ملکی اور کسی گروہ کے لیے کام کرنے کی بجائے اسلام کی حقیقی روح اخوت ومساوات کی بنیاد پر کام کیا۔انہوں نے لسانیت، قومیت، علاقیت اور گروہی بتوں کو پاش پاش کر کے ملت اسلامیہ کو ایک مالا میں پرونے کی جدوجہد کی۔انہوں نے ''کناڈا'' میں عظیم الشان اسلامی مرکز قائم کیا جس کے پاکستان، انڈیا، ماریشس اور دیگر ممالک بطور نمائندہ ارکان ہیں۔اسی طرح ''ٹورنٹو'' میں انہوں نے رنگ ونسل، لسان، قومیت اور ملک سے بالاتر ہو کر ایک تاریخ ساز ادارے کی بنیاد رکھی جس کی شناخت جذبہ توحید باری تعالیٰ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دی۔جتنے بھی ادارے آپ نے قائم کیے یا سرپرستی فرماتے رہے سب کو یہی فکر وشعور عطا کیا۔[1]

1 شاہد رضا نعیمی، مولانا: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 40

☆ دینی اداروں کی انتظامیہ کا سیاسی وابستگیوں سے اجتناب کرنا:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی و مذہبی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی اداروں کی انتظامیہ کو سیاسی وابستگی سے دور رہتے ہوئے کام کرنے کی تلقین فرماتے۔ وطن عزیز پاکستان میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے صف اول کے راہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے سیاسی حلیفوں اور حریفوں سے خوب پنجہ آزمائی بھی کرتے تھے لیکن دین اور اسلام کو سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے کبھی استعمال نہیں کیا۔ وطن عزیز میں یا عالمی سطح پر جو ادارے آپ نے قائم کیے ان کی انتظامیہ کو ہمیشہ یہی ہدایت وشعور دیا کہ کسی سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر صرف فروغ اسلام اور خدمت دین کے جذبہ سے کام کریں۔ ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیتے: جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔ اسی نظریہ کا نتیجہ ہے کہ بین الاقوامی کانفرنسوں میں آپ کا خطاب سننے کے لیے آپ کے سیاسی مخالفین بھی شرکت کرتے، خوب داد دیتے اور آپ کے نقطہ نظر کی حمایت کرتے۔

☆ علاقائی مالی وسائل پر انحصار:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے قائم کردہ یا سرپرستی میں چلنے والے اداروں کی انتظامیہ کو آپ یہی ہدایت کرتے کہ غیر ملکی معاونت و امداد پر نظر رکھنے کی بجائے علاقائی سطح پر مالی وسائل پر انحصار کریں کیونکہ غیر ملکی مالی معاونت غیر یقینی ہوتی ہے جس کے ختم ہونے سے ادارہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جو لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اور علاقائی مالی وسائل کی بنیاد پر کام کرتے ہیں ان کو اپنے ادارہ سے دلی لگاؤ بھی ہوتا ہے جو ترقی وفروغ کا باعث ہوتا ہے۔ اسی خصوصیت کے تحت آپ نے کبھی بھی غیر ملکی مدرسہ یا مسجد کی معاونت کا اعلان کیا اور نہ حوصلہ افزائی کی۔ البتہ علاقائی سطح پر ادارے کی ذاتی طور پر معاونت کرتے اور لوگوں کو بھی معاونت کی ترغیب وہدایت فرماتے۔

☆ دینی اداروں کی معاونت کی روح پھونکنا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جب بھی کسی ادارہ یا مسجد کی بنیاد رکھتے تو مقامی لوگوں سے خطاب فرماتے۔ آپ کی گفتگو اور روحانی قوت سے متاثر ہو کر لوگوں میں ادارہ کی مالی معاونت و امداد کا جذبہ و شوق پیدا ہو جاتا جس کے نتیجہ میں ایک ہی نشست میں لاکھوں روپے جمع ہو جاتے تھے۔ کچھ لوگ عقیدت و محبت کی بنا پر ذاتی طور پر صرف آپ کی مالی معاونت کرنے کی کوشش کرتے لیکن آپ دامن جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے، اور سب رقوم مقامی مسجد یا ادارہ کو عنایت فرما دیتے۔ آپ جس شہر یا علاقہ یا ملک میں تشریف فرما ہوتے وہاں کے لوگوں میں جذبہ محبت دین فروزاں ہو جاتا۔

☆ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کرنا:

آپ کی بین الاقوامی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر محفل و مجلس اور کانفرنس میں قادیانیوں کے باطل عقائد و نظریات اور اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیوں سے لوگوں کو ضرور آگاہ فرماتے تاکہ مسلمان ان لوگوں کی ڈاکہ زنی سے اپنے ایمان کو محفوظ کر سکیں۔ آپ نے نہ صرف 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا بلکہ اپنے والد گرامی کی طرح تاحیات تحفظ ختم نبوت کے لیے جہاد کرتے رہے اور عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا۔[2]

☆ اسلامی فرقوں پر تنقید سے اجتناب کرنا:

آپ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوران تبلیغ قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے مزین خطاب کرتے جس سے حاضرین و سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ بین الاقوامی کانفرنس یا جلسہ عام پر خطاب کے دوران کسی مسلمان جماعت یا گروپ پر تنقید نہ کرتے بلکہ وقار و متانت سے حقانیت اسلام کو اس انداز سے پیش کرتے جس سے مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں پختگی آ جاتی اور غیر مسلم متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔ نو مسلم لوگوں کے آپ اسلامی نام تجویز فرماتے اور انہیں اسلامی عقائد و نظریات اور اعمال کے حوالے سے خصوصی لیکچر دیتے۔

---

2 شاہد رضا نعیمی، مولانا: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 41

☆ خطاب مختصر مگر جامع ہونا:

رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ "خیر الامور اوسطھا" یعنی میانہ روی بہترین کام ہے۔
امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول رحمت ﷺ کی پیروی میں آپ کا خطاب مختصر مگر جامع و پر مغز ہوتا۔ خطاب علمی ہوتا ادبی بھی، تعمیری ہوتا اور تنقیدی بھی، شعلہ بیان ہوتا اور رواں بھی، احکام الٰہی بیان کرتے محبت رسول کریم ﷺ بھی۔ سامعین و حاضرین کی خواہش ہوتی کہ آپ کا پر مغز خطاب تا دیر جاری وساری رہے۔ راہگیر اور مخالفین آپ کی تلاوت قرآن سن کر رک جاتے تا اختتام خطاب محفل میں شامل رہتے۔

☆ مقتضی الحال کے مطابق خطاب کرنا:

امام نورانی کی ایک تبلیغی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کا ہر خطاب عقلی و نقلی دلائل سے مزین، مقامی زبان اور مقتضی الحال کے مطابق ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے آپ علوم اسلامیہ کے ماہر، حافظ و قاری، عدیم النظیر ادیب اور شعلہ بیان مقرر ہونے کے علاوہ سترہ زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ دنیا بھر کے دورے کیے، مقتضی الحال کے علاوہ مقامی زبان میں خطاب کرتے۔ اس طرح دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام امن و آشتی نہایت مؤثر انداز سے پہنچایا۔

☆ خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ ﷺ:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر کردار ادا کرتے وقت خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ جو بھی عمل صالح خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے لیے کیا جاتا ہے اس کی تاثیر بھی ہوتی ہے اور وہ بارگاہ خداوندی میں مقبول بھی۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موسم کی گرمی و سردی اور سفری مصائب و مشکلات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے لیے کام کیا۔ آپ کی دنیا بھر میں جلائی ہوئی شمع ہدایت

صدیوں تک فروزاں رہے گی۔ آپ کے تجدیدی کارنامے دیکھ کر آپ کی مجددیت کا نہ صرف احساس ہوتا ہے بلکہ یقین بھی۔ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کا دل آپ کی عظمت کو سلام کرنے کے لیے جھک جاتا ہے اور سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔

☆عمل کے ذریعے درس دنیا:

آپ کی تبلیغی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ جس بات کا دوسروں کو درس دیتے خود بھی اس پر عمل کر کے دکھاتے۔ رسول کریم ﷺ کا انداز تبلیغ بھی یہی تھا کہ جس چیز کا ارشاد و ہدایت فرماتے اس پر خود بھی عمل کرتے یعنی ارشاد و عمل کے ساتھ درس و تبلیغ فرماتے۔ امام نورانی بھی اس طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق تبلیغ کرتے جس سے موافقین و مخالفین سب متاثر ہوتے اور غیر مسلم عملی نمونہ دیکھ کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے اسلام قبول کر لیتے۔

☆نماز کی ادائیگی میں احتیاط کرنا:

عالم ربانی، عابد و زاہد، ولی کامل، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دنیا بھر کے ممتاز علماء، مشائخ، اسلامی تحریکوں کے پیشواؤں اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین سے مراسم و روابط تھے۔ سفر و حضر میں آپ اہتمام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ آپ نماز تہجد بھی اہتمام و باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ آپ کی مذہبی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ زندگی بھر کسی گستاخ رسول، گستاخ صحابہ، گستاخ اولیاء اور یا بدعقیدہ امام کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی لیکن دوسرے لوگ آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ ممتاز مذہبی سکالر مولانا کوثر نیازی، امام نورانی صدیقی کے مسلکی تصلب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> انتخابی دھاندلیوں کے خلاف شروع ہونے والی تحریک اب "نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ" کی تحریک میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کو نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی تحریک میں تبدیل کرنے میں مرکزی کردار جمعیت علماء پاکستان نے ادا کیا۔ میں نے چیلنج دیا تھا کہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کی

امامت میں نماز ادا کریں پھر اس کی قضا بھی ادا نہ کریں اگر ایسا ہو گا تو میں پیپلز پارٹی کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ پی۔ این۔ اے کے امیدواروں کے مقابلے اپنے تمام امیدوار بٹھا دیں گے۔ بھٹو صاحب گھبرا گئے اور مجھے رات کو فون کر کے کہنے لگے کہ: یہ تم نے کیا چیلنج دیا؟ میں نے بھٹو صاحب کو فون پر تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ مگر مفتی محمود نے مولانا شاہ احمد نورانی کی اقتداء میں نماز ادا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے میرا چیلنج قبول کر لیا ہے۔ میرے اس چیلنج کا ہر دو جانب بڑا گہرا اثر ہوا۔ پی۔ این۔ والے بھی جانتے تھے اور میں بھی کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی گردن پر اگر تلوار بھی رکھ دی جائے تو وہ کسی بدعقیدہ کی امامت میں کبھی نماز نہیں پڑھیں گے۔ میں نے اسی شام ایک جلسے میں اپنا چیلنج دہرایا اور کہا کہ: میں نے چیلنج دیا تھا کہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کی امامت میں نماز ادا کریں، یہ نہیں کہا تھا کہ مفتی محمود، شاہ احمد نورانی کی امامت میں نماز ادا کر کے دکھائیں'' اس پر پی۔ این۔ اے کو سانپ سونگھ گیا۔ اگلے روز لاہور ائیر پورٹ پر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی سے اتفاقاً میری ملاقات ہو گئی انہوں نے مجھ سے مشفقانہ گلہ کیا بولے ''تم نے ہماری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے''۔[3]

مولانا مجاہد الحسینی صاحب اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

وہ لائل پور (فیصل آباد) میں ایک صنعت کار جاوید انور صاحب کے گھر کے۔ ایم۔ اظہر صاحب کے ساتھ تشریف لائے تو مولانا فضل الرحمان اور حاجی گل محمد مٹر رکن قومی اسمبلی یعنی جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے مشترکہ اجلاس میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس روز کی نمایاں بات یہ تھی کہ مولانا فضل الرحمان اور مولانا نورانی نے ظہر کی اپنی الگ الگ نمازیں ادا کی تھیں۔ بعد ازاں کا ایک تاریخی واقعہ ضرور قابل ذکر ہے کہ سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں سیرت

3 کوثر نیازی، مولانا: لائن کٹ گئی، مجلہ ''انوار رضا'' قائد ملت اسلامیہ نمبر ص 152

کانفرنس کے آخری اجلاس میں جب جنرل محمد ضیاء الحق خطاب کر رہے تھے تو اس دوران نماز عصر کی اذان ہوگئی۔ جنرل صاحب نے تقریر روک کر پہلے نماز ادا کرنے کا فرمایا اور اسمبلی ہال کے ساتھ ہی واقع نماز کے مخصوص کمرے میں سب حاضرین نماز ادا کرنے چلے گئے، مسجد میں نماز عصر کی دوسری یا تیسری رکعت تھی، جنرل صاحب دوسری صف میں اور ہم تیسری صف میں سجدے کی حالت میں تھے کہ اس کمرے سے ملحقہ حصے میں جہاں انتظامیہ صاحب لوگوں کو بوٹ اتارنے اور غیر ضروری سامان رکھنے کی سہولت فراہم کرتی ہے وہاں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی نے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ الگ جماعت کھڑی کر دی، جب ان کے امام نے اللہ اکبر کہا تو ہم نے سمجھا کہ ہمارے امام نے اللہ اکبر کہا ہے چنانچہ ہم سب نے جنرل ضیاء الحق سمیت سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہمارا امام ابھی سجدے کی حالت میں ہے اس پر ہم سجدہ ریز ہو گئے۔ اب دوران نماز ہمارے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ تکبیر ہمارے امام نے کہی ہے یا ساتھ والے امام نے۔ بہر نوع نماز سے فراغت کے بعد ہر شخص اس پریشان کن صورت پر افسردہ تھا، ایک صاحب نے جنرل صاحب کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر جنرل صاحب مسکراتے ہوئے سیرت کانفرنس میں چلے گئے''۔[4]

☆☆☆☆☆

---

4 مجاہد الحسینی، مولانا: ''انوار رضا'' قائد ملت اسلامیہ نمبر ص 243

عشق و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے میرا کامل ایمان ہو نہیں ہوسکتا

انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ اس مقصد کی تکمیل اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ممکن نہیں۔ عبادت و محبت خداوندی کا زینہ اطاعت نبوی ہے اور اطاعت نبوی کا زینہ محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس قانون کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرما دیجیے کہ (اے مسلمانو!) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو تب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے"

محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی میراث اور لازوال دولت ہے جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ انہوں نے سن شعور سے لے کر تا وصال محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری دنیا کو درس دیا۔ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نعتیہ اشعار اور مشہور زمانہ سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر محبت و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرتے۔ انہوں نے اس بات کا التزام کر رکھا تھا کہ خطاب سے پہلے خطبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتے اور قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھتے:

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

زندگی بھر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور پیغام کی دنیا بھر میں تبلیغ فرمائی اور کفر کے مقابلے میں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بلند کیا۔ جمعیت علماء پاکستان کا منشور ''مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نفاذ'' قرار دیا۔ اس پاک نظام کے لیے اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخالفت، دین دشمنوں کے قاتلانہ حملوں اور گولیوں کی بارش کی پرواہ کیے بغیر کوشاں رہے حتیٰ کہ اسی نظام کی جدوجہد کے محاذ پر وصال فرمایا۔

ورلڈ اسلامک مشن تنظیم قائم کی۔ اس کی شاخیں عالمی سطح پر قائم کیں، دینی مدارس، مساجد، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کا دنیا بھر میں جال بچھایا۔ لاکھوں کتب شائع کروا کر دنیا بھر میں مفت تقسیم کیں۔ جن میں لاکھوں طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کروڑوں مسلمان علمی استفادہ کر رہے ہیں۔ دنیا کے وہ ممالک اور خطے جہاں کفر ہی کفر تھا وہاں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور عشق و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دنیا کے ہر خطہ میں دیا۔

جب کسی حکومت یا غیر مسلموں نے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو عام روایت کے مطابق خریدنے کی کوشش کی تو آپ نے ہمیشہ ان کی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے جواب دیا:

''ہم دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بک چکے ہیں۔ اب دنیا کا کوئی حکمران، کوئی غیر مسلم ہماری بولی نہیں لگا سکتا، ہم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے بھکاری ہیں''۔[1]

آپ نے عشق و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث اپنی زندگی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

1973ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے غیر ملکی اہم شخصیات کے اعزاز میں ایک پرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا جس میں وطن عزیز کی بھی چند مشہور شخصیات کو دعوت دی گئی تھی۔

---

1 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 46

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس میں شریک ہوئے۔ تمام شرکاء چھری کانٹوں سے کھانا کھا رہے تھے جبکہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ چھری کانٹے کی بجائے سنت طریقہ کے مطابق ہاتھ سے تناول کر رہے تھے۔ مسٹر بھٹو نے اس کیفیت میں آپ کو دیکھ لیا۔ جب غیر ملکی مہمان روانہ ہو گئے تو بھٹو صاحب آپ کے پاس آئے اور کہا: مولانا! آپ پوری دنیا میں گھومتے ہیں اور آکسفورڈ وغیرہ میں لیکچر بھی دیتے ہیں، دنیا کی تمام تہذیبوں سے واقفیت رکھتے ہیں، آپ چھری کانٹے کی بجائے ہاتھ سے کھانا تناول فرما رہے تھے؟ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے وقار و متانت سے جواب دیا: بھٹو صاحب! اپنے ہاتھ سے کھانا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میرے آقا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھانا تناول فرماتے تھے، اور یہی ہماری تہذیب ہے۔

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ سفر و حضر میں قرآن کریم، ریاض الصالحین، قصیدہ بردہ شریف اور حزب البحر وغیرہ کتب اپنے پاس رکھتے۔ باقاعدگی سے تلاوت کرتے، مطالعہ کرتے اور وظائف پڑھتے۔ آپ کا لباس، خوراک، گفتار اور نشست و برخاست بلکہ تمام معمولات سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے۔

آپ کو دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت و عقیدت تھی کہ اپنی دعا میں اس کی زیارت اور وہاں کی موت کی تمنا کرتے، آپ عموماً اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کرتے:

" اَللّٰهُمَّ اُرزُقْنَا شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ ، وَاجعَلْ مَوتاً فِی بَلَدِ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسَلَّمَ. اِلٰهِیْ نَجِّنَا مِن كُلِّ هَمٍّ وَّغَمٍّ بِجَاهِ الْمُصْطَفٰی مَولَی الجَمِیعِ ، وَهَبْ لَنَا فِیْ مَدِینَتِهٖ قَرَارًا بِالایْمَانِ وَدَفْنٍ بِالْبَقِیعِ".[2]

ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہر پریشانی اور غم سے نجات عطا فرما۔ اور تو ہمیں دیار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان کے ساتھ ٹھہرنے اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی دولت عطا فرما۔

---

2 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص45

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور اپنی راہ میں یعنی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کے محاذ پر شہادت سری کی موت عطا فرمائی۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمال عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ مختلف گروپوں اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے، کو کفر کے مقابلے میں ایک قوت بنانے اور متحد کرنے کے لیے بھی جدوجہد کی۔ آپ نے متحدہ جمہوری محاذ، پاکستان قومی اتحاد، پاکستان ملی یکجہتی کونسل، متحدہ مجلس عمل اور ورلڈ اسلامک مشن ایسی تنظیمات قائم کر کے اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی سعی فرمائی۔

اکتوبر 1999ء میں جنرل پرویز مشرف نے منتخب حکومت کو برطرف کر کے وطن عزیز کا نظم ونسق سنبھالا تو 1973ء کا آئین معطل کر دیا اور اپنا آئین پی سی او نافذ کر دیا جس میں اسلامی دفعات بالکل نہیں تھیں۔ قادیانیوں نے پھر سے سر اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ قادیانیوں کے متوقع خطرہ سے امام نورانی نے حکومت کو آگاہ کیا لیکن حکومت نے خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر دینی ومذہبی قوتوں کو "تحفظ ختم نبوت" کے لیے جمع کیا اور ملک کے مختلف حصوں میں "ختم نبوت کانفرنسیں" منعقد کیں۔ آپ نے سب سے بڑی اور کل پاکستان "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" 27 مئی 2000ء کو نشتر پارک، کراچی میں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کھلا خط میڈیا، اخبارات اور عوام کے نام جاری کیا جس میں مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی اور آپ کے عشق ومحبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر تھا۔ اس کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

عزیزان وطن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج آزادی کے ساڑھے 53 برس گزرنے کے باوجود ہم من حیث القوم ایک نازک موڑ پر کھڑے ہیں بلکہ بند گلی میں کھڑے ہیں۔ قوم پژمردگی واضمحلال اور یاس وحرمان کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اللہ جل شانہ کی نگاہ کرم اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ رحمت کے سوا اس انبوہ مسائل سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لیے ظاہری اسباب تقریباً معدوم ہیں۔ ہم اقوام عالم کے درمیان یکہ وتنہا کھڑے ہیں۔ ہمیں ایک ایک کر کے عالمی اداروں اور مختلف مقامات سے معطل کیا جا رہا ہے اور ایک بھی مؤثر وجاندار آواز ہمارے حق میں بلند ہوتی سنائی نہیں دیتی، قوموں کی

بربادی میں ایک ایک کر کے ہمدردوں، دوستوں اور بہی خواہوں کی حمایت سے محروم ہو جانا سفارتی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

برادران ملت! یہ کیفیت آناً فاناً یا اچانک کسی حادثہ اتفاقیہ کے نتیجہ میں رونما نہیں ہوئی بلکہ یہ ہماری 53 سالہ غفلتوں، نادانیوں اور کوتاہیوں کا منطقی نتیجہ ہے یہ لمحہ فاجعہ دیوار پر لکھا ہوا تھا۔ اہل نظر اسے پڑھ کر کانپ اٹھتے تھے لیکن اقتدار کے نشہ میں سرمست و مدہوش ٹولہ داد عیش دے رہا تھا۔

؎ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

فدائیان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم! دستور کسی آزاد ملک کی اساس ہوتا ہے یہ قومی یکجہتی، ملکی سالمیت، ملی وحدت اور جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے۔ یہ کسی قوم کی یکجہتی و سالمیت کی مقدس دستاویز ہوتی ہے۔ یہ پوری قوم کا میثاق اور پیمان وفا ہوتا ہے۔ پاکستان کی دستوری تاریخ نہایت تلخ ہے۔ 1956ء میں جا کر مساوات کے اصول پر پہلا دستور بنا مگر قبل اس کے کہ اس کے تحت انتخابات ہوتے وہ منسوخ کر دیا گیا۔ اسکے بعد ایک آمر نے کتاب جمہوریت میں بعض نئی اصلاحات کا اضافہ کر کے دستور دیا لیکن وہ اپنے خالق کے اقتدار کے زوال کے ایک دن بعد تک بھی قائم نہ رہ سکا۔

آخر کار 1973ء میں جمہوری طریقہ پر منتخب اسمبلی نے ایک جامع، متفقہ، پارلیمانی جمہوریت پر مشتمل دستور تشکیل دیا اس منزل کو پانے میں قوم آدھے سے زیادہ ملک گنوا چکی تھی اس دستور پر قوم کے تمام منتخب ارکان پارلیمنٹ کے تائیدی و توثیقی دستخط ثبت تھے اور آج تک تمام تر دستوری تعطل، دستور سے انحراف اور عارضی طور پر دستور کو ایک جانب رکھ دینے کے افسوس ناک اقدامات کے باوجود آج بھی ملک کی وحدت، بقاء، سلامتی اور بحیثیت ایک قوم اور ملک مل جل کر رہنے کی واحد آئینی و قانونی اساس یہی دستور ہے۔ خدانخواستہ اسے چھیڑا گیا، اس کے حقیقی ڈھانچے کو بدل کر رکھ دیا گیا، اس میں من مانی ترامیم کر کے اس کی روح کو مسخ کر دیا گیا، اس دینی ملی قومی اور ملکی اساس کو پامال کر دیا گیا تو پھر خاکم بدھن شاید ہم ملکی وحدت و سالمیت اور قومی یکجہتی کا آخری موقع بھی گنوا بیٹھیں گے۔ اور پھر قوم خواہ بنی اسرائیل کی طرح چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکتی رہے گی، یہ منزل آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔

لہذا ہم متنبہ کرنا اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آئین کی مسلمہ اسلامی دفعات کو معطل

رکھنے کے بجائے ہمہ وقت نافذ العمل اور نا قابل تنسیخ قرار دے کر PCO (عارضی آئین) کا لازمی حصہ بنایا جائے، ابھی تک ہم ناصح اور مشفق کا رول ادا کر رہے ہیں، ہم نے نرم سے نرم الفاظ میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی آواز اہل اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے تا کہ مسلح افواج کا احترام بحیثیت ادارہ قائم رہے، ان کا وقار مجروح نہ ہو یہ ہماری خواہش بھی ہے ضرورت بھی اور مجبوری بھی۔

کیونکہ ملک کسی انارکی، ہنگامہ آرائی اور شکست وریخت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ سرحدوں پر حالات مخدوش ہیں، داخلی طور پر اندرونی و بیرونی دہشت گردی کا نیٹ ورک قائم ہے اور چنگاری سلگنے کی دیر ہے ایسا نہ ہو کہ سب کچھ بھسم ہو کر رہ جائے، ہماری جدوجہد آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے نہایت پرامن و پرسکون ہے لیکن اگر امن پسندی کو کمزوری پر محمول کر کے نگاہ استحقار سے نظر انداز کر دیا گیا تو پھر معاملے کو آخری حد تک لے جانا ہمارا دینی، ملی اور ایمانی فریضہ ہے۔ ہم محتاط اس لیے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ مفاد پرست طبقات ہماری اجتماعی مہم کی لہروں میں گھس کر اپنے مذموم عزائم پورے کریں۔

عاشقان سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بانگ دہل اہل اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو PCO (عارضی آئین) کا مؤثر حصہ نہ بنایا، قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ترامیم کا فیصلہ واپس نہ لیا تو **1974**ء کی تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کا احیاء بہت جلد عمل میں آئے گا اور کراچی سے خیبر تک اور واہگہ سے چمن تک پورا ملک متحد و منظم ہو کر سراپا احتجاج بنے گا اور اس سیلاب بلا خیز کے آگے سد راہ بننے والی ہر قوت خس و خاشاک کی طرح بہ جائے گی۔

حکومت کو چاہیے کہ ہوش کے ناخن لے اور شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا تقابل حریصان اقتدار اور محرومین اقتدار کے ساتھ نہ کرے وہ داد عیش پانے کے لیے جیتے ہیں اور یہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر مر مٹنے کی خواہش میں زندہ ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ عوام اور افواج آمنے سامنے ہوں بلکہ ہماری تمنا ہے کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ اور وطن کی بقاء و سالمیت اور دفاع کے لیے عوام اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔

ہم نے اسی لیے تشدد، دہشت گردی، اسلحہ بندی اور اسلحے کی نمائش سے پاک روح

پر ورایمان افروز اور نورانیت سے معمور پرامن عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرانے کا اعلان کیا ہے اور ملت کے تمام طبقات، دینی تنظیمات، سیاسی ۔۔۔، علماء، مشائخ، وکلاء، ادباء، زعماء، طلباء، اساتذہ، تاجر، صنعت کار، اہل صحافت، قومی اخبارات حتیٰ کہ ہر دردمند پاکستانی اور غیورو جسور غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دردمندانہ اور عاجزانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے ذاتی، گروہی، جماعتی، تنظیماتی اور طبقاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کو اپنا ایمانی تقاضا اور دینی وملی فریضہ سمجھیں کیونکہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

ہم چیف ایگزیکٹو سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ غیر ملکی مالی امداد سے پلنے والے اور اپنے بیرونی آقاؤں کے مفادات کا پرچار کرنے والے این جی اوز (غیر حکومتی اداروں) پر اعتماد کرنے اور ان کو اپنا سیاسی اتالیق بنانے کی بجائے ان حساس دینی، ملی اور قومی مسائل میں راہنمائی حاصل کرنے اور پورے ملک کو فکری انتشار میں مبتلا کرنے اور مسلح افواج کی نظریاتی کمٹمنٹ (پابندی) کو موضوع بحث بنانے کے بجائے محب وطن دینی جماعتوں سے رابطہ کریں اور ان کا مؤقف سنیں۔

برادران اسلام! آیئے اپنی قومی، ملی اور دینی شناخت کے لیے 27 مئی 2000ء کو نشتر پارک میں جمع ہو کر اپنے عقیدے اور ایمان کی پختگی کا ثبوت پیش کریں، نیز صیہونی، صلیبی اور استعماری ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا پردہ چاک کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ سب کا محافظ ہو، آمین ثم آمین''۔ [3]

جلسہ کے دن وزیر مذہبی امور جناب عبدالمالک کانسی صاحب نے امام نورانی سے ملاقات کی اور پی سی او میں اسلامی دفعات کو شامل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چنانچہ حسب معاہدہ حکومت کی طرف سے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں آئین کی تمام اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا اور بعد میں یہی آرڈیننس پی سی او کا حصہ بن گیا۔ اس طرح حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آنکھ کھولی، عشق ومحبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کام کیا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں وصال فرمایا۔

3 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 104

تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ ساز مظاہرہ

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جد امجد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تقلید میں مسلمانوں کے بنیادی اور اجتماعی عقیدہ ''ختم نبوت'' کا تحفظ کرتے ہوئے دنیا بھر میں فتنہء قادیانیت کا تعاقب کیا اور قادیانیوں سے مناظرے کر کے شکست فاش دی۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بہت سے قادیانی متاثر ہو کر تائب ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ کامیاب اور بھرپور زندگی گزارنے کے بعد انہوں نے 1954ء میں اپنی دلی خواہش کے مطابق مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف حاصل کیا۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے والد گرامی کی تقلید میں عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ شروع کیا اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کر کے ''تحفظ ختم نبوت'' کا پرچم بلند کر کے عملی طور پر تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ ساز مظاہرہ کیا۔ سیاسی میدان میں آپ کے ورود کا بنیادی مقصد سیاست کو زینہ بناتے ہوئے آئینی طور پر پہلے وطن عزیز ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں پھر دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر ''تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا پرچم بلند کرنا تھا۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے ممتاز علماء کرام پر مشتمل منشور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی تو آپ کو اس کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے معیاری و منفرد منشور تیار کیا جس میں ''تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اصطلاحات منشور میں شامل

کیں۔ 1970ء میں وطن عزیز میں پہلی مرتبہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ عام انتخابات منعقد ہوئے۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور حلقہ کھارادر، کراچی سے پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور روز اول سے ہی قادیانی فتنہ کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے جدو جہد کا آغاز کر دیا۔

ختم نبوت کی کہانی امام نورانی کی زبانی:

15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین کے حوالے سے اپنے خطاب میں ''تحفظ ختم نبوت'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کو اس معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں۔ اور میں اس دستور کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر اس دستور کو نافذ ہی کرنا ہے تو وہ دفعات جو اس کے اندر اسلام سے متعلق ہیں۔ ان دفعات کے متعلق کسی کمیٹی کے سامنے میں بیان دے سکتا ہوں۔ بہت سے یہاں عالم موجود ہیں۔ وہ بھی بیان دیں گے۔ اسلام کے مطابق دستور کی دفعات بنانے میں تعاون کریں اور ان دفعات کی تصحیح کی جائے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ پھر اس عارضی دستور میں ترمیم کر دی جائے، تب یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے، پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا۔ مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے۔ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لیے وہ یہاں آ سکتے ہیں۔ میں مسلمان کی تعریف کروں گا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہو اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہو وہ مسلمان ہے ورنہ مرزائی قادیانی ہے اس قسم کی تعریف اور پابندی اس کے اندر موجود نہیں ہے۔

میں عرض کر رہا تھا۔ وہ یہ ہے کہ دستور میں مسلمان کی تعریف نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے اور جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر یہ کسی چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔ اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ دستور جو ہو وہ اسلام کے مطابق ہو یہ آئین وزیر قانون کے نزدیک صحیح ہوسکتا ہے اور مکمل ہوسکتا ہے، مگر ہم اس میں ترمیم (Amendment) کرنے کے بغیر اسے ٹھیک نہیں سمجھتے۔ اسے بڑا خوشنما بنا کر ہمارے سامنے سجا کر رکھا گیا ہے۔ اس میں صرف خوشنمائی ہی ہے۔ مگر کام کی بات نہیں رکھی گئی۔ اور اس کے اندر اسلامی روح موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی روح کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ 1

آپ کے اس خطاب پر حکومتی رکن قومی اسمبلی اور وزیر مذہبی امور جناب مولانا کوثر نیازی نے نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ علماء ''مسلمان'' کی تعریف پر متفق نہیں ہیں۔ اگر تمام مکاتب فکر کے علماء ''مسلمان'' کی کسی تعریف پر متفق ہو جاتے ہیں تو وہ ہم آئین میں شامل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مسلمان'' کی جامع مانع تعریف کی اور اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کے تائیدی دستخط کروا کر ایوان میں پیش کر دی جو منظوری کے بعد آئین میں شامل کی گئی۔ وہ تعریف بایں الفاظ کی گئی تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ خدا اور رسول کی آخری کتاب قرآن پاک پر مجھے پورا یقین ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں قیامت کے دن، رسول اللہ ﷺ کی سنت و حدیث اور قرآن پاک کے احکامات پر بھی ایمان رکھتا ہوں''۔ 2

1 روداد قومی اسمبلی مورخہ 15، اپریل 1972ء ص 118
2 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 165

وقت کے ساتھ ساتھ امام نورانی کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجہ میں ایوان کے اندر اور باہر ماحول بن چکا تھا کہ قادیانی فتنہ کچل دیا جائے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ایوان میں پیش کرنے کے لیے آپ نے قرارداد تیار کی اور حکمرانوں کے ذہنوں کو بھی تیار کیا اور ''تحریک ختم نبوت'' کے ذریعے حکمران طبقے پر دباؤ بڑھایا۔ اس دوران قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے چند افراد نے آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ: ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے لہذا آپ قرارداد سے ''لاہوری گروپ'' کے الفاظ خارج کر دیں اور اس کے عوض ہم اپ کو پچاس لاکھ پیش کرتے ہیں۔ امام نورانی نے ان کی اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ: ہماری قرارداد سے ایک لفظ بھی کم نہیں ہوگا اور تمہاری پیشکش ہمارے جوتے کی نوک پر کیونکہ ہمارا جوتا تمہاری پیش کش سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور ساتھ ان لوگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ اس سلسلے مین آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی۔ ایس پی (ریٹائرڈ) سیکرٹری وزارت صنعت وحرفت حکومت پاکستان نے کراچی میں ایک دعوت کے موقع پر حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب اور مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فریدالحق صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

آپ کے صدر جمعیت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی، مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہوری گروپ سے متعلق تھے وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں ہم ان سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں، میں ان کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایک صاحب نے کہا: جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو

بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے، آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا: آپ کی پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے، مرزا مدعی نبوت ہے اور جو اسے مجدد، مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا، آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ بار باران لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آنی جانی چیز ہے اصل دولت دولت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت"۔[3]

اب سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کو پہلے وطن عزیز میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلانے پھر دیگر اسلامی ممالک میں، کا احساس قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پیدا ہوا؟ اس کا جواب آپ نے یوں ارشاد فرمایا:

"قادیانیت پچھلی صدی کا منحوس فتنہ ہے جس نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام سنبھال رکھا ہے۔ مرزا قادیانی 1908ء میں مرا۔ اور پچھلی صدی کا وہ سب سے بڑا فتنہ پرور شخص تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبیاں، گستاخیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا عقیدہ وہ نہیں جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس نے خدا تعالیٰ کے وجود کو اس انداز میں بیان کیا جیسے ہندوؤں وغیرہ کا تصور ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا بارہا انکار کیا۔ اس نے درجنوں دعوے کیے وہ ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ "میں ہی محمد اور میں ہی احمد ہوں" لیکن اس کو بے وقوف، احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں نے اپنا سب کچھ مان لیا۔ بلکہ جو کچھ وہ

3 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 157

بکتا گیا وہ مانتے گئے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ہندوستان میں انگریزوں نے برپا کیا۔ ان کا پیسہ اور پلاننگ تھی۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا خود ملکہ برطانیہ کے گن گاتا تھا۔ میرے حضرت والد ماجد، خلیفہ اعلیٰ، سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ ایک مبلغ و مصلح تھے۔ انہوں نے ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ جنوبی امریکہ میں انہوں نے مرزائیت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے **1953**ء میں وہ سرنیام (جنوبی امریکہ) گئے ان کے ہاتھ پر الحمدللہ! ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ اس امت میں فتنہ ارتداد اور فتنہ انکار ختم نبوت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے اور سچے عاشق رسول، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر فتنہ ارتداد، فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کی، مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں صحابہ کرام شریک ہوئے، جن میں سینکڑوں حفاظ وقراء قرآن بھی تھے، اور بالآخر مسیلمہ کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ برصغیر میں متنبی قادیان کے خلاف بھی علماء حق نے کفر و ارتداد کے فتاوی جاری کیے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور دیگر تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی، علماء حق نے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج دیئے اور قبول کیے، یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی محض ایک چھوٹی سی تعداد کو اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہو سکا اور امت مسلمہ کا سواد اعظم اس فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا۔

تو چونکہ میرے والد گرامی کا موضوع ردّ قادیانیت و مرزائیت تھا۔ ایک حوالے

سے تو یہ موضوع مجھے ورثہ میں ملا۔ اور پھر اس موضوع کا مطالعہ انسان کے ضمیر کو جھنجوڑتا ہے۔ انسان سوتے سے جاگتا ہے اسے احساس ہوتا ہے کہ اے مصطفیٰ ﷺ کے غلام، اٹھ اور جاگ، تیرے ہوتے ہوئے تیرے نبی ﷺ کے گستاخ کیسے جراءت و جسارت کے ساتھ دندنا رہے ہیں؟ یہ قادیانی سیاہ بخت، اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی محبت ختم کر کے ہندوستان کے جھوٹے نبی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے میں ہر صاحب ایمان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو اور میدان میں کود پڑے۔ اس فتنہ کی سرکوبی ہر بڑے فریضے سے اہم فریضہ ہے۔ یہ ایسا زہر ہے جو گڑ کی شکل میں کھلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

ایسے حالات میں بہت ضروری ہے کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے مؤثر اقدام اٹھائے جائیں۔ مرزا قادیانی 1908ء میں مرا، وہ اپنی موت مرا۔ اس کی موت بدترین قسم کی موت تھی، وہ ہیضہ میں مبتلا ہوا اور علماء عصر کے چیلنج کا مقابلہ نہ کرسکا۔ سانپ مرگیا لیکن لکیر ابھی باقی ہے۔

اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری جیسے بزرگوں نے ابتدائی ایام میں مرزائیت کا محاسبہ کیا اور بعد میں اور لوگ بھی اس قافلہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔

تو میں نے عرض کیا کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرنیام (جنوبی امریکہ) میں اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور پھر میں بھی کچھ عرصہ وہاں رہ کر خدمت کرتا رہا۔ قادیانی پاکستان میں ربوہ کو "مِنی اسرائیل" بنانا چاہتے تھے، اس سلسلہ میں ہم نے بھی پلاننگ کی اور ہر موڑ پر اس فتنے کا تدارک کیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر جید علماء کرام کے ساتھ شریک رہا۔ پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانیت کے خلاف جاری کیا اور اس بے دین ٹولے کے خلاف کام کرتے رہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ پھر 30 جون 1944ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر یہ تاریخی قرارداد بھی اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کو پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 ارکان نے دستخط کیے۔ بعد میں یہ تعداد بڑھتی گئی، حتیٰ کہ 37 ہو گئی۔

قسمت کی بات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے لے اور جس کو چاہے محروم کر دے، عبدالولی خان جیسے افراد نے بلاتردد صرف ہمارے کہنے پر فوراً دستخط کر دیئے، میر غوث بخش بزنجو نے کوئی اعتراض نہ کیا اور بلا تامل دستخط کر دیئے۔ لیکن جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم بار بار کہنے کے باوجود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔

بہرحال 30 جون 1974ء کی اسی قرارداد کے نتیجے میں تحریک ختم نبوت چلی۔ جو اس قدر کامیاب ہوئی کہ بالآخر پارلیمنٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ الحمدللہ علی ذالک! [4]

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک ختم نبوت 1953ء کے حوالے سے فرمایا:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کیسے شروع ہوئی؟ مرزا قادیانی کی کتابوں اور جعلی نبوت کا ایک مقصد مسلمان کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا بھی تھا۔ وہ خدا کی نہیں بلکہ انگریز کی خوشنودی کے لیے جدوجہد کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد منکرین جہاد نے فوج میں بھرتی ہونا شروع کر دیا اور ایک سازش کے تحت ملک کی کلیدی آسامیوں پر

4 محمد محبوب الرسول قادری، ملک: عقیدہ ختم نبوت اور تحریک 1974ء، ص 75

پہنچ گئے۔وہ ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں اسی غرض سے انہوں نے فوج اور دیگر محکموں میں اثر ورسوخ بڑھانا شروع کر دیا ہے لیکن وہ اس راز کو زیادہ دیر تک چھپا نہ سکے بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد بیٹے اور جانشین نے کہا کہ ہم بلوچستان میں منظم کام کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم یہاں مرزائی حکومت قائم کریں گے ۔ بس پھر مسلمان الرٹ ہو گئے اور ان کے خواب مٹی میں ملا دیئے ۔ چوہدری سر ظفر اللہ ڈسکہ کا قادیانی تھا، ملک کا وزیر خارجہ بن بیٹھا۔ اس کو انگریزوں نے سازش کر کے وزیر خارجہ بنوایا۔ پھر اس نے وزارت خارجہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کئے اور اپنے اثر و رسوخ سے قادیانیوں کو ملک کے دیگر محکموں میں بھرتی کروایا۔ اس نے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں، عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا۔ 1952ء میں جہانگیر پارک کراچی میں اس نے ہرزہ سرائی کی اور مسلمان نوجوانوں کے احتجاج پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا آنسو گیس پھینکی۔ اور یہاں سے 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا جس کی قیادت ابوالحسنات حضرت مولانا سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی، ہزاروں کفن بردار نوجوان جانیں قربان کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے، جیلیں بھر گئیں اور جیلوں میں مزید جگہ نہ رہی۔ حکومت وقت نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ اسی زمانے میں ایک عدالت نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد خلیل احمد قادری (فرزند حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ تعالیٰ) اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو سزائے موت سنائی۔ ملک گیر احتجاج کے پیش نظر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ان کی سزا ملتوی ہوتی گئی، حکومت مارشل لاء لگا کر مظاہروں کی روک تھام میں کامیاب ہو گئی۔ اس تحریک میں کئی سو نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ پھر ملک میں حکومت تبدیل ہو گئی اور کچھ عرصہ کے لیے قادیانیت دب گئی مطالبہ تو مسلمانوں کا یہ تھا کہ امت کے جسم میں قادیانیت ایک زہریلا پھوڑا ہے ناسور ہے اس

کو کاٹو۔ لیکن یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ قوت اور طاقت سے سوچوں پر کب پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں؟ یہی ہوا کہ پھر دوبارہ 1974ء میں تحریک چلی اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی"۔ 5

امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک تحفظ ختم نبوت 1974ء کے بارے میں فرمایا:

"ایمان ایک ایسی قوت ہے جس کی بے شمار برکات ہیں۔ اور تحفظ ختم نبوت خالصتاً ایمانیات کا مسئلہ ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ قادیانیوں نے ربوہ کو اسرائیل کی طرز پر اپنا مرکز و مستقر بنالیا تھا، وہاں کے تمام سرکاری ادارے بھی ان کے تابع تھے اور یہ دراصل ریاست کے اندر ایک خود مختار ریاست تھی۔ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ملی و ریاستی مفادات کے خلاف سرگرم عمل تھی۔ مئی 1974ء میں کچھ طلبہ جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے، دوران سفر ایک ٹرین میں ربوہ کے اسٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر ہلہ بول دیا، مارا پیٹا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے، یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لیے ایک ٹیسٹ کیس تھا، اگر اس موقع پر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جذبہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور وہ اسٹیبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے جو ان کا اصل ہدف تھا، لیکن الحمد للہ علی احسانہ! ان کا یہ خواب ناتمام رہا، بلکہ "عدو شرے برانگیزد مراخیرے دراں باشد" کے مصداق یہ سازش ان کے لیے پیام اجل ثابت ہوئی اور یہ دراصل خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور ہمیں یہ دعا قبولیت کے پیکر میں ڈھلتی ہوئی نظر آئی کہ، اے اللہ تو ان (باطل پرستوں) کے مکروفریب ہی میں ان کی

5 ملک محبوب الرسول قادری، ملک: "تہلکہ خیز انٹرویو" ص18

تباہی و بربادی کے اسباب مقدر فرما"

ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا۔ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پالیمنٹ سے باہر۔بیرونی محاذ پر کام کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی،جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو منظم کیا اور ایسی فضا پیدا ہوئی کہ حکومت کے لیے اس مسئلے کو نظر انداز کرنا ممکن نہ رہا،مولانا محمد یوسف بنوری اس مجلس عمل کے صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ تھے۔اور جس طرح 1953ء کی تحریک میں اس خانوادے کا قائدانہ کردار تھا،اسی طرح 1974ء کی تحریک میں انہوں نے اسی روایت کو قائم رکھا۔علامہ سید ابوالحسنات قادری،علامہ رضوی کے تایا تھے اور تحفظ ناموس ختم نبوت کی پاداش میں سزائے موت پائے جانے والوں میں ایک ان کے تایا زاد بھائی مولانا سید خلیل احمد قادری تھے۔پارلیمنٹ کے اندر 1974ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی،اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء کرام تھے یعنی مفتی محمود صاحب ،علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب،مولانا سید محمد علی رضوی صاحب،مولانا محمد ذاکر مولانا عبدالحق صاحب اور پروفیسر غفور احمد صاحب وغیرہم اس کے مویدین میں سے تھے۔

اگرچہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں،لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے یقین کامل ہے کہ درگاہ شفیع المذنبین ﷺ میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔اس دوران متنبی قادیان کے خلیفہ نے پیش کش کی کہ وہ اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا مؤقف پیش کرنا چاہتے ہیں،ہم نے خوش آمدید کہا،قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہان آئے۔پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی شکل دے دی گئی اور اس کے In camera اجلاس شروع ہوئے،جن میں صرف ارکان کو شرکت کی اجازت تھی،

طریقہ کار کے مطابق ہم یعنی تمام علماء کرام اپنے سوالات تحریری شکل میں جناب یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل آف پاکستان کو دیتے تھے اور وہ قواعد وضوابط کے مطابق وہ سوالات پوچھتے، ان کا اس مسئلے میں کردار بلاشبہ بہت جاندار تھا، ان سوالات کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کا دجل وفریب کھل کر ارکان اسمبلی کے سامنے آ گیا اور سب کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور اب ان کے سامنے دو راستے تھے یا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کو تسلیم کر کے خود کو اور پوری امت مسلمہ کو غیر مسلم تسلیم کریں اور یا انکار ختم نبوت اور جھوٹے ادعاء نبوت کے سبب مرزا غلام احمد قایانی کو نبی ماننے والے قادیانی گروپ اور مجدد ماننے والے لاہوری گروپ کو کافر و مرتد قرار دیں۔ اس طرح الحمد للہ! پاکستان میں یہ معجزہ خاتم الانبیاء ﷺ ہم عاجز و ناکارہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کی مساعی اور پوری ملت اسلامیہ پاکستان کی تائید وحمایت اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔ اور 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی قرار داد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اس مہم میں علماء اراکین کے علاوہ بعض دیگر ارکان مثلاً موجودہ اسمبلی کے اسپیکر جناب الٰہی بخش سومرو کے والد حاجی مولا بخش سومرو کا کردار بڑا موثر اور مجاہدانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے"۔ [6]

اس طرح وطن عزیز پاکستان میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے قادیانیوں کو 7 ستمبر 1974ء کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بیرونی ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے اپنے عظیم ترین مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اس سلسلے میں آپ نے یوں وضاحت فرمائی:

الحمد للہ! بیرونی مملک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ نیروبی، دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں۔ سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے

6 ملک محبوب الرسول قادری، ملک: "تہلکہ خیز انٹرویو" ص 22

مقامات پر بھی سابقہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے۔ مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے۔ ''اسلامک ریویو'' اس کے ایڈیٹر سے 1968ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ اور بالآخر کتابیں لے کر بھاگ گئے۔ دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔

قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے۔ اور انہوں نے راہ افرار اختیار کی، نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔ مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہو گیا۔ اور اس طرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے۔ اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ اس طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔ 7

حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قائد اہل سنت ہونے کی حیثیت سے تقریری اور تحریری دونوں میدانوں میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا اور اسے منطقی انجام تک پہنچا کر تاریخی خدمات انجام دیں۔ رضی اللہ عنہ قادیانیت کے حوالے سے اپنی تحریری خدمات کو یوں واضح فرمایا:

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبہ دینی میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اس کا عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ تحریری طور پر ختم نبوت پر انگریزی زبان میں میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبوی ﷺ سے صراحتاً حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ لیکن وہ کتاب طبع نہیں ہو سکی۔ اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لیے کہ وہ ضخیم بھی ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ پہلے اس کی طباعت پر 25 ہزار کے خرچ کا اندازہ تھا۔ اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لیے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں۔ اور دوسری کتاب میں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد

7 فاتح مرزائیت ص 13

بناتے ہیں ''حیات مسیح علیہ السلام'' اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کے دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا ہے۔ باہر کی دنیا چونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت ہی کم باخبر ہے اور ان کو دھوکہ دینے کا موقع با آسانی مل جاتا ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے۔ اگر صاحب خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کی طباعت کا انتظام کروادیں اور انہیں مفت تقسیم کروادیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا معاوضہ لوں۔ کوئی بھی انہیں شائع کرا کے کسی بھی قیمت پر فروخت کرسکتا ہے۔ میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیوں اور مرزائیوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔ 8

امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم کے بین الاقوامی اثرات کے حوالے سے امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت کی:

چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہم مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرا چکے تھے، یہ مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہماری آئینی و قانونی نظام کی خشت اول تھی۔ پھر قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی آئینی ترمیم سے اس کی تکمیل ہوگئی۔ بعد ازاں پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے فارم میں مسلمان کے لیے ختم نبوت کے اقرار اور مرزائیوں کے قادیانی و لاہوری گروپ سے براءت کا حلفیہ بیان لازمی قرار دیا گیا، اس طرح ناموں کے اشتباہ سے جو قادیانی ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے بلکہ مکروفریب سے مسلمانوں میں شامل ہوجاتے تھے، اس کا سدباب ہوگیا۔ بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جداگانہ انتخاب کی طرف پیش رفت ہوئی جو شروع ہی سے ہمارے مقاصد و اہداف میں شامل تھا، اور قادیانیوں کے ناموں کا اندراج غیر مسلموں کی فہرستوں میں کرنا لازمی قرار پایا۔ سعودی عرب، ملائشیا،

8 فاتح مرزائیت ص 13

انڈونیشیا اور دیگر مسلم ممالک کی حکومتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلموں کا درجہ دینا شروع کیا، حتیٰ کہ جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت نے بھی اس کی توثیق کی کہ قادیانی مسلم نہیں ہیں۔ قادیانیوں پر مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ بنانے پر پابندی عائد کر دی گئی، صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں ختم نبوت کا اقرار لازمی قرار پایا۔ ابھی بہت سے اہداف ہیں جن کا حصول باقی ہے اور الحمد للہ! اس کے ضمن میں ہمارا جہاد جاری ہے اور ہم اپنے دینی اہداف کے حصول تک چین سے نہیں بیٹھیں گے"۔ 9

تحریک ختم نبوت کی کہانی پروفیسر سید شاہ فرید الحق کی زبانی:

ہم گزشتہ صفحات میں تحریک ختم نبوت اور قادیانیوں کو پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی توضیحات پیش کر چکے ہیں۔ تاہم کچھ پہلو وضاحت طلب اور تشنہ رہ گئے تھے کیونکہ ان کا تعلق امام نورانی کی ذات اور خدمات سے تھا، جن کو آپ نے انکساری کی بنا پر بیان نہیں کیا۔ سطور ذیل میں مفکر اسلام، ورلڈ اسلامک مشن کے مرکزی راہنما اور جمعیت علماء پاکستان کے (موجودہ) سربراہ حضرت پروفیسر سید شاہ فرید الحق مدظلہ العالی کے الفاظ میں تحریک ختم نبوت، قرارداد کی تیاری، ایوان میں پیش کرنے کے لیے حکمرانوں کی ذہن سازی اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز خدمات قدرے تفصیل سے پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ مفکر اسلام حضرت پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب نے کہا:

22 جون 1974ء کو نوجوانان اسلام نے ربوہ اسٹیشن پر حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگا کر جھوٹے مدعی نبوت کی جھوٹی امت کے دل پر ایک کچوکہ لگایا۔ بھلا کفار کو برداشت کی کہاں طاقت، حالانکہ کفار اور مشرکین اپنے انجام سے باخبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی وہ دین اسلام سے نبرد آزما ہوئے منہ کی کھائی۔ یہ بات اور ہے کہ بعض وقت مسلمانوں کے نقصان کی وجہ سے کبھی کبھی شکست ظاہری فتح

9 محمد محبوب الرسول قادری، ملک: عقیدہ ختم نبوت اور تحریک 1974ء ص 79

معلوم ہوئی۔ ربوہ کے منافقین اور کفار کو یہ بات گراں گزری کہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے یا ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔

29 مئی 1974ء کو جب کہ نوجوانان اسلام سفر سے واپس آرہے تھے ان منافقین اور مرتدین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان پر حملہ کر کے زدوکوب کیا۔ ان کے لہو بہائے، بعض کو شدید ضربات پہنچائیں اور نہیں کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ کسی کا منہ توڑا گیا، کسی کی ناک اور ہڈی توڑی گئی، غرضیکہ بربریت کا سماں تھا۔ ٹرین باضابطہ روک کر یہ ساری کاروائی نام نہاد بہادر منافقین اور مرتدین نے چند نوجوان مسلمان طلباء کے خلاف کی۔

قدرت کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ان نوجوانوں کا خون رنگ لایا۔ ان مرتدین اور منافقین کے خلاف دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا پورے ملک میں آگ لگ گئی۔ بالخصوص پنجاب سے نوجوان طلباء میدان میں آ گئے۔ ربوہ کے گردونواح کی بستیاں پہلے بھڑک اٹھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتقامی کاروائی شروع ہوگئی۔ پورے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہوگئی۔ رفتہ رفتہ اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ آگ معمولی آگ نہیں تھی۔ عشق مصطفیٰ ﷺ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی آگ تھی۔ یہ پانی سے نہیں بجھائی جاتی یہ کچھ اور ہی تلاش کرتی ہے۔ آج بھی اس پاکستان کا سواد اعظم مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور ناموس رسالت کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔

باوجود تمام برائیوں اور گناہوں کے مسلمان جس کے دل میں زرہ بھر بھی ایمان ہے وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف نہ کوئی بات سن سکتا ہے اور نہ برداشت کر سکتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے جو منافقت کا لبادہ اوڑھ کر بزعم خود اپنے کو مسلمان کہیں اور حضور ﷺ کے مقام کو پہنچائیں۔ قرآن کی کھلی آیات اور اس کے کھلے مطالب کا انکار کر کے پوری امت مسلمہ کو بیوقوف بنائیں، تواتر سے جو عقیدہ مسلمانوں کے درمیان

چلا آرہا ہے اس کے خلاف پچھلے نوے (90) سال سے چند مٹھی بھر افراد نبرد آزما ہوں اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو چیلنج کریں وہ تو خیر کیجئے صدیق اکبر کا زمانہ نہیں ورنہ غلام احمد مرتد تلوار کی زد سے بچ کر نہیں جا سکتا تھا اور مرتدین اس طرح مسلمانوں کے ملک میں دندناتے نہ پھرتے۔

پاکستان کے قیام تک میں ان قادیانیوں نے روڑے اٹکائے۔ یہاں تک کہ ظفر اللہ نے تقسیم ہندوستان کمیشن میں بھی پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا اور کسی طرح گورداسپور، قادیان اور کشمیر پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کے بعد مسلسل یہ لوگ پاکستان کے خلاف سازش میں مبتلا رہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بناتے رہے۔ بیرونی ملکوں میں اپنے اڈے قائم کئے اور پاکستان کے سہارے غلط پروپیگنڈہ کر کے افریقی اور دیگر یورپی ملکوں کے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تو یہ وصیت کی تھی کہ بھارت کو پھر سے اکھنڈ بنانے کی جدوجہد کی جائے اور مری سڑی ہوئی لاش کو پاکستان اور بھارت کے ایک ہونے کے بعد قادیان میں دفن کیا جائے۔

جو کردار مشرق وسطیٰ میں یہودی ادا کر رہے ہیں وہی کردار پاکستان میں قادیانی اور یہ لاہوری ادا کر رہے ہیں، جو بزعم خود احمدی کہلاتے ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت کے علماء، صوفیاء اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ لڑے تھے، اس لیے انہیں اس ملک سے قلبی لگاؤ تھا اور رہے گا۔ انہوں نے صرف مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا جائے گا اور بعد میں مفاد پرست حضرات پاکستان کے نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہونے لگے۔

کافی دنوں تک پاکستان بننے کے بعد سواد اعظم اہل سنت حکومتی سیاست سے

الگ رہے لیکن دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے محراب ومنبر سے اپنی آواز بلند کرتے رہے۔ کسے نہیں معلوم کہ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے علماء اہل سنت کے افراد نے جن میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان، مولانا سید احمد سعید کاظمی اور مولانا عبدالستار خان نیازی وغیرہ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور حکمرانوں پر یہ واضح کیا کہ ان کی تبلیغ کو روکا جائے، انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کو سواد اعظم اہل سنت اپنے ایمان کا جزو تصور کرتے ہیں۔ اور ذکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا مشغلہ درودو فاتحہ، میلاد اور منقبت رسول ہے۔ انہیں اعمال کی وجہ سے انہیں مخالفین کے طعنے بھی سننے پڑے ہیں۔ ان پر مختلف قسم کے فتوؤں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ان تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو کر حضور ﷺ کے ذکر کو اپنے ایمان کی کسوٹی تصور کرتے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت کے علماء اور عوام قرآن کی اس آیت کا ورد ہر فاتحہ، درود، تلاوت اور ذکر میں کرتے ہیں:

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"

﴿ترجمہ﴾ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں، نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

ایسے لوگ بھلا کب اور کیسے مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں یا اس کے خلاف معرکہ آرائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی علماء اور عوام اہل سنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ بالخصوص جسٹس منیر کی رپورٹ اس کی منہ بولتی تصویر

ہے۔ لاتعداد علمائے اہل سنت جیلوں میں گئے سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ مولا عبدالستار خان نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی ہے۔ ان تمام حالات کے باوجود ان رہبران ملت کے پاؤں میں لغزش نہ آئی۔

1953ء کی تحریک بعض نام نہاد شرکاء اور تنظیم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ضرور ہوئی لیکن یہ بھی ایسا بیج بو گئی تھی جس کا پھل کبھی نہ کبھی آنا ضرور تھا۔ خدا کا شکر ہے اس بیج کی آبیاری نوجوان طلبہ نے شروع کی۔ اس میں علماء اور عوام شامل ہو گئے اور 7 ستمبر 1974ء کو اس کا پھل نہ صرف اسلامیان پاکستان کو بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملا۔ یہ کیوں اور کیسے ملا، کھیت کی کس کس نے آبیاری کی، کون اس کے شکریہ کے حقدار ہیں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو قومی اسمبلی کا پورا ریکارڈ مل جانے پر انشاء اللہ پیش کی جائی گی۔

یہاں مختصراً اس ضمن میں جو کاروائی علماء اہل سنت اور دیگر افراد کی طرف سے کی گئی اور حکومت کا رویہ کیسا رہا اس کی روئے داد اپنی معلومات کی بناء پر جو میں نے اراکین قومی اسمبلی بالخصوص مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سے حاصل کی ہیں پیش کرتا ہوں۔ تحریک کی کامیابی کے آخری دنوں یعنی 4 ستمبر 1974ء سے 8 ستمبر 1974ء تک میں بھی اسلام آباد میں مقیم تھا اس لیے آخری وقت کی کاروائیوں سے کچھ نہ کچھ میں نے ذاتی طور پر واقفیت حاصل کی ہے۔

قوم کے نام 13 جون 1974ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لمبی تقریر نشر کی۔ میں اس تقریر پر فی الوقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ عوام کو معلوم ہے کہ بھٹو صاحب کیسی تقریر کرتے ہیں اور کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال انہیں موقع کی سنگینی اور نزاکت کا احساس ہوا، پنجاب آگ میں جلنے لگا، چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑتی گئی، گرفتاریاں اور مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ پولیس اور سکیورٹی فورس حرکت میں آ گئی۔ ملک کی پوری انتظامیہ لاء اینڈ آرڈر کے بہانے عوام کے ساتھ سختیوں اور تشدد پر اتر آئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے یہ وعدہ فرمایا کہ اسے طے کرنے کا راستہ جمہوری طریقے سے طے کیا جائے۔اس لیے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں 30 جون کو پیش کر دیا جائے گا۔وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے بھی اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا۔

پاکستان کے تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں نئے فتوے کی ضرورت نہیں۔علماء کرام اپنی حجتیں تمام کر چکے ہیں۔مسئلہ صرف یہ تھا کہ انہیں بحیثیت مسلمان کے پاکستان میں تبلیغ کرتے رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ہاں غیر مسلم کی حیثیت سے ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔لیکن منافق کی حیثیت سے رہنے کا اختیار نہیں دیا جاسکتا۔چونکہ پاکستان میں عظیم اکثریت مسلمانوں کی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تصور کرتے ہیں۔اس لیے اس عقیدے کے خلاف یا وحی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے کفر اور ارتداد تصور کرتے ہیں۔اس لیے اس عقیدے کے خلاف جو لوگ بھی ہیں وہ کافر مرتد ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔چونکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس لیے اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف کسی منافق کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔لازمی طور پر قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت سے قرار دیا جائے تاکہ پاکستان سازش سے بچ سکے اور مسلمان اپنے دین و ایمان کا تحفظ کر سکیں۔

وزیر اعظم نے جمہوریت کے سہارے اس بنیادی مسئلہ کے لیے بھی مہلت چاہی۔ حالانکہ جمہوری اداروں کے ذریعے اسلامی مملکت میں بنیادی عقائد طے نہیں کیے جاتے۔اسلام میں جمہوریت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوتی ہے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ جو چیز اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہے وہ اکثریت سے حلال ہو جائے اور حرام ہو جائے۔

اسی طرح اللہ جل مجدہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نبوت اور رسالت، قرآن کی وحی الٰہی ہونے کے متعلق فیصلہ یا قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ، اس قسم کی بنیادی باتیں مغربی طرز کی اکثریتی جمہوریت کے طور پر نہیں طے ہوتیں۔

بہر حال حکومت نے وقت لیا، ادھر تحریک پھر زور شور سے چلنے لگی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ختمیت پر ایمان رکھنے والے مختلف الخیال لوگ ایک جگہ اکٹھا ہو گئے۔ اس میں اہل سنت کے علاوہ دیو بندی، وہابی اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے افراد مثلاً نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام (مفتی گروپ) جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہو کر کام شروع کیا اور اس طرح ایک مرکزی ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ مرکزی مجلس عمل کے صدر دیو بندی مکتبہ فکر کے مولانا محمد یوسف بنوری (کراچی) منتخب ہوئے اور اس کے جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات رحمہ اللہ تعالیٰ حزب الاحناف، لاہور منتخب ہوئے۔ مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی۔

عملی طور پر اس مجلس میں جن لوگوں نے حصہ نہیں لیا وہ یہ ہیں: غلام غوث ہزاروی گروپ جو مفتی محمود سے الگ ہو کر حکومت کی کاسہ لیسی کرنے میں علماء کا وقار سمجھتا تھا۔ مولوی احتشام الحق تھانوی اور ان کی مختصری جماعت نیز تحریک استقلال بحیثیت جماعت مجلس عمل میں شریک نہیں ہوئی۔ البتہ انفرادی طور پر تحریک استقلال کے ایک رہنما صاحبزادہ احمد رضا قصوری ایم این اے مجلس عمل کے رہنماؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت کرتے رہے اور قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقریریں کیں۔

اس کے علاوہ کچھ خالص سرکاری کاسہ لیس مولوی مثلاً جمعیت علما اسلام (حقیقی) نام نہاد جمعیت علماء پاکستان جس کے سربراہ بزعم خود صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب آلو مہار شریف والے تھے۔ نیز مشہور اور معروف خوشامدی مولوی ان تمام کا ذکر فضول ہے۔ یہ لوگ حکومت کے اشارے کے منتظر رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ جانے انہیں کتنا لگاؤ ہے اور موجودہ حکومت کے افراد بالخصوص بھٹو صاحب سے یہ لوگ کتنا قریب ہیں اس کا فیصلہ عوام خود کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں نے بھی قادیانیوں کے خلاف گول مول بیانات دیئے لیکن کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے شروع کیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا زور وشور

ہوا۔ مسجدوں، محرابوں اور منبروں سے حضور ﷺ کی منقبت شروع ہوئی۔ ان کے مقام کی فضیلت بیان کی گئی، جلوس نکالے گئے، مجلس عمل نے چند صاف اور واضح مطالبات رکھے وہ یہ ہیں:

☆ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

☆ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

☆ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

ویسے تمام جماعتوں کے لوگوں نے جو اس تحریک میں ساتھ تھے اپنا اپنا کردار ادا کیا لیکن سواد اعظم اہل سنت نے جتنا اسے حق تھا وہ حق ادا کیا۔ علماء اور خطباء پورے ملک میں اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے مسئلہ کی اہمیت کو واضح کرنے لگے۔ سندھ میں مجلس عمل کا صدر جناب صوفی محمد ایاز خان صاحب نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان (کراچی ڈویژن) کو بنایا گیا۔

جنہوں نے اس صوبہ کے تمام اضلاع میں مجلس عمل کی بنیاد ڈالی۔ دورے کیے اور مسئلہ سے عوام کو روشناس کرایا اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس مسئلہ کو التواء میں نہ ڈالے اور پنجاب میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر صاحب اور مفتی ظفر علی نعمانی (سینٹر) دو محاذوں پر لڑ رہے تھے۔ پورے صوبے کا دورہ بھی کر رہے تھے اور اسمبلی کی کاروائیوں میں برابر کے شریک رہے۔ ان حضرات کے ساتھ بطل حریت جانباز ختم نبوت مولانا عبدالستار خان نیازی جنہیں 1953ء کی تحریک میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی، بھی شامل ہوئے۔ اور پورے پنجاب میں ان علماء اور انجمن طلباء اسلام کے سپوتوں نے حضور ﷺ کے عشق و محبت کا اپنی بساط سے زیادہ حق ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب کے صدر اقبال اظہری، محمد خان لغاری سیکرٹری نشر و اشاعت، قاری عطاء اللہ نائب ناظم، رانا لیاقت ناظم لاہور، راؤ ارتضی حسین اشرفی ناظم اوکاڑہ، عبدالرحمٰن مجاہد، سندھ کے حافظ محمد تقی، افضال قریشی، محمد حنیف طیب، علماء میں مجاہد اہل سنت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اسیر ہوئے اور ضمانت پر رہائی سے انکار کر دیا۔ سخت اذیتوں میں مبتلا کیے گئے۔ جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی،

مولانا محمد بشیر چشتی خطیب پنڈی گھیب کو بھی اسیری کا شرف حاصل ہوا۔

ان مشاہیر کے علاوہ سینکڑوں خطباء اور ائمہ قید و بند میں ڈالے گئے۔ باوجود حکومت کے تشدد اور پابندی کے ان علماء نے آوازِ حق کو بلند کیا۔ لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگ گئی، مسجدوں میں جلسے سے روک دیئے گئے پورے ملک میں دفعہ 144 کا نفاذ ہو گیا اور اس طرح ذکر مصطفیٰ ﷺ کو پوری شدت سے روکا گیا۔ لاٹھی چارج ہوا، آنسو گیس چھوڑی گئی، گولیاں چلیں، پنجاب کے بعض علاقوں میں خود ایس پی اور ڈی ایس پی نے گولیاں چلائیں۔ 40 کے قریب افراد نے راہ حق میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ تمام کام باہر ہو رہے تھے اور اندر حکومت مشورے کر رہی تھی۔ تین روز کے کام میں مسلسل تین مہینے لگائے گئے۔

اس اثناء میں بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں کے غیور بلوچ اور پٹھانوں نے قادیانیوں کے متعلق اپنے عمل کا اظہار کیا تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر کر دی۔ وہ غالباً اگست 1974ء کی آخری کوئی تاریخ مقرر کی گئی۔

علماء، طلباء اور عوام نے جو عظیم جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں اراکین قومی اسمبلی بھٹو صاحب سمیت اس مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کو تیار ہو گئے۔

☆ اسمبلی کی کاروائی:

مسئلہ 30 جون 1974ء کو قراردادوں کی شکل میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد عبدالحفیظ پیر زادہ نے پیش کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی مصلح تصور کرتا ہے ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی ممبر قومی اسمبلی و صدر جمعیت علماء پاکستان اور صدر ورلڈ اسلامک مشن نے حزب اختلاف کے بائیس ﴿22﴾ افراد کے دستخط سے جو بعد میں 37 کی تعداد ہو گئی، پیش کی۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے بھی دستخط کیے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم ﴿دیوبندی مکتبہ فکر﴾ نے حزب اختلاف کی اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔

☆ قرارداد کا متن:

ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھے اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی صورت میں بھی گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں۔ اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں"۔

★ ★ ★

قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد علی رضوی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق ﴿اکوڑہ خٹک﴾، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، مولانا صدر الشہید، جناب عمرہ خان، سردار شوکت حیات خان، راؤ خورشید علی خان، جناب عبدالحمید جتوئی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولوی نعمت اللہ، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رئیس عطاء محمد مری، مخدوم نور محمد ہاشمی، جناب غلام فاروق۔

بعد میں قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔

نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، جناب کریم بخش اعوان، مہر غلام حیدر بھروانہ، صاحبزادہ صفی اللہ، ملک جہانگیر خاں، جناب اکبر خاں مہمند، حاجی صالح خاں، خواجہ جمال محمد کوریجہ، جناب غلام حسن خاں دھاندلہ، صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ نعمت اللہ خاں شنواری، جناب عبدالسبحان خاں، میجر جنرل جمالدار، جناب عبدالمالک خاں۔

قرارداد اسمبلی میں غور کے لیے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ نیز مولانا کوثر نیازی شامل کیے گئے تھے۔

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لیے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

اسی اثناء میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی میں پیش کیا گیا جس میں مرزا ناصر احمد ربوہ گروپ نے اور لاہور گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لیے حاضری کی اجازت مانگی۔ کمیٹی نے

خوشی سے اجازت دے دی۔ مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ جو ﴿180﴾ صفحات پر مشتمل تھا، حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھئے جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اس بند ایر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر وہ چونک پڑا اور کہا ﴿I am distrub﴾ سارے اراکین یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے اس طریقہ سے گرے۔

بہر حال محضر نامہ پڑھا گیا اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور نیز علماء اہل سنت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ مولوی غلام غوث ہزاروی نے بھی محضر نامہ کا اپنی طرف سے الگ جواب دیا۔

سوالوں کی تعداد طویل تھی۔ تقریباً 75 سوالات صرف علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ اور سوالات بھی دیگر اراکین کی طرف سے پیش ہوئے اور کل تقریباً ایک سو ستر سوال کیے گئے۔ سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کے پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ ہو کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بلا کر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کاروائی چونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے اس لیے اس کی تفصیلات بیان نہیں کی جا سکی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ مرزا حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ﷺ ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے

متعلق حقائق نہیں معلوم تھے انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جس طرح ان قادیانیوں نے قرآن اور حدیث کی توضیح اور من مانی تشریح کی ہے اس طرح مرزا ناصر، مرزا غلام احمد کے اقوال اور تحریرات کی توجیہ بیان کر رہا تھا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوا۔ نئی تہذیبی اور تعلیم کے لوگ جو مذہبی مسائل کو دقیانوسی شمار کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو خالص فرقہ وارانہ شیعہ، سنی یا وہابی کا مسئلہ سمجھتے تھے وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ یہ لوگ ایک الگ مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اور یہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا نورانی نے اس تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ رات رات بھر دورے کرتے رہے، تقریریں کیں، مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض سرانجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا، ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی۔ علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کیے۔ مسلسل مہینوں اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد میں مقیم ہے۔

حکومت اور بالخصوص جناب ذوالفقار علی بھٹو کے رویہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس پوری تحریک کے دوران ان کی جماعت کے لوگوں نے کھل کر عوام کے سامنے نہ کوئی تقریر کی اور نہ عوام کے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ ہاں کمیٹی اور رہبر کمیٹی کو طول دینے کا فریضہ ضرور انجام دیا۔ پورے ملک میں زور شور سے تحریک چل رہے تھی اور حکومت طاقت استعمال کر رہی تھی۔ جگہ جگہ ظلم و تشدد کی پرانی داستان دہرائی گئی، بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں، جلسہ جلوس پر پابندی عائد

کردی گئی۔ حتیٰ کہ مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی۔ پنجاب تو پنجاب سندھ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ میں خود سندھ میں متعدد شہروں اور قصبات میں گیا، جلسوں سے خطاب کیا۔ بعض جگہوں پر لاؤڈ اسپیکر زبردستی استعمال کیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ٹنڈو آدم کی مسجد میں "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" صوبہ سندھ کا ایک جلسہ تھا جس میں مجھے اور مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے کراچی کو خطاب کرنا تھا۔ رات کو جب ہم لوگ بذریعہ کار ٹنڈو آدم پہنچے تو معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں جلسہ ہے، وہاں جا کر دیکھا کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے جلسہ ہو رہا ہے۔

پورے شہر میں مسجدوں کے لوگ ڈر کے مارے جلسہ کرانے سے گھبرا رہے تھے۔ دہشت گردی کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے؟ لوگ ہزاروں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ اسلام آباد میں میری موجودگی میں گورنمنٹ ہوسٹل کے سامنے ایک جلوس پر سٹیئر گیس کے شیل پھینکے گئے۔ لاٹھی چارج ہوا یہاں تک کہ ہاسٹل کے اندر جہاں اراکین قومی اسمبلی ٹھہرے ہوئے تھے، شیل پھینکے گئے۔ اس کے بعد ہوسٹل سے باہر نہ نکل سکے اس لیے کہ شیل کے دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں کھولنی مشکل ہو گئی تھیں۔

اوکاڑہ، ساہیوال، جہلم، گجرات سرگودھا، فیصل آباد ﴿لائل پور﴾ میں جو کچھ ہوا وہ حکومت کے کارناموں کا بدترین ریکارڈ ہے۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر ختم نبوت کے عقیدہ کی تبلیغ سے کیا نقصان پہنچ رہا تھا۔ ادھر تو تحریر و تقریر پر پابندی عائد کی گئی، اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا۔ ادھر قادیانیوں کو کھلی چھٹی تھی کہ وہ جو چاہیں اپنے اخباروں اور رسالوں میں لکھ دیں۔ جس طرح چاہیں سائیکلو اسٹائل مضامین خطوط کے ذریعے عام مسلمانوں کو بھیجیں اور گمراہ کریں۔ سواد اعظم کوئی اشتہار یا کتابچہ چھاپے تو اس پر پابندی تھی۔ اسلام دوستی اور حضور ﷺ سے وابستگی کا مظاہرہ۔

اس تحریک کی ساری کامیابی کا اعزاز صرف اور صرف عامۃ المسلمین، بالخصوص سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ قابل مبارک باد ہیں 1953ء کے شہداء اور اسیران، قابل مبارک باد ہیں

علماء اور طلباء، قابل مبارک باد ہیں وہ شہداء جن کا خون اس تحریک میں بہا، قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر وہ لوگ جو قومی اسمبلی کے اراکین ہیں بالخصوص وہ علماء جنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا دن رات ایک کر دیا۔

حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مجبوراً گھٹنے ٹیک دے۔ بالخصوص پنجاب کے عوام نے بھٹو صاحب کے ہوش اڑا دیئے اور جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ بھی ہوا کہ پولیس نے اس مسئلہ میں مدد سے معذوری ظاہر کر دی۔

بھٹو صاحب خود کہاں تک اس مسئلہ سے دلچسپی رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کی تقریروں سے بالخصوص آخری تقریر سے جو اس مسئلہ پر انہوں نے اسمبلی میں کی، ہوتا ہے۔

آخری تقریر میں انہوں نے اسے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ قرار دیا، پرانا مسئلہ بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کا مسئلہ ہے، ناموس مصطفیٰ ﷺ کا مسئلہ ہے، مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ادھر وہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں دوسری طرف سیکولرازم اور سوشلزم کا نام بھی لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں بیک وقت بھٹو صاحب کس کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ سوشلزم سوشلزم زبان پر اب بھی جاری ہے۔ لیکن اتنی بھی ہمت نہ ہو سکی کہ اس لفظ کو آئین میں جگہ دلا سکیں۔ برخلاف اس کے مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی جدوجہد سے اسلام کو سرکاری مذہب ماننا پڑا۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنی پڑی۔ اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔

بھٹو صاحب آخر وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی احمدی نہیں آنا چاہیے۔ کبھی غلام احمد کے نام پر اعتراض، غرض یہ کہ 5 ستمبر 1974ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی، الٰہی بخش سومرو، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی۔ 5 کو دو میٹنگ ہوئیں مسئلہ طے نہیں ہوا۔ 6 کو دو میٹنگ ہوئیں۔ ادھر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا

راولپنڈی میں مسلسل اجلاس ہورہا تھا۔ سارے لوگ فیصلے کے منتظر تھے۔ پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ پورے ملک کے کونے کونے میں فوج تعینات کردی گئی۔ آخرکار 6 ستمبر کا دن گزر کر شب تقریباً 12 بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں فوری ترمیم منظور کی گئی اور اس روز 7 بجے شام میں سینٹ نے اس کی توثیق کردی۔

بھٹو صاحب نے کیسے مانا؟ کیا کیا باتیں ہوئیں؟ یہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کسی وقت تفصیل سے تحریر کیا جائے گا۔ جب اسمبلی کی تمام کاروائی کو بھی شائع کرنے کی اجازت ممکن ہو جائے، ابھی تمام باتیں صیغہ راز میں رکھی گئیں ہیں۔

اب میں آخر میں ان ترامیم کی طرف آتا ہوں جو آئین میں کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قراردادوں پر غور کرنے، نیز پوری کاروائی مکمل کرنے کے بعد اسمبلی کو متفقہ طور پر مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی:

﴿الف﴾ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترامیم کی جائیں:

☆ اول: دفعہ 106 (3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

☆ دوم: دفعہ 360 میں ایک نئی شق کے ذریعہ منکرین ختم نبوت کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

﴿ب﴾ کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح:

"کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 369 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ کرے وہ

دفعہ ہذا کے تحت مستحق سزا ہوگا"۔

﴿ج﴾ کہ متفقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1972ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترمیمات کی جائیں۔

﴿د﴾ کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں 7 ستمبر 1974ء کو 4:30 بے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

﴿1﴾ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔

☆۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) 1974ء کہلائے گا۔

☆۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

﴿2﴾ آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم و اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ "اشخاص" کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی اس دفعہ میں دراصل غیر مسلم اقلیتوں کو صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی مختص کرنے کا ذکر ہے۔اس میں عیسائی، پارسی، ہندو، بدھ اور اچھوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے لیے مختلف صوبوں میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اچھوتوں سے پہلے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿3﴾ آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم کی دفعہ 260 شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (جو شخص محمد ﷺ کے جو آخری نبی ہیں۔ خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا ہو یا محمد ﷺ کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ:

جیسا کہ کل ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ وہ شخص محمد ﷺ کے خاتم النبیین پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے،اسے غیر مسلم قرار دیا جائے"۔10

تحریک ختم نبوت 1974ء کے بارے میں شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

دوسری دفعہ 1974ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس میں حسب سابق تمام مکاتب فکر شامل تھے مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تھے،قومی اسمبلی میں تحریک کی روح رواں قائد اہل سنت اور قائد حزب اختلاف علامہ شاہ احمد نورانی تھے،انہوں نے 30 جون 1974ء کو قرارداد پیش کی کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔مرزائیوں کی لاہوری پارٹی نے پچاس لاکھ روپے کی پیش کش کی اور کہا کہ قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں جسے مولانا نورانی نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا،قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پیش ہوا اس نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس پیش کی جس میں انہوں نے لکھا ہے:

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اس پر بہت سے افراد کے سر جھک گئے،البتہ قافلہ سالار تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی نے گرج کر کہا:ہم ایسی عبارات کو نہیں مانتے اور اس کے قائلین کو مسلمان نہیں مانتے، ناموس رسالت کے کسی غدار سے ہماری مصالحت نہیں ہوسکتی۔

اس قرارداد کی تائید میں 22 ارکان نے دستخط کیے،بعد میں ان کی تعداد 37 ہوگئی،ان میں علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (کراچی)،سید محمد علی (حیدرآباد) اور مولانا محمد ذاکر (جھنگ) بھی شامل

10 محمد محبوب الرسول قادری،ملک:عقیدہ نبوت اور تحریک 1974ء ص 99

تھے جو جمعیت العلماء پاکستان کی ٹکٹ پر ایم این اے منتخب ہوئے تھے۔ البتہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے مفتی محمود کے اصرار کے باوجود دستخط نہیں کیے۔

بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں (خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری) کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اس وقت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم تھے۔ 11

عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کا حشر ونشر:

مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی، محدث جلیل حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری عاشق رسول حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی، جان نثار ختم نبوت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور قائد تحریک تحفظ ختم نبوت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمھم اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز جدوجہد اور خدمات کے باعث عالمی سطح جو فتنہ قادیانیت کا حشر ونشر ہوا اس کا مختصر ذکر کچھ یوں ہے:

1953ء میں مصر نے اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ کیونکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قادیانیوں کا تل ابیب (اسرائیل) میں مرکز ہے۔ جمہوریہ شام نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

1965ء میں جنوبی افریقہ کی جوڈیشنل نے فتویٰ جاری کیا کہ احمدی اور بہائی کافر ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔

1965ء میں اسلامی مشاورتی کونسل نے تجویز پیش کی کہ مرتد ہونے والے مسلمانوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

1967ء میں غیر مسلم کی حیثیت سے حرمین شریفین میں داخلے کے جرم میں قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔ پاکستان کے 1973ء کے آئین میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی

11۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: سوئے حجاز شمارہ جنوری 2005ء ص 53

صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوشش سے مسلمان کی تعریف متعین کر دی گئی۔ اور یہ دفعہ رکھی گئی کہ صدر پاکستان اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔

26 اپریل 1973ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس جس میں اسلامی ممالک کے ایک سو سے زائد تنظیموں کے مقتدر نمائندے شریک تھے، قادیانیت کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

29 اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

25 مئی 1973ء کو آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی۔ اس طرح آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

20 جون 1974ء کو سرحد اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد منظور ہوئی۔

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا قانون منظور کیا اور قرار دیا کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں غیر مسلم ہیں۔[12]

☆☆☆☆☆

12۔ محمد بشیر القادری نورانی، علامہ نورانی قیادت ص 36

ساتواں باب

امام نورانی کا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقام

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی   خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو دوران سفر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو جاتے اور کبھی پیچھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا: حضور! یہ عمل اس لیے کرتا ہوں کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کرے تو میں آپ کے تحفظ میں ہی قربان ہو جاؤں۔ غار ثور میں پہنچنے پر غار کو صاف کیا اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کیا اور باقیماندہ ایک سوراخ کو اپنی ایڑی کے ساتھ بند کر دیا تا کہ کوئی موذی جانور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچائے۔ وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ ضعیف الایمان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ اس طرح ان کی تمام زندگی مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد میں گزری۔ آپ کا مشن نسل در نسل آپ کی اولاد میں بھی جاری وساری رہا اور ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں خاندان صدیقی کے عظیم فرزند مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے برصغیر میں تحریک قیام پاکستان کے لیے سنی کانفرنسیں منعقد کر کے اور مسلم لیگ کے جلسوں میں شامل ہو کر کردار ادا کیا۔ اور عالمگیر تبلیغی دوروں کے ذریعے تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ حضرت مبلغ اعظم کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند و جانشین حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی

رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاندانی روایات کے مطابق اپنی زندگی تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کردی اور اس عظیم مشن کی تکمیل کے لیے خاموشی کے ساتھ کوشاں رہے۔

1970ء کو آپ نے اس خاموشی کو توڑا جمعیت علماء پاکستان کی قیادت کرتے ہوئے اپنے اکابر کی تقلید میں میدان عمل میں اترے۔ قیام پاکستان کے مقاصد کے حصول، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل منشور مرتب کیا اور عوام کے سامنے پیش کیا۔ آپ کو اپنوں کی بے اعتنائی اور بیگانوں کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن اپنے مشن اور اصولوں کو ہرگز تبدیل نہیں کیا۔ حتیٰ کہ 1970ء کے عشرہ میں اپنے اور بیگانے سب آپ کی قیادت و سیادت اور امامت پر متفق ہو گئے۔ وطن عزیز میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر اور آئین میں اسلامی دفعات شامل کر کے تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ آپ نے دنیا بھر کے کامیاب تبلیغی دورے کر کے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے پوری دنیا کو متعارف کرایا۔ اس طرح دنیا بھر میں بالعموم اور وطن عزیز پاکستان میں بالخصوص تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے بجے۔ وطن عزیز نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا اور فضا معطر ہوگئی۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر اور قصبہ قصبہ میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ حتیٰ کہ علماء، مشائخ، شعراء اور دانشوروں کی گفتگو کا موضوع بھی یہی مقدس نظام قرار پایا۔

ممتاز شاعر جناب وقار صدیقی صاحب نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت و فضیلت اور فیوض و برکات کے حوالے سے ایک نظم قلمبند کی جو مندرجہ ذیل ہے:

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر زمانے کی ضرورت ہے نظام مصطفیٰ ۔۔۔ سب فسانے ہیں، حقیقت ہے نظام مصطفیٰ

سلب کر لیتا ہے ذہن و دل سے تحریک فساد ۔۔۔ امن کامل کی ضمانت ہے نظام مصطفیٰ

نفرتیں اغیار تک سے بھی روا رکھتا نہیں — بس محبت ہی محبت ہے نظام مصطفیٰ
آج اپنا لو تو آجائیں بہاریں آج ہی — آج بھی زندہ حقیقت ہے نظام مصطفیٰ
غیر اہم کوئی عنوان رہ سکتا نہیں — اک اساس قدر و قیمت ہے نظام مصطفیٰ
چاہتا ہے اور کیا فطرت سے صحرائے وجود — ایک بہار رنگ و نکہت ہے نظام مصطفیٰ
دستبردار اپنی عظمت سے نہ ہونا چاہیے — باعث اعزاز و عظمت ہے نظام مصطفیٰ
درمیان خلق و خالق، کوئی بت رہتا نہیں — ایک عالمگیر وحدت ہے نظام مصطفیٰ
غیر فطری اشتراکیت پنپ سکتی نہیں — عین حق ہے عین فطرت ہے نظام مصطفیٰ
کیوں نہ ہو انسانیت کے واسطے وجہ وقار — حسب منشائے مشیت ہے نظام مصطفیٰ

جناب انور علی انور نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے کارکنوں کی منقبت و عظمت میں ایک نظم لکھی جو مندرجہ ذیل ہے:

نظام مصطفیٰ ﷺ والے

نکل آئے ہیں میدان میں نظام مصطفیٰ والے — محمد مجتبیٰ والے، حبیب کبریا والے
پرستاران باطل سے نپٹنے کے لیے ہر دم — کفن بردوش ہیں اب بھی زمانے میں خدا والے
احد میں، بدر میں، اور کربلا میں ہو گیا ثابت — خدا کی راہ میں مر کر بھی زندہ ہیں خدا والے
یہی سارے زمانے میں بہر صورت رہے یکتا — نرالی شان رکھتے ہیں محمد مصطفیٰ والے
جنکی قدموں پہ آ کر ان کے خود سعادت سلاطیں کی — وہ شان فقر رکھتے ہیں زمانے میں حرا والے
خدا کی راہ میں مر کر، کہ غالب آ کے باطل پر — رہیں گے سرخرو آخر محمد مصطفیٰ والے
اگر ہمت ہو باطل میں تو اب بھی آئے میداں میں — کہ سر دینے کو زندہ ہیں ابھی انور خدا والے [1]

جناب جمیل نظر صاحب نے قائد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی منقبت و شان میں ایک نظم لکھی جو مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ابو داؤد محمد صادق رضوی، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 162

قریہ قریہ کو دیا تو نے پیام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اے زعیم اہل سنت شاد کام مصطفیٰ
قریہ قریہ کو دیا تو نے پیام مصطفیٰ

تیری ہر اک سانس وقف احترام مصطفیٰ
کاش تیری طرح بن جائیں عوام مصطفیٰ

حکمراں روئے زمیں پر غلام مصطفیٰ
حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفیٰ

تیرے دم سے لرزہ براندام کفرو ارتداد
ہوگئی زندہ تیری تبلیغ سے رسم جہاد

عالم اسلام میں پھونکی وہ روحِ اتحاد
دے رہا ہے دشمن جاں بھی تیری ہمت کی داد

تیرا چہرہ ہے مفہوم کلام مصطفیٰ
حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفیٰ

غیرت اسلامیان پاک کو یہ کیا ہوا
اہل ایمان پر مسلط آج ہیں اہل دغا

شاہ احمد کی قیادت میں بڑھاؤ قافلہ
بن مئے عشق نبی ہوگا نہ طے یہ مرحلہ

حاصل تسنیم و کوثر ایک جام مصطفیٰ
حل زمانے کے مسائل کا نظام مصطفیٰ

کاش یہ نکتہ سمجھ جائے غلام مصطفیٰ
ہے وہی آزاد جو ہے زیر دام مصطفیٰ

ضامن عیش دو عالم انتظام مصطفیٰ
آؤ مل جل کر کریں قائم نظام مصطفیٰ

آدمیت کو بہت کافی ہے نام مصطفیٰ
عظمتوں کی حد سے آگے ہے مقامِ مصطفیٰ[2]

تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 1977ء کے دوران ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت کے لاہور میں دو الگ الگ اجلاس منعقد ہوئے جن میں علیحدہ علیحدہ دو فتوے جاری کیے گئے جن کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

پہلا فتویٰ:

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور میں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم، ملتان کی زیر صدارت علماء لاہور کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں ملکی صورت حال پر غور کیا گیا اور بالاتفاق یہ بیان جاری کیا گیا کہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی خاطر پر امن تحریک ایک

2 ابو داؤد محمد صادق رضوی، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 165

مقدس جہاد ہے۔ جو اہل اسلام اپنی مساعی بروئے کار لا رہے ہیں، ان کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف ہو رہا ہے۔ اس دوران زخمی ہونے والے مسلمان مظلوم اور رحمت الٰہیہ کے مستحق ہیں۔ اور جو مسلمان تشدد اور بربریت کا شکار ہو کر راہ خداوندی میں جانیں دے رہے ہیں وہ بلاشبہ شہید ہیں، جن کے لیے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے عظیم انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی خاطر اس پرامن تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرے۔

اس بیان پر 26 علماء اہل سنت کے دستخط ہیں۔[3]

دوسرا فتویٰ:۔

4 اپریل کو دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان، لاہور میں علماء اہل سنت کا ایک خصوصی اجلاس مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات علامہ سید احمد شاہ صاحب شیخ الحدیث کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ موجودہ خطرناک بحران کا واحد حل صرف یہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ عملی طور پر نافذ و جاری کر دیا جائے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے متعلق مسلمانان پاکستان کی موجودہ تحریک خالص اسلامی جہاد ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے اور ظلم و بربریت کا شکار ہو کر اپنی جانیں قربان کرنے والے مجاہد اور شہید فی سبیل اللہ ہیں۔ ہر مسلمان کا ملی و مذہبی فریضہ ہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی موجودہ تحریک میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دستخط

☆ علامہ سید محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، پاکستان لاہور

☆ شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی، دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

☆ حضرت مفتی ظفر علی نعمانی، مہتمم دارالعلوم امجدیہ، کراچی

☆ حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب قادری، راولپنڈی

☆ حضرت علامہ حسین الدین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضویہ، راولپنڈی

---

3 روزنامہ وفاق لاہور، مورخہ 14 اپریل 1977ء

☆ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں، لاہور

☆ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، کراچی

☆ حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی سجادہ نشین چک سادہ شریف، گجرات

☆ حضرت مولانا شبیر احمد ہاشمی خطیب جامع مسجد، بورے والا

☆ حضرت مولانا ملیک الرحمٰن خطیب گلبرگ، لاہور

☆ حضرت مولانا زاہد علی شاہ ناظم جامع قادریہ رضویہ گلبرگ، لائل پور

☆ حضرت مولانا عبدالقادر جیلانی فاضل مدینہ یونیورسٹی، راولپنڈی

☆ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور شیخ الحدیث جامع غوثیہ بھابڑا بازار، راولپنڈی

☆ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ صاحبزادہ زبیر احمد قادری درگاہ حضرت داتا گنج بخش صاحب، لاہور 4

ان حقائق کے بعد عالم ربانی، عاشق رسول، ترجمان ملت اسلامیہ، مجدد سیاست شرعیہ، مبلغ اعظم، قائد اہل سنت، حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو مقام ہے اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے البتہ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ تاہم سطور ذیل میں ہم اس کے ثبوت کے لیے بطور دلیل تین خواب پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے دو خواب عاشق رسول، مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں جبکہ تیسرا خواب مولانا محمد یونس صاحب قادری رضوی تلمیذ و مرید حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی (گجرانوالہ) سے متعلق ہے۔

خواب کی شرعی حیثیت اور اہمیت کا اندازہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لگایا جا سکتا ہے:

"اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَکَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ" 5

﴿ترجمہ﴾ بہت جلد ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

---

4 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 167

5 محی الدین ابوزکریا بن شرف نووی، امام: ریاض الصالحین، حدیث نمبر 837

دوسری روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ رَّانِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ اَوْ کَاَنَّمَا یَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ لَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ"[6]

﴿ترجمہ﴾ جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا، یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

علامہ نیازی کا پہلا خواب:

مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ مدینۃ المنورہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے بتا دے کہ تیرے نزدیک علامہ نورانی کا کیا مقام ہے؟ رات کے چار بجے اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات نے مجھ پر کرم فرمایا، کہ نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کی نورانی محفل ہے، اور صحابہ کرام کی نورانی جماعت آپ ﷺ کے چاروں طرف اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے، میں نے دوسری طرف دیکھا تو علامہ شاہ احمد نورانی بھی تشریف لا رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو آواز دی، تو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آواز سنتے ہی دوڑ پڑے، مولانا صاحب ایک دم دوڑے تو سر سے عمامہ زمین پر گر گیا، کہ نبی پاک ﷺ نے عمامہ شریف اٹھایا اور مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے سر پر رکھ دیا، سبحان اللہ! یہ مقام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کے نزدیک اور یہ عمامہ مبارک تاحیات انہی کے سر رہے گا۔ کہ جس کو خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر سجایا ہو، اس کو کوئی نہیں چھین سکتا"۔[7]

---

6 محی الدین ابو زکریا بن شرف نووی، امام: ریاض الصالحین، حدیث نمبر 838

7 محمد بشیر القادری نورانی، مولانا: شمع ولایت ص 37

علامہ نیازی کا دوسرا خواب:

مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دوسرا خواب مع پس منظر یوں بیان کیا کہ:

یہ فقیر (محمد عبدالستار خاں نیازی) اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اور عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر حضرات بھی ہمارے ساتھ حج بیت اللہ اور گنبد خضریٰ کی زیارت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے، مدینۃ المنورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہماری گفتگو شروع ہوگئی، کہ جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمانے کے بعد یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے۔ تو جس والہانہ جوش وخروش اور بے پناہ ذوق وشوق سے اہل یثرب نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دن یثرب مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ اور اس کی زمین رشک آسماں بن گئی، انصار کے وفود کی مسرت کا یہ عالم تھا کہ مسجد قبا سے لے کر مدینۃ المنورہ تک تین میل کا رستہ جمال رسالت کے مشتاقان سے بھرا پڑا تھا۔ مدینۃ المنورہ کے حبشی غلام وفور مسرت میں اپنے فوجی کرتب دکھارہے تھے۔ اور بچے جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (رسول اللہ آئے) کے نعرے بلند کررہے تھے۔ ہر طرف خوشی سے اچھل کودرہے تھے۔ جوش مسرت میں خواتین گھروں کی چھتوں پر نکل آئی تھیں۔ دو شیزہ لڑکیاں غرفوں (بالاخانوں) سے جھانک رہی تھیں، بچیاں مسرت سے گا رہی تھیں: ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ کوہِ وداع گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے آپ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنونجار کے جوش وخروش اور مسرت کی تو کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھالی رشتہ دار ہونے کی بناء پر ان کو یقین تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہی کو شرف میزبانی بخشیں گے اور اس طرح ان کو محبوب کبریا کا ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہوگی۔

کنبۂ نبوی جوں جوں آگے بڑھتا تھا انصار کے اشتیاق میں تمنا کی بے تابیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ انصار کا ہر قبیلہ اور فرد سراپا اشتیاق بنا ہوا تھا، ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میزبانی اسے حاصل ہو، رؤساء قبائل حضرت عتبان بن مالک، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ، عباس بن عبادہ، خارجہ بن زید، زیاد بن لبید، فردہ بن عمرو، سعد بن ربیع، سلیط بن قیس، اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم نے فرداً فرداً حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائیں، آپ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایئے۔

مگر اس وقت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں کے حق میں دعائے خیر کرتے اور پھر فرماتے:

اس ناقہ کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے

حضور سرور کو صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جس کا نام ''قصوا'' تھا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ شمع رسالت کے پروانوں کو بیان فرما رہے تھے کہ اسی دران مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مابین اس بارے میں گفتگو شروع ہوگئی کہ وہ دو منزلہ مکان حضرت ابو ایوب انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جہاں ''قصوا'' اونٹنی مکان کے سامنے جا کر بیٹھی تھی، وہ کون سی جگہ ہے؟ گفتگو طول پکڑ گئی۔ جہاں پر قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بتاتے تھے، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دوسری جگہ بتاتے تھے، اسی گفتگو میں پوری رات گزر گئی۔ ابھی اذان فجر میں کچھ دیر باقی تھی کہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی آنکھ لگ گئی۔ بس آنکھ کا لگنا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ: میاں مجاہد ملت! آپ مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کیوں نہیں مانتے وہ جو کہتے ہیں، وہی جگہ ہے جہاں پر ''قصوا'' اونٹنی جا کر بیٹھی تھی۔ جب نماز فجر ہوئی تو مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے اپنا خواب مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنایا تو حضرت عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ: میاں نیازی صاحب! مولانا نورانی صدیقی ہیں ان کو ان چیزوں کی اچھی طرح پہچان ہے۔ اور اب تو کوئی شک والی بات ہی باقی نہ رہی۔ 8

علامہ محمد یونس قادری کا خواب:

حضرت مولانا محمد یونس صاحب قادری رضوی نے نہایت احتیاط سے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ:

بتاریخ 4 جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق 6 جون 1973ء بروز بدھ دوپہر کے وقت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر سننے اور استقبال کرنے کے سلسلے میں دوسرے حضرات کے ساتھ میں بھی ریلوے اسٹیشن پر گیا اور وہاں کے پرامن ماحول میں پیپلز پارٹی کے ہنگامہ اور فائرنگ و پتھراؤ کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا، اس وقت سے رات کو سونے سے پہلے تک طبیعت سخت پریشان رہی مولانا شاہ احمد نورانی کا چہرہ بار بار میری نظروں میں گھومتا اور میرے دل کو زیادہ بے چین کرتا رہا۔

انہی خیالات میں محو ہو کر سو گیا۔ تقریباً سحری کا وقت ہوگا کہ میں نے یہ خواب دیکھا: میں ایک باغ میں کھڑا ہوں۔ باغ کچھ ایسا عجیب وغریب ہے، کہ ظاہر میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ باغ میں بے انتہا مخلوق جمع ہے، درختوں میں بے شمار پھل ہی پھل نظر آرہے ہیں اور بہت نزدیک نزدیک مگر کسی کو توڑنے کی مجال نہیں۔ باغ کے اجتماع میں علماء میں سے مجھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی، مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد شریف صاحب نوری قصوری، مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب اور ان سب کے درمیان حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کھڑے نظر آئے۔

اچانک ایک منور و درخشاں تخت آسمانوں سے اس باغ میں اترتا ہوا نظر آیا۔ تخت پر ایک نورانی بزرگ تشریف فرما ہیں اور ان کی دونوں جانب چار اور حضرات بھی ہیں۔ مجمع نے تخت آتا دیکھ

8 محمد بشیر القادری نورانی، مولانا: شمع ولایت، ص38

کریا محمد یا محمد ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ پکارنا شروع کر دیا۔ میں نے ایک قریب کھڑے صاحب سے پوچھا یہ کون شخصیتیں ہیں؟ تو اس نے بتایا نادان تجھے معلوم نہیں کہ غریبوں کے والی، یتیموں کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ دوسرے چار حضرات حضور کے چاروں خلفاء ﴿رضی اللہ عنہم﴾ ہیں۔ جب میں نے ایک گروہ بزرگان کی بابت استفسار کیا، تو اس نے بتایا کہ یہ اولیاء اللہ، اقطاب وابدال حضرات کا اجتماع ہے، اور درمیان میں حضرت غوث الاعظم ﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾ تشریف فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد اس باغ میں ہر جانب ایسا نور ہی نور نظر آنے لگا جس کے بیان کرنے سے میں عاجز ہوں۔ میں نے اس نور میں ایسے پرندے بھی دیکھے جو زمین و آسمان کے درمیان بغیر سہارا کے موجود ہیں اور حرکت بھی نہیں کر رہے۔ جملہ حاضرین بھی کھڑے ہیں۔ کوئی بھی بیٹھا ہوا نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر مولانا نورانی اور دیگر علماء کرام استقبال اور قدم بوسی کے لیے بڑھتے نظر آئے، اس دوران نورانی میاں کا عمامہ سر سے گر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اٹھا کر دوبارہ ان کے سر پر رکھ دیا۔ اور اپنے دست مبارک سے ان کو شاباش دی۔ اور علماء سے فرمایا: مجاہدو! کھڑے ہو جاؤ۔ پھر مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ میری امت کے مجاہد ہیں۔ جن کے متعلق میں نے فرمایا کہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

پھر آپ کے ارشاد پر حضرت نورانی صاحب نے اس اجتماع میں تقریر فرمائی۔ دوران تقریر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے'' کے جملے بھی ارشاد فرمائے۔ نورانی صاحب نے اپنی تقریر میں ایک جملہ یہ بھی کہا: اے میرے آقا! کیا آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت ملی ہے۔ اور کیا کوئی اور بھی نبی بن سکتا ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا:

''نہیں، جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور جھوٹا ہے''

نورانی صاحب نے عرض کیا: ہم اسی لیے ایسے لوگوں کی علیحدگی و اقلیت قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ نورانی صاحب نے آخر میں کہا: یہ میرے وہ آقا ہیں کہ جب مدینہ منورہ جلوہ گر ہوئے تو اہل مدینہ نے اس طرح خیر مقدم کیا۔

طَلَعَ الْبَدرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّۃِ الْوَدَاعِیْ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَادَعیٰ لِلّٰہِ دَاعِیْ

ان کی تقریر کے بعد حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نحیف سے بدن مگر بڑی پیاری سی شکل کے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: یہ احمد رضا خاں بریلوی ہیں جو چودھویں صدی میں میری امت کے مجدد ہیں اور انہوں نے ہماری شان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک عربی نعت شریف پڑھی۔

بعد ازاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے یہ نعت شریف سنائی۔

گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یاد آیا ہے
سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یاد آیا ہے

اس کے بعد حضرت نورانی صاحب نے سلام پڑھایا اور چند اشعار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد فرمانے پر مولانا شاہ احمد نورانی نے سرکار کے وسیلہ سے دعا کی اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے رہے۔ اس کے بعد وہ نورانی تخت اور نظارہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

اور فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ تو میں نے اٹھ کر وضو کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے آٹھ نوافل ادا کیے اور پھر بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد فجر کی اذانیں شروع ہو گئیں۔

میں نے اپنی طرف سے اس منظر مبارک کو صحیح الفاظ کے ساتھ صحیح طور پر بیان کرنے کی پوری کوشش کی ہے، اگر پھر بھی کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو مولیٰ تعالیٰ معاف فرمادے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.[9]

---

9 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 151

نورانی خواب کی عملی تعبیر کا مظاہرہ:

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی نے مندرجہ بالا نورانی خواب پر تفصیلی تبصرہ کرتے ہوئے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز خدمات اور نورانی کارناموں کے اعتراف میں یوں خراج تحسین پیش کیا:

نورانی خواب ابھی آپ نے پڑھا ہے۔ اسے دوبارہ ملاحظہ فرمایئے۔ اس میں مولانا نورانی کی زبانی مسئلہ ختم نبوت اور "مرزائیوں کی علیحدگی و اقلیت قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں" کے نمایاں الفاظ کا ذکر ہوا ہے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب مرزائیوں کے خلاف ایسی جدوجہد (تحریک) اور ان کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں تھا لیکن اس خواب کی صداقت و عملی تعبیر ملاحظہ فرمایئے کہ خواب 6 جون 1973ء کو نظر آیا۔ اور اس کی عملی تعبیر وصداقت کے مظاہرہ کے اسباب ٹھیک ایک سال بعد پیدا ہوئے۔ جبکہ مئی 1974ء کے بالکل آخر میں مرزائیوں نے ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کیا۔ جس سے ان کے اس ظالمانہ اور وحشیانہ اقدام کے ردعمل کے طور پر مرزائیوں کے خلاف بھرپور تحریک شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اور اس تحریک میں مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء علماء اہل سنت نے دن رات ایک کر دیا اور اسمبلی کے اندر اور باہر دونوں محاذوں پر نہایت نمایاں مجاہدانہ اور تاریخی کردار ادا کیا۔ اور ایک سال پہلے کے خواب کی تعبیر کو قدرت نے عملی جامہ پہنا دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ 10

18 مئی 1973ء کو حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اہل سنت و جماعت کے اکتیس (31) دینی مدارس کی اسناد کو حکومت پاکستان سے منظور کروایا۔ وطن عزیز کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" تجویز کیا، پاکستان کا سرکاری مذہب "اسلام" قرار دلوایا، آئین 1973ء میں اسلامی دفعات شامل کروائیں اور

10 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 155

7 ستمبر 1974ء میں قادیانیوں کو سرکاری و آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلایا جس کے نتیجہ میں پچاس ہزار (50000) قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہوئے۔ یہ سب کارنامے فیضان حبیب خدا اور قائد اہل سنت کی بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں مقبولیت کا ثمرہ ہے۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضور انور ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور عشق تھا جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ اور کفر کے مقابلے میں پوری ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ آپ کو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ سید مرشدی مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ناظم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: حضور! میں نے خواب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں چھتریوں والی جگہ میں آپ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کے لیے موجود ہیں۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ خواب دیکھا کہ آپ ایک بلند مقام سے اتر کر مسجد نبوی شریف میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کے لیے آرہے ہیں جبکہ جنرل (ر) کے۔ ایم۔ اظہر خاں صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ حکومت سعودیہ نے حجاز مقدس میں آپ کے داخلے پر پابندی بھی عائد کر رکھی ہے، ایسے حالات میں اس خواب کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے جواباً فرمایا:

"ہاں! بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری ہوتی رہتی ہے"۔

☆☆☆☆☆

پاکستانی سیاست میں تاریخ ساز کردار

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے　　رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کی سیاسی زندگی کا آغاز "تحریک پاکستان" سے ہوتا ہے۔ تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرانے کے لیے "آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقدہ 21 تا 25 نومبر 1945ء بمقام خانقاہ رشیدہ میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس کے موقع پر صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی، حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، حضرت علامہ عارف اللہ قادری اور حضرت مفتی ابراہیم رضا خاں بریلوی رحمھم اللہ تعالی ایسے اکابر کے ساتھ اخبارات نے آپ کا نام بھی جلی سرخیوں سے شائع کیا۔

علاوہ ازیں آپ نے تحریک پاکستان کو نتیجہ خیز بنانے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلمان نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دی جس کے رضا کار آپ کی نگرانی میں شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے "آل انڈیا سنی کانفرنس" اور مسلم لیگ کے جلسوں کا اہتمام کرتے اور عوام کو جلوسوں میں شرکت کی دعوت و ترغیب دیتے۔

1946ء کے عام انتخابات کے موقع پر میرٹھ ڈویژن سے مشہور مسلم لیگی راہنما شہید ملت خاں لیاقت علی خاں قومی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی نے ان کو کامیاب کروانے کے لیے اپنی قائم کردہ تنظیم "نیشنل گارڈ" کے رضا کاروں کی معیت میں

علاقہ بھر کے شہر شہر اور قریہ قریہ میں بھرپور انتخابی مہم چلائی اور مسلمانوں کو خاں لیاقت علی خاں کو ووٹ دینے کے لیے تیار کیا۔

1948ء میں آپ ہجرت فرما کر پاکستان میں تشریف لائے اور کچھی میمن مسجد، بر نس روڈ، کراچی میں امامت وخطابت کی خدمات انجام دینے لگے۔ مسجد سے ملحقہ فلیٹ جو صرف دو کمروں پر مشتمل تھا، میں رہائش پذیر ہوئے اور پچپن سال تک اسی فلیٹ میں رہائش پذیر رہے۔

1948ء میں علماء ومشائخ اہل سنت کی باہمی کوششوں سے اہل سنت وجماعت کی سیاسی ترجمان تنظیم ''جمعیت علماء پاکستان'' تشکیل دی گئی۔ امام نورانی نے وارد پاکستان ہوتے ہی جمعیت کے پلیٹ فارم سے سیاسی خدمات انجام دینے کا آغاز کر دیا۔ اور مختلف ادوار میں مختلف عہدوں پر فائز ہوئے اور خدمات انجام دیتے رہے۔

2 جون 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز کراچی شہر سے ہوا پھر یہ تحریک پنجاب تک پھیل گئی۔ قادیانیوں کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے علماء ومشائخ، طلباء اور عوام نے اس تحریک میں حصہ لیا اور قربانیاں دیں۔ دیگر اکابر کی طرح حضرت قائد اہل سنت نے بھی تحریک ختم نبوت 1953ء میں بھرپور حصہ لیا اور تحریک کو کامیاب کرانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

19 اکتوبر 1954ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ''یوم حسین'' کے نام سے جمعیت علماء پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ حضرت امام نورانی اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔ اس کانفرنس کے شعبہ نشر واشاعت کے آپ کنویز بھی تھے۔ یہ جمعیت علماء پاکستان کا ابتدائی دور تھا۔ ملک کے طول وعرض سے کانفرنس میں ستر (70) ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے اس کانفرنس کی تمام کاروائی ریڈیو پاکستان سے نشر ہوئی جو آپ کا تاریخی کارنامہ ہے۔

1955ء میں وطن عزیز پاکستان کو انتظامی امور کے تحت دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت جمعیت علماء پاکستان مغربی پاکستان کے سینئر نائب صدر منتخب ہوئے۔ مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے سبب آپ پر گھریلو، بیرون ملک تبلیغی دوروں اور 1963ء میں شادی خانہ آبادی کے سبب بے پناہ ذمہ داریاں آپڑیں۔ جس وجہ سے آپ نے تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا لیکن پاکستان میں قیام کے بجائے مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران حج اور عمرہ کی ادائیگی کے مواقع پر ممتاز علماء ومشائخ پاکستان آپ سے ملاقات کرتے اور پاکستان تشریف لانے اور پاکستان میں اقامت پذیر ہونے کی دعوت دیتے۔

1968ء میں علماء اہل سنت کے شدید اصرار اور قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آپ مع اہل وعیال وطن عزیز پاکستان میں تشریف لائے اور کراچی میں سابق مسجد کے فلیٹ میں قیام پذیر ہوگئے۔ اس وقت یہ جان کر آپ کو دکھ ہوا کہ جمعیت علماء پاکستان جسے آپ نے شبانہ روز کی کوشش سے جمعیت اور فعال بنایا تھا، نصف درجن گروپوں میں بٹ چکی ہے۔ ہر گروپ کا سربراہ ممتاز عالم دین، پیر طریقت اور بے مثال مقرر ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے چھ گروپ مندرجہ ذیل تھے:

☆ صاحبزادہ فیض الحسن گروپ ☆ علامہ سید محمود احمد رضوی گروپ ☆ علامہ خلیل احمد قادری گروپ ☆ علامہ عبدالحامد بدایونی گروپ ☆ علامہ عبدالغفور ہزاروی گروپ اور علامہ سید محمود احمد شاہ گجراتی گروپ

جمعیت علماء پاکستان کی ٹوٹ پھوٹ اور گروپ بندی کے سبب ہر سنی مسلمان دل گرفتہ تھا، ہر درد دل رکھنے والا پریشان تھا اور ہر بہی خواہ اتحاد اہل سنت کی خوشگوار فضا دیکھنے کو ترستا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج نہ ہو۔ اس دور میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمہما اللہ ایسے بزرگ موجود تھے۔ دونوں بزرگوں نے اتحاد اہل سنت کے لیے ذاتی دلچسپی لی اور جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے سربراہوں سے ملاقات کی اور سب کو ایک اجلاس میں جمع کرنے کے لیے خود دعوت نامہ پیش کیا۔

14 اپریل 1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے تمام سربراہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور میں تشریف لائے لیکن حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کسی نجی مصروفیت کی بنا پر تشریف نہ لا سکے البتہ انہوں نے ایک پیغام کے ذریعے اجلاس کے فیصلے کے احترام اور عمل کرنے کے حوالے سے یقین دہانی کرا دی تھی۔ تمام گروپوں کے سربراہ ایک دوسرے کے بارے میں غصہ اور انتقامی جذبات رکھتے تھے، اگر اس موقع پر منطقی انداز سے ان کے جذبات کو ٹھنڈا نہ کیا جاتا تو ممکن تھا کہ دست و پا ہونے کی نوبت آ جاتی لیکن ایسا نہ ہوا کیونکہ حضرت مفتی اعظم پاکستان نے اس سربراہی اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا اعلان فرمایا۔ امام نورانی حسب حکم مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوئے اور اجلاس کی کاروائی اس انداز سے چلائی کہ کسی راہنما کی حق تلفی نہ ہوئی اور جذبات بھڑکنے کی بجائے ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں اس اسلوب سے گفتگو فرمائی جس سے متاثر ہو کر سب کے انتقامی جذبات، ایثار و قربانی اور اخوت و محبت میں تبدیل ہو گئے۔ کسی راہنما کو نقطہ اعتراض اٹھانے یا تبصرہ و تجزیہ کی ضرورت ہی نہ رہی بلکہ سب شیر و شکر ہو گئے۔ ایسے ماحول میں ابوالبرکات حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب راہنماؤں کو استعفیٰ دینے کا حکم دیا جس پر سب نے عمل کیا اور فوراً اپنا اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ جمعیت علماء پاکستان جو چند لمحے پہلے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی اب وہ متحد اور بہت بڑی قوت بن چکی تھی۔ اتحاد اہل سنت کے حوالے سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاریخی کارنامہ اور کرامت ہے۔

اس اجلاس میں اتفاق رائے سے عارضی طور پر حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کو جمعیت علماء پاکستان کا کنوینر مقرر کیا گیا[1] علاوہ ازیں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ جمعیت علماء پاکستان کا دستور و منشور مرتب کرنا تھا۔ اس کمیٹی کے چیئرمین قائد اہل سنت امام شاہ نورانی صدیقی

1. محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 158

منتخب ہوئے جب کہ دیگر ارکان علامہ غلام علی اوکاڑوی، علامہ محمود احمد رضوی، علامہ مفتی محمد حسن حقانی، علامہ غلام مہر علی اور علامہ شجاعت علی قادری تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیگر ارکان کی معاونت سے جمعیت علماء پاکستان کا منشور مرتب کیا جو لائق تحسین بھی تھا اور قابل نفاذ بھی۔ اس کا خلاصہ ایک فقرے میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ وہ یوں کہ: جمعیت علماء پاکستان کا منشور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نفاذ ہے۔

13 تا 14 جون 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دوروزہ کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب کرانے اور جمعیت علماء پاکستان کو قوت بنانے کے لیے علماء و مشائخ اہل سنت نے خوب محنت کی۔ حضرت قائد اہل سنت نے بھی کانفرنس کی کامیابی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے کانفرنس کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے مدینہ طیبہ سے اپنے سسر محترم حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کانفرنس میں شرکت کی خصوصی دعوت دی۔ علامہ فضل الرحمان مدنی نے عربی زبان میں خطاب فرمایا اور حضرت قائد اہل سنت امام نورانی نے عربی خطاب کا اردو ترجمہ سنایا۔ علاوہ ازیں حضرت قائد اہل سنت نے خود بھی پر مغز اور حالات کے تقاضوں کے مطابق خطاب فرمایا۔ آپ کا خطاب تمام مقررین پر بھاری تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کسی جلسہ عام میں عوام کے سامنے جلوہ گر ہوئے اور جمعیت علماء پاکستان کا پروگرام تفصیلاً پیش کیا۔ حضرت امام نورانی نے کانفرنس میں اپنے خطاب کے دوران باطل قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے خبردار کیا اور پرزور لہجہ میں اعلان فرمایا:

اے لوگو! یہ اصطلاح بدل دو کہ کمیونزم اور سوشلزم ہماری لاشوں پر آئے گا بلکہ یوں کہو کہ ہم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمیونسٹوں کی لاشوں پر تعمیر کریں گے اور سوشلزم کے نام پر جو فتنہ بھٹو کی شکل میں نمودار ہوا ہے وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوگا اور ہم ان شاء اللہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب اپنی آنکھوں سے طلوع ہوتا ہوا دیکھیں گے"۔ 2

2 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 161

اس کانفرنس کے موقع پر چھ ماہ بعد منعقد ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لینے اور باطل قوتوں کا راستہ روکنے کا اعلان کیا گیا۔ اور اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی انتخابات ہوئے جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالی کو صدر، قائد اہل سنت امام نورانی کو سینئیر نائب صدر اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کو نائب صدر جبکہ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

دسمبر 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے خوب حصہ لیا۔ انتخابی مہم کے دوران حضرت قائد اہل سنت اور دیگر راہنماؤں نے دو قومی نظریہ اور استحکام پاکستان کے لیے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کا پروگرام عوام کے سامنے پیش کیا۔

ان انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ سرکاری اعلان کے مطابق قومی اسمبلی میں سات، پنجاب اسمبلی میں چار اور سندھ اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان نے چھ نشستیں حاصل کیں۔ حضرت امام نورانی نے کراچی کے حلقہ این ڈبلیو 134 سے کامیابی حاصل کی اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ انتخابات میں کامیابی کے بعد حضرت قائد اہل سنت جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر مقرر ہوئے۔

28 جنوری 1971ء میں ملکی سلامتی، سیاسی مسائل کے حل اور آئینی اقدامات کے حوالے سے آپ شیخ مجیب الرحمان سے ملاقات کے لیے ڈھاکہ تشریف لے گئے۔

ان سے تفصیلی ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ملک توڑنا نہیں بچانا چاہتے ہیں لیکن بھٹو یحییٰ گٹھ جوڑ ملک کے دو ٹکڑے ہونے کا باعث بنا۔

عام انتخابات کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس ڈھاکہ میں منعقد ہوا، پیپلز پارٹی کے سربراہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جو ارکان قومی اسمبلی ڈھاکہ میں اجلاس میں شرکت کے لیے جائیں گے ہم

ان کی ٹانگیں توڑ دیں گے لہٰذا وہ ایک طرف کا ٹکٹ لے کر جائیں۔ ایسی صورتحال میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً اعلان کیا کہ کون مائی کا لال ٹانگیں توڑے گا؟ ہم ملکی سلامتی کے لیے اجلاس میں ضرور شرکت کریں گے۔ چنانچہ مقررہ تاریخ کو آپ جمعیت علماء پاکستان کے دیگر ارکان اسمبلی کی قیادت کرتے ہوئے اجلاس اسمبلی میں شرکت کے لیے ڈھاکہ تشریف لے گئے۔

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سقوط ڈھاکہ کے بعد بنگلہ دیش کو علیحدہ ملک تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور وقت کی نزاکت کے پیش نظر آپ نے پانچ نکاتی فارمولے کا اعلان کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

☆ یحییٰ خاں پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

☆ مشرقی پاکستان میں پاکستان دوست باشندوں کے جان و مال کے تحفظ اور 93 ہزار یرغمالی فوجیوں کی واپسی کی کاروائی تیز کی جائے۔ اور اس مقصد کے لیے حکومت عوام کو اعتماد میں لے۔ مسئلہ کے جذباتی اور انسانی پہلوؤں کے پیش نظر پراسرار انداز اختیار کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆ ملک سے مارشل لاء ختم کیا جائے۔ عبوری آئینی ڈھانچے میں ترمیم کر کے پارلیمانی نظام حکومت کے تحت قومی وصوبائی اسمبلیوں کے اجلاس بغیر کسی تاخیر کے طلب کیے جائیں اور شہریوں کے مکمل حقوق بحال کیے جائیں۔

☆ اسلام کو محض نعرہ بازی اور سیاسی اسٹنٹ کے طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ اسلامی اخوت و مساوات کی حقیقی روح کے مطابق انقلابی، سماجی، اقتصادی اصلاحات کی جائیں۔ یہ اصلاحات اسی وقت دیرپا اور پائیدار ہو سکتی ہیں جب جمہوری طور پر اسمبلی کے ذرائع سے ہوں۔[3]

☆ مسلح افواج کے سیاست میں حصہ لینے پر مکمل پابندی عائد کی جائے تا کہ مستقبل میں بھی فوجی ذرائع سے اقتدار پر قبضہ جمانے کا امکان باقی نہ رہے"۔

19 نومبر 1971ء کو آپ کی اپیل پر وطن عزیز میں بھرپور طریقے سے "یوم سالمیت پاکستان" منایا گیا لیکن بدقسمتی سے 16 دسمبر کو سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آ گیا۔

---

3 محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم دین ایک سیاستدان ص 94

20 اکتوبر 1972ء میں آئین سازی میں درپیش مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت اور ارکان حزب اختلاف کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پایا جو آئینی سمجھوتہ کہلاتا ہے۔ اس سمجھوتہ پر حضرت امام نورانی نے بھی دستخط کیے تاہم بعد میں بھی آپ آئین کو مکمل طور پر اسلامی بنانے پر زور دیتے رہے۔

1972ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان طے پانے والے شملہ معاہدہ کی آپ نے کھل کر مخالفت کی اور اعلان کیا کہ یہ معاہدہ فضول اور ملکی مفاد میں نہیں لہذا حکومت پاکستان ایسی حرکت کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے ورنہ تمام نتائج کی ذمہ دار حکومت خود ہوگی اور اس سلسلے میں حزب اختلاف اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔

1973ء کے آئین کی تشکیل و تدوین اور ترتیب کے تمام مراحل میں حضرت امام نورانی صدیقی نے دلچسپی سے حصہ لیا۔ حکومت کی طرف سے پچیس ارکان پر مشتمل آئین ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے آئین کے حوالے سے دوسو سے زائد ترامیم پیش کیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے مسلمان کی تعریف، پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام، مرتد کی سزا کا تعین، انسانی حقوق، عدلیہ کی آزادی اور تحفظ ختم نبوت (قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا) وغیرہ امور کو آئین میں شامل کیا گیا۔

31 جنوری 1973ء میں حضرت قائد اہل سنت نے آئینی سمجھوتہ کے حوالے سے ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر قوم سے تفصیلی خطاب کیا۔ آپ نے دوران خطاب حکومت پر الزام عائد کیا کہ حکومت پاکستان اسلامی دفعات کو آئین میں شامل کرنے سے حیلے بہانے تلاش کر کے آئینی سمجھوتہ سے انحراف کر رہی ہے۔

3 مارچ 1973ء میں حضرت امام نورانی کی اپیل پر ملک بھر میں "یوم اسلامی دستور" منایا گیا۔ تدوین آئین 1973ء میں آپ نے اختلافی نوٹ میں تحریر فرمایا تھا کہ ہماری جماعت آئینی مسودہ سے کلی طور پر متفق نہیں ہے کیونکہ یہ آئین نہ تو مکمل اسلامی ہے اور نہ ہی جمہوری۔

مارچ 1973ء بھٹو حکومت کے مظالم کے خلاف سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے نام سے پہلا سیاسی اتحاد وجود میں آیا تو آپ کو اس اتحاد کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا جبکہ خاں ولی خاں کو صدر بنایا گیا، آپ نے پارلیمانی سیاست میں فعال اور مرکزی کردار ادا کیا۔

1970ء کی قومی اسمبلی میں آپ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

12 اگست 1973ء میں نئے آئین کے تحت وزیر اعظم کا انتخاب ہونا تھا حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ طور پر حضرت امام نورانی صدیقی کو وزیر اعظم کا انتخاب لڑنے کے لیے پیش کش کی گئی چنانچہ آپ نے قومی اسمبلی میں بھٹو کے مقابلے میں وزیر اعظم کا انتخاب لڑا 109 ووٹوں کے مقابلے میں آپ نے 32 ووٹ حاصل کر کے بھٹو پر واضح کر دیا کہ ہم کوئی میدان خالی نہیں چھوڑ سکتے۔

1970ء کی قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے رہے جو آپ کا تاریخی کارنامہ ہے۔

1973ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام خانیوال میں کنونشن منعقد ہوا۔ اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی انتخابات ہوئے جس میں حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ صدر اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ بعدازاں خداداد صلاحیتوں اور خدمات کے نتیجہ میں آپ تاحیات بلا مقابلہ جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوتے رہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے آپ نے عالمی اور ملکی سطح پر تاریخی اور قابل تقلید مذہبی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

29 مئی 1974ء میں ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں کی طرف سے مسلمان طلباء پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف وطن عزیز کی اٹھارہ مذہبی و سیاسی جماعتوں نے ''متحدہ مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے اتحاد قائم کیا اور قادیانیوں کے خلاف تاریخی تحریک کا آغاز کر دیا، اس

تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے اور قادیانیوں کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے علماء، مشائخ اور عوام نے بھرپور حصہ لیا۔ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس اتحاد کے داعی اور روح رواں تھے۔

30 جون 1974ء میں قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ملت اسلامیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی قرارداد پیش کی جس میں قادیانیوں (کے تمام گروپوں) کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس قرارداد پر 37 ارکان اسمبلی نے دستخط کیے تھے لیکن حکومت قرارداد پاس کرنے کی بجائے حیلے بہانے تلاش کرنے لگی۔ ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کی تحریک زوروں پر تھی جس کے سامنے حکومت بے بس تھی۔ بالآخر حکومت قرارداد کو قومی اسمبلی میں زیر بحث لانے پر رضامند ہوگئی۔

30 جون تا 7 ستمبر 1974ء قومی اسمبلی میں بحث کا سلسلہ جاری رہا جس میں فریقین کو تفصیلاً اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ سوا دو مہینے کی بحث کے بعد قومی اسمبلی اور سینٹ کے علیحدہ علیحدہ اجلاسوں میں متفقہ منظوری دینے کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قرارداد کے مطابق حکومت نے قادیانیوں، (لاہوریوں، احمدیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

جولائی 1975ء میں حضرت امام نورانی صدیقی نے قومی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے استعفیٰ دے دیا اور اگست 1975ء میں پہلی مرتبہ سندھ سے سینٹر منتخب ہوئے۔ 10 جنوری 1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے غیر جمہوری، غیر اخلاقی، غیر آئینی اور غیر اسلامی اقدامات کا مقابلہ کرنے کے لیے ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے نو سیاسی جماعتیں متحد ہوگئیں۔ یہ اتحاد حضرت قائد ملت اہل سنت کی خواہش اور کوششوں سے قائم ہوا۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ اس اتحاد کے جنرل سیکرٹری جبکہ مفتی محمود صدر مقرر ہوئے۔ اس اتحاد کے روح رواں حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔

مارچ 1977ء میں کرائے جانے والے عام انتخابات کے موقع پر حکومت کی طرف سے خود ساختہ نتائج کا اعلان کیا گیا تو ''پاکستان قومی اتحاد'' کے رہنماؤں نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ملک میں دوبارہ منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف عام انتخابات کرانے کا مطالبہ کر دیا۔ لیکن حکومت نے مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے رہنماؤں نے ''تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' چلانے کا اعلان کر دیا۔ تحریک کو دبانے کے لیے حکومت کی طرف سے پوری طاقت استعمال کی گئی لیکن روز بروز تحریک زور پکڑتی گئی۔ اس تحریک میں قومی رہنماؤں، علماء، مشائخ، طلباء، وکلاء اور عوام نے بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک کے دوران حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو گرفتار کر کے گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (بلوچستان) کی ٹوٹے پھوٹے جیل میں بند رکھا گیا۔ اور آپ کو شہید کرنے کی بھی ناپاک کوشش کی گئی لیکن آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔

ستمبر 1977ء میں کراچی شہر کے ایک جلسہ عام میں علماء اور مشائخ کی طرف سے قائد اہل سنت حضرت امام نورانی صدیقی کو سالار قافلہ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے نوازا گیا۔ دنیا بھر میں آپ نے قادیانیوں کی سرکوبی کر کے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دی۔

5 جولائی 1977ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے بھٹو کو گرفتار کر کے ملک کا نظم ونسق سنبھالا اور انہوں نے قوم سے اپنے پہلے خطاب میں پروگرام کے مطابق 18 اکتوبر 1977ء میں عام انتخابات کرانے کا بھی اعلان کیا۔ یکم اکتوبر 1977ء میں ضیاء حکومت کی طرف سے عام انتخابات غیر معینہ مدت تک ملتوی کرنے کا اعلان کیا گیا تو حضرت قائد اہل سنت نے حکومت کے اعلان کی سب سے پہلے مذمت کی اور مارچ 1978ء سے پہلے عام انتخابات منعقد کرنے کا مطالبہ کیا۔

5 جولائی 1978ء میں قائم ہونے والی نام نہاد ''قومی حکومت'' میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے رہنماؤں کو وزارتیں دے کر شامل کیا گیا۔ اور حکومت کی طرف سے امام نورانی صدیقی کو

بھی وزارتیں دینے کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے اس پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:

''ہماری منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام ہے''

اور 6 جولائی 1978ء کو آپ نے ''پاکستان قومی اتحاد'' سے علیٰحدگی کا اعلان کر دیا۔

اکتوبر 1978ء میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو منظم اور سیاسی قوت بنانے کے لیے مدینۃ الاولیاء ملتان میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' منعقد کی جس کی کامیابی کے لیے علماء، مشائخ، اور عوام اہل سنت نے خصوصی دل چسپی لی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس کانفرنس میں 25 لاکھ افراد نے شرکت کی۔

مارچ 1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے رائے ونڈ، ضلع لاہور میں کل پاکستان ''میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' منعقد کی گئی۔ ''سنی کانفرنس'' ملتان کی طرح اس کانفرنس میں بھی علماء و مشائخ اور عوام نے بھرپور شرکت کی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس کانفرنس میں شرکاء کی تعداد 35 لاکھ تھی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھی حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فعال کردار ادا کیا۔

نومبر 1979ء میں ضیاء حکومت کی طرف سے عام انتخابات منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ انتخابی مہم زور وشور سے چلا رہے تھے اور عام انتخابات کے نتائج کے بارے میں بھی پر امید تھے کہ ''جمعیت علماء پاکستان'' بہتر نتائج حاصل کر سکے گی۔ بدقسمتی سے ضیاء حکومت نے متوقع انتخابات دوبارہ ملتوی کر دیئے اور اکتوبر 1979ء میں سیاسی جماعتوں کو بھی کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ان حالات میں جمعیت علماء پاکستان بھی پابندی کی زد میں آ گئی تو حضرت قائد اہل سنت نے ''تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے اپنی تحریکی اور سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

1981ء میں ضیاء حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لیے مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''ایم آر ڈی'' کے نام سے نیا اتحاد وجود میں آیا تو قائد اہل سنت حضرت امام نورانی صدیقی

رحمہ اللہ تعالیٰ باقاعدہ اس اتحاد میں شامل تو نہ ہوئے لیکن آپ اخلاقی اور سیاسی معاونت ضرور کرتے رہے۔

دسمبر 1984ء میں عوام کو عام انتخابات سے دور رکھنے کے لیے ضیاء حکومت کی طرف سے صدارتی ریفرنڈم کرایا گیا تو حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکومتی اقدامات کی بھرپور مخالفت کی جس کے نتیجہ میں کچھ عرصہ تک آپ نظر بند بھی رہے۔

مارچ 1985ء میں حکومت کی طرف سے منعقد کیے جانے والے غیر جماعتی انتخابات کا سیاسی جماعتوں نے بائیکاٹ کیا۔ حضرت قائد اہل سنت نے بھی جماعتی سطح پر ان انتخابات کا بائیکاٹ کر کے بحالی جمہوریت کے لیے دوسری جماعتوں کا ساتھ دیا۔

1988ء میں جمعیت علماء پاکستان نے اپنی دیرینہ حلیف جماعت "تحریک استقلال" سے مل کر "پاکستان عوامی اتحاد" کے نام سے اتحاد تشکیل دیا۔ اور اسی سال منعقد ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لیا جس کے نتیجہ میں جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کی تین نشستیں حاصل کیں۔

1990ء میں منعقد ہونے والے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کی دو نشستیں حاصل کیں جبکہ 1993ء اور 1997ء کے انتخابات میں کامیابی نہ ہو سکی۔

مارچ 1995ء میں شیعہ سنی فسادات کا آغاز ہوا تو مساجد اور امام بارگاہیں آتشزدگی کا شکار ہونے لگیں اور مذہبی منافرت کی بنا پر قتل و غارت کا بازار گرم ہونے لگا تو ایسے حالات میں دینی راہنماؤں کی نظریں قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑیں۔

چنانچہ مارچ 1995ء میں تمام مذہبی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس آپ کی زیر صدارت اسلام آباد میں منعقد ہوا، جس میں تمام مذہبی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے ایک تنظیم عمل میں لائی گئی۔ حضرت قائد اہل سنت کو متفقہ طور پر کونسل کا سربراہ منتخب کیا گیا۔ آپ کی دور اندیشی اور ہمہ پہلو قیادت نے مذہبی منافرت کی جڑ کاٹ دی اور سب کو شیر و شکر کر دیا۔

7 جولائی 2002ء میں چھ مذہبی جماعتوں جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، جمعیت

علماء اسلام (سمیع الحق گروپ)، جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمان گروپ)، جمعیت اہل حدیث اور تحریک جعفریہ پاکستان کا مشترکہ اجلاس ہوا، جس میں ''متحدہ مجلس عمل پاکستان'' کے نام سے اتحاد تشکیل دیا گیا۔ اس اتحاد کا سربراہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو منتخب کیا گیا۔ آپ کی باصلاحیت قیادت میں ''متحدہ مجلس عمل'' نے عام انتخابات منعقدہ اکتوبر 2002ء میں قومی وصوبائی اسمبلیوں میں اور فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات میں عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔

فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات میں ''متحدہ مجلس عمل'' کی طرف سے سندھ سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ دوبارہ سینیٹر منتخب ہوئے۔ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے آپ نے قابل تقلید سیاسی و آئینی خدمات سرانجام دیں۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیاست میں حصہ لینے کا پس منظر یوں واضح کیا:

بات کچھ یوں ہے کہ سیاست تو مجھے ورثے میں ملی ہے۔ میرا بچپن تھا تو گھر میں مسلم لیگ کا چرچا ہوتا تھا۔ ذرا ہوش سنبھالا تو اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اہل سنت کی تنظیم میں دن رات ایک کرتے دیکھا۔ ان کی مساعی جمیلہ، انتھک کوششوں اور مکمل انہماک نے مجھے بہت متاثر کیا اور میں نے ان کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کرلیا۔ اس طرح اوائل عمری ہی سے تنظیمی امور میں شرکت کا عملی موقع ملا۔ پھر والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طلبہ میں کام کرنے کے لیے فرمایا تو میں اس پر کمربستہ ہوگیا اور اپنے ساتھیوں سے مل کر مسلم طلبہ کو منظم کرنا شروع کیا۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میری سیاسی سرگرمیوں کا آغاز سنی عوام کی تنظیم اور مسلم لیگ کی حمایت سے ہوا۔ کیونکہ وہ دور میرا طالب علمی کا بھی تھا اور اس زمانے میں کوئی واضح مشکل میری ذاتی سوچ کی بھی نہیں بن سکتی تھی، اس لیے صرف اپنے بزرگوں کی بتائی اور دکھائی ہوئی راہ پر چلنا کافی تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی کچھ عرصہ تک میں حصول تعلیم میں مصروف رہا۔ پھر والد گرامی

کے ساتھ بیرونی ممالک کے تبلیغی اور مطالعاتی دورے کیے۔ والد محترم نے میری تربیت جن خطوط پر کی ان کا لازمی تقاضا اور منطقی نتیجہ یہی تھا کہ میں بھی باقاعدہ عملی سیاست میں آؤں۔ ادھر ہمارے بزرگوں نے وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی جدوجہد شروع کر رکھی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ 1953ء میں قادیانی فتنے کے خلاف ہم نے آواز اٹھائی تھی تو اس میں سب سے توانا آواز ہمارے ہی بزرگوں کی تھی۔ اور اس تحریک میں ہمارے ہی نوجوانوں کا خون سب سے زیادہ کام آیا۔ اس تحریک کی قیادت ہمارے بزرگ مولانا سید ابوالحسنات قادری نے کی۔ اس سے قبل حضرت غزالی زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک باقاعدہ قرارداد پیش کی تھی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک نے مجھے بھی اپنی طرف متوجہ کیا اور میں نے جان دو عالم ﷺ کے منصب خاتم الانبیاء کے تحفظ کے لیے اپنی حقیری کوششوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ وہ دور تھا جب ہمارے بزرگ مسلم لیگ سے یہ توقع کیے ہوئے تھے کہ اس کی قیادت اپنا وعدہ پورا کرے گی اور ملک میں اسلامی نظام ضرور نافذ ہوگا لیکن قائداعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور قائد ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت نے ایسے عناصر کو کھل کر کھیلنے کا موقع دیا جو نہ جمہوری ذہن رکھتے اور نہ اسلامی۔ ان حکمرانوں کی بداعمالیوں نے ہمارے علماء کو سوچنے پر مجبور کیا کہ اپنے مطالبات کی منظوری اور اپنے عقائد و نظریات کے تحفظ کی خاطر اپنی تنظیم قائم کی جائے۔ چنانچہ ملتان میں علماء کرام کا اجتماع ہوا اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے اور جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ میں نے عملی سیاست کا باقاعدہ آغاز اسی جماعت سے کیا۔ میں جمعیت علماء پاکستان، کراچی کا صدر چنا گیا۔ اس حوالے سے میں نے سندھ کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہات کے دورے کیے اور عوام کو منظم کیا۔ یہ ایوب خاں کی آمریت کا دور تھا۔ ہمارے بزرگوں نے سنی عوام کو منظم کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا تو جگہ جگہ مختلف عنوانات کے تحت جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے"۔[4]

4 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا، افکار نورانی ص 28،31

امام نورانی کی سیاسی خصوصیات

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی رہی
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیاسی زندگی آل انڈیا انتخابات منعقدہ 1946ء سے شروع ہوتی ہے۔ انہوں نے تحریک قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ تکمیل تعلیم کے بعد 1948ء میں پاکستان تشریف لائے اور 1951ء میں اہل سنت کی سیاسی تنظیم جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے۔ جسٹس منیر کی رپورٹ کے مطابق تحریک ختم نبوت 1953ء میں آپ کا نمایاں کردار ہے۔ 1968ء میں مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے ایوب مخالف گروپوں کو متحد کر کے شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کو صدر بنانے کے لیے آپ لاہور تشریف لائے۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام باغ بیرون موچی دروازہ، لاہور اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقدہ سنی کانفرنس سے بھرپور عملی سیاسی سفر کا آغاز کیا جو 2003ء تک جاری رہا۔ 1946ء سے لے کر 1970ء تک جزوی طور پر سیاست میں حصہ لیتے رہے۔ اگر اس عرصہ کو سترہ سال کا سیاسی سفر قرار دیا جائے تو آپ کا کل سیاسی سفر پچاس سال بنتا ہے۔ آپ کی مذہبی و تبلیغی خدمات کا سفر 58 سال بنتا ہے۔ اس طرح امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز خدمات کے اعتراف میں یوں کہنا کہ ''مہد سے لے کر لحد تک کردار ہی کردار'' ایک ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے جسے اپنوں اور بیگانوں سب نے برملا تسلیم کیا ہے۔ سطور ذیل میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند ''سیاسی خصوصیات'' پیش کی جاتی ہیں:

☆ اتحاد اہل سنت کا پر مسرت مژدہ:

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان چھ گروپوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ہر گروپ حکومت کا آلہ کار بنا ہوا تھا اور حکومتی حمایت کے ذریعے ذاتی مفادات حاصل کرتا تھا ان گروپوں کے قائدین ممتاز عالم دین، شعلہ نوا خطیب اور شیخ شریعت وطریقت بھی تھے۔

☆ شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی

☆ شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

☆ حضرت صاحبزادہ علامہ خلیل احمد قادری

☆ ابوالکلام حضرت علامہ سید فیض الحسن شاہ

☆ حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی

☆ حضرت علامہ سید محمود شاہ گجراتی

مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ بانی وامیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور نے تمام گروپوں کے قائدین کو 4 اپریل 1970ء اپنے ادارہ میں جمع کیا اور سب سے تحریری استعفیٰ حاصل کیا۔ اس سربراہی اجلاس کی صدارت کے لیے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام پکارا۔ امام نورانی نے اپنی سیاسی بصیرت و تدبر، مہارت نفسیات اور حالات پر گرفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، افتراق کو اتحاد میں اور بغض و عناد کو محبت واخوت میں تبدیل کرتے ہوئے سب قائدین کو شیر وشکر بنا دیا۔ اس طرح 4 اپریل 1970ء کو امام نورانی صدیقی کی پہلی سیاسی خصوصیت "اتحاد اہل سنت" کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کو "مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان" کا نام دیا گیا جس کے کنوینئر علامہ سید محمود احمد رضوی مقرر ہوئے۔[1]

---

1 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 159

☆ معیاری ومثالی منشور سازی:

امام نورانی صدیقی کی دوسری سیاسی خصوصیت جمعیت علماء پاکستان کا پہلا معیاری ومثالی منشور تیار کرنا ہے۔ 4 اپریل 1970ء کے سربراہی اجلاس میں متفقہ طور پر امام نورانی کی سربراہی میں چھ رکنی منشور کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ارکان مندرجہ ذیل تھے:

☆۔ قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی

☆۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

☆۔ شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی

☆۔ حضرت علامہ محمد حسن حقانی

☆۔ حضرت علامہ محمد بخش مسلم بی۔اے

☆۔ حضرت علامہ غلام مہر علی

آپ کی سربراہی میں اس کمیٹی نے چارروز کی قلیل ترین مدت میں جمعیت علماء پاکستان کا معیاری ومثالی منشور تیار کیا۔ یہ منشور بنیادی طور پر دو نکات پر مشتمل تھا:

☆۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ

☆۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ

1970ء کے عام انتخابات کے موقع پر دینی و سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی منشور الگ الگ پیش کیے گئے۔ جمعیت علماء اسلام نفاذ شریعت اور جماعت اسلامی نفاذ اسلام کا نعرہ لگا رہی تھی۔ نفاذ فقہ جعفریہ اور جمعیت اہل حدیث کا وجود نہیں تھا۔ جمعیت علماء پاکستان نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کیا جس پر ابتداءً دوسری جماعتوں نے تنقید کی اور شرک کا فتویٰ بھی داغا گیا لیکن بعد میں ''نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اصطلاح اتنی متعارف ومشہور ہوئی کہ دوسری جماعتوں نے بھی اس اصطلاح کو اپنایا۔ 1977ء میں نو جماعتوں پر مشتمل ''پاکستان قومی اتحاد'' کے منشور میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح تھی اور 1977ء میں مسٹر بھٹو کے خلاف چلائی

جانے والی تحریک کو "تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کا نام دیا گیا۔ نواز شریف کے خلاف سہ رکنی مسلم لیگ جونیجو، جمعیت علماء پاکستان اور تحریک استقلال پاکستان کے اتحاد کے منشور میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح شامل کی گئی۔ دو رکنی جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام کے اتحاد بنام "اسلامی جمہوری محاذ" کے منشور کی بنیاد نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح پر تھی۔ اسی طرح غیر سیاسی اتحاد "ملی یکجہتی کونسل" اور مستقل بنیادوں پر چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ مجلس عمل" کے منشور میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کیا گیا۔2

☆ آئین سازی میں تاریخ ساز کردار:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ تھی کہ 1973ء کے آئین کو اسلامی بنانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے ماہر قانون میاں محمود علی قصوری کی سربراہی میں پچیس (25) رکنی آئین ساز کمیٹی تشکیل دی گئی، حضرت قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کمیٹی کے ممتاز و متحرک رکن تھے۔ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی اکثریت کے باعث قانون ساز کمیٹی میں بھی اکثریت تھی۔ پیپلز پارٹی کے ارکان کی طرف سے جو مسودہ آئین تیار کیا گیا تھا اس میں پاکستان کا نام "سوشلسٹ ڈیموکریٹک ری پبلک پاکستان" تجویز کیا گیا تھا۔ حزب اختلاف کی طرف سے امام نورانی صدیقی نے اپنے مسودہ آئین میں پاکستان کا نام "اسلامک ری پبلک ڈیموکریٹک پاکستان" تجویز کیا تھا۔ حکومتی آئین ساز ارکان نے حزب اختلاف کے مسودہ کو مسترد کر دیا اور پنا مسودہ آئین قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ امام نورانی صدیقی نے قومی اسمبلی میں مسودہ آئین پر زوردار تقریر کرتے ہوئے کہا:

> یہ آئین جو خوبصورت فریم میں سجا کر ہمارے سامنے پیش کر دیا گیا ہے اس کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے، سوشلزم نہیں ہے۔ ہم اس آئین کو منظور نہیں ہونے دیں گے۔ اگر یہ آئین منظور کر لیا گیا تو ہم اس کو پھاڑ کر اسمبلی کے باہر چلے جائیں گے اور اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کریں گے"۔3

2 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 29

3 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 30

آپ کی اس پر جوش تقریر اور روحانی قوت سے اسمبلی کی صورتحال بالکل تبدیل ہوگئی۔ اکثریت کے باوجود حکومت کو آئین میں تبدیلی کرنا پڑی اور امام نورانی کا دیا ہوا آئین منظور کرنا پڑا۔ 1973ء کا آئین اسلامی دفعات کا جامع، وطن عزیز کی بقاوسلامتی کا حامل اور پاکستان کی ترقی وخوشحالی کا ضامن ہے۔ اس کی تیاری اور منظوری میں امام نورانی کا تاریخ ساز کردار ہے۔

☆حکمرانوں سے ملاقات کی خواہش نہ کرنا:

امام نورانی صدیقی کی ایک نمایاں سیاسی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی حکمران طبقہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار نہیں کیا بلکہ حکمران آپ سے ملاقات کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ جب بھی حکمرانوں کی دعوت پر ملاقات کی ملکی، قومی اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاد کے لیے کی۔ ملاقات میں ایجنڈے کو پیش نظر رکھتے۔ ایک دفعہ آپ نے جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کی، ملاقات کے اختتام پر کھانے کا کہا گیا تو امام نورانی نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا: جنرل صاحب! آپ نے ملاقات کی دعوت دی تھی کھانے کی دعوت نہیں دی تھی، ہم آپ کا کھانا نہیں کھا سکتے۔

☆حکمرانوں سے ون ٹو ون ملاقات سے احتراز کرنا:

سیاستدان ون ٹو ون ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں کیونکہ یہ سیاست کا ایک حصہ ہے لیکن امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ سیاسی خصوصیت ہے کہ آپ نے کبھی بھی حکمرانوں سے ون ٹو ون ملاقات نہیں کی۔ کیونکہ ایسی صورت میں جماعت کے راہنماؤں اور کارکنوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ بعد میں وضاحتی بیانات کے باوجود ختم نہیں ہوسکتیں۔ اس سے جماعت اور جماعت کا منشور بھی متاثر ہوسکتا ہے۔ الغرض ون ٹو ون ملاقات کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں۔ اس لیے آپ نے ہمیشہ وفد کی شکل میں ملاقات کی ہے۔

☆حصول اقتدار کی خواہش نہ کرنا:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیاسی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے حصول اقتدار کی کبھی خواہش نہیں کی بلکہ کئی بار وزارت عظمیٰ، وفاقی وصوبائی وزارتوں اور

گورنریوں کی پیش کش کو ٹھکرادیا۔ کیونکہ ان کا اصل مقصد خود اقتدار پر آنا نہیں تھا بلکہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتدار پر لانا تھا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے امام نورانی صدیقی کو حکومت میں شامل کرنے کے لیے دوصوبوں کی گورنریوں، آٹھ وفاقی وصوبائی وزارتوں، رؤیت ہلال کمیٹی کی چیئر مین شپ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئر مین شپ کی پیشکش کی لیکن آپ نے اس پیش کش کو ٹھکرادیا اور فرمایا:
''ہماری جدوجہد کا مقصد عہدے اور وزارتوں کا حصول نہیں بلکہ نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے [4] جنرل مرزا محمد اسلم بیگ نے آپ کو نگران وزیر اعظم بنانے کی پیش کش کی تو امام نورانی نے س پیش کش کو ٹھکرادیا اور فرمایا: چور دروازے سے اقتدار میں آنا ہمارے اسلاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے وزارت خارجہ کی پیش کش کو بھی ٹھکرادیا تھا۔

☆اصول پسندی:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جماعت کو ہمیشہ اصولوں کی بنیاد پر چلایا۔ اصولوں سے نہ اپنے آپ کو بلند و بالا سمجھا نہ کسی دوسری شخصیت کو۔ 1977ء کے انتخابات کے موقع پر مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ میاں نواز شریف کو لے کر جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں امام نورانی کے پاس آئے اور کہا: حضور! یہ نوجوان صنعت کار ہے۔ ہماری جماعت میں شامل ہو کر اس کی مالی معاونت کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے خوش آمدید کہا۔ میاں نواز شریف نے بھاری رقم کا ایک چیک پیش کیا جو آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیا۔ دوسرے ہی لمحہ میاں صاحب نے امام نورانی صدیقی سے حلقہ گڑھی شاہو، لاہور کا ٹکٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ امام نورانی جلال میں آگئے اور چیک واپس کرتے ہوئے فرمایا: میاں صاحب! آپ کی تشریف آوری کا شکریہ، جمعیت علماء پاکستان ٹکٹ گھر نہیں ہے جو آئے اسے ٹکٹ دے دیا جائے۔ اس حلقہ سے ہمارے ممتاز عالم دین، شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی بطور امیدوار کھڑے ہیں۔ ہم ان کو بٹھا کر آپ کو ٹکٹ دینے سے قاصر ہیں''۔
1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف نو جماعتوں پر مشتمل ''پاکستان قومی اتحاد'' قائم ہوا۔ مفتی محمود اس کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر چوہدری رفیق احمد باجوہ

4 جاوید اقبال فاروقی، قائد تحریک نظام مصطفیٰ ص 54

ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ بھٹو کی طرف سے انتخابات کے نتائج میں دھاندلی کے سبب پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے "تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی شکل میں احتجاج کا آغاز ہو چکا تھا۔ اسی دوران جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کی ایجنسیوں نے سازش سے جناب باجوہ صاحب کی بھٹو سے خفیہ ملاقات کروائی اور خود ہی انہوں نے اس ملاقات کو "پاکستان قومی اتحاد" کے خلاف سازش قرار دے دیا۔ ایسی صورتحال پر قابو پانے کے لیے امام نورانی کراچی سے لاہور آئے اور اصل صورتحال معلوم کرنے کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے مفاد اور منشور کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہوئے ماہر قانون چوہدری رفیق احمد باجوہ کو جمعیت کی ابتدائی رکنیت سے بھی خارج کر دیا۔ ایک دفعہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں صوبہ پنجاب کے انتخابات منعقد ہوئے۔ مصروفیات کی بناء پر اس موقع پر امام نورانی تشریف نہ لا سکے۔ جمعیت کے صوبائی عہدوں کے امیدواروں میں سے جناب ملک محمد اکبر ساقی اور مولانا احمد علی قصوری بھی تھے۔ اس موقع پر مولانا احمد علی قصور نے کامیابی کے حصول کے لیے اپنے چند نوجوانوں کے ذریعے ہلڑ بازی، دہشت گردی اور نعرہ بازی کروائی۔ علاوہ ازیں ملک محمد اکبر ساقی مرحوم سے دست و پا بھی ہوئے۔ ایسی صورتحال میں صوبائی الیکشن ملتوی کر دیئے گئے۔ یہ سب کچھ جمعیت علماء پاکستان کے منشور کے خلاف تھا اور قائدین اہل سنت کی توہین بھی۔ امام نورانی صدیقی کی خدمت میں تمام صورتحال بطور اطلاع عرض کر دی گئی۔ آپ لاہور تشریف لائے تو ملک محمد اکبر ساقی اور مولانا احمد علی قصوری کو جمعیت کے دفتر میں طلب کیا اور براہ راست دونوں کی گفتگو سنی۔ چونکہ زیادتی و ظلم قصوری صاحب کی طرف سے ہوا تھا جو جمعیت علماء پاکستان کے منشور و دستور کی صراحتاً خلاف ورزی تھی۔ اس لیے امام نورانی صدیقی نے مولانا احمد علی قصوری کو جمعیت علماء پاکستان کی ابتدائی رکنیت سے بھی خارج کر دیا۔

☆ حق گوئی و بے باکی:

امام نورانی صدیقی کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ بڑے سے بڑے جابر و ظالم کے سامنے حق بات کہہ دیتے تھے۔ وہ ظالم و جابر یحییٰ خاں ہوں یا بھٹو، جنرل محمد ضیاء الحق ہوں یا پرویز مشرف، میاں نواز شریف ہوں یا بینظیر بھٹو اور یا ایم کیو ایم کے الطاف حسین ہوں۔

آپ نے سب کونا کوں چنے چبائے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنماء علامہ شبیر احمد ہاشمی صاحب کا بیان ہے کہ وہ ایک دفعہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے کراچی گئے۔ وہ ورلڈ اسلامک مشن کے دفتر میں موجود تھے کہ قائد اہل سنت تشریف لائے اور اسی دوران ایم کیو ایم کے چیئر مین الطاف حسین کی طرف سے امام نورانی کو فون آیا کہ ہم آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے بڑی فراخدلی سے آنے اور ملاقات کی اجازت دے دی۔ چند لمحات کے بعد الطاف حسین اپنے وفد کے ساتھ دفتر میں پہنچ گئے۔ ابتدائی علیک سلیک کے بعد الطاف حسین نے امام نورانی سے پیش کش کرتے ہوئے کہا: ایم کیو ایم جمعیت علماء پاکستان کے مقابلے میں قومی اسمبلی کی آٹھ اور صوبائی اسمبلی کی بارہ سیٹوں پر اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہیں کرے گی۔ آپ صرف اتنی مہربانی فرمائیں کہ ایم کیو ایم کی مخالفت نہ کریں۔ امام نورانی نے برجستہ جواب دیا: الطاف بھائی! آپ کی تشریف آوری کا شکریہ، آپ کی پیش کش کا بھی شکریہ مگر جمعیت علماء پاکستان کسی علاقائی یا لسانی پروگرام پر مشتمل سیاسی پروگرام نہیں ہے۔ اس کا پیغام صرف اور صرف نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم تمام سیٹیں بلا مقابلہ آپ کو دیتے ہیں۔ آپ صرف اردو قومیت کی بجائے اسلامی قومیت کو اپنا منشور بنائیں۔ کیونکہ جمعیت کے نزدیک اردو کی خاص حیثیت نہیں ہے۔ افغانستان، ایران اور دوسرے ممالک جو مسلمان زبانیں بولتے ہیں وہ بھی اتنی ہی اہم ہیں، جتنی اردو ہے۔ اردو کی بناء پر کوئی بھائی بھائی نہیں بن سکتا۔ دیکھیے نہرو اردو بولتا تھا میں اور آپ بھی اردو بولتے ہیں، تو کیا نہرو ہمارا بھائی بن سکتا ہے؟ قومیت صرف اسلام پر ہوتی ہے۔ آپ کا پروگرام چونکہ اس سے مختلف ہے آپ اس میں تبدیلی کر دیں، ہم غیر مشروط آپ سے تعاون کریں گے۔ الطاف حسین نے اردو قومیت چھوڑنے سے معذرت کی اور پینترا بدلتے ہوئے کہا: ہم جماعت اسلامی کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ ان دنوں میں جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اسلامی کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر چکے تھے۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: پہلے ہم قومیت کا فیصلہ کرلیں اس کے بعد ہم جماعت اسلامی کے بارے میں فیصلہ کرلیں گے۔ الطاف حسین نے آپ کی بات

ماننے سے انکار کر دیا تو امام نورانی نے الطاف حسین سے مخاطب ہو کر دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

الطاف بھائی! نتیجہ ہمیں معلوم ہے، اس کے باوجود آپ کی لسانی قومیت کا مقابلہ کیا جائے گا اور آپ سے مصالحت نہیں کی جاسکتی۔ 5

یہ غالباً 1993ء کی بات ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے دورے کے دوران پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے ملتان شہر میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات انہوں نے آپ سے باہمی سیاسی اتحاد قائم کرنے کی پیش کش کی۔ آپ نے جواب دیا کہ: بے نظیر بھٹو صاحبہ! آپ سے ہمارا اتحاد ہوسکتا ہے لیکن آپ اپنے منشور میں "نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کو شامل کر لیں۔ آپ کا جواب سن کر محترمہ کی طرف سے خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ ملا۔

☆ سیاست کی تطہیر کرنا:

عوام میں یہی مشہور ہے کہ سیاست کا مطلب گھیراؤ جلاؤ ہے۔ قتل و غارت اور جھوٹ دھوکہ ہے۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے وطن عزیز کی سیاست کی تطہیر کر دی۔ آپ سفر و حضر میں اہتمام سے باجماعت نماز ادا کرتے۔ 66 سال تک رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے۔ اور زندگی بھر قرآن سنانے کا نذرانہ وغیرہ وصول نہیں کیا۔ اس طرح امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کو سیاست کا زیور بنا کر پاکستان کی سیاست کو محبت و خدمت اور اخوت و بھائی چارہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

☆ دولت جمع کرنے سے اجتناب کرنا:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ تھی کہ آپ دولت جمع کرنے سے مکمل احتراز کرتے تھے۔ دو دفعہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، دو مرتبہ سینیٹر بنے، تیس سال تک جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ رہے، تاحیات ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین رہے اور بڑے بڑے اتحادوں کے صدر بھی رہے۔ لیکن دولت کی غلاظت سے ہمیشہ اپنے دامن کو شفاف رکھا۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے موقع پر قادیانیوں کی طرف سے امام نورانی کو قرارداد میں تھوڑی سی تبدیلی کے عوض بھاری رقم کی پیش کش کی گئی تو آپ نے اس پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا: ظالموں! تمہاری یہ پیش کش میرے جوتے کی نوک پر۔ خبردار! تمہیں یہاں ہمارے

5 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 31

پاس آنے کی جراءت کیسے ہوئی؟ ہماری قرارداد سے ایک لفظ بھی تبدیل یا کم نہیں ہوگا۔ 6

☆الزامات سے بلند و بالا شخصیت:

سیاست دان کا الزامات سے پاک ہونا بہت مشکل ہے۔ جتنا کوئی بڑا لیڈر ہوگا اتنے ہی زیادہ اس پر الزامات کی بھر مار ہوگی۔ مثلاً بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح پر یونینسٹ اور نیشلسٹ مسلمانوں نے انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام عائد کیا، مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پر قتل کے الزامات لگے، بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی پر امریکی مقاصد کے لیے کام کرنے کا الزام تھا، علامہ ابوالکلام آزاد پر شراب نوشی کا الزام عائد کیا گیا، مفتی محمود پر ان کی موجودگی میں چوہدری ظہور الٰہی نے ایوب خاں کے آئین کو ووٹ دے کر مالی مفاد حاصل کرنے کا الزام لگایا، مولانا سمیع الحق پر میڈیم طاہرہ سیکنڈل کا الزام لگا، قاضی حسین احمد پر نواز شریف نے 10 کروڑ روپے حاصل کرنے کا الزام لگایا اور مولانا فضل الرحمان پر ڈیزل کا الزام عائد ہوا۔ خواہ یہ عائد کردہ الزامات بے بنیاد ہوں لیکن وجود الزام سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیاست کو اصولوں کی بنیاد پر اختیار کیا اور ہر دور میں بھرپور کردار ادا کیا مگر تا وصال آپ کے بڑے سے بڑے مخالف کو بھی آپ پر کوئی الزام عائد کرنے کی جراءت نہ ہوئی۔ 7

☆ذاتی مفاد و لالچ سے احتراز کرنا:

امام نورانی صدیقی کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے نام پر کبھی بھی ذاتی مفاد حاصل نہیں کیا۔ رئیس القلم امام المناظرین علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ:

> میں حضرت کے ساتھ ماریشس میں تھا۔ ایک نوجوان بالکل نئی گاڑی لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور چابی پیش کی۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا؟ عرض کی کہ حضور! آپ سنی قوم کے قائد ہیں، قومی اسمبلی کے رکن ہیں آپ کے پاس گاڑی نہیں ہے۔ میں یہ گاڑی کا نذرانہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ بالکل نئی گاڑی ہے، قبول کریں۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ آپ مجھے گاڑی یہاں دے رہے ہیں میں اس کو پاکستان کیسے پہنچاؤں

6 خطاب قائد جمعیت علماء جموں و کشمیر علامہ پیر عتیق الرحمان، بمقام پریس کلب شملہ پہاڑی، لاہور

7 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 32

گا؟ اس نے عرض کیا کہ پاکستان میں پہنچا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں پڑول کہاں سے ڈالوں گا؟ اس نے عرض کیا: میں اس کا انتظام بھی کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ڈرائیور کہاں سے رکھوں گا؟ اس نے عرض کیا اس کی تنخواہ بھی میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: میرے گھر کے ساتھ کوئی گیراج نہیں ہے۔ میں گاڑی کھڑی کہاں کروں گا؟ اس نے عرض کیا: میں گیراج بھی لے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میاں جب گاڑی میرے گھر میں ہوگی تو میرے بچے بھی اس کو استعمال کریں گے۔ آپ دے رہے ہیں جمعیت کی محبت سے، یہ امانت میں خیانت ہے۔ اس طرح آپ نے مفت کی گاڑی کو قبول نہ فرمایا اور زندگی بھر دوستوں کی گاڑیوں پر سفر کیا۔

☆عملی اقدام میں سبقت کرنا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات مستعار کا مقصد عالمی سطح پر غلبہ اسلام، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نفاذ اور اتحاد ملت اسلامیہ تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ تاحیات کوشاں رہے۔ آپ اپنی ذات میں صرف ایک انجمن یا ادارہ نہیں تھے بلکہ ایک تحریک، ایک کائنات اور ایک ایسے عالمگیر قائد اعظم تھے جس پر ملت اسلامیہ جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

آپ جو پیغام یا پروگرام قوم کو دیتے خود بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔ مثلاً کسی جلسہ یا کانفرنس اور یا جلوس میں شمولیت کا اعلان ہوتا تو آپ پروگرام کے آغاز میں تشریف لاتے اور اختتام تک جلوہ افروز ہوتے، ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ پروگرام میں تشریف نہ لائے ہوں یا اختتام پر تشریف لائے ہوں۔ پروگرام میں دیگر قائدین کے مقابلے میں صرف آپ کی قد آور شخصیت ممتاز اور عوام کی نگاہوں کا مرکز ومحور ہوتی۔ کارکن مختلف محبت بھرے نعروں سے آپ کا استقبال کرتے۔ مثلاً حق وصداقت کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، بھٹو کے زوال کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، حکمرانوں کے زوال کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، جیوے جیوے۔ شاہ احمد نورانی، آ گیا آ گیا۔ شاہ نورانی آ گیا، چھا گیا چھا گیا۔ قائد ہمارا چھا گیا، نہ بکنے والا۔ نورانی، نہ جھکنے والا۔ نورانی، منشور قرآنی۔ قائد نورانی۔ جلسہ میں آپ کے تشریف لاتے ہی کیفیت تبدیل ہو جاتی اور تلاوت قرآن، اشعار قصیدہ بردہ اور نورانی خطاب کا آغاز ہوتے ہی محفل پر سکون ورقت طاری ہو جاتی تھی۔

دسواں باب

امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عزیمت واستقامت

وہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم　　سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

رسول خدا ﷺ نے جب اعلان نبوت کیا تو معجزات دیکھ کر لوگ تیزی سے مسلمان ہونے لگے لیکن ان لوگوں میں ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس نے معجزہ ودلیل طلب کیے بغیر اسلام قبول کیا، وہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس (40) کے قریب پہنچی تو ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا: حضور! جب ہم حق پر ہیں تو چھپ کر عبادت وریاضت کیوں کریں؟۔ ہمیں چاہیے کہ مسجد حرام میں جا کر سر عام نماز ادا کریں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اے ابوبکر! ابھی سر عام نماز ادا کرنے کا وقت نہیں آیا اس لیے پوشیدہ طور پر نماز ادا کریں، جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا تو کھلے عام نماز ادا کریں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے مؤقف پر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ نے مسجد حرام میں جا کر نماز ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب مسلمان آپ ﷺ کی قیادت میں ایک صبح کو پہلی مرتبہ مسجد حرام میں پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جو تاریخ اسلام کا پہلا خطبہ کہلایا۔ خطبہ کا آغاز ہوتے ہی کفار مکہ نے آپ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہوئے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ناک، کان اور منہ سے خون کے پھوارے جاری تھے، کوئی شخص بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ زندہ بچ جائیں گے اور ہوش میں آجائیں گے۔ بڑی کوشش کے بعد شام کے وقت ہوش میں آئے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ: حضور انور ﷺ کس حالت میں ہیں؟۔ اس طرح آپ نے مقام

مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے عزیمت واستقامت کا راستہ اختیار کیا۔

بیسویں صدی عیسوی میں صدیقی خاندان کے ایک عظیم فرزند ارجمند، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند سالوں میں مذہب وسیاست دونوں میدانوں میں فیضان نبوت اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب عالمی سطح پر تاریخ ساز خدمات سرانجام دیں جو قابل تعریف ہیں اور قابل تقلید بھی۔

حصول مقاصد کے لیے رخصت پر عمل پیرا ہونے کی بجائے انہوں نے عزیمت و استقامت کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے جذبات کے پس پردہ خلوص، للّٰھیت اور خوشنودی مصطفیٰ ﷺ کارفرما تھی۔ اس وجہ سے بڑی سے بڑی قوت ان کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ یحییٰ خاں کی آمریت ہو یا مسٹر بھٹو کی مطلق العنانی، ضیاء الحق کا مارشل لاء ہو یا جنرل مشرف کی امریکہ نواز پالیسی، پیپلز پارٹی کے غنڈوں کا حملہ ہو یا مسلم لیگی بدمعاشوں کی یلغار، نظریہ پاکستان کے خلاف بھارت کا واویلا ہو یا امریکہ کی عالمگیر دہشت گردی، اپنوں کی بے اعتنائی ہو یا بیگانوں کا طوفان مخالفت، رفیق احمد باجوہ کا اخراج ہو یا علامہ نیازی کا افتراق، نواز شریف بے نظیر کا بلی چوہے کا کھیل ہو یا ایم کیو ایم کی گولیوں کی بوچھاڑ، آپ کے اصولوں اور مشن میں تبدیلی پیدا نہ کر سکی۔ انہوں نے ہر دور میں باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔ جب کسی معاملہ میں ایک نظریہ قائم کر کے بیان جاری کرتے تو زندگی بھر اس سے رجوع یا تردید کی ضرورت پیش نہ آئی بلکہ آپ کی تقلید میں دوسری جماعتوں کے راہنماؤں نے آپ کے مؤقف کو اختیار کیا۔ انہوں نے حقانیت کی ترجمانی کے لیے شجاعت و بہادری کے ایسے نقوش ثبت کیے جس کی نظیر صدیوں تک نہیں ملتی۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر یحییٰ خاں کو ڈانٹتے ہوئے شراب نوشی ترک کرنے کا کہا۔ اس کی تفصیل امام نورانی نے کچھ یوں بیان فرمائی:

مارچ 1971ء میں قصر صدارت ڈھاکہ میں بلایا گیا میں (نورانی) ساڑھے نو بجے صبح اکیلا صدر یحییٰ سے ملنے گیا۔ صدر کے ساتھ تین چار آدمی بیٹھے تھے اور ان کے

منہ سے سخت بد بو آ رہی تھی۔ جب وہ ہاتھ ملانے بڑھے تو میں اسی وقت سمجھ گیا کہ مے نوشی کا شغل ہو رہا ہے''۔

امام نورانی نے صدر یحییٰ خاں سے قصر صدارت میں بلانے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ: آپ کو معلوم ہے کہ حالات بہت نازک ہو گئے ہیں۔ اس پر امام نورانی نے فرمایا:

حالات کی نزاکت کا اگر آپ کو احساس ہے تو یہ آپ مے نوشی کی محفلوں میں سیاسی معاملات پر بات کرتے ہیں، اس شراب کو ہٹائیے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے میں (نورانی) کھڑا ہو گیا لیکن صدر نے اشارہ کر کے گلاس اور بوتل ہٹا دی۔ اور پھر کہنے لگے، تشریف رکھیے''۔

اپریل 1972ء میں قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کے دوران عبوری آئین پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جو مسودہ آئین ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے وہ اسلام کی روح کے منافی ہے۔ اس میں اگرچہ بعض ایسی دفعات شامل ہیں جو بظاہر اسلامی نظر آتی ہیں لیکن ان میں کوئی اسلامی روح کارفرما نہیں ہے۔ حکومت کی تمام نیک نیتی کے باوجود ان دفعات سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں وہ تاریخ متعین نہیں کی گئی جس تاریخ کو بینکوں کا سود، شراب اور نائیٹ کلبوں اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے قوم کو نجات مل جائے گی۔ 1

30 جنوری 1973ء میں آئینی سمجھوتہ پر ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کے دوران حکومت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی نے کہا:

یہ بالکل اسی طرح بدعہدی کی گئی ہے جس طرح ماضی میں حکمران جماعتیں کرتی رہی ہیں کیونکہ وہ خود اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو عملی زندگی میں نافذ نہ کر سکے۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس پر عمل نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر عمل کرتے ہیں تو ہمیں عادتیں بدلنی پڑیں گی، عمل کرتے ہیں تو شراب نوشی

1 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی: ص 68

چھوڑنی پڑے گی، عمل کرتے ہیں تو فسق و فجور کو چھوڑنا پڑے گا، زنا کو چھوڑنا پڑے گا، جوئے کو چھوڑنا پڑے گا"۔ 2

یکم جون 1973ء میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد (لائل پور) میں خطاب کیا۔ اس موقع پر مسٹر بھٹو کو للکار کر چیلنج کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صدر بھٹو صدارت کے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں اور تین چار ماہ کے دوران نئے انتخابات کرائے جائیں میں صدر بھٹو سے صدارت یا کسی بھی اور عہدہ کے لیے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں"۔ 3

ایک دفعہ قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران چوہدری ظہور الٰہی نے بھٹو کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا: ہر گھر میں بھٹو کی تصویر ہے اور پنجاب کے لوگ بھٹو کی پرستش کرتے ہیں۔ اس پر حضرت امام نورانی فوراً کھڑے ہوئے اور سپیکر سے مخاطب ہو کر کہا: پرستش و عبادت رب تعالیٰ کے لیے خاص ہے لہٰذا چوہدری صاحب اپنے الفاظ واپس لیں اور توبہ کریں"۔

آپ کے احتجاج پر چوہدری ظہوری الٰہی نے اپنے الفاظ واپس لینے کا اعلان کیا۔

ایک دفعہ امام نورانی نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران اپنے خطاب میں بھٹو حکومت کی غلط پالیسیوں پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا: آپ (حکمران طبقہ) اخبارات کو پابند کرنے کی پالیسیوں سے باز رہیں ورنہ آپ کے مزار پر کوئی فاتحہ پڑھنے والا اور کوئی مرثیہ خوان بھی نہیں ہو گا۔ اس پر حکومتی رکن ڈاکٹر مبشر نے کہا: مولانا آپ کا کاروبار بھی بند ہوگا، آپ نے جواب دیا: ڈاکٹر صاحب! میرا کاروبار جمعہ کی نماز پڑھانا ہے اور وہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ آپ بند کرنا چاہیں تو بھی انشاء اللہ بند نہیں ہوگا، اس لیے کہ جمعہ کی نماز قیامت تک ہوتی رہے گی"۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور اس کے اکثر وزراء شرابی تھے۔ امام نورانی نے حکمران طبقے سے مخاطب ہو کر شراب نوشی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

یورپ میں کسی شرابی کو ڈرائیونگ کا لائسنس نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی شراب پی

2 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 27 3 روزنامہ مشرق لاہور مورخہ ۱۱ جون 1973ء

کر ڈرائیوری کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کرا دیا"۔

آپ کے خطاب کے دوران سپیکر قومی اسمبلی نے کہا: مولانا صاحب! آپ اپنا سلسلہ گفتگو آگے بڑھایئے تو آپ نے برجستہ فرمایا: جناب والا! گاڑی شرابی کے ہاتھ ہے اس لیے آگے چلنا محال ہے"۔

حضرت امام نورانی نے حکومتی ارکان سے مخاطب ہو کر آمریت اور وزیر اعظم کے اختیارات پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

اگر وزیر اعظم کو آمر بنا دیا گیا ہے تو ہمیں اعتراض نہیں، اگر وزیر اعظم کو بہت زیادہ با اختیار بنا دیا گیا ہے تو ہمیں اعتراض نہیں لیکن ہمیں اعتراض یہ ہے کہ وزیر اعظم کو لائلپور کا گھنٹہ گھر بنا دیا گیا ہے۔ عدلیہ کی سڑک ہے کہ وزیر اعظم پر آ کر رکتی ہے، انتظامیہ کی سڑک ہے کہ اس کا رخ بھی وزیر اعظم کی طرف ہے، الیکشن کمیشن کی سڑک بھی اسی سمت جاتی ہے اور فوجوں میں کمیشن دینے کی سڑک بھی اسی گھنٹہ گھر پر پہنچ کر رکتی ہے، اگر ہر شعبہ زندگی پر وزیر اعظم ہی کا قبضہ ہو گیا ہے تو یہ کہنا پڑے گا کہ

ع ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے۔

اور پھر یہی سوال ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔انجام گلستان کیا ہوگا۔[4]

1973ء کے آئین کے مطابق وزیر اعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو متحدہ جمہوری محاذ کا سربراہی اجلاس طلب کیا گیا جس میں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں حصہ لیا جائے یا نہ۔ اگر حصہ لیا جائے تو امیدوار کس کو نامزد کیا جائے کیونکہ پیپلز پارٹی کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ کے امیدوار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ الیکشن لڑا جائے تا

4 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 77

کہ مسٹر بھٹو بلا مقابلہ وزیراعظم منتخب ہو کر اپنے آپ کو ہیرو بنا کر قوم کے سامنے یہ تاثر نہ دے کہ پورے ملک میں کسی سطح پر ان کا مقابلہ کرنے والی کوئی شخصیت نہیں ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا تھا کہ متحدہ جمہوری محاذ کی طرف سے بطور امیدا ایسی شخصیت ہو جو دباؤ یا لالچ میں آ کر دستبردار نہ ہو اور اس کی امانت و دیانت، شجاعت و بہادری اور حق گوئی و بے باکی بھی مسلم ہو۔ ان شرائط کی حامل شخصیت صرف امام شاہ احمد نورانی تھے۔ اس طرح آپ کو محاذ کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ کے لیے متفقہ امیدوار نامزد کیا گیا۔ آپ نے نہایت مستعدی و استقامت کے ساتھ الیکشن لڑا اور 32 ووٹ حاصل کیے۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے جب امام نورانی کی صلاحیتوں اور خوبیوں کو ملاحظہ کیا تو آپ سے کہا: مولانا صاحب! آپ مختلف زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اس لیے میں آپ کو وزیر خارجہ بنانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ امام نورانی نے برمحل جواب دیا: بھٹو صاحب! آپ کی وزارت عظمیٰ کے سائے میں میں وزیر خارجہ نہیں بن سکتا۔

1977 میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران حکومت کی طرف سے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو گرفتار کر کے جون جولائی کے مہینے میں وطن عزیز کے گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (سندھ) کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھا گیا۔ اس جیل کی پر مشقت قید کے بارے میں آپ نے خود یوں بیان فرمایا:

بھٹو دور میں مجھے گرفتار کر کے (گڑھی خیرو، سندھ) جیل کی ایک کوٹھڑی میں دو ماہ تک رکھا گیا۔ یہ مئی اور جون کے مہینے تھے۔ ان دنوں گرمی بھی شدید تھی۔ سارا دن کوٹھڑی میں رہتا اور لونگی بنیان پہنا کرتا تھا۔ جب شدید گرمی محسوس ہوتی تو میں بنیان بھگو لیتا اور پہن لیتا۔ اس طرح دن بھر میں پانچ سات مرتبہ بنیان بھگو لیتا اور دن گزار لیتا۔ یہ اسیری میری اب تک کی زندگی کی تکلیف دہ اسیری تھی"۔

حضرت امام نورانی نے جیل کے زمانہ میں قوم کے نام ایک پیغام جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

"گرفتاری سے ہمارے عزائم میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی، ہم پورے عزم و استقامت سے ظلم وتشدد کا مقابلہ کرتے رہیں گے، عوام نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار رہیں"۔ 5

جنرل محمد ضیاء الحق نے امام نورانی اور جمعیت علماء پاکستان کی مقبولیت کے پیش نظر مرکز اور صوبوں میں وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کی تو آپ نے اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا:

ہم مارشل لاء کے ظالمانہ سائے میں چور دروازے سے حکومت میں ہرگز شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہے۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے جب جمعیت علماء پاکستان کے کچھ راہنماؤں کو خرید لیا تو اخبار نویسوں نے اس صورتحال پر تبصرہ کرنے کے لیے کہا تو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں تبصرہ کیا:

ہم اسلام کے نفاذ کے لیے ایک ٹرین پر سوار ہوئے تھے مگر کچھ دوست سفر کی تکالیف برداشت نہ کر سکے اور جب اسلام کی بجائے اسلام آباد کا اسٹیشن آیا تو وہ ہمیں چھوڑ کر اتر گئے، تاہم ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہیں"۔ 6

جنرل محمد اسلم بیگ نے حضرت قائد اہل سنت امام نورانی کی خدمات، کارناموں اور امانت و دیانت کے اعتراف میں آپ کے حضور خراج عقیدت پیش کیا اور ساتھ ہی نگران وزیر اعظم بنانے کی پیش کش کی لیکن آپ نے وزارت عظمیٰ کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا: ہماری منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام (نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

ایک دفعہ جنرل محمد ضیاء الحق نے وطن عزیز کے صف اول کے سیاسی راہنماؤں سے مشاورت کا پروگرام بنایا اور ان کا خیال تھا کہ امام نورانی بھی ملاقات کے لیے ضرور آئیں گے لیکن آپ نے دعوت کو ٹھکرا دیا۔ جنرل صاحب نے مقتدر شخصیات کے ذریعے آپ کی ملاقات کو یقینی بنانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر پیر محمد کرم شاہ الازہری سے کہا تو انہوں نے یقین

5 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص 171
6 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش ص 81

دہانی کراتے ہوئے کہا کہ: وہ امام نورانی کو ملاقات کے لیے ضرور آمادہ کرلیں گے۔ حسب پروگرام پیر محمد کرم شاہ الازہری حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے اور جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کی دعوت دی تو آپ نے حسب عادت انکار کر دیا۔ پیر صاحب مسلسل اصرار کرتے رہے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ بالآخر پیر صاحب نے عرض کیا: حضور! اب میری عزت کا مسئلہ ہے کیونکہ میں نے جنرل محمد ضیاء الحق سے وعدہ کرلیا ہے، اس لیے تشریف لے چلیں۔ حضرت امام نورانی نے فرمایا: پیر صاحب! اگر آپ کی عزت کا مسئلہ ہے تو میں ضرور شریک ہوں گا۔ آپ حسب وعدہ صدر ضیاء الحق سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ دوران ملاقات جنرل محمد ضیاء الحق نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: مجھے کچھ سیاستدانوں نے انتخابات ملتوی کرانے کے لیے کہا ہے۔ اس پر امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ طیش میں آ گئے اور ضیاء الحق سے مخاطب ہو کر کہا:

> جنرل صاحب! مجھے ان سیاستدانوں کے نام بتاؤ، کون سے سیاستدانوں نے انتخابات ملتوی کرانے کے لیے کہا ہے؟ تم ایک جھوٹے آدمی ہو، تم نے انتخابات کا قوم کے سامنے وعدہ کیا تھا۔ تم نے پوری قوم کے ساتھ مذاق کیا ہے، میں تو پیر صاحب کے کہنے پر یہاں آ گیا ورنہ میں تو ایک جھوٹے اور دغاباز شخص سے ملاقات نہیں کرتا"۔

اس گفتگو کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے جبکہ جنرل صاحب اور اس کے ساتھی تصویر حیرت بن کر رہ گئے۔[7]

ایک اور موقع پر جنرل محمد ضیاء الحق، حضرت قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا مشتاق ہوا۔ انہوں نے وزیر داخلہ جناب محمود اے ہارون کو ملاقات کی دعوت کے لیے آپ کے ہاں بھیجا لیکن آپ نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہیں دنوں حکومت کی طرف سے مساجد میں اذان کے وقت درود و سلام پڑھنے پر پابندی بھی عائد کی گئی تھی۔ اس لیے اہل سنت کے کچھ راہنماؤں نے حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کرنے کے لیے کہا۔ محمود اے ہارون کے رابطہ کرنے اور اصرار کرنے پر آپ

7۔ محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص 67

ملاقات کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ ملاقات ایوان صدر، کراچی میں ہونا طے پائی۔ آپ مقررہ وقت پر اپنے وفد کے ہمراہ ایوان صدر، کراچی میں پہنچ گئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ جنرل محمد ضیاء الحق سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی سے ملاقات کر رہے ہیں۔ امام نورانی طیش میں آ گئے اور موجود عملہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا جنرل ضیاء نے ہمیں فارغ سمجھ رکھا ہے، خود ہی منتیں کر کے بلا لیتے ہیں اور پھر دوسروں سے ملاقات شروع کر دیتے ہیں۔ ہم ان سے ملاقات نہیں کریں گے۔ یہ بات کہہ کر آپ اٹھ کر واپس چل پڑے۔ اس صورتحال کا جنرل محمد ضیاء الحق کو علم ہوا تو فوراً باہر آ گئے اور معذرت کرتے ہوئے عرض کیا: مولانا صاحب! مجھے بہت افسوس ہے دراصل آپ ہی سے ملاقات کا منتظر تھا لیکن ٹائم ٹیبل میں تھوڑی سی تبدیلی سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ امام نورانی کو جلال آ گیا اور آپ نے نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا: جنرل صاحب! اگر آپ ایک کمرے کے نظام کو صحیح طریقہ پر نہیں چلا سکتے تو پورے ملک کی حکومت کیسے چلا سکتے ہیں؟ اس موقع پر آپ نے جنرل محمد ضیاء الحق کو محکمہ اوقاف کی طرف سے جاری کردہ آرڈرز کی فوٹو کاپی تھماتے ہوئے فرمایا: کیا مساجد میں صلوٰۃ وسلام پر پابندی کے یہ احکامات آپ کی طرف سے ہیں؟ اس پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ متعلقہ محکمہ کے افسروں سے انکوائری کراؤں گا اور آرڈر منسوخ کراؤں گا۔[8]

اقتدار پر قابض ہونے کے ایک سال بعد تک جنرل محمد ضیاء الحق نے نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قوم سے کیے گئے دیگر وعدوں کا ایفا نہ کیا تو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے گرفت کرتے ہوئے ان کے نام ایک کھلا خط لکھا جس میں وعدوں کو پورا کرنے اور بلا تاخیر انتخابات کروا کر اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے کا کہا۔ اس خط کا متن مندرجہ ذیل ہے:

محترم جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سوا تین ماہ تک ملک سے باہر تبلیغی سرگرمیوں سے واپسی پر وطن پہنچ کر سیاسی سرگرمیوں پر

8 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 68

پابندی کی وجہ سے اگرچہ قومی اور ملکی امور پر آزادی کے ساتھ غور وفکر اور تبادلہ خیال کا موقع نہیں ملا۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے غیر رسمی بات چیت اور حالات کی نزاکت کا اندازہ لگانے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ بعض امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرادی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس امر کا احساس ہوگا کہ اس ملک کے عوام نے سابقہ آمریت سے نجات حاصل کرنے اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ مسلح افواج کو ملک کا نظم ونسق سنبھالنا پڑا۔ آپ نے برسر اقتدار آنے کے بعد مسلسل اس امر کا اعادہ کیا ہے کہ ہم اقتدار منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے اس وعدہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہوں البتہ ایک پاکستانی کی حیثیت سے اپنی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ ملک وملت جس نازک دوراہے پر کھڑے ہیں اس کا احساس پوری قوم کو ہے اور پاکستان دشمن طاقتیں جس طرح ہماری سالمیت کے خلاف محاذ بنائے ہوئے ہیں اس کا ملک کے اندر بیٹھ کر بھی اور ملک سے باہر بھی میں نے ذاتی مشاہدہ کیا ہے۔ جنرل صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کو دوٹوک اور واضح الفاظ میں اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف دشمن عناصر پروپیگنڈہ کی جو مہم خطیر سرمایہ سے پاکستان دشمن طاقتوں کی پشت پناہی اور یہودی پریس کے تعاون سے چلا رہے ہیں۔ ہمارے سفارتخانے سرکاری طور پر ان کا جواب دینے میں نہ صرف ناکام رہے ہیں بلکہ محب وطن پاکستانی اس ضمن میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں، ان سے بھی تعاون نہیں کیا جا رہا ممکن ہے آپ کو "سب ٹھیک ہے" کی رپورٹیں فراہم کی جارہی ہوں لیکن میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو آپ کے خلاف مقدمہ قتل کے سلسلہ میں حقائق پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے پاکستانی سفارتخانوں نے کچھ نہیں کیا اور دوسری طرف ملک میں موجودہ بے یقینی کی صورتحال اور داخلی محاذ پر بعض اقدامات اس مہم کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ اسی طرح برما کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور متاثرین کی امداد میں تاخیر کے معاملے میں بھی حکومت کا طرز عمل

ناقابلِ فہم ہے۔ جنرل صاحب! آپ جانتے ہیں کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں آپ نے قوم سے جو وعدے کیے تھے پوری قوم نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے سکون کا سانس لیا تھا۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک سال ہونے والا ہے لیکن آپ کی انتظامیہ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا، مارشل لاء عدالتوں کے ذریعہ بعض اخلاقی مجرموں کو کوڑوں کی سزائیں ضرور دی گئیں اور مارشل لاء ہی کی ایک عدالت سے حال ہی میں دو افراد کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ بھی ہوا ہے مگر اسلامی نظام عدل، قانون شہادت، ضابطہ فوجداری اور تعزیرات کے نفاذ شرعی تقاضوں کی تکمیل کے بغیر اس قسم کی سزاؤں سے اسلام کے بارے میں گمراہ کن نظریات پرورش پا رہے ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں کو مخالفانہ پروپیگنڈہ کا موقع مل رہا ہے، اس لیے ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اسلامی حدود و تعزیرات کو اس کی صحیح اسپرٹ کے ساتھ نافذ کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ اس طرح یکم جنوری 1978ء کو آپ نے اسلامی قوانین کے سلسلہ میں عدالتوں کو جو اختیارات دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی عدالتوں کو ان تک نہیں مل سکے۔ آپ کی جانب سے زکوٰۃ و عشر اور بلا سود بینکاری کے نفاذ کے بارے میں بھی عوام محض اعلان سننے کے منتظر ہیں، لہٰذا آپ اس ضمن میں اب مزید تاخیر سے کام نہ لیں۔ جنرل صاحب! آپ جانتے ہیں کہ 5 جولائی کو آپ کے برسر اقتدار آنے کے بعد قوم نے مجموعی طور پر آپ سے تعاون کیا ہمیں آپ کی مجبوریوں کا احساس ہے لیکن ملک و قوم کے بہترین مفاد میں یہ بات ہے کہ منتخب حکومت کے سلسلہ میں بے یقینی کی فضا ختم ہو اور اس بے یقینی سے جنم لینے والی مایوسی سے عوام کو نجات ملے۔ اسی لیے بہت غور و فکر کے بعد آپ کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ انتخابی شیڈول کا اعلان کیا جائے اور انتخابی مراحل اس طرح ترتیب دیئے جائیں کہ 1978ء کے اندر اندر ہی انتخابات ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں تفصیلی دلائل پیش کرنا اس مختصر سے مکتوب میں ممکن نہیں ہے لیکن میں آپ کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ تجاویز تفصیلی سوچ و بچار کے بعد ایک محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے پیش کی گئی ہیں۔ جنرل صاحب! میں نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور انتخابی شیڈول کے اعلان

سے متعلق تجاویز مکمل غور و فکر اور اپنے ساتھیوں سے غیر رسمی مشوروں کے بعد پیش کی ہیں کیونکہ عوام کے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ مہنگائی، بے روزگاری، اقتصادی بدحالی، امن عامہ کی صورت حال، رشوت اور دیگر معاشرتی برائیوں میں اضافہ نے ملک کے دشمنوں کو سازشوں کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اور ہم پاکستان کی مسلح افواج کے وقار کو مجروح ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے، اس لیے کہ ملک کی سرحدوں اور سالمیت کے تحفظ کا اہم کام انجام دینا ہے۔ جناب جنرل صاحب! میرا اور میرے ساتھیوں کا تجربہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی نے جمود اور بے یقینی کی فضا پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور آج جو یہ خبریں آئی ہیں کہ آپ سیاسی جماعتوں کی تعداد محدود کرنے کے سلسلہ میں ابتدائی اقدام کے طور پر سیاسی جماعتوں پر پابندی لگانے کے بارے میں غور و فکر، مزید بے چینی کا باعث بنے گی۔ خدا کرے یہ خبریں غلط ہوں لیکن اگر اس میں کچھ حقیقت بھی ہے تو ہمارے نزدیک یہ موجودہ صورتحال کا حل نہیں ہے۔ اور وہی ایسے سیاسی عناصر پر مشتمل حکومت کے قیام سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے جو نادان دوست کا کردار کرتے ہوئے آپ کے اور اصل حقائق کے درمیان حائل ہو جائیں۔

آخر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میری یہ تجاویز کھلے ذہن کے ساتھ آپ کے سامنے ہیں، ہم آپ کا نقطہ نظر اور آپ کی مجبوریوں کی تفصیلات سننے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ ممکن ہے آپ کے سامنے ایسے کچھ پہلو ہوں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوں اور جن کی روشنی میں احتساب کی غیر ضروری طوالت اور انتخابات میں تاخیر کا جواز پیش کیا جا سکے، لیکن فی الحال میری تجاویز ملک کی موجودہ صورتحال اور بین الاقوامی حالات کی روشنی میں میری اور میرے ساتھیوں کی دیانتدارانہ رائے کی عکاس ہیں"۔

والسلام!

شاہ احمد نورانی [9]

[9] جاوید اقبال فاروقی: قائد تحریک نظام مصطفےٰ ص 89

راستے سے ہٹانے، آوازِ حق دبانے اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمہ کے لیے حکمرانوں اور کچھ تنظیموں کی طرف سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو شہید کرنے کے لیے کئی بار قاتلانہ حملے کیے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی جبکہ دشمن خائب و خاسر ہوئے۔اس کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

ایک دفعہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے راستے سے ہٹانے کے لیے وطن عزیز کی اہم شخصیات کی فہرست تیار کی جس پر عملی جامہ پہنانے سے پہلے اس راز کا افشا ہو گیا۔اس فہرست میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی شامل تھا۔اس کی تفصیل آپ نے خود یوں بیان کی:

یہ غالباً تین جولائی کی بات ہے میں کراچی سے آ رہا تھا۔ ایئر پورٹ پر ایک صاحب ملے میں انہیں پہلے سے جانتا تھا، ایک زمانے میں ایک اہم منصب پر فائز رہے تھے۔اور مسٹر بھٹو نے ایف ایس ایف کی ابتدائی تیاری میں ان سے مشورہ لیا تھا۔آگے چل کر مسٹر بھٹو ان سے ناراض ہو گئے اور ان کو ملازمت سے نکال دیا۔مگر انہوں نے اپنے تعلقات کو منقطع نہ کیا تھا۔انہوں نے مجھے ایک دستاویز دکھائی جس میں چودہ افراد کے نام درج تھے۔ان میں سرفہرست ایئر مارشل اصغر خان کا نام تھا اس کے بعد میرا۔باقی بارہ افراد کا تعلق بھی اپوزیشن سے تھا۔اس کے بعد انہوں نے ایک اور دستاویز دکھائی جس میں چار افراد کے نام درج تھے۔وہ سب کے سب پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ان میں کھر، پیرزادہ، کوثر نیازی کے نام مجھے آج بھی یاد ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت کا منصوبہ یہ ہے کہ پہلے پیپلز پارٹی کے چار افراد قتل کر دیئے جائیں۔ایک ہنگامہ بپا ہو گا۔عوام میں اشتعال پھیلے گا اور اسی اشتعال کے پردے میں اپوزیشن کے چودہ لیڈر صاف کر دیئے جائیں گے"۔ 10

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی قائم کردہ نیم فوجی تنظیم ایف ایس ایف کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل جناب ایم ایم حسن کے ذریعے بھی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو

10 ضیاء المصطفےٰ قصوری: ارشادات نورانی: ص 54

راستے سے ہٹانے اور قتل کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ ایم ایم حسن نے اصل واقعہ یوں بیان کیا کہ:

ایک شب جب میں پنڈی میں اپنے مکان میں محوخواب تھا تو بارہ بجے کے قریب اے ڈی سی کا ٹیلی فون آیا کہ وزیراعظم مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں، ذوالفقار علی بھٹو جو عموماً انگریزی میں گفتگو کرنے کے عادی تھے وہ بولے: ''حسن! اس نورانی نے میری ناک میں دم کر رکھا ہے، کبھی وہ مجھے گالیاں دیتا ہے تو کبھی میری بیوی کو برا بھلا کہتا ہے حتیٰ کہ وہ میری بیٹی کو بھی نہیں بخشتا، میں یہ چاہتا تھا کہ تم اس کا دماغ ٹھیک کر دو، قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا ذوالفقار علی بھٹو نے ٹیلی فون رکھ دیا۔

ان دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس اسٹیٹ بینک کی عمارت میں ہوا کرتا تھا اور وہاں پر وزیر اعظم کا بھی ایک دفتر تھا میں سویرے ہی وہاں جا پہنچا، وہ کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے۔ میری صورت دیکھتے ہی بولے: کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جناب عالی! گزشتہ شب آپ نے مولانا نورانی کے متعلق کچھ ہدایات دی تھیں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے اس ضمن میں کیا کرنا ہے؟'' ذوالفقار علی بھٹو نے فائل ایک طرف رکھ دی اور اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مجھے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولے: میں اسے مروانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور میری خواہش ہے کہ اس کی دو چار ہڈیاں توڑ دی جائیں تا کہ اس کا دماغ ٹھکانے آ جائے''۔ میں نے عرض کیا کہ: یہ تو بڑی نامناسب بات ہے، تو وہ طیش میں آ گئے اور بگڑ کر بولے: تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے اتنی بڑی فورس بلاوجہ قائم کی ہے اور یونہی قومی دولت ضائع کر رہا ہوں؟''

جب ان کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو میں نے ہمت کر کے یہ عرض کیا: سر! کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ میں مولانا کے حلقہ احباب میں سے کسی بااثر شخصیت سے یہ کہلوادوں کہ وہ ان نامناسب حرکتوں سے گریز کریں؟ ذوالفقار علی بھٹو کو میری یہ تجویز پسند نہ آئی اور انہوں نے منہ بنا کر ہاتھ کے اشارے سے مجھے دفعان ہو جانے کو کہا اور بولے: تمہارا جو جی چاہے کرو مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ ان حرکتوں سے باز آ جائے''۔ میں اگلی پرواز سے کراچی جا پہنچا اور اپنے پرانے واقف حامد میاں سے جا کر ملا جو ان دنوں مسلم کمرشل بینک کے وائس پریذیڈنٹ تھے اور دینی حلقوں میں بڑے مقبول تھے اور اپنی بپتا سنائی اور ان سے تعاون کی درخواست کی۔ میاں صاحب نے میری روداد سن کر مجھے توکل کمپنی کے مالک انور سے ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ مولانا نورانی کے

بڑے قریبی ساتھی تھے۔ چنانچہ میں نے انور توکل سے ملاقات کی اور اپنی رام کہانی سنائی، مولانا نے مجھے اطمینان دلایا: مولانا نورانی میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو اس ضمن میں آئندہ کوئی شکایت نہ ہوگی۔

ایف ایس ایف کے اعلیٰ افسران کے لیے یہ احکامات تھے کہ جب کبھی وزیر اعظم کہیں سے بیرونی دورے پر تشریف لے جائیں یا واپس لوٹیں تو اس شہر میں موجود ایف ایس ایف کا اعلیٰ زین افسر ایئر پورٹ پر حاضر رہے۔ مسعود محمود کی لندن سے واپسی کے بعد یہ اتفاق ہوا کہ ذوالفقار علی بھٹو ایران تشریف لے جا رہے تھے اور میں کراچی میں مقیم تھا اس لیے حسب معمول ایئر پورٹ پر رخصت کرنے والے وزراء اور اعلیٰ افسران کی صف میں شامل ہو گیا، جب ذوالفقار علی بھٹو حاضرین سے ہاتھ ملا کر ہوائی جہاز کے قریب پہنچے تو انہوں نے انگلی کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا اور بولے: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ وہ مولانا قابل اصلاح ہے'' کیونکہ مولانا نورانی نے اپنی روش نہیں بدلی تھی مگر اب کیونکہ مسعود محمود صحت یاب ہو کر واپس آ چکے تھے اس لیے مولانا کو ''راہ راست'' پر لانا ان کی ذمے داری تھی۔

مسعود محمود کی تمام دھمکیاں اور ترغیبات بے سود ثابت ہوئیں، میری دانست میں مولانا نورانی وہ واحد شخص تھے جو مخالفت کے باوجود ذوالفقار علی بھٹو کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہے۔ 11

اسی طرح ایک اور موقع پر مسٹر بھٹو کی طرف سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو راستے سے ہٹانے کی سازش تیار کی گئی تھی، مسٹر بھٹو کے ذاتی ملازم نور محمد عرف نورا کے بھائی عبدالستار جو ایک غنڈہ ٹائپ شخص تھا، نے ایک یادداشت جنرل محمد ضیاء الحق کے نام ارسال کی جس میں انہوں نے بتایا کہ مارچ 1977ء کے عام انتخابات کے دوران سابق وزیر اعلیٰ پنجاب صادق حسین قریشی نے انہیں چیف منسٹر ہاؤس پنجاب میں خصوصی طور پر طلب کیا اور حکم دیا کہ یثرب کالونی اسلام آباد میں انتخابی جلسہ عام کے دوران مولانا نورانی کو ختم کر دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل پر تمام تحفظات کا یقین دلایا اور عمل نہ کرنے کی صورت میں ان پر شدید مقدمات قائم کرنے کی دھمکی دی گئی۔ جلسہ عام کے موقع پر عبدالستار نے کچھ گڑبڑ تو کی لیکن امام نورانی صدیقی پر گولی چلانے کی جراءت نہ کر سکا جس کی پاداش مین انہیں تھانہ میں لے جا کر خوب پیٹا گیا۔ 12

11 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 57

12 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 59

18 اگست 1977ء وہ سیاہ ترین دن ہے جس میں نام نہاد قائد عوام درحقیقت قاتل عوام مسٹر بھٹو کی موجودگی میں پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے اس وقت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا جب آپ پاکستان قومی اتحاد کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لیے جارہے تھے۔ ایک غنڈے نے آپ کی کار کے پچھلے حصہ کے شیشہ پر اینٹ ماری جس سے وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور اینٹ پچھلی سیٹ کے پاس گر گئی جبکہ وہ بالکل خالی تھی۔ ایک دوسرے گماشتے نے آگے والے شیشہ کی طرف سے آپ کو اینٹ ماری جس سے شیشہ ٹوٹ گیا اور اینٹ آپ کے عمامہ مبارک کو چھو کر سیٹ کے پاس گر گئی۔ تیسرے ظالم نے آپ کے سر مبارک پر ڈنڈا مارا جو آپ کے عمامہ مبارک کی برکت سے سر مبارک تک نہ پہنچ سکا۔ کچھ غنڈے کھڑکی کی طرف سے بدتمیزی کرنے کے لیے لپکے تو آپ نے ہاتھ باہر نکال کر انہیں زور سے پیچھے دھکیلا جس سے عمامہ مبارک باہر گر گیا۔ اور ایک ظالم نے آپ کی کلائی پر زور سے ڈنڈا مارا جس سے نشان ابھر آیا جبکہ دستار مبارک کی غنڈوں نے بے حرمتی کی اور تار تار کر دی۔ اس دوران غنڈے کچھ گاڑی کے آگے سے ہٹے تو ڈرائیور بحفاظت گاڑی کو نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قائد تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور ظالموں کو ذلیل وخوار کیا۔

اس گھناؤنے اور شر انگیز واقعہ سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عزائم اور مشن میں بالکل تبدیلی نہیں آئی بلکہ اپنے کارکنوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"میں تو اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو نافذ کرنے کی جدوجہد کر رہا ہوں جس نے لوگوں کے پتھر بھی کھائے ہیں۔ جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے الحمدللہ! مجھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کا موقع فراہم کیا ہے جو آپ کے ساتھ طائف کے میدان میں ہوا تھا۔ اور ویسے بھی اس کی راہ میں پگڑی تو کیا سر بھی حاضر ہے۔ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو یہ کوئی خاص قربانی نہیں ہم تو اس سے بھی بڑی قربانیاں دینے کے عادی ہیں۔ اور ان شاء اللہ آئندہ بھی قربانیاں دیں گے اور یہ کہ ہم تو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی ہیں"۔ 13

13 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 62

اس غنڈہ گردی کے واقعہ کی خبر پورے لاہور میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

جمعیت علماء پاکستان کے کارکن بڑے مشتعل تھے انہوں نے جمعیت کے دفتر میں اعلان کیا کہ ہم اپنے قائد کا انتقام لیں گے اور دس اگست کو حضور داتا گنج رحمہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کے باہر مسٹر بھٹو کو پکڑیں گے۔ کیونکہ انہوں نے 10 اگست کو داتا دربار پر حاضری کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ جب اس صورتحال کا مارشل لاء حکام کو علم ہوا تو انہوں نے مسٹر بھٹو کو خبر دار کیا اور پروگرام کے مطابق داتا دربار میں آنے سے روک دیا اور انہیں فوراً لاہور بلکہ پنجاب چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح ایک ولی کامل کی توہین کرانے والے شخص کو حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلانا تو کجا اپنی نگری سے بھی نکال دیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے اس سانحہ پر ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کر کے امام نورانی صدیقی سے خیریت دریافت کی۔ اور انہوں نے 14 اگست 1977ء کو اپنے نشری خطاب میں پیپلز پارٹی کے غنڈوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

لاہور میں جو سانحہ ہو چکا ہے وہ چونکہ مارشل لاء کے دوران ہوا ہے اس لیے میں اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مولانا نورانی سے معذرت کرتا ہوں کیونکہ وہ اس سانحہ میں زیادہ متاثر ہوئے ہیں"۔

نواز شریف سے اظہار عقیدت اور غلام حیدر وائیں کی شر انگیز ذہنیت کی تکمیل کے لیے مسلم لیگی غنڈوں نے لاہور ائر پورٹ پر قائد تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا۔ اس واقعہ کو آپ کے معتمد خاص جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب نائب صدر جمعیت علماء پاکستان نے یوں بیان کیا:

مجھے یاد ہے کہ نواز شریف کے پہلے دور حکومت کی بات ہے۔ نواز شریف صاحب عدلیہ کے ذریعے دوبارہ وزیر اعظم کے عہدے پر بحال ہو چکے تھے۔ اور وہ اسلام آباد سے لاہور آ رہے تھے۔ ان کے استقبال کے لیے پورے پنجاب سے ہزاروں لوگ وائیں صاحب کی قیادت میں ائر پورٹ پر موجود تھے۔

اس وقت میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کو کراچی روانگی کے لیے ائر پورٹ چھوڑنے جا رہا تھا۔

پچھلی نشستوں پر پروفیسر شاہ فریدالحق، جنرل کے ایم اظہر اور حامد سعید کاظمی بھی تشریف فرما تھے۔ جب ائر پورٹ کے قریب ہم پہنچے تو سامنے غلام حیدر وائیں جو پہلے وزیر اعلیٰ تھے کھڑے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس وقت نواز شریف صاحب جمعیت علماء پاکستان کو توڑ چکے تھے اور مولانا نیازی ان کے ساتھ اتحادی بن گئے تھے۔ نواز شریف صاحب اور مولانا نورانی میں اختلافات پیدا ہو چکے تھے۔ بہرحال اس وقت غلام حیدر وائیں نے ہمیں دیکھا تو گاڑی کی طرف اشارہ کر کے اپنے کارکنوں سے کہا: وہ دیکھو مولانا شاہ احمد نورانی۔ یہ اشارہ کیا تھا کہ مسلم لیگی کارکنوں نے ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا۔ جس کے ہاتھ میں جو تھا وہ گاڑی پر مار رہا تھا۔ پتھراؤ ہوا۔ بڑے بڑے ڈنڈے برسائے گئے۔ 14

کچھ کارکن گاڑی کی چھت پر چڑھ گئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی گاڑی کے اندر انتہائی اطمینان اور سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے چند آیات کا ورد کیا اور پھر گاڑی کے چاروں طرف پھونک دیا فرمانے لگے: اب کچھ نہیں ہوتا۔ آپ یقین کیجئے اینٹیں، پتھر اور ڈنڈے مارنے کے باوجود ہمیں خراش تک نہیں آئی اور نہ گاڑی کا کوئی شیشہ ٹوٹا یا کوئی نقصان ہوا۔

اسی دوران خواجہ سعید رفیق، قیصر امین بٹ اور بعض دوسرے مسلم لیگی راہنماؤں نے صورتحال کی سنگینی کا اندازہ کرتے ہوئے ہماری گاڑی کے لیے راستہ بنوایا۔ اور ہم خیریت سے ائر پورٹ سے واپس دفتر جمعیت پہنچ گئے۔

جنرل محمد ضیاء الحق کی قائم کردہ لسانی تنظیم ایم کیو ایم نے بارہا امام نورانی پر قاتلانہ حملہ کر کے اپنا ہمنوا بنانے یا راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔ اس خونخوار اور انسان دشمن تنظیم کے غنڈوں نے کبھی خطبہ جمعہ کے دوران آپ پر حملہ کیا، کبھی محفل شبینہ کے موقع پر گولی چلائی، کبھی کاشانہ نورانی کو نشانہ بنایا اور کبھی جمعیت علماء پاکستان کے جلسہ عام پر گولیوں کی بارش کر کے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی لیکن قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عزم و استقلال اور مشن میں تبدیلی نہیں آئی۔

ان حقائق، واقعات اور شواہد سے حق و صداقت کی نشانی قائد اہل سنت اما شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان عزیمت و استقامت عیاں ہو جاتی ہے۔

14 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 23

گیارھواں باب

امام نورانی بحیثیت ''شرعی امام''

جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر دے ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کر دے

وطن عزیز پاکستان جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نگاہ مصطفیٰ ﷺ، فیضانِ اولیاء، لاکھوں قربانیوں اور خون و موت کا دریا عبور کرنے کے بعد وجود میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا بنیادی نظریہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تھا لیکن کچھ مغربی ذہن کے مالک لیڈروں نے وطن عزیز کو اپنے لادینی نظریہ کی تجربہ گاہ بنانے کی ناپاک کوشش کی۔ مثلاً بھٹو، بھاشانی اور شیخ مجیب الرحمان نے گھیراؤ، جلاؤ، قتل و غارت اور تخریب کاری کا بیج بویا۔ جس کے نتیجہ میں روسی بھارتی گٹھ جوڑ سے وطن عزیز مستقل بنیادوں پر دولخت ہو گیا اور اسلامی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔ ایسے ہی عناصر کی طرف سے 1970ء میں ملحدانہ نظریات کے پرچار اور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان ''کسان کانفرنس'' منعقد کی گئی جس میں بطور مہمان خصوصی مسٹر بھاشانی کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقع پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ''لینن گراڈ'' نام دینے کا مطالبہ کیا گیا اور عوام کو یہ گمراہ کن نعرہ دیا گیا:

ماریں گے مر جائیں گے۔۔۔۔۔۔ سوشلزم لائیں گے

اسی نظریہ کی بنیاد پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ''طاقت کا سرچشمہ عوام'' اور ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کا نعرہ دیا تھا۔

ان حالات میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کو متحد کیا اور علماء و مشائخ کو باطل نظام کے سیلاب کے مقابلے میں

میدان سیاست میں اترنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا اور "نکل کر خانقاہوں سے کردار سم شبیری" کا سبق یاد دلایا۔

1970ء میں "کسان کانفرنس" کے مقابلے میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد کی جس میں "لینن گراڈ" کی بجائے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو "دارالسلام" کا نام دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔ اس طرح آپ نے کارل مارکس، لینن اور ماوزے تنگ کے ملحدانہ نظام کے مقابلے میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل منشور پیش کر دیا۔ اس موقع پر "ماریں گے مرجائیں گے، سوشلزم لائیں گے" کے نعرہ کے مقابلہ میں قوم کو یہ ایمان افروز نعرہ دیا:

سینے پہ گولی کھائیں گے۔۔۔۔۔۔۔نظام مصطفیٰ لائیں گے

اس کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنسیں منعقد کی گئیں جس سے وطن عزیز کی نورانی فضا معطر ہوگئی۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ پاکستان کے کونے کونے سے بلند ہوا۔ بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کی زبان پر یہی تھا کہ:

نکل آئے ہیں میدان میں نظام مصطفیٰ والے

محمد مجتبیٰ والے، حبیب کبریا والے

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شبانہ روز کوششوں سے نعرۂ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ اسی نعرہ کی برکت سے تمام دینی قوتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئیں اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی ناک میں دم کر دیا۔ پاکستان قومی اتحاد کا منشور بھی اسی نعرہ کی بنیاد پر مرتب ہوا اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم **1977ء** بھی اسی کی برکت سے کامیاب ہوئی۔

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذہبی، سیاسی، تبلیغی اور داعی اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس نے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ دنیا بھر کے مکاتب فکر کے ممتاز علماء و مشائخ آپ کی خدمات کے اعتراف میں دلی احترام کرتے تھے۔ آسمان تدریس کے درخشندہ آفتاب، شیخ العرب والعجم، امام المناطقہ، معلم المدرسین حضرت علامہ عطاء محمد

گولڑوی چشتی بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ تا حیات امام نورانی کی خدمات کے معترف، جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ کے ممتاز رکن اور نورانی قیادت وسیادت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و نعمت قرار دیتے رہے۔ انہوں نے ''شرعی امام'' کے عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جس میں ثابت کیا کہ جمعیت علماء پاکستان کے قائد حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی میں ''شرعی امام'' کی تمام شرائط موجود ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے دست اقدس پر ''بیعتِ امامت'' کریں۔ امام المناطقہ کا یہ مقالہ قارئین کرام کی ضیافتِ ذوقِ مطالعہ کے لیے سطور ذیل میں من وعن پیش کیا جاتا ہے:

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، شرع شریف نے اسلامی نظام نافذ کرنے کا اختیار صرف اور صرف امام شرعی کو دیا ہے اور عوام مسلمانوں کے ذمہ خلیفہ کا تقرر کرنا فرض قرار دیا ہے۔ صدارتی نظام میں صدر مملکت اور پارلیمانی نظام میں وزیر اعظم امام شرعی کہلائے گا۔ اگر کسی ملک میں ایسا پارلیمانی نظام رائج ہو جس میں صدر کے پاس وزیر اعظم کو معزول کرنا یا پارلیمنٹ توڑنے کا اختیار ہو، تو صرف صدر ہی امام شرعی ہوگا۔ امام شرعی کو ہم سربراہ مملکت کہتے ہیں اور وزیر اعظم کو سربراہ حکومت۔

امام شرعی کی تعریف اول:

بحوالہ درمختار امامت میں لوگوں پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے اور جس کو لوگوں پر تصرف خاص کا استحقاق ہو وہ امام نہیں ہے عموم کی قید اس لیے لگائی گئی ہے تاکہ قاضی اور امیر خارج ہو جائے کیونکہ ان ہر دو کو تصرف عام کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ تصرف خاص کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ جس علاقے کا قاضی اور حاکم مقرر کیا گیا ہے اس کا حکم صرف انہی لوگوں پر جاری ہوگا جو اس کے علاقہ کے رہنے والے ہیں نہ کہ سارے ملک پر۔

تعریف دوم:

بحوالہ مواقف اور شرح مواقف ملخصاً امامت یہ ہے کہ ایک شخص کے لیے دینی اور دنیاوی شعبہ اس کی ریاست سے خارج نہ ہو۔ تعریف کے بعد جنس اور فصل بیان کی گئی ہے کہ عموم کی قید سے

قاضی اور رئیس اور ہر وہ آدمی خارج ہو گیا جس کو سربراہ مملکت نے خاص علاقہ پر سردار مقرر کیا ہو۔

اب اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ امام شرعی نہیں ہو سکتے جیسے عورت یا غیر قریشی، یہ لوگ کسی خاص علاقہ کے رئیس اور حاکم ہو سکتے ہیں۔ اس تعریف سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ امام صرف ایک ہوگا متعدد امام نہیں ہو سکتے اور نہ مجموعہ من حیث مجموعہ۔

صاحب مواقف کی جامع مانع تعریف (سوم)

خلاصہ تعریف یہ ہے کہ امامت رسول ﷺ کی خلافت کا نام ہے اور یہ خلافت اقامت دین میں ہے اور ملت کے مجموعہ کی حفاظت میں ہے اور اس کی اتباع تمام امت پر واجب ہوتی ہے۔ اس آخری قید سے قاضی اور مجتہد خارج ہو گئے کیونکہ قاضی اور مجتہد کی اتباع ساری امت پر واجب نہیں ہے۔

تحاکمہ:

شرع شریف کا مسئلہ ہے کہ عورت امام اور حاکم نہیں ہو سکتی۔ اس سے مراد وہ حکومت اور امامت ہے جس کی تین تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس کے سوا عورت یا غیر قریشی بعض صورتوں میں حاکم ہو سکتے ہیں۔ جیسا قاضی یا ملک کے کسی خاص حصے کی حکومت۔ البتہ عورت امام کبریٰ کی طرح امامت صغریٰ کی بھی اہل نہیں ہے جبکہ غیر قریشی مرد امامت صغریٰ کا اہل ہے۔

پاکستان میں موجودہ آئین کے تحت صرف صدر مملکت ہی امام شرعی کہلائے گا کیونکہ امامت کی تینوں تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور تمام لوگوں پر اس کی اتباع واجب ہو اور یہ صرف صدر مملکت پر صادق آتا ہے کیونکہ یہ صفت صرف صدر مملکت میں پائی جاتی ہے نہ کہ وزیر اعظم میں، اور اس کی چند وجوہ ہیں:

وجہ اول یہ ہے کہ صدر مملکت اکیلا وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو معزول کر سکتا ہے لیکن وزیر اعظم اکیلا نہ صدر کو معزول کر سکتا ہے اور نہ ہی وزرائے اعلیٰ کو۔ البتہ مرکزی اسمبلی کو صدر اور وزیر اعظم کو معزول کرنے کا اختیار ضرور ہے اور اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کو وزراء اعلیٰ کو

معزول کرنے کا اختیار ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی ہارس ٹریڈنگ جاری رہتی ہے تا کہ اس کے ذریعے وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو ان کے عہدہ سے معزول کیا جاسکے۔

وجہ دوم:

پاکستان میں انتظامیہ دو قسم کی ہے۔ایک انتظامیہ وزیر اعظم کے ماتحت اور دوسری وزراء اعلیٰ کے ماتحت، صوبوں کی انتظامیہ پر وزیر اعظم کا کنٹرول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبوں کی انتظامیہ مرکزی وزراء کو تنگ کرتی رہتی ہے اور وزیر اعظم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو معلوم ہوا کہ وزیر اعظم کا ملک کے تمام لوگوں پر تصرف عام نہیں، تو ثابت ہوا کہ امام شرعی صرف صدر مملکت ہے نہ کہ وزیر اعظم۔

ایک ملک میں ایک امام شرعی:

اگر صدر مملکت کے ساتھ وزیر اعظم کو بھی سربراہ مملکت تسلیم کر لیا جائے تو ایک چھوٹے سے ملک کے دو امام اور دو سربراہ مملکت ہو جائیں گے اور یہ شرع شریف میں ناجائز ہے، اس پر دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل اول:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوْا الآخَرَ مِنْھُمَا(مسلم)

خلاصہ حدیث یہ ہے کہ ''اگر دو خلیفوں کی لوگ بیعت کریں تو پہلے کی اطاعت کرو اور دوسرے کے ساتھ لڑائی کرو''۔

اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں کے دو خلیفہ اور دو امام نہیں ہو سکتے۔ اور اگر بالفرض دو امام ہوں تو دوسرے کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی ضروری ہے۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"جس آدمی نے ایک امام کے ساتھ بیعت کی اور اسے منتخب کیا اور اگر کوئی اور امامت وخلافت میں اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کی گردن اڑا دو"۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعدد امام شرع شریف میں منع ہے۔ البتہ اگر ملک وسیع وعریض ہو کہ ایک امام اس کا انتظام نہ چلا سکتا ہو تو پھر امام متعدد ہوں تو گنجائش ہے، مثلاً جس طرح آج کل اسلامی ممالک کافی تعداد میں ہیں اور ایک امام تمام ممالک اسلامیہ کا انتظام نہیں چلا سکتا تو متعدد اماموں کا تقرر شرع شریف میں جائز ہے لیکن پھر بھی ان سب کا ایک بڑا رہنما اور رہبر لازمی ہے۔

جمعیت علماء پاکستان دو دھڑوں میں بٹ گئی:

قارئین کرام کو قرآن وسنت کے حوالے سے یقین دہانی کرانا ہے کہ قرآن وسنت کس دھڑے کی تائد وحمایت کرتا ہے اور کس دھڑے کی مخالفت اور مذمت کرتا ہے۔

قرآنی فیصلہ:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ (الحجرات:۹)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے "اگر مسلمانوں کے دو دھڑوں میں اختلاف اور لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ متحارب گروہوں میں صلح صفائی کرائیں۔ اب اگر صلح ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو وہ باغی ہے۔ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ دوسرے فریق کے ساتھ مل کر باغی کے خلاف اس وقت تک برسر پیکار رہیں کہ وہ فرقہ باغیہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ یعنی مصالحت پر آمادہ ہو جائے۔

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی جمعیت کی عاملہ، شوریٰ اور خادمین کے متفقہ بلا مقابلہ منتخب صدر اور امام تھے اور ایک دوسرے گروہ نے ان کے خلاف بغاوت کی، جب مسلمانوں کے بہی خواہوں نے مصالحت کی کوشش کی تو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے کبھی مصالحت سے انکار نہیں کیا جبکہ مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کا بار بار اعلان کہ ہمارے اور نورانی صاحب کے

راستے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں اور مصالحت کا کوئی احتمال نہیں۔

ارباب عقل و دانش میں کوئی باضمیر مسلمان علامہ شاہ احمد نورانی کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے بغاوت کی ہے کیونکہ بغاوت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ سابق امام حق کی مخالفت کی جائے تو ظاہر ہے کہ علامہ نورانی اہل سنت کے سابق امام آرہے تھے اور دوسرے فریق نے ان کے خلاف بغاوت کر کے ان کو غیر اسلامی، غیر آئینی اور غیر اخلاقی طور پر معزول کرنے کا دعویٰ کیا۔

امام شرعی کے تقرر کی اہمیت:

اہل سنت، شیعہ اور معتزلہ (تینوں گروپ) اس پر متفق ہیں کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے لیکن ان کے درمیان اختلاف اس میں ہے کہ امام کا تقرر اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا مخلوق پر واجب ہے شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ لیکن اہل سنت اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ مخلوق پر واجب ہے۔ اب دونوں میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک دلیل نقلی ہے۔ یعنی کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے اور معتزلہ کے نزدیک یہ وجوب عقل سے ثابت ہے کیونکہ معتزلہ عقل کو بھی حاکم مانتے ہیں بخلاف اہل سنت کے کہ یہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو مانتے ہیں نہ کہ عقل کو۔

علامہ نسفی کے تین دلائل:

☆ دلیل اول:

لقوله عليه السلام من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية .

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جو بھی آدمی اس حالت میں مرا کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

علامہ صاحب نبراس نے اپنے زمانہ کا امام نہ پہچاننے کی دو صورتیں ذکر کی ہیں۔

سواء كان في زمانه امام ولم يعرفه اولم يكن في زمانه امام اصلاً

اول یہ کہ اس کے زمانہ میں امام تو ہے لیکن وہ اس کو جانتا نہیں۔ دوم یہ کہ اس کے زمانہ

میں بالکل ہے ہی نہیں۔

''نبراس'' میں ہے: وفیہ تشدید عظیم''یعنی اس حدیث شریف میں بڑا سخت حکم ہے کہ ایک مسلمان نے شرع شریف کے تمام احکام کی پوری پابندی کی ہے لیکن امام کے انتخاب میں کوتاہی کی اور امام منتخب نہ کیا تو اس کی موت گمراہی پر ہے۔

☆ دلیل دوم:

ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات النبی صلی اللہ علیه وسلم نصب الامام حتی قدموه علی الدفن و کذا بعد موت کل امام من الخلفاء الراشدین ومن بعدهم وهذا اجماع علی کون النصب من المهمات (عقائد نسفی، نبراس)

خلاصہ دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ کے نزدیک سب سے بڑا مقصد امام کا تقرر تھا اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے دفن پر مقدم کیا اور اسی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو آئمہ گزرے ہیں ہر ایک کے دفن سے قبل مسلمانوں نے امام کا تقرر کیا۔اب ساری امت کا اس پر اجماع ہو گیا کہ امام کا تقرر بڑے مقاصد سے ہے،اب قارئین غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے تقرر امام کو دفن پر اس لیے مقدم کیا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے بھی بغیر امام کے ہونا گناہ سمجھتے تھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام امام کے متعلق جلدی نہ کرتے تو اس دوران جو مسلمان فوت ہو جاتا،اس کی موت جاہلیت اور گمراہی کی موت ہوتی اور واجب ترک کر کے مرتا۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے متعلق محبت سے کام لیا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اس وقت پاکستان کے مسلمان اور ان کے آباؤ اجداد، مشائخ، اکابرین انگریزی دور میں بغیر امام (شرعی) گزرے ہیں تو ان کی موت جاہلیت کی موت ہے یا نہیں؟ پاکستان کی آزادی سے پہلے کے دور میں مسلمان مجبور تھے۔امام شرعی کے تقرر کے لیے آزادانہ تھے۔اس لیے اس

زمانے میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی موت جہالت کی موت نہ تھی۔ پاکستان بننے کے بعد اب جمہوری دور ہے تقرر امام میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

☆ دلیل سوم:

ولان کثیراً من الواجبات الشرعیة یتوقف علیه ای علی نصب الامام وقد تقرر فی اصول الفقه ان مایتوقف علیه الواجب فهو واجب.

خلاصہ دلیل یہ ہے کہ بہت واجبات شرعی ایسے ہیں جو نصب امام پر موقوف ہیں اور تقرر امام موقوف علیہ ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ واجبات جس پر موقوف ہو وہ موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے، تو تقرر امام واجب ٹھہرا اور یہ تقرر اتحاد اہلسنت کے بغیر مشکل ترین کام ہے لیکن ہمارے عوام، علماء اور مشائخ انتشار کے درپے ہیں۔

امامت کی اقسام:

بحوالہ درمختار امامت کی دو اقسام ہیں:

☆ اول۔ امامت صغریٰ

یہ نماز کی امامت ہے اور لوگ نماز میں ان (امام صغیر) کی اتباع کرتے ہیں۔

☆ دوم۔ امام کبریٰ

اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کو اس امر کا حق ہو کہ اس کا تصرف لوگوں پر عام ہو اور اس کتاب میں جس امامت پر بحث ہو رہی ہے وہ امامت کبریٰ ہے۔ اور امام کا انتخاب بڑے اعلیٰ واجبات سے ہے۔

سیاست اور شریعت:

امامت کا انتخاب ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مسلمانوں پر واجب بھی ہے اور واجب ہونا ایک شرعی مسئلہ ہے، تو معلوم ہوا کہ اسلام میں سیاست اور شریعت ایک ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ سیاست کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تو یہ فرق شرع شریف سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ اور یہ فرق دراصل نصاریٰ کے نزدیک ہے کہ ان کے نزدیک مذہب اور سیاست باہم مغائر ہیں۔

تقررامام شرعی کیوں واجب ہے؟

قبل ازیں تین دلائل شریعہ سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ امام کا تقرر تمام مکاتب فکر کے نزدیک واجب ہے، صرف خارجی فرقہ نے اس وجوب کا انکار کیا ہے۔ اب اس دور میں اگر کوئی مسلمان وجوب تقرر امامت کا انکار کرے تو وہ خارجی ہوگا۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عقائد نسفی میں ایک طویل عبارت میں دو چیزوں کو ذکر کیا ہے۔ اول یہ کہ تقرر امام کیوں واجب ہے؟ دوم یہ کہ امام کے ذمہ کیا فرائض ہوں گے؟

امر اول:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ تقریباً تیرہ (13) واجب ایسے ہیں جو کہ امام پر موقوف ہیں اور امام ان واجبات کا موقوف علیہ ہے اور فقہ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اب چونکہ تقرر امام واجب ہے لہٰذا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ تقرر امام اپنا واجب ادا کریں۔

امر دوم:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا واجبات امام کے فرائض میں داخل ہیں اور بغیر امام کے دوسرا آدمی ان فرائض کو ادا نہیں کرسکتا۔

تیرہ امور کی تفصیل:

یہ امور امام شرعی کے فرائض میں داخل ہیں اور تقرر امام پر موقوف ہیں۔

اول: امام کا کام یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں پر احکام شرعیہ نافذ کرے۔

دوم: شرعی حدود قائم کرے۔ مثلاً چوری، زنا اور شراب کی حدیں۔

سوم: اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔

چہارم: اسلامی فوج کے لیے اسلحہ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرے گا۔

پنجم: زکوٰۃ عشر اور خراج وصول کرے گا۔

ششم: باغیوں کی سرکوبی کرے گا۔

ہفتم: چوروں کو ختم کرے گا۔

ہشتم: جمعہ اور عیدین قائم کرے گا۔

نہم: ڈاکوؤں اور اغواء کرنے والوں کی سرکوبی کرے گا۔

دہم: لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا قطعی حل پیش کرے گا۔

یازدہم: جن نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کے ولی نہیں ہیں، ان کے نکاح کرے گا اور ان کا ولی بنے گا۔

دوازدہم: حقوق پر شہادتیں قبول کرے گا۔

سیزدہم: مال غنیمت کو تقسیم کرے گا۔ اور اس کے بغیر کئی اور امور بھی ہیں جن کو صرف امام ہی سر انجام دے سکتا ہے۔

پاکستان اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اسلامی قانون اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آدمی نافذ نہیں کر سکتا بلکہ یہ کام منتخب امام کا ہے، گویا اسلامی آئین کی بنیاد اور پہلی اینٹ تقرر امام ہے اور اگر بغیر تقرر امام کے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کیا جائے تو اس کی مثال یہ ہے جیسے بغیر بنیاد کے دیوار تعمیر کی جائے۔ اور ہر آدمی شرعی امام اور سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے بھی شرائط ہیں۔

علماء احناف کے نزدیک جن شرائط کے بغیر خلافت منعقد نہیں ہوتی وہ یہ ہیں:

"مرد آزاد ہونا، عاقل شجاع اور قریشی ہونا"۔

حدیث مبارکہ "الائمۃ من القریش" پر تبصرہ:

الائمۃ پر جو الف لام ہے وہ استغراق کے لیے ہے یعنی امام ہمیشہ قریشی ہوگا اور غیر قریشی امام نہ ہو سکے گا۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "صواعق محرقہ" میں فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس کو

تقریباً چالیس صحابہ نے روایت کیا ہے اور خبر متواتر باعتبار اصل کے "یقین" کا فائدہ دیتی ہے"۔

صاحب "نبراس" نے بحوالہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو قطعی قرار دیا ہے۔ یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ متواتر بمنزلہ آیت قرآنی ہے اور اس کے انکار سے کفر کا خطرہ ہے، اس پر اجماع صحابہ بھی ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ شرائط امامت:

امام کے لیے دس شرائط ہیں۔ سات ایجابی اور تین سلبی ہیں۔

اول: مسلمان ہونا۔

دوم: آزاد ہونا۔

سوم: مذکر ہونا۔

چہارم: عقلمند ہونا۔

پنجم: بالغ ہونا۔

ششم: قادر ہونا یعنی تنفیذ احکام اور دارالاسلام کی حفاظت پر قادر ہونا۔

ہفتم: قوم قریش سے ہونا۔

شرائط سلبی:

اول: امام کا ہاشمی ہونا ضروری نہیں

دوم: امام کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہونا ضروری نہیں۔

سوم: امام کے لیے گناہ سے پاک (معصوم) ہونا ضروری نہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان شرائط کی وضاحت بھی کی ہے کہ مسلمان ہونا اس لیے ضروری ہے کہ کافر مسلمان کا والی نہیں ہو سکتا ہے، آزاد ہونا اس لیے ضروری ہے کہ عبد اور غلام اپنی ذات کا والی نہیں تو وہ دوسروں کا والی کیسے ہو سکتا ہے؟ عاقل اور بالغ ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر عاقل نہیں تو مجنون ہوگا اور بالغ نہیں تو صبی اور طفل ہوگا اور یہ ہر دو اپنے نفس کے والی نہیں ہوتے تو

غیر کے والی کس طرح ہوں گے؟ مرد اور مذکر ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر عورت ہوگی تو عورت کو پردہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہے اور امام کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ باہر ظاہر جگہ پر بیٹھے تا کہ مظلوم اور فریادی اس تک پہنچ سکے اور قریشی ہونا اس لیے ضروری ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام امام قریش ہوں گے اور غیر قریش سے امام نہیں ہوسکتا۔

پاکستان میں اہل سنت و جماعت کی آبادی تقریباً 85 فی صد ہے اگر یہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں تو مہینوں کی بجائے دنوں میں امام شرعی کا تقرر اور انتخاب ہوسکتا ہے اور اہل سنت جاہلیت کی موت سے بچ سکتے ہیں۔ یہ منشور لے کر جمعیت علماء پاکستان نے پہلے شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں اور اس کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی زید مجدہ کی قیادت میں یہ کوشش کی کہ تمام اہل سنت جمعیت علماء پاکستان کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو جائیں تا کہ الیکشن کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان اتنی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کر بغیر کسی اور سیاسی پارٹی کی امداد کے خود مرکزی حکومت تشکیل دے سکے اور امام شرعی کا تقرر کر سکے۔

حسب دستور مرکز میں جو پارٹی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوتی ہے، حکومت کی تشکیل اسی کا حق ہے۔ اس لیے اب جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی تمام شرائط کے جامع ہیں، لہٰذا الیکشن میں کامیابی کے بعد اپنے قائد اور سربراہ کو شرعی امام منتخب کر سکتی ہیں۔ جمعیت کو شرعی امام کے لیے کسی اور آدمی کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پاکستان میں جو علماء و مشائخ کسی ایسے قائد کی سربراہی میں جو شرائط امامت کا حامل ہو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے کوشاں نہیں ہیں، شرعی طور پر مجرم ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کی غیر سیاسی جماعتیں (جو پاکستان میں موجود ہیں) جو امام زمانہ (امام شرعی) کے تقرر کے بارے میں خاموش ہیں کوئی عملی جدوجہد نہیں کرتیں، اس شرعی واجب کی تارک ہیں۔ اگر اسی حالت میں انہیں موت آ گئی تو یقیناً جہالت کی موت ہوگی۔ اس سلسلے میں خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جس مسلمان کو اپنے زمانہ کی معرفت ہے اس کی موت اسلامی اور ہدایت کی موت ہے اور جس کو یہ معرفت حاصل نہیں اس کی موت جاہلیت اور ضلالت کی موت ہے"۔

یہ حکم تو ایک عام مسلمان کا ہے پھر علماء و مشائخ کو تو یہ معرفت بطریق اولیٰ ہونی چاہیے۔ اگر چہ قائد اہل سنت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کی موجودگی میں کسی دوسرے قائد کی ضرورت نہیں کیونکہ امام شرعی صرف ایک ہی ہو سکتا ہے تاہم پیران عظام میں اگر کوئی امام نورانی کی قیادت کو تسلیم نہیں کرتا تو اس پر واجب ہے کہ خلوص کے ساتھ امامت کی شرائط کی حامل کسی دوسری ہستی کو اپنا قائد تسلیم کر کے نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی پوری توانائیاں صرف کرے۔ ورنہ مسئلہ امامت کا اہل سنت کے عقائد کی کتب سے مطالعہ کرے۔ اپنے امام زمانہ کو پہچانے اور اپنی موت کو اسلامی بنانے کی فکر کرے۔

خلاصہ کلام یہ ہے امام شرعی کا تقرر امت پر واجب ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں کوئی سیاسی جماعت ہی مرکزی اسمبلی میں اپنی اکثریت کی بنیاد پر امام مقرر کر سکتی ہے، امام شرعی صرف اور صرف مرد ہی ہو سکتا ہے اور صرف وہی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بارہواں باب

تنظیمات کا قیام، فروغ اور حصولِ مقاصد

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے — نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر — لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں — موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذہبی اور قومی خدمات کے پیش نظر کثیر تنظیمات قائم کیں، خون پسینہ ایک کر کے انہیں ترقی و عروج دیا، حصول مقاصد کے لیے شبانہ وروز محنت کی اور کامیابی حاصل کر کے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں چالیس (40) سے زائد تنظیمیں دنیا بھر میں کام کر رہی ہیں۔ ان تنظیمات میں سے چند ایک کے نام مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

نیشنل گارڈ:

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ مضبوط علمی، مذہبی، تبلیغی، ادبی اور سیاسی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، اس لیے زمانہ طالب علمی سے ہی تنظیمی، تحریکی اور سیاسی ذہن کے مالک تھے۔ زمانہ طالب علمی میں تنظیمی، تحریکی اور قومی امور میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اہل سنت کی مشہور ترجمان تنظیم ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے پلیٹ فارم سے تحریک قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔ تحریک قیام پاکستان کے حوالے سے 1945ء میں خانقاہ رشیدیہ ضلع مین پور میں پانچ روزہ ''سنی کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں عوام نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے ممتاز علماء و مشائخ میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید

محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت)، مفتی اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی اور مفتی اعظم آگرہ علامہ عبدالحفیظ حقانی وغیرہم اکابر شامل ہیں۔ قائد اہل سنت نے بھی اس تاریخ ساز کانفرنس میں شرکت کی اور کردار ادا کیا۔ دیگر اکابر کے ساتھ آپ کا اسم گرامی بھی اخبارات نے نمایاں سرخیوں سے شائع کیا۔ آپ نے اکابر اہل سنت سے مل کر پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، کا نعرہ لگایا جس کی آواز بازگشت ہندوستان کے قریہ قریہ، شہر شہر اور گلی گلی میں سنی گئی۔

تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ نے نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے نوجوان ارکان نے آل انڈیا سنی کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، جلوسوں اور دیگر پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ آپ کی سرپرستی میں نوجوان علماء، مشائخ اور قومی راہنماؤں کو بحفاظت سٹیج پر اور جلوسوں میں لاتے اور پروگراموں کے اختتام پر بحفاظت واپس لے جاتے۔[1] 1946ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کے مشہور راہنما اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت خان لیاقت علی خاں میرٹھ ڈویژن سے قومی اسمبلی کے امیدوار تھے، آپ نے انہیں کامیاب کروانے کے لیے حلقہ بھر کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ اس طرح آپ نے اور آپ کی قائم کردہ تنظیم "نیشنل گارڈ" نے تحریک قیام پاکستان میں قابل تقلید، قابل تحسین اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔

جمعیت علماء پاکستان:

قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ اور اقتدار پر وڈیرے، مقصد قیام پاکستان کے منکر، شراب خور اور مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ قابض ہو گئے۔ اس طرح وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل دور دور تک دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ایسے حالات میں 1948ء میں عالمی مبلغ اسلام، سفیر اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں ممتاز علماء

1. محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 72

اہل سنت کے وفد نے قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ سے کراچی میں ملاقات کی اور پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے سفارشات پیش کیں۔ اور اسلامی دستور و آئین کا مسودہ بھی پیش کیا۔ اس تین گھنٹے تک جاری رہنے والی ملاقات میں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری، علامہ عبدالحامد بدایونی، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، مفتی صاحب داد خاں اور پیر غلام مجدد سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل تھے۔ قائداعظم نے وفد کو یقین دلایا کہ اسمبلی کی منظوری کے بعد مسودے کو نافذ کر دیا جائے گا لیکن قائد علالت کا شکار ہو گئے پھر وفات پا گئے جس کے باعث مسودہ کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس پیدا ہونے والی نئی صورتحال کے پیش نظر غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت کے نام ایک تفصیلی دعوتی خط لکھا جس میں حالات کے مطابق اہل سنت کی ترجمان تنظیم ''جمعیت علماء پاکستان'' قائم کرنے پر زور دیا۔ اس دعوتی خط کا متن یوں تھا:

''یہ امر جناب سے مخفی نہیں کہ علماء و جمہور اہل سنت ابتداء سے قیام پاکستان کی حمایت اور اس کے حصول کے لیے پوری جدوجہد کرتے رہے۔ قیام پاکستان میں جو لوگ حائل رہے وہ صرف غیر مسلم ہی نہ تھے بلکہ بدقسمتی سے کچھ مسلمان بھی تھے جو ہندوؤں کی ہمنوائی اور ہماری مخالفت کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین کی کوششوں کو ناکام فرما کر محض اپنے فضل و کرم سے امت مسلمہ کو پاکستان کی دولت عطا فرمائی۔

یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ عامۃ المسلمین نے حصول پاکستان کے لیے جس قدر جدوجہد کی وہ صرف اس مقصد کے پیش نظر تھی کہ پاکستان میں خالص اسلامی حکومت ہو گی، اس کا دستور و نظام صحیح اسلامی دستور و نظام ہو گا۔ مسلمانوں نے اس مقصد عظیم کے لیے جو قربانیاں پیش کیں اور اس راہ میں ان کو جس قدر آلام و مصائب اور قیامت خیز خونی انقلاب سے دوچار ہونا پڑا دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اب بھی وہ مقصد حقیقی حاصل نہ ہوا تو یہ ملت اسلامیہ کی

انتہائی بدقسمتی بلکہ موت ہوگئی اور یہ سب قربانیاں خاک میں مل جائیں گی، ہمارا مقصد اعظم صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ لاکھوں مسلمانوں کی یہ جانی قربانیاں ضائع نہ ہو جائیں، پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی مملکت قرار پائے، اس میں اسلامی آئین وقوانین کا پوری طرح نفاذ ہو"۔ 2

اس خط کے باعث درد مسلک و دین رکھنے والے علماء ومشائخ نے لبیک کہا اور مدرسہ انوار العلوم، ملتان میں جمع ہوئے۔ باہمی بحث ومشاورت کے بعد متفقہ طور پر 28 مارچ 1948ء کو، اہل سنت کی ترجمان تنظیم "جمعیت علماء پاکستان" کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ ابوالحسنات حضرت علامہ سید محمد احمد قادری پہلے صدر جبکہ علامہ سید احمد سعید کاظمی (رحمہما اللہ تعالیٰ) جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

جمعیت علماء پاکستان نے سیاست و اسمبلیوں سے دور رہتے ہوئے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا سفر مذہبی اور پس ماندہ جماعت کی حیثیت سے شروع کیا۔ 1948ء میں جہاد کشمیر، 1949ء میں قرارداد مقاصد، 1953ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت اور 1956ء میں تدوین دستور پاکستان میں شاندار خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد علامہ کاظمی جمعیت علماء پاکستان کا نشان منزل متعین کر کے درس و تدریس میں مصروف ہو گئے جبکہ جمعیت پہلے ایوب خاں پھر یحییٰ خان کے ایوان کی کنیز بن کر رہ گئی۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تعلیم مکمل کر کے 1948ء میں پاکستان آئے اور کراچی میں مقیم ہو گئے۔ پاکستان میں تشریف لاتے ہی آپ نے مختلف حیثیتوں سے جمعیت علماء پاکستان کی ترقی وعروج اور قیام وتشکیل کے مقاصد کے حصول کے لیے کام کیا۔ تحریک ختم نبوت 1953ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ مجلس عمل کے ممتاز راہنماؤں میں شمار ہوتے، روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے کے لیے کارکنوں کو ذہنی طور پر تیار کرتے۔

---

2 سید محمد حفیظ قیصر: ایک عالم ایک سیاستدان ص 40

2 جون 1953ء میں کراچی میں کل پاکستان "مسلم پارٹیز کانفرنس" منعقد ہوئی تو جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے مفتی اعظم صاحبداد خان اور علامہ عبدالحامد بدایونی کے ساتھ امام نورانی صدیقی بھی شریک ہوئے۔ 1954ء میں جمعیت علماء پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس اور یوم حسنین منعقد ہوا۔ امام نورانی ان دنوں جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکرٹری اور اس کانفرنس کی نشرواشاعت کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ اس کانفرنس میں ستر (70) ہزار افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی دوراندیشی، شبانہ روز جدوجہد اور اثر و رسوخ سے ریڈیو پاکستان نے کانفرنس کی تمام کاروائی براہ راست نشر کی۔ 1955ء میں وطن عزیز انتظامی امور کے تحت دو یونٹ میں تقسیم ہوا تو آپ کو مغربی پاکستان کی جمعیت علماء پاکستان کا سینئر نائب صدر منتخب کیا گیا۔ 1958ء میں نفاذ مارشل لاء کے سبب تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی تو جمعیت علماء پاکستان بھی اس کی زد میں آ گئی۔ امام نورانی نے دیگر علماء اہل سنت کی مشاورت و معاونت سے "انجمن تبلیغ الاسلام" کے نام سے تنظیم قائم کی اور اس کے پلیٹ فارم سے اپنی تبلیغی اور قومی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1964ء میں جب حکومت کی طرف سے سیاسی پارٹیوں پر عائد پابندی ختم کر دی گئی تو آپ نے دوبارہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے کام شروع کر دیا۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" منعقد کی گئی جس میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے انتخابات ہوئے تو شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر، علامہ محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری، امام نورانی کو سینئر نائب صدر اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

1970ء کے عام انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور جمعیت کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر مقرر ہوئے۔ آپ نے صدر یحییٰ

خان، شیخ مجیب الرحمان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاء الحق اور جنرل مشرف سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہی۔

1973ء میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام خانیوال میں کونشن منعقد ہوا جس میں جمعیت کے انتخابات کرائے گئے۔ اس موقع پر آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر جبکہ مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ نے جمعیت علماء پاکستان کو جمہوریت اور اصولوں کی پٹڑی سے کبھی بھی اترنے نہیں دیا۔ جمعیت کو پسماندہ اور مذہبی حیثیت سے اٹھا کر وطن عزیز میں صف اول کی جماعت بنا دیا۔ مسٹر بھٹو، ضیاء الحق اور جنرل مشرف کی طرف سے جمعیت علماء پاکستان کو وزارتوں اور گورنریوں کی بار بار پیش کش کی گئی لیکن آپ نے تمام پیشکشوں کو ٹھکرا کر کہا: ہماری منزل اقتدار یا اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام ہے۔ اس طرح قائد اہل سنت نے ایک طرف اپنے آپ کو داغدار ہونے سے بچالیا اور دوسری طرف جمعیت علماء پاکستان کو الزامات سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔ آئندہ بھی جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں اور کارکنوں کو یہی پیغام دے گئے کہ ہماری جماعت کا مقصد و منشور تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل نفاذ ہے۔

حضرت امام نورانی صدیقی نے جہد مسلسل اور شبانہ روز کی محنت سے جمعیت علماء پاکستان کو اس مقام پر پہنچا دیا جو اس کے شایان شان تھا۔ آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی ترقی، عروج، حصول مقاصد اور خدمات کے حوالے سے کارکنوں کے نام ایک کھلا خط لکھا تھا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

''خدا کے فضل و کرم، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت، آپ کی دعاؤں اور تعاون کے نتیجہ میں جمعیت علماء پاکستان ملکی سیاست میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی ترجمان بن کر نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے اور مختصر عرصے میں اس جماعت نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کا اعتراف آپ

بھی یقیناً کریں گے محدود وسائل کے باوجود ہم سے جو ہو سکا ہے، بفضلہٖ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جمعیت علماء پاکستان نے ملکی سیاست میں مثبت اور منفرد کردار ادا کرتے ہوئے ہر مرحلہ پر حق گوئی اور جراءت مندی کے ساتھ سواد اعظم کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ 24 جون 1970ء کو دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی عظیم سنی کانفرنس میں سواد اعظم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعیت علماء پاکستان قومی سیاست میں حصہ لے اور اس طرح بے سروسامانی کے عالم میں انتخابات میں حصہ لینے کے لیے صرف چار ماہ ملے تھے اور بڑی مشکل سے قومی سطح پر صرف 40 امیدوار انتخابات میں حصہ لے سکے تھے۔ پھر بھی جمعیت نے 13 لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کیے اور اس طرح جمعیت کو پاکستان پیپلز پارٹی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ ملے۔ یہی نہیں بلکہ سندھ میں صوبائی سطح پر جمعیت ایک مضبوط قوت کی حیثیت سے ابھری۔ 12 نشستوں پر امیدوار کھڑے کیے اور 7 نشستوں پر کامیابی حاصل کی اور اسی وجہ سے قائد حزب اختلاف بھی جمعیت کے رہنما ہیں، اور سندھ اسمبلی میں جمعیت کے رہنما قابل فخر کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایسے ہی پنجاب میں بھی وسائل کی دشواریوں کے باعث صوبائی اسمبلی کے لیے بہت قلیل تعداد میں امیدوار کھڑے کیے گئے۔ پھر بھی 4 امیدواروں نے جمعیت کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی، آئین سازی کے دوران بھی جمعیت کا قابل فخر کردار آپ کے سامنے ہے کہ اس نے اسمبلی کے اندر سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ آئین میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جائے اور مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔ یہی نہیں بلکہ جمعیت کے نمائندوں نے مسلمان کی جو متفقہ تعریف ترتیب دی تھی اور اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا وہ جوں کی توں صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں شامل کی گئی ہے۔ اس طرح صدارت اور

وزارت عظمٰی کے عہدوں پر منکرین ختم نبوت کے چور دروازے سے داخلے کے امکانات معدوم ہوگئے ہیں۔اب جمعیت نے یہ مطالبات کیے ہیں کہ:

اسلامی دفعات کو آئینی تحفظ دیا جائے۔

عائلی قوانین منسوخ کیے جائیں۔

مسلح افواج کے سربراہوں کے لیے بھی مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے۔

مسلمان کے مرتد ہونے پر پابندی لگائی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جمعیت علماء پاکستان نے موجودہ دستور پر رائے شماری میں حصہ لیا۔ دستور سازی کے علاوہ بھی سقوط مشرقی پاکستان سے قبل اور بعد میں جمعیت کا جو سیاسی مؤقف رہا ہے اور اس نے ملک میں جمہوری اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے جو جدوجہد کی ہے وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن باب بن گئی ہے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ جمعیت علماء پاکستان کی کوششوں سے سواد اعظم کے 35 کے قریب دینی مدارس کو مسلح افواج کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے اور باقی کے لیے کوشش کی جارہی ہے اس طرح اہل سنت آئمہ کا بھی افواج پاکستان میں تقرر کیا جاسکے گا۔ان کامیابیوں کے باوجود آپ اس امر سے متفق ہوں گے کہ اب تنظیمی اعتبار سے ہمیں اور آپ کو بہت کچھ کرنا ہے۔اس لیے مستحکم تنظیم اور وسائل کے بغیر ہمیں قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ سواد اعظم مکمل طور پر متحد ہو کر اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے منظم ہو جائیں اور جمعیت کو ایک قابل فخر تنظیم بنادیں۔مجھے یقین ہے کہ اس تاریخی مرحلے پر آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے"۔3

غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قائد اہل سنت کی تاریخ ساز خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"نورانی میرے قائد ہیں اور میں ان کا ادنیٰ سپاہی ہوں"۔4

3 محمد حنیف قیصر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان ص 47 4 ایضاً 53

متحدہ جمہوری محاذ:

قیام پاکستان کے بعد پہلے عام انتخابات 1970ء میں منعقد ہوئے۔اس موقع پر سوشلزم ذوالفقار علی بھٹو کی شکل میں اسلام کے مقابل آیا۔اس کے مقابل علماء کی شکل میں اسلام کی آواز تھی۔ایک طرف روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ تھا جبکہ دوسری طرف نفاذ اسلام اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ تھا۔اسلام کا نام لینے والوں میں سے جمعیت علماء پاکستان کے ممتاز راہنما قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا نام نمایاں تھا۔ایک طرف طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیا جارہا تھا جبکہ دوسری طرف اللہ کی ذات کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیا جارہا تھا۔ بالآخر عام انتخابات کا دن آ گیا، عوام نے نہایت دلچسپی سے ووٹ ڈالے۔بائیں بازو کی قوت جو پیپلز پارٹی کی شکل میں تھی، کو زیادہ ووٹ ملے جبکہ دائیں بازو کی قوت جو جمعیت علماء پاکستان وغیرہ کی شکل میں تھی، کو کم ووٹ ملے۔قاعدہ کے مطابق اقتدار اکثریتی پارٹی (پیپلز پارٹی) کو سونپ دیا گیا۔ اقتدار ملتے ہی مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے رفقاء اور وزراء سمیت اصول وقواعد سے بالاتر ہو کر ایک طرف قومی دولت کو لوٹنا شروع کر دیا اور دوسری طرف اپنے مخالفین پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔حکمرانوں کو من مانی سے روکنے اور اپنے دفاع کے لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی جدوجہد سے حزب اختلاف کی پارلیمانی تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئیں۔اس پلیٹ کا نام "متحدہ جمہوری محاذ" تجویز کیا گیا۔خان ولی خان کو محاذ کا صدر جبکہ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔متحدہ جمہوری محاذ نے حکمرانوں کو من مانی کرنے سے روکنے اور قواعد وضوابط کا پابند بنانے کی نہایت مؤثر انداز سے کوشش کی۔یہ محاذ تادیر حکمران طبقے کے گلے کا کانٹا بنا رہا ہے۔امام شاہ احمد نورانی صدیقی محاذ کے روح رواں تھے۔خواہ متحدہ جمہوری محاذ میں مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ بھی تھے لیکن امام نورانی صدیقی نے اس اجتماعی قوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے اسلامی کام لیے جو آپ کی کرامت ہوسکتی ہے۔

1975ء تک جمعیت علماء پاکستان "متحدہ جمہوری محاذ" میں شامل رہی لیکن ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کے موقع پر اختلافات کی صورت پیدا ہوگئی جس پر جمعیت نے علیحدگی کا اعلان کر دیا

،اس سلسلے میں قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

''متحدہ جمہوری محاذ'' قائم کرنے کے لیے پہلا اجلاس 1973ء میں اسلام آباد میں ارکان اسمبلی کے ہوسٹل میں میری قیام گاہ پر ہوا تھا۔ وہیں ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے نام سے متحدہ جدوجہد کی بنیاد ڈالی گئی۔ 1975ء تک ہم اس میں شامل تھے۔ بڑے خلوص سے اس کے لیے کام کرتے رہے لیکن محاذ میں شامل جماعتوں کے راہنماؤں کا یہ مؤقف تھا کہ ضمنی انتخاب میں شریک ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ہمارا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر ہم ضمنی انتخابات میں حصہ نہیں لیتے تو ہم آنے والے عمومی انتخابات کے لیے کارکنوں کو سیاسی اور عملی تربیت نہیں دے سکتے۔ یہ اختلافات دور نہ ہو سکے اور ہم نے متحدہ جمہوری محاذ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بعد ازاں ہم نے لاہور، کراچی اور حیدر آباد کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیا''۔ 5

پاکستان قومی اتحاد:

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ 1970ء کے قومی انتخابات کے نتائج کی بنیاد پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی پہلے صدر مملکت بنے، بعد میں وزیر اعظم پاکستان بنے۔ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اپنے حلیفوں اور حریفوں پر جو مظالم ڈھائے اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا تاریخ پاکستان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دور میں شراب خوری، زنا کاری، مخالفین کو قتل کروانا، قومی خزانہ شیر مادر کی طرح لوٹنا، حق گو کو پس دیوار زنداں کرنا اور اخبارات کو زبردستی زیر اثر رکھنا حکومت کے روز مرہ کے معمولات میں سے تھا۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو نشہ اقتدار نے اس قدر مدہوش کر دیا تھا کہ وہ کسی طور پر اقتدار چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ مدت پوری ہونے پر حکومت کی طرف سے 1977ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی دھاندلی اور خود ساختہ نتائج پیش کرنے کا بھی پکا پروگرام بنا لیا۔ دوسری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین حکمران طبقے کے ذہن کو خوب جانتے تھے،

5 فیض الرسول نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 176

اس لیے سب نے ایک پلیٹ فارم سے بھٹو کا مقابلہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ عام انتخابات کے اعلان ہوتے ہی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر اور ممتاز قانون دان جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ مرحوم کے مکان پر نو پارٹیوں کے سربراہ اکٹھے ہوئے۔ باہمی بحث و مشاورت کے بعد "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی۔ پاکستان قومی اتحاد کے منشور میں نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی ترجیحی قرار دیا گیا۔ نو جماعتوں پر مشتمل اس اتحاد سے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بہت خائف تھے اور اتحاد کو ختم کرانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ایک جھنڈا (جس پر نو ستارے تھے) اور ایک انتخابی نشان (ہل) کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان ہوا تو حکمران طبقہ بوکھلا گیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود کو جبکہ جنرل سیکریٹری چوہدری رفیق احمد باجوہ کو مقرر کیا گیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے جلسے پیپلز پارٹی کی نسبت بڑے ہوتے تھے۔ بالآخر انتخابات کا دن آ گیا تو لوگوں نے پاکستان قومی اتحاد کو زیادہ ووٹ دیئے لیکن حکمران طبقے نے حسب پروگرام خود ساختہ نتائج کا اعلان کر دیا اور پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں کو چند نشستوں پر کامیاب جبکہ اکثر نشستوں پر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب قرار دیا۔ حکومت کی طرف سے خود ساختہ نتائج کا علان ہوتے ہی "پاکستان قومی اتحاد" کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔ امام نورانی نے اس تحریک کو "تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کا نام دیا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔ جلسے منعقد ہوئے، جلوس نکالے گئے، ہڑتالیں کی گئیں اور بنکوں کا بائیکاٹ کیا گیا بلکہ سول نافرمانی بھی کی گئی۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچلنے اور ناکام بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ جس قدر حکومت کی طرف سے طاقت

استعمال ہوتی اسی قدر تحریک میں تیزی آ جاتی، لوگ نہایت ذوق وشوق سے جلسوں، جلوسوں میں شامل ہو کر اور ہڑتالوں میں حصہ لے کر تحریک کو کامیاب بناتے۔ حکمرانوں کی ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ قومی اتحاد کے اکثر راہنما وزارتیں ملنے پر اسلام آباد چلے گئے لیکن امام نورانی کی منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام تھی اس لیے آپ نے وزارتیں قبول نہ کیں بلکہ اپنے مشن کو جاری رکھا۔

ورلڈ اسلامک مشن:

اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ (سب کافر ایک قوم ہیں) کے تحت یہود وہنود اور نصاریٰ سب ایک قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا نظریہ اور پروگرام ہمیشہ سے ایک رہا ہے۔ وہ یہ کہ ایک منظم سازش کے ذریعے عالمی سطح پر پہلے اسلام اور ملت اسلامیہ کو کمزور کیا جائے پھر حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اس مذموم مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے تنظیمیں قائم کیں، پوپوں اور راہبوں کی شکل میں راہنما تیار کیے، مسلمانوں کو کفر کی طرف مائل کرنے کے لیے پانی کی طرح پیسہ بہایا اور کفریہ عقائد پر مشتمل وسیع پیمانے پر لٹریچر مفت تقسیم کر کے ایمان کا جنازہ نکالنے کی گھناؤنی تحریک چلائی گئی۔ ایسے حالات میں ملت اسلامیہ عرصہ دراز سے کسی ناخدا کی منتظر تھی جو ملت کی کشتی کو کنارے پر لگانے کے لیے نشان منزل کا تعین کرے اور ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے ناپاک عزائم کا عالمی سطح پر سدِ باب کرے۔ اور ان کو یہ بھی بتائے کہ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ جن طاقتوں نے "پرچم اسلام" کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی وہ ہمیشہ کے لیے مٹ گئے لیکن پرچم اسلام لہراتا رہا۔ اور اسلام غالب ہونے کے لیے آیا جو کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔ ایسے حالات میں نائب مجدد الف ثانی، قائد ملت اسلامیہ، امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ آگے بڑھے اور عالمی سطح پر ملت اسلامیہ کو منظم کرنے اور کفر کا سدِ باب کرنے کے لیے تاریخ ساز سعی فرمائی۔

جنوری 1972ء میں حج کے موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے ممتاز علماء کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے اُمّ القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کے تاریخی مقام "دارارقم" میں جمع کیا اور عالمی سطح پر کفر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لیے غور و خوض کی دعوت دی۔ کئی دن کی بحث و مشاورت کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ عالمی سطح پر ایک تنظیم قائم کی جائے جس کے تحت تبلیغی دوروں اور وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ اس مبارک موقع پر امام نورانی کی کوشش رنگ لائی تو "ورلڈ اسلامک مشن" کی بنیاد رکھی گئی۔ 12 دسمبر 1973ء میں بریڈفورڈ (برطانیہ) میں ورلڈ اسلامک مشن کا مرکزی سیکریٹریٹ قائم کیا گیا جس پر برطانیہ کے مسلمانوں نے دلی خوشی کا اظہار کیا۔ 12 اپریل 1974ء میں سینٹ جارجز ہال میں مشن کے تحت پہلی عالمی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں دنیا بھر سے کثیر تعداد میں علماء اہل سنت، مشائخ اور دانشوروں نے شرکت کی۔ جس میں قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی کو باقاعدہ طور پر صدر اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر ورلڈ اسلامک مشن کے لیے قواعد و ضوابط بھی وضع کیے گئے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے قیام کے اغراض و مقاصد اور اسلوب تبلیغ کے خدوخال یوں واضح کیے گئے:

☆۔ مشن کی دعوت بنی نوع انسان کے لیے ہوگی۔ مسلم غیر مسلم کی تمیز کیے بغیر ترجیحاً مسلمانوں کی اصلاح اور انہیں اسلامی احکام کا پابند بنانے کی کوشش کرے گا۔

☆۔ کسی بھی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کے لیے نہ کسی طرح کا لالچ دیا جائے گا اور نہ جبر بلکہ شعوری بنیاد پر تبدیلی لانے کے لیے ماحول پیدا کیا جائے گا۔ تاکہ وہ دیگر مذاہب کے مقابلے میں اس کی آفاقی خوبیوں کی بدولت اسلام قبول کرے۔

☆۔ ورلڈ اسلامک مشن نے پروگرام ترتیب دیا کہ مسلمان بچوں اور نوجوانوں کے قلوب میں اسلام کی تاریخ، عقائد اور فرائض، پیغمبر اسلام ﷺ کے فضائل و کمالات اور صحابہ کرام کی زندگیوں کے نقوش ثبت کیے جائیں گے۔

☆۔معاشرے میں خواتین کا ہمیشہ سے کردار رہا ہے۔اس لیے مسلم خواتین کو تربیت اولاد، فرائض عائلی، محاسن اخلاق اور اسلامی معاشرت کی بنیادی تعلیم دی جائے گی۔ تاکہ وہ اپنا کردار بھرپور طریقہ پر ادا کرسکیں۔

☆۔اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ نومسلم افراد کو اسلامی معاشرہ میں ضم کر کے امتیاز مٹایا جائے گا اور ایک نومسلم کو نت نئے حالات کا سامنا کرتے وقت جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا، اس کی ہر ممکن مدد کی جائے گی"۔ 6

ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمی سطح پر مستقل بنیادوں پر انقلابی، قابل تقلید، قابل تحسین اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں جن کے اثرات صدیوں تک ثابت وقائم رہیں گے۔ سطور ذیل میں آپ کے ارشادات کی روشنی میں چند حقائق پیش کیے جاتے ہیں:

ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے اسلام کے دفاعی پروگرام پر قائد اہل سنت نے یوں روشنی ڈالی:

جہاں تک عالمی سطح پر تبلیغ اسلام کی ضرورت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بہت زیادہ مقامات ہیں جہاں پر لوگ بہت زیادہ تشنگی رکھتے ہیں کہ وہ دینی اور تفہیمی راہنمائی کے لیے طالب ہیں خاص طور پر وہ ممالک جہاں تقریباً اس وقت تیس (30) چالیس (40)، سال کے عرصہ میں مسلمان آباد ہوئے خاص طور پر برصغیر کے لوگ جن میں پاکستان اور بھارت کے مسلمان آباد ہو گئے ہیں مثلاً امریکہ، برطانیہ، کینیڈا اور یورپ کے بعض حصے سنگاپور، ہانگ کانگ، کے علاقے شامل ہیں۔ان ممالک میں جو حکومتیں ہیں وہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ عیسائی ہیں اگر غیر مسلم حکومت ہو، سیکولر ہو، تو برداشت ہو جاتی ہے مگر عیسائی حکومتیں اپنے مذہب کی سرپرستی کرتی ہیں اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کے ممالک میں جو مسلمان آ کر آباد ہو گئے ہیں اگر ان کو وہ عیسائی نہ بنا سکیں تو کم از کم انکی آئندہ نسل کو عیسائی ضرور بنا لیں گے۔

---

6 محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان ص16

اس صورت حال میں ورلڈ اسلامک مشن نے اسلام کا دفاعی پروگرام ترتیب دیا ہے کہ اگر ہم ان عیسائی حکومتوں کو مسلمان نہ بنا سکیں تو کم از کم اپنی اس نسل کو بچانے کے لیے جدوجہد کریں۔ بعض لوگوں کے نزدیک تبلیغ دین کا تصور صرف اتنا ہے کہ تھوڑا بہت دین کا چرچا کر دیا جائے، دین کا کچھ نام آ جائے تو اس کو تبلیغ سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ ان عیسائی ملکوں میں آباد مسلمانوں کو بچانے کے لیے پاکستان کے علماء کی کوئی ذمہ داری نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے جو لوگ ان ممالک میں جا کر آباد ہو گئے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ان کے ایمان کی حفاظت، دینی رہنمائی اور ان کے بچوں کو کفر سے بچانا یہ ہماری ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ جہاں ایک طرف ہم پاکستان اور بھارت کے دوسرے علاقوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ان ممالک میں مسلمانوں کو دفاع اسلام کی ضرورت پیش آئے تو ہم وہاں پہنچ کر ان کی مدد کریں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ جو علماء انگریزی، جرمنی، فرانس زبانیں جانتے ہیں وہ دین کی خدمت زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ برصغیر کے وہ مسلمان جو ان ممالک میں جا کر آباد ہوئے ہیں ان کی جدید نسل کی تعلیم و تربیت وہاں کی زبان میں ہوتی ہے اور ان کا اسلام سے وہ تعلق نہیں ہے جو ان کے والدین کا ہے۔

دین اور وطن سے جو تعلق یہاں رہ کر ہو سکتا ہے وہ ان ممالک میں رہ کر پیدا نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کی رہنمائی کے لیے ورلڈ اسلامک مشن مساجد اور ابتدائی تربیت کے مراکز دینی مدارس کے قیام سے انکی رہنمائی کر رہا ہے تاکہ گرجا گھر ان بچوں پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض مقامات پر ورلڈ اسلامک مشن کو اس سلسلے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے ہالینڈ، فرانس، بلجیئم، برطانیہ، ناروے، جرمنی، کنیڈا، امریکا، جنوبی امریکا، آسٹریلیا، افریقہ، جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ، ماریشس وغیرہ میں تعلیمی مراکز قائم کیے ہوئے ہیں۔ جہاں ہم نے کوشش کی ہے کہ ان علاقوں میں مسلمانوں اور ان کی جدید نسلوں کا تعلق دین حق سے مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے اور ایک حد تک اس سلسلے میں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ ورلڈ اسلامک مشن کو کسی بھی حکومت کی سرپرستی

حاصل نہیں ہے لیکن اس اہم مقصد کیلئے وسائل کی ضرورت تو ہوتی ہے۔ الحمدللہ! ہم نے کسی بھی حکومت کا بار احسان اٹھائے بغیر اپنی جدوجہد کو جاری رکھا ہوا ہے اور نہ ہی ہماری کبھی یہ خواہش رہی ہے کہ کوئی حکومت ہماری سرپرستی کرے کیونکہ جس حکومت سے وسائل حاصل کریں گے وہ اپنے مقاصد کیلئے بھی ہمیں استعمال کرنے کی کوشش کریگی، یہ ہمیں گوارا نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے کسی حکومت کے بغیر محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سہارے جدوجہد کی ہے اور ہم مسلمانوں ہی کے محدود وسائل سے کام کر رہے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مقامی طور پر ورلڈ اسلامک مشن کی رکنیت سازی ہوتی ہے۔ اس سے جو کچھ آتا ہے وہ بھی اس مشن میں صرف کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الحمدللہ! انہی مختصر اور محدود وسائل کی بناء پر ان ممالک میں بڑی بڑی مساجد کا قیام عمل میں آیا اور ہم اس مشن میں ایک حد تک کامیاب رہے کہ مسلمانوں کی جدید نسل کو دین اور ان کے والدین سے مربوط رکھا۔ اسی لیے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جن علماء میں مذکورہ بالا صلاحیتیں ہیں وہ ان ملکوں میں جا کر ان لوگوں کو عیسائیت کے چنگل سے بچائیں ورنہ ان کے دین سے بھٹک جانے کے خطرات واضح ہیں۔7

امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کے اعداد و شمار کے بارے یوں وضاحت فرمائی:

امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً 40,50 لاکھ کے قریب ہے ان میں بنیادی طور پر وہ مسلمان ہیں جنہیں امریکی اقوام افریقہ سے ڈھائی تین سو سال قبل غلام بنا کر لائیں تھیں۔ یہ رنگ کے کالے ہیں، امریکی انہیں ''بلیک'' کہتے ہیں انہیں گوروں کے برابر نہیں سمجھتے۔ یوں نسلی امتیاز کی بناء پر امریکی معاشرہ میں انہیں عزت میسر نہیں ہے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں نسل، گروہی، زبان، ثقافت اور رسم و رواج کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس لیے ان کالے رنگ کے مسلمانوں کو اسلام میں سکون ملتا ہے یہ لوگ پورے امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں، چونکہ یہ لوگ ماضی میں غلام تھے ابھی تک امریکی معاشرہ میں پزیرائی نہیں پا سکے جب کہ اسلام بندہ و آقا کا امتیاز مٹا دیتا ہے، اس لیے ان میں اسلام بڑی تیزی سے مقبول ہو

7 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 268

رہا ہے۔ ان کے علاوہ امریکا میں پاکستان، بھارت، فلسطین، لبنان، مصر، شام، ترکی اور بعض افریقی ممالک سے بھی جا کر مسلمان آباد ہوئے ہیں۔ ان مسلمانوں کی تعداد میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 50 لاکھ کے قریب اور مزید بڑھتی جا رہی ہے۔ سب تک پہنچنے کے لیے لاتعداد وسائل کی ضرورت ہے مگر اس کے باوجود لوگ از خود اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں کہ انہیں یقین ہو جاتا ہے اسلام ہی ان کی نجات کا ضامن ہے۔ دنیا میں بھی عزت صرف اسلام ہی سے وابستہ ہے، اس ذہن کو پختہ کرنے اور اسلام کو ان کے لیے مزید قابل قبول بنانے کے لیے ورلڈ اسلامک مشن اپنی بساط کے مطابق کوشش کر رہا ہے۔[8]

یورپ اور افریقہ میں قائم کیے گئے دینی مراکز کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

ماریشس، میں ایک کالج، ایک دارالعلوم ہے۔ جنوبی افریقہ میں ڈربن میں دارالعلوم، سری لنکا میں دارالعلوم ہے۔ یورپ میں ہالینڈ کے دارالحکومت کا نام ہیگ ہے وہاں پر 1984ء میں ہم نے ایک دارالعلوم قائم کیا تھا، اس وقت وہ ایک عظیم الشان دارالعلوم ہے اس میں اس وقت کم از کم 80 بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان ممالک میں تعلیم مفت ہے اور لازمی ہے یعنی ہر بچے کے لیے ضروری ہے کہ اسکول بھی آئے، جن کے بچے اسکول جاتے ہیں اور اسکول کے بعد ان کے پاس وقت تھوڑا بچتا ہے کیوں کہ دنیاوی تعلیم کے باعث دینی تعلیم کے لیے وہ اس سے زیادہ وقت ہمیں نہیں دے پاتے۔ ہم نے ہیگ میں اس لیے دارالعلوم قائم کیا کہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء پورے یورپ میں دینی تبلیغی کام کریں گے۔ ابھی میں نے عرض کیا کہ بچے ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے پاتے ہیں مگر ہفتہ اتوار کو چوں کہ تمام اداروں میں دو دن چھٹی کے ہوتے ہیں وہ پورے دو دن ہمارے پاس رہتے ہیں اس لیے ہم نے ان کی تربیت کر دی ہے کہ یورپی ماحول میں ان کو جتنا بگڑ جانا چاہیے تھا وہ اسے سے بچ گئے ہیں۔ دین حق سے ان کا تعلق مضبوط رکھنے میں ہم الحمدللہ! کامیاب رہے ہیں۔

اس دارالعلوم میں ملتان شریف سے قاری خیر محمد چشتی، کوہاٹ سے قاری عبدالقیوم ایک

---

8 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 272

عالم ہیں، مولانا حافظ عبدالرشید ہیں یہ ہالینڈ کے رہنے والے ہیں مگر پاکستان میں چھ سال تک پڑھتے رہے اب وہاں پڑھا رہے ہیں۔ وہاں سے ہم نے کچھ طلباء کو پاکستان، لیبیا وغیرہ مسلمان ممالک میں بھی بھیجا ہے۔ وہاں پڑھ کر یہ پوری کھیپ پورے یورپ میں پھیل کر دین حق کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں قائم ہونے والے دارالعلوم کا نام ''جامعہ مدینۃ الاسلام'' ہے۔ اس کے ساتھ ہوسٹل ہے، کھانا مفت دیا جاتا ہے۔ حفظ، تجوید و قراءت کے ساتھ ابتدائی عربی اور دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس کی عمارت 26 کمروں پر مشتمل پرشکوہ عمارت ہے۔

اسی طرح پروگرام ہے کہ مانچسٹر میں ورلڈ اسلامک مشن کے سیکرٹری جنرل مولانا قمرالزمان اعظمی مدظلہ، کی نگرانی میں ایک دارالعلوم قائم کیا جائے۔ وہاں ایک مرکز ہے، مسجد ہے، اگست کے مہینے میں میں نے اس کا افتتاح بھی کیا ہے۔ ڈربن کے دارالعلوم کا نام ''دارالعلوم علیمیہ'' ہے۔ ماریشس ایک جزیرہ ہے اس میں تقریباً 120 مساجد ہیں ان میں تقریباً 90 مساجد میں ائمہ وہ ہیں جو دارالعلوم علیمیہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کے اساتذہ کو پاکستان سے بھیجا ہے، وہاں امامت کا کورس کرایا جاتا ہے۔ کچھ بریلی شریف، کچھ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (بھارت) سے فارغ التحصیل ہیں۔ یورپی ممالک سے برصغیر کے ممالک یعنی پاکستان اور بھارت ہیں جن طلباء کو حصول تعلیم کے لیے ہم بھیجتے ہیں، ہم انہیں ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے باقاعدہ ماہانہ وظیفہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پورے براعظم افریقہ میں ہمارے مراکز بیس ہیں۔ ساؤتھ امریکہ میں ہمارا ایک مرکز ہے۔

پورے یورپ کے لیے ناروے کے دارالسلطنت اوسلو میں سات، آٹھ سال سے ورلڈ اسلامک مشن سے کوششیں جاری تھیں مگر اب خدا کے فضل و کرم سے شہر کے وسط میں زمین مل گئی ہے۔ اب وہاں مسجد اور مدرسے کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ یوں یورپ میں مانچسٹر کے بعد یہ دوسرا مرکز ہوگا، اس طرح انگلستان میں بھی ایک مرکز قائم ہو رہا ہے۔ ناروے سکنڈی نیون ممالک کا بڑا اہم ملک ہے یہاں تقریباً چالیس ہزار (40,000) مسلمان آباد ہیں۔ پینتیس ہزار

(35000) پاکستانیوں کے علاوہ عرب مسلمان ہیں۔ یہ مرکز ان مسلمانوں کے لیے ہے۔ یہ مسجد ناروے کی تاریخ کی پہلی مسجد ہے۔ اسی طرح ہالینڈ کا ایک بڑا شہر ایمسٹرڈم، اس کے دارالحکومت ہیگ کے بعد بڑا شہر ہے۔ اس کا بین الاقوامی اڈہ یہی ہے یہاں بھی اس شہر کی تاریخ میں پہلی مسجد ورلڈ اسلامک مشن نے تعمیر کی ہے۔ اس کا نام "جامع مسجد طیبہ" ہے۔ اس میں ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اب یہاں ہم مدرسہ بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ زمین کی کوشش ہے۔

ایمسٹرڈم کی اس مسجد طیبہ کی تعمیر کے لیے ہمیں پانچ سال جدوجہد کرنا پڑی۔ اس کی بڑی مخالفت ہوئی کیوں کہ یورپ میں یہودی بھی بڑے بااثر ہیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی یورپی شہر میں میونسپلٹی میں کوئی اسلامی مرکز قائم ہو، اس لیے انہوں نے مخالفت کی۔ ادھر اقوام متحدہ کی عالمی عدالت بھی ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں ہے۔ اقوام متحدہ اس میں ججوں کا تقرر کر کے ہیگ ہی بھیجتی ہے۔ اس میں پاکستان کا مرتد قادیانی سر ظفر اللہ خان بھی آ گیا تھا اس نے ایک چھوٹی سی جگہ لیکر وہاں اپنا قادیانی مرکز بنادیا۔ اس سے قبل وہ ہالینڈ میں اسی کو مسجد سمجھتے تھے مگر ہم نے ہیگ میں بھی مسجد اور دارالعلوم قائم کیا اب جب ہم ایمسٹرڈم میں مسجد بنانے لگے تو قادیانیوں نے بھی بھرپور مخالفت کی اس پر افسوس ناک عمل یہ بھی ہے کہ نام نہاد رابطہ عالم اسلامی نے بھی مخالفت میں اپنا پورا زور لگایا مگر بفضلہٖ تعالیٰ مسجد طیبہ ان مشکلات کے باوجود تعمیر ہوگئی۔ ناروے میں جس وقت ہم مسجد کی تعمیر کررہے تھے اس وقت بھی بہت مخالفت ہوئی۔ مگر اسلام کی صداقت کا بین ثبوت ہے کہ مسجدوں اور دینی مدارس کا سلسلہ پھیلتا جارہا ہے۔

یوں ہمارے یورپ میں کل دارالعلوم آٹھ ہیں اور ان میں ایک ہزار طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں، اساتذہ پچاس ہیں ان مسلمانوں کی تربیت کے لیے ہم نے صحافت کو بھی ذریعہ بنایا۔ عربی زبان میں ہمارا ماہنامہ "الدعوۃ" اور انگریزی The message International نکلتے ہیں۔

عربی میں اس لیے ہم نے یہ جریدہ نکالا کہ فلسطین، مصر، لبنان اور شام سے بھی کافی تعداد میں جاکر لوگ آباد ہوگئے اور عربی ہی پڑھتے ہیں۔ انگلش میں یورپی مسلمانوں کی تربیت مطلوب

ہے۔ انگریزی زبان کا ماہنامہ گزشتہ بارہ سال سے نکلتا ہے۔ اس کو زیادہ مفت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ مغربی ممالک کی لائبریریوں، حکمرانوں، پارلیمنٹ کے ممبروں تک دین کا پیغام پہنچے۔ یہ ماہنامہ یہاں کراچی سے شائع ہوتا ہے اور پھر یورپ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے اخراجات ورلڈ اسلامک مشن ٹرسٹ برداشت کرتا ہے۔

ہماری ان مساعی سے عیسائیت پریشان ہوتی ہے۔ ہمارے ماہنامہ اور دینی لٹریچر کو وہ برداشت نہیں کرتے۔ بعض اوقات وہ مناظرے پر بھی اتر آتے ہیں۔ مثلاً امریکہ میں ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ وہاں عیسائیوں کا فرقہ زیادہ تعداد میں رومن کیتھولک ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے بیٹے ہیں اور وہ لوگ قرآن پاک کو بھی معجزہ نہیں مانتے۔ انھوں نے مجھے چیلنج کر دیا۔ میں نے قبول کر لیا۔ ان کے بڑے بڑے پادری آ گئے مناظرہ شروع ہو گیا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا نہ ہونے پر دلائل دیئے یعنی اللہ کی توحید بیان کی قرآن پاک کو حضور پرنور سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان کیا مگر کسی نے حکومت کو شکایت کر دی کہ فسادات کا خطرہ ہے۔ ایک گھنٹہ بھی یہ مناظرہ نہ چلا تھا کہ حکومت نے بند کروا دیا۔

غرض یہ کہ ہماری کاوش کہ جو ہم سے ہو سکتی ہے ہم جاری رکھے ہوئے ہیں پورے یورپ میں عیسائیت کو بائبل کے محرف ہونے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تین وجوہ کی بناء پر بائبل میں تحریف ہو چکی ہے۔ یعنی عیسائیوں کی روحانی کتاب اصلی صورت میں موجود نہیں ہے۔

☆۔ یہ بائبل تقسیم ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کے شاگردوں میں یعنی آپ علیہ السلام کے شاگردوں کے نام تھے: لوقہ، مرقس، متی، یوحنا وغیرہ۔ آج بائبل انھیں کے نام پر ہے اصل نہیں ہے۔

☆۔ اس وقت بائبل کے تراجم موجود ہیں اصل زمین پر کہیں نہیں ہے۔

☆۔ بائبل کی ترتیب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد میں دی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا تو عیسائی قوم نے اپنی مرضی سے کتاب میں تحریف کر لی۔ ہماری باتوں کا جواب ان کے پاس نہیں ہوتا۔

ساؤتھ امریکہ کے مناظرے میں بھی میں نے یہ باتیں کہیں جس کا پادری صاحبان جواب نہ دے پائے۔ وہ تو مناظرہ سرکاری احکامات پر ختم کر دیا گیا ورنہ اور بھی بہت سے دلائل آتے۔ ویسے بھی مجھے یورپ کی یونیورسٹیوں میں جب لیکچر کے لے بلایا جاتا ہے تو بہت سے پادری موجود ہوتے ہیں۔ انہیں تقریب کے بعد سوال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مگر وہ عیسائی مذہب کا دفاع نہیں کر سکتے کیوں کہ یورپ اس وقت مادیت کی آگ میں جل رہا ہے مذہب سے خود بھی مطمئن نہیں، اسلام کے فطرتی پیغام کو مادیت کے تار عنکبوت سے نہیں روکا جا سکتا۔ 9

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ورلڈ اسلامک مشن کے شعبہ نشر واشاعت کی کامیاب اور قابل تقلید خدمات کی یوں وضاحت کی:

جی ہاں! ہم نے کراچی سے 9 مختلف موضوعات پر تقریباً ایک لاکھ کتابیں شائع کیں ہیں مگر مختلف ممالک میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں نے ان کو مزید شائع کیا۔ اب تک کل تعداد تقریباً دس لاکھ ہوگئی ہے اور یہ تمام کتابیں مفت تقسیم کی ہیں حتیٰ کہ ڈاک کا خرچ بھی ہم کسی سے نہیں لیتے خود کوئی صاحب بھیج دیں تو ان کی مرضی مگر ہم کسی سے کچھ نہیں مانگتے۔ ان کتابوں میں اسلام کی ابتدائی تعلیمات پر زور دیا گیا ہے۔ اور انہیں زیادہ تر مختصر سے مختصر ضخامت میں چھاپا گیا ہے تا کہ پڑھنے والا پہلی ہی فرصت میں اسلام کے پیغام سے واقف ہو جائے۔ ان میں نماز کے احکام وفوائد وغیرہ پر مشتمل مواد ہے۔ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض قلمی کے ساتھ پروفیسر شاہ فریدالحق صاحب کے رسالے بھی ان میں شامل ہیں۔

اب اس سلسلے میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے کہ یورپ کا ایک واحد مسلمان ملک ہے (البانیہ) اس کی کل آبادی چالیس لاکھ ہے اس میں 80 فیصد مسلمان ہیں ان کی زبان مقامی ہے۔ 25 سال تک یہ ملک مسلمان کمیونسٹوں کے زیر اقتدار رہا ہے۔ یہ مسلمان شاہ سے بھی زیادہ شاہ پسند تھے کہ روسی بلاک میں نہیں تھے۔ روس سے بھی زیادہ کمیونسٹ تھے انہوں نے 25 سال دینی

9 فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص 273

مدرسہ، مسجد، تبلیغ وغیرہ پر پابندی رکھی۔ انہوں نے مسجد کے ساتھ گرجاؤں پر بھی پابندی لگا رکھی تھی مگر اب حال ہی میں اس پر روس کی تباہی کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ وہاں پر انتخابات ہوئے ہیں۔ کیمونسٹوں کو شکست ہوئی ہے۔ اسلامی فکر کے لوگ آ گئے ہیں۔ ہم نے کچھ دوستوں کو وہاں پہلے بھی بھیجا تھا مگر عنقریب میں خود ناروے اور دیگر یورپی ممالک میں موجودہ ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں کے سربراہوں کے ساتھ دورہ کرنے والا ہوں۔ ہم وہاں جا کر مطالعہ کریں گے کہ مساجد اور مراکز کی تعمیر کیسے کی جائے؟ اس کی سرحدیں، اٹلی، یونان اور یوگوسلاویہ سے ملتی ہیں۔ اس کے سرکاری ایوانوں سے تو کیمونزم نکل چکا ہے مگر کیمونیسٹ موجود ہیں۔ انہوں نے بدترین سے بھی بدترین سلوک مسلمانوں سے کیا۔ اذان تک پر پابندی رہی۔ اب جہاں تبلیغ کی نئی حکمت عملی طے کرنا پڑے گی اس لیے لٹریچر بھی اس کے مطابق شائع کرنا ہے۔ اس کے لیے وسائل کو جمع کرنا ہو گا۔ روس سے آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں میں کیمونزم کے زمانے میں جا چکا ہوں۔ ابھی ادھر جانے کے لیے جس قدر وسائل کی ضرورت ہے، میسر نہیں ہیں۔ جب یہ صورت پیدا ہو گی تو انشاء اللہ ضرور جاؤں گا۔ 10

دعوت اسلامی:

وطن عزیز میں تمام مکاتب کی ترجمان سیاسی جماعت کے علاوہ تبلیغی و دینی جماعت بھی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے سواد اعظم اہل سنت کی سیاسی ترجمان ''جمعیت علماء پاکستان'' کے نام سے موجود تھی مگر متحرک قسم کی مذہبی و دینی تنظیم نہیں تھی۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا احساس کیا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ممتاز ترین علماء اہل سنت کے نام دعوتی خط تحریر فرمایا جس میں فی الفور اہل سنت کی مذہبی تنظیم قائم کرنے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ درد مسلک رکھنے والے علماء و مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اس طرح 1980ء میں امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ پر کراچی میں ممتاز علماء اہل سنت جمع ہوئے۔ اس اجلاس کی

10 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 259

صدارت غزالیِ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالی نے کی۔ یہ اجلاس رات دو بجے تک جاری رہا جس میں قائد اہل سنت کے دعوتی خط پر غور کیا گیا اور تنظیم قائم کرنا وقت کی ضرورت قرار دیا گیا۔ علماء کرام نے باہمی بحث و مشاورت کے بعد ''دعوت اسلامی'' کے نام سے تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا جو خالصاً مذہبی ہوگی۔ یہ تنظیم سیاسی و غیر سیاسی سب نوجوانوں کے اعمال وعقائد کی اصلاح کرے گی اور اس کا سربراہ امیر اہل سنت کہلائے گا۔ اس کی امارت کے لیے بالترتیب علامہ ارشد القادری، مفتی جمیل احمد نعیمی اور مفتی وقار الدین کا نام تجویز ہوا لیکن یہ بزرگ امارت کے لیے تیار نہ ہوئے۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ فی الحال مفتی وقار الدین صاحب ''دعوت اسلامی'' کے کام کو آگے بڑھائیں گے پھر جس نوجوان کو مناسب سمجھیں امیر مقرر کر دیں۔ مفتی وقار الدین صاحب نے مولانا محمد الیاس جوان دنوں آپ کے ہاں جامعہ امجدیہ، کراچی میں زیر تعلیم تھے، کو امارت کے لیے موزون تصور کیا۔ قائد اہل سنت امام نورانی کی اجازت سے مولانا محمد الیاس صاحب کو امیر ''دعوت اسلامی'' مقرر کر دیا اور ساتھ ہی بیعت و خلافت سے بھی سرفراز فرمادیا۔ اب مولانا صاحب ''امیر دعوت اسلامی محمد الیاس قادری عطاری'' کہلانے لگے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی نے کہا: تبلیغی جماعت کے پہلے امیر کا نام ''محمد الیاس'' تھا اور دعوت اسلامی کے بھی پہلے امیر ''محمد الیاس'' ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ سنی ہیں وہ سنی نہیں تھے۔ ''دعوت اسلامی'' نے امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس قادری کی قیادت میں عقائد کی درستگی، اصلاح اعمال اور احیاء سنت مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ کا سفر شروع کیا تو ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام پہلے علاقائی پھر ملکی سطح پر ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ اور سالانہ تبلیغی اجتماعات منعقد ہونے کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب ''دعوت اسلامی'' بین الاقوامی تنظیم کی شکل اختیار کر چکی ہے جس کے ساتھ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد منسلک ہیں۔ لاکھوں افراد تائب ہو کر والدین کے فرمانبردار، نمازی، حق گو اور اسوۂ رسول ﷺ کا عملی نمونہ بنے۔ ''دعوت اسلامی'' کے زیر اہتمام دنیا بھر میں دینی مدارس و مساجد کا جال بچھایا گیا ہے جن میں لاکھوں طلباء ناظرہ

قرآن، حفظ قرآن اور علوم اسلامیہ (درس نظامی) کے حصول میں مصروف ہیں۔ یہ سب کچھ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیضان اور زندہ کرامت ہے۔

قیام دعوت اسلامی کے حوالے سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والے تاریخ ساز اجلاس میں مندرجہ ذیل ممتاز علماء اہل سنت نے خصوصیت سے شرکت کی:

☆۔غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔سلطان المناظرین علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ (انڈیا)

☆۔شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆۔حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم

☆۔مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہم۔11

ملی یکجہتی کونسل:

اسلام دشمن اداروں، ایجنسیوں اور مغربی قوتوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مذہبی اور اسلامی قوتیں متحد نہ ہوں بلکہ آپس میں نفرت، عداوت اور قتل وغارت کا بازار گرم رکھیں۔ اس طرح ملت اسلامیہ کی قوت وطاقت مغربی قوتوں کے خلاف استعمال ہونے کی بجائے آپس میں استعمال ہو۔ اس سوچی سمجھی سازش کے تحت مذہبی قوتوں بالخصوص دیوبندیوں اور اہل تشیع کے درمیان ایک عرصہ سے نوک جھونک، کدورت، عداوت اور قتل وغارت کا سلسلہ جاری تھا جس کے نتیجہ میں وسیع پیمانے پر جانی، مالی اور ملکی نقصان ہوا۔ اس سازش کے باعث ملت اسلامیہ اور وطن عزیز کو تیز رفتاری سے کمزور کیا جارہا تھا۔ بہت سی مساجد اور امام بارگاہوں کو نذر آتش کیا گیا اور سینکڑوں جانیں ضائع کی گئیں۔ ایسے حالات میں ملک وملت کا درد رکھنے والے مذہبی وسیاسی

11۔ جاوید اقبال فاروقی: قائد تحریک نظام مصطفیٰ شاہ احمد نورانی ص96

راہنماؤں نے اس تحریک کو ملک وملت کے لیے مہلک وخطرناک قرار دیا اور پریشانی کے عالم میں اس کا حل تلاش کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلے میں 23 مارچ 1995ء میں مختلف مکاتب فکر کے ممتاز علماء اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہ اسلام آباد میں جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں شامل ہونے والے قائدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی — صدر جمعیت علماء پاکستان
☆۔ قاضی حسین احمد — امیر جماعت اسلامی پاکستان
☆۔ مجاہد ملت محمد عبدالستار خاں نیازی — صدر جمعیت علماء پاکستان، نیازی گروپ
☆۔ مولانا سمیع الحق — امیر جمعیت علماء اسلام، سمیع الحق گروپ
☆۔ پروفیسر ساجد میر — امیر جمعیت اہل حدیث
☆۔ علامہ ساجد نقوی — قائد تحریک جعفریہ پاکستان
☆۔ مولانا ضیاء القاسمی — سپاہ صحابہ پاکستان
☆۔ علامہ مرید عباس یزدانی — سپاہ محمد پاکستان
☆۔ مولانا اسفندریار خاں — صدر سواد اعظم اہل سنت پاکستان
☆۔ مولانا محمد اجمل خاں — جمعیت علماء اسلام، ف
☆۔ آغا مرتضیٰ پویا — صدر حزب الجہاد پاکستان [12]

اس اجلاس کی صدارت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی جس میں مسئلہ کی نزاکت پر غور کیا گیا اور باہمی بحث ومشاورت کے بعد آپس کی کدورتوں کو دور کر کے ایک امیر کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔ قیادت کے لیے متفقہ طور پر قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا نام تجویز ہوا اور پلیٹ فارم کے لیے ''ملی یکجہتی کونسل'' کے نام سے تنظیم قائم کی گئی۔ امام نورانی نے اپنے صدارتی خطاب میں تمام سازشی اداروں، ایجنسیوں اور مغربی قوتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور تمام جماعتوں کو باہمی رنجش اور کدورت وعداوت بھلا کر شیرو

12۔ محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان ص 24

شکر ہو جانے کی ہدایات جاری فرمائیں۔ اس اجلاس کے اختتام پر ایک متفقہ اعلامیہ اور ضابطہ اخلاق جاری کیا گیا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

''وطن عزیز'' پاکستان اس وقت اندرونی و بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اسلام دشمن قوتیں ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہیں، حکمرانوں کی مجرمانہ غفلتوں کی وجہ سے ملک میں عموماً اور کراچی میں بالخصوص دہشت گردی اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے یہاں تک کہ عبادت گاہیں قتل گاہیں بن گئی ہیں۔ ان حالات میں ملک بھر کی دینی جماعتوں کا یہ نمائندہ سربراہی اجلاس ان خطرات کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کے لیے درج ذیل فیصلوں کا اعلان کرتا ہے:

☆۔ پاکستان کے آئین اور تمام ملکی قوانین پر قرآن و سنت کی بالادستی ہے۔ کتاب و سنت کی مکمل آئینی حکمرانی اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ اور ایک مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کو ہم اپنا دینی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں گے۔

☆۔ عالمی اور ملکی سطح پر اسلام اور دینی قوتوں کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کے تحت جو مہم جاری ہے اس کا ہم سب مل کر مقابلہ کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

☆۔ یہ اجلاس اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار پر قائم رہنے کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ اور وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف امریکی امداد طلب کرنے کو اسلام اور پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ کے خلاف سمجھتا ہے اور اس غیرت اسلامی کے منافی اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔

☆۔ ہم ملک کے اندر مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف گردانتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

☆۔ یہ اجلاس عظمت رسول، عظمت اہل بیت اطہار، عظمت ازواج مطہرات اور عظمت صحابہ کرام کو ایمان کا جزو سمجھتا ہے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور ان کی توہین اور تنقیص کو حرام سمجھتے ہوئے قابل تعزیر جرم سمجھتا ہے۔

☆۔یہ اجلاس کسی بھی اسلامی فرقے کو کافر قرار دینے کو غیر اسلامی اور قابل نفرت قرار دیتا ہے۔

☆۔یہ اجلاس جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلے میں منعقدہ اجلاسوں میں ہونے والے فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت ﷺ کے ہمت افزائی کی پالیسی کا واضح اعلان کرے اور یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اگر توہین رسالت ﷺ کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی تو دینی جماعتیں ایسے مذموم اقدام کے خلاف بھرپور کاروائی کریں گی۔

☆۔یہ اجلاس ملک کے لیے دینی سربراہوں پر مشتمل ایک اسلامی یکجہتی کونسل کے قیام کا اعلان کرتا ہے اور یہی کونسل دل آزار اور توہین آمیز مواد پر مشتمل لٹریچر کا جائزہ لے کر ضروری اقدام کرے گی اور کونسل اپنے کیے گئے فیصلوں کے عملی نفاذ کی بھی ذمہ دار ہوگی۔ واضح رہے کہ فی الحال یہ کونسل گیارہ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی (صدر جمعیت علماء پاکستان)

☆۔قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

☆۔مجاہد ملت محمد عبدالستار خاں نیازی (صدر جمعیت علماء پاکستان، نیازی گروپ)

☆۔مولانا سمیع الحق (امیر جمعیت علماء اسلام، سمیع الحق گروپ)

☆۔پروفیسر ساجد میر (امیر جمعیت اہل حدیث)

☆۔علامہ ساجد نقوی (قائد تحریک جعفریہ پاکستان)

☆۔مولانا ضیاء القاسمی (سپاہ صحابہ پاکستان)

☆۔علامہ مرید عباس یزدانی (سپاہ محمد پاکستان)

☆۔مولانا اسفندیار خاں (صدر سواد اعظم اہل سنت پاکستان)

☆۔نمائندہ (تحریک منہاج القرآن پاکستان)

☆۔آغا مرتضیٰ پویا (صدر حزب الجہاد پاکستان)

☆۔مولانا محمد اجمل خان (جمعیت علماء اسلام، ف)

''ملی یکجہتی کونسل'' کے قیام اور امام نورانی کی قیادت کو حکومتی، مذہبی، سیاسی اور عوامی حلقوں کی طرف سے خوب سراہا گیا اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت قرار دیا گیا۔ اس اجلاس کے بعد پورا وطن امن وسکون کا گہوارہ بن گیا، تمام مذہبی جماعتوں کی رنجشیں دور ہوگئیں اور آپس میں شیر و شکر ہوکر کام کرنے لگے۔

ملی یکجہتی کونسل کا دوسرا اجلاس 9 اپریل 1995ء میں کراچی میں ہوا۔ جس میں باہمی مشاورت سے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ تیسرا اجلاس 23 اپریل 1995ء میں لاہور میں ہوا۔ اس اجلاس میں مزید اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اب ''ملی یکجہتی کونسل'' ایک قوت اور بااثر ادارہ کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ حکومت کی طرف سے توہین رسالت قانون میں دخل اندازی کرنے پر ''ملی یکجہتی کونسل'' کی طرف سے 27 مئی 1995ء میں ملک گیر پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کیا گیا جو زبردست کامیاب ہوئی۔ جس سے 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوگئی۔ 26 مئی 1995ء میں بروز جمعۃ المبارک میں عالم اسلام کے ساتھ یوم اظہار یکجہتی منانے کا فیصلہ کیا گیا جس کے لیے پورے وطن عزیز کی تمام مساجد میں ایک ہی موضوع پر تقریر کرنے کے لیے تمام خطباء کے نام قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے ایک خط تحریر کیا۔ آپ کے خط کا متن مندرجہ ذیل ہے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ''

محترم مولانا صاحب!

السلام علیکم!

مغربی استعماری طاقتیں اور صیہونیت امریکہ کی سربراہی میں مسلمانان عالم کے خلاف جو کچھ کررہی ہے آپ کی روحانی اور سیاسی فراست سے یقیناً پوشیدہ نہیں ہوگا، عالم اسلام کے خلاف دشمنان اسلام، یہود، ہنود، عیسائی اور قادیانی جو کچھ کررہے ہیں وہ توقع کے خلاف نہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ بعض مسلم ممالک امریکہ اور اس کے حواریوں کی خوشنودی میں جان بوجھ کر اس سازش کا شکار ہورہے ہیں، ان مغربی استعماری قوتوں نے انسانی حقوق کی اپنی من مانی تعبیر کرکے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب شخص کو سزا دینا ان کے نزدیک انسانی حقوق پر کاری ضرب ہے لیکن اسرائیل اور نصرانی

جو کچھ فلسطینی اور بوسنیائی مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں نیز ہندو شدت پسند کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں یہ سب کچھ امریکہ اور اس کے حواریوں کے نزدیک جائز اور درست ہے۔ امریکہ نے سوڈان، ایران، عراق اور کینیا کو دہشت گرد ملک قرار دے دیا ہے پاکستان بھی اس کی زد پر ہے۔ حکومت پاکستان نہ جانے کس خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ پاکستانی حکمران بھی اعلانیہ اسلام کی بنیادی باتوں سے اپنی براءت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اہم اور بنیادی مسئلہ پر معذرت خواہانہ انداز اختیار کر کے مسلمانوں کی ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت کو للکار رہے ہیں اس المناک صورت حال کے پیش نظر ملی یکجہتی کونسل نے متفقہ طور پر 26 مئی 1995ء بروز جمعہ پورے ملک میں عالم اسلام کے ساتھ یکجہتی کا یوم منانے کا اعلان کیا ہے۔ لہذا آپ سے دردمندانہ درخواست کی جاتی ہے کہ آپ 26 مئی 1995ء کو جمعہ کے خطاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر تقریر فرما کر اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کو بے نقاب کریں:۔

☆۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی اہمیت اور اس سے متعلق سزا کا تصور۔

☆۔ قبلہ اول کی سرزمین کو امریکہ کی جانب سے یہودیوں کے حوالے کرنے کے لیے امن کا ڈھونگ رچانا۔

☆۔ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا سے متعلق موت سے کم سزا کا تصور نا قابل قبول ہے حکومت پاکستان کو اس سزا سے متعلق کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆۔ امریکہ اور استعماری قوتوں کے نیو ورلڈ آرڈر جس کا مقصد صرف صیہونی عزائم کی تکمیل ہے، کے خلاف مشترکہ جدوجہد کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔

☆۔ 27 مئی 1995ء بروز ہفتہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کراچی تا خیبر مکمل ہڑتال کی اپیل کی جائے تا کہ ذات اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل اطاعت کے عہد کی تجدید ہو اور اس عزم کا اعلان ہو کہ توہین رسالت کی سزا کے مستوجب کو موت کے سوا کوئی اور سزا نہیں دی جاسکتی۔

فقط والسلام

شاہ احمد نورانی صدیقی چیئرمین ملی یکجہتی کونسل پاکستان [13]

13۔ محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص 17

تاریخ پاکستان میں پہلی مرتبہ جمعۃ المبارک کے موقع پر وطن عزیز کی تمام مساجد میں ایک موضوع پر تقاریر کی گئیں۔ ''ملی یکجہتی کونسل'' کے قیام کا مقصد بھی پورا ہو گیا تھا کیونکہ انبیاء کرام، صحابہ عظام، خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار اور امہات المومنین کا ادب و احترام کرنے، تبرا بازی سے اجتناب کرنے اور اشتعال انگیز تقاریر سے پرہیز کرنے کے اصول و قوانین وضع ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، رسول رحمت کی نظر عنایت، اولیاء اللہ کے فیضان اور امام نورانی کی نورانی قیادت کے باعث وطن عزیز امن و سلامتی اور صلح و آشتی کا گہوارہ بن گیا۔

متحدہ مجلس عمل:

گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں مذہبی منافرت و عداوت کے خاتمہ کے لے امام نورانی صدیقی کی کوششوں سے 1995ء میں مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''ملی یکجہتی کونسل'' قائم کی گئی۔ آپ کی قیادت میں کونسل نے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ کا فلک بوس ''ورلڈ ٹریڈ سینٹر'' ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین بوس ہو گیا جس سے عالمی سیاست یکسر بدل گئی۔ امریکہ نے اس واقعہ کا ذمہ دار اسلامی ممالک کو قرار دیا اور ساتھ ہی انتقامی کاروائی کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس انتقامی کاروائی کے سلسلہ میں سب سے پہلے افغانستان کو نشانہ بنانے کے لیے پاکستان میں اپنی افواج اتاریں اور مشرف حکومت نے نہ صرف امریکی مؤقف کی تائید و حمایت کی بلکہ امریکی افواج کو پاکستان میں اڈے بھی فراہم کر دیے۔ ایسے حالات میں دشمن کا سد باب اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لیے مذہبی راہنماؤں نے مشترکہ مؤقف اختیار کرنے اور ایک پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لینے پر زور دیا جس کے نتیجہ میں 2001ء میں چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ مجلس عمل'' کے نام سے ایک اتحاد قائم کیا گیا۔ جس کے صدر امام شاہ احمد نورانی صدیقی جبکہ جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمان منتخب ہوئے۔

''متحدہ مجلس عمل'' کے قیام کے وقت متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہر چھ ماہ بعد نیا صدر منتخب کیا جائے گا تاکہ تمام جماعتوں کے سربراہوں کو اس اعزاز کا موقع میسر آ سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر آپ کی صدارت پر اتفاق کیا، اس طرح تا وصال آپ ہی صدر رہے۔ تاریخ پاکستان میں مذہبی جماعتوں پر مشتمل یہ پہلا اتحاد ہے جو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا۔ آپ کی قیادت میں ''متحدہ مجلس عمل'' نے امریکہ کی طرف سے افغانستان

پر حملہ کے خلاف جلسوں، جلوسوں اور ملین مارچ کے ذریعے زبردست احتجاج کیا۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت میں 23 مارچ 2002ء کو داتا کی نگری لاہور میں امریکہ کے خلاف تاریخی ملین مارچ ہوا جس میں علماء، مشائخ، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، وکلاء اور عوام نے بھرپور شرکت کر کے مذہبی و ملی غیرت کا ثبوت دیا۔

2002ء کو وطن عزیز میں عام انتخابات منعقد ہوئے جس میں ''متحدہ مجلس عمل'' نے آپ کی قیادت میں انتخابی نشان ''کتاب'' کے تحت بھرپور حصہ لیا۔ عام انتخابات میں آپ نے بطور امیدوار حصہ تو نہ لیا لیکن متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین ہونے کے حیثیت سے 76 سال عمر ہونے کے باوجود ملک بھر کے حلقوں میں انتخابی مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں قومی وصوبائی اسمبلیوں میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت قائم ہوئی۔ بلوچستان میں مسلم لیگ اور مجلس عمل کی مشترکہ حکومت بنی، سندھ اور پنجاب میں بھی خاطر خواہ نمائندگی ملی جبکہ قومی اسمبلی میں مضبوط اپوزیشن کے طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔

عام انتخابات میں ''متحدہ مجلس عمل'' نے خاطر خواہ کامیابی کے بعد امام نورانی صدیقی کی قیادت میں طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کے خلاف اصولی مؤقف اختیار کیا اور 1973ء کے آئین کی بحالی اور جنرل مشرف کی وردی اتارنے کا مطالبہ کیا۔ جنرل مشرف سے وردی اتارنے کا معاہدہ طے پا گیا تھا جس پر صرف دستخط کرنا باقی تھے لیکن ان کے ساتھیوں کی طرف سے دوغلا پالیسی اختیار کی گئی۔ بالآخر متحدہ مجلس عمل کی طرف سے حکومت کو 18 دسمبر 2003ء کی ڈیڈ لائن دی گئی بصورت دیگر حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔ 11 دسمبر 2003ء کو قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی اسلام آباد میں وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ متحدہ مجلس عمل آپ کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا ہے جسے خون پسینہ سے پروان چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اسے حصول مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ امین۔

علاوہ ازیں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے انجمن طلباء اسلام، جماعت اہل سنت پاکستان، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان، انجمن [illegible] یان ختم نبوت اور انجمن نوجوانان اسلام وغیرہ تنظیمات بھی قائم کیں۔

تاریخ ساز نورانی کارنامے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اوصاف و محاسن اور کارناموں کا حسین مرقع تھے۔ آپ کے کارناموں کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے کئی دفتر چاہیے تاہم سطور ذیل میں چند ایک تاریخ ساز کارنامے پیش کیے جاتے ہیں:

☆ تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلمان نوجوانوں پر مشتمل ''نیشنل گارڈ'' تنظیم قائم کی۔

☆۔ خانقاہ رشیدیہ میں 1945ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا ''سنی کانفرنس'' میں شرکت کی۔

☆۔ عام انتخابات 1946ء میں میرٹھ ڈویژن سے مسلم لیگ کے امیدوار قومی اسمبلی شہید ملت خان لیاقت علی خاں کو کامیاب کروانے کے لیے انتخابی مہم میں کردار ادا کیا۔

☆۔ پاکستان معرض وجود میں آنے سے کچھ عرصہ پہلے صوبہ سندھ کے معروف روحانی بزرگ حضرت پیر سید صبغۃ اللہ قادری پگاڑو شہید نے حصول آزادی کے لیے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا جس کے پاداش میں انگریز نے آپ کو باغی قرار دے کر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، پیر صاحب کی گدی کو غیر قانونی قرار دے دیا، رہائشی مکانات کے نام و نشان مٹا دیئے اور پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو بچپن میں ملک بدر کر کے فرانس پہنچا دیا۔ قیام پاکستان کے بعد پیر صاحب کے لاکھوں عقیدتمندوں اور مریدوں (جن کو عرف عام میں حُر مجاہدین کہا جاتا ہے) نے پاکستان سے بیزاری کا اظہار کیا اور اپنے محبوب کی تلاش میں نکل پڑے۔ ایسی صورتحال ملک و

ملت کے لیے خطرناک اور کمزوری کا سبب بن سکتی تھی۔ اس صورتحال پر قابو پانے اور استحکام پاکستان کے لیے 1952ء کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ علماء پر مشتمل ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان خواجہ نظام الدین سے ملاقات کی اور پیر جو گوٹھ (سندھ) کی گدی بحال کرائی۔ اور حکومتی اثر ورسوخ سے فرانس سے پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو پاکستان میں لایا گیا۔

☆۔ 1955ء میں سعودی عرب کے حکمران شاہ فیصل ہندوستان آئے تو انہوں نے عام رواج کے مطابق گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔ 17 مارچ 1972ء کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے معروف سوشلسٹ راہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ دورہ بھارت کے دوران جنرل محمد ضیاء الحق نے رنگون (انڈیا) میں مہاتما بدھ کے مندر پر گھنٹیاں بجائیں جو ایک غیر اسلامی رسم تھی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1958ء کو دورہ روس کے دوران سوشلسٹ لیڈر لینن کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے صاف انکار کر دیا تھا، آپ واحد غیر ملکی تھے جنہوں نے انکار کیا۔

☆۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد ہوئی جس میں علماء، مشائخ اور عوام نے بھرپور ذوق وشوق سے شرکت کی۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوشش سے مدینہ منورہ سے آپ کے سسر حضرت علامہ مفتی فضل الرحمان مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر پاکستان "سنی کانفرنس" میں شرکت کے لیے آئے، کانفرنس سے عربی زبان میں خطاب کیا جبکہ اردو ترجمہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیش کیا۔

☆۔ آپ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کی اور ملک کی نازک صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے کا انہیں مشورہ دیا۔

☆۔ فوجی افسروں کی موجودگی میں آپ نے یحییٰ خاں کو ڈانٹ پلادی، میز سے شراب اٹھانے اور آئندہ شراب نوشی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

☆۔قومی اسمبلی میں آپ کے خطاب کے دوران جبکہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بھی موجود تھے، آپ کے پان کھانے پر طنز ہوئی تو آپ نے برملا جواب دیا: پان کھاتا ہوں شراب تو نہیں پیتا۔

☆۔پہلی تعارفی ملاقات میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا: اچھا یہ مولانا نورانی ہیں جو حکومت کے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔تو آپ نے بلا تاخیر جواب دیا: حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دیا کرے تو ہمیں نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔

☆۔1970ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سیکولرازم کے تحت روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی، عام انتخابات میں اکثریت حاصل کر کے بلا مقابلہ وزیر اعظم بننے کا خواب دیکھ کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کا سوچنے لگے تو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ "نظام مصطفیٰ ﷺ" کا جھنڈا لیکر میدان عمل میں نکل آئے اور بھٹوازم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ان کے مقابلے میں وزارتِ عظمٰی کا الیکشن لڑا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلامی اقدار و شعائر اور وطن عزیز کا دفاع کیا۔

☆۔1970ء کی قومی اسمبلی میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

☆۔1970ء کی قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں تحفظ ختم نبوت اور آئین کو اسلامی بنانے کے لیے آواز بلند کی۔

☆۔پارلیمانی لیڈر، قائد حزب اختلاف اور دستور ساز کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے آپ نے تدوین آئین کے لیے 280 دفعات اور 208 ترامیم پیش کیں۔اور آخر میں آئین میں پائی جانے والی کمزوریوں پر نوٹ بھی تحریر فرمایا۔

☆۔تحریک ختم نبوت 1974ء کے موقعہ پر قادیانیوں کے راہنما مرزا ناصرالدین کو قومی اسمبلی میں لایا گیا، تو انہوں نے اپنے مؤقف پیش کرنے کے دوران تحذیر الناس (مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور تقویۃ الایمان (مصنف مولوی محمد اسماعیل دہلوی) کتب کا سہارا لینا چاہا تو امام نورانی

صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوراً کہا: ایک عرصہ پہلے ہمارے علماء ان کتب کے مصنفین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ آپ کے اس جواب سے اسمبلی میں سناٹا چھا گیا۔ اور مرزا ناصرالدین اس قدر بدحواس ہوا کہ بار بار پانی پینے کے علاوہ کچھ بھی نہ کر سکا۔

☆۔ قومی اسمبلی میں بحث کے دوران آپ نے مرزا ناصرالدین کے 360 سوالات کے الگ الگ جواب دیے۔

☆۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کے موقع پر آپ نے قادیانیوں کے لاہوری گروپ اور دوسرے قادیانی گروپوں کی طرف سے پچاس لاکھ (ایک روایت کے مطابق ایک کروڑ روپے) کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: اے ظالمو! تمہیں ہمارے سامنے آنے کی جراءت کیسے ہوئی؟ جاؤ یہاں سے نکل جاؤ ہمارا سودا بازارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکا ہے اور تمہاری پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر۔ ہمارے جوتے کی نوک تمہاری پیشکش سے زیادہ قیمتی ہے۔

☆۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدوجہد سے آئین میں مسلمان کی تعریف، پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، سربراہ وطن عزیز کا مسلمان ہونا اور اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا۔

☆۔ آپ کی قرارداد ختم نبوت پر حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے نتیجے میں پچاس ہزار (50,000) قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

☆۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں پارلیمانی لیڈروں کو ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن میں براہ راست اپنا نقطہ نظر عوام کے سامنے پیش کرنے کی دعوت دی گئی تو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکومت کی وعدہ خلافیوں، آئینی کمزوریوں اور حکومت کی گمراہ کن پالیسیوں پر جراء تمندانہ تنقید کی اور اپنی طرف سے اصلاحی نقطہ نظر بھی تفصیل سے پیش کیا۔

☆۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت پاکستان نے ایم۔ اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا۔ اس سند کے حامل

علماء کرام فوج میں اور تعلیمی اداروں میں بھرتی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے 18 مئی 1973ء بمطابق سرکاری حکمنامہ: P.A.O 73.67 کے ذریعے مندرجہ ذیل اکتیس (31) مدارس اہل سنت کے فارغ التحصیل علماء وفضلاء کی اسناد کو بھی افواج پاکستان اور سرکاری تعلیمی اداروں میں بھرتی کے لیے منظور کیا گیا:

☆ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد ☆ جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد ☆ جامعہ انوار العلوم عربیہ، ملتان ☆ جامعہ مظہر العلوم، ملتان ☆ جامعہ تجوید القرآن، لاہور ☆ جامعہ نعیمیہ، لاہور ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ☆ جامعہ نعمانیہ رضویہ، لاہور ☆ جامعہ غوث العلوم، لاہور ☆ دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور ☆ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم، لاہور ☆ جامعہ شمسیہ فیض العلوم، لاہور ☆ جامعہ برکات العلوم، لاہور ☆ جامعہ قدوسیہ، لاہور ☆ دارالعلوم فریدیہ، بصیر پور ☆ جامعہ فریدیہ، ساہیوال ☆ جامعہ اشرف المدارس، اوکاڑہ ☆ جامعہ عنائیتیہ، خانیوال ☆ جامعہ نوریہ رضویہ، بھکھی شریف ☆ جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات ☆ جامعہ رضویہ سراج العلوم، گوجرانوالہ ☆ جامعہ حنفیہ رضویہ، سیالکوٹ ☆ جامعہ شمس العلوم، سیال شریف ☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ، بھیرہ ☆ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی ☆ جامعہ سراج العلوم، خانپور ☆ جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر ☆ جامعہ رکن الاسلام مجددیہ، حیدرآباد ☆ جامعہ غوثیہ، پشاور ☆ جامعہ رحمانیہ رضویہ، ہری پور ہزارہ۔ (محمد سلیم مست: فاتح مرزائیت ص 27)

☆۔ 1977ء کو تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلی تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے، اس تحریک کا نام تجویز کیا، قیادت کی، اس موقع پر گرفتار کیے گئے اور گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (سندھ) کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھے گئے جہاں پانی جیسی بنیادی سہولت سے بھی محروم کیا گیا لیکن آپ نے حکمران طبقہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم ان سے بھی زیادہ تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

☆۔ جناب صاحبزادہ پیر امین الحسنات شاہ بن پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا مسئلہ حل کروایا۔

☆۔صاحبزادہ علامہ ارشد سعید کاظمی صاحب کوصدام یونیورسٹی، بغداد میں داخلہ دلوایا۔

☆۔1978ء کو کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' ملتان منعقد کر کے فعال کردار ادا کیا اس موقع پر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر آپ کو ''قائد اہل سنت'' کا لقب دیا۔

☆۔1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان ''میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے اہل سنت کو متحد اور بیدار کرنے کے لیے کردار ادا کیا۔

☆۔کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر کی طرف سے دیے گئے ایک استقبالیہ میں آپ نے ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا، خطاب کے اختتام پر کیپ ٹاؤن کے میئر نے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''سفیر اسلام'' کا خطاب دیا۔

☆۔مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور اقتدار میں بھی آپ واحد لیڈر تھے جو قائد حزب اختلاف کا کردار ادا کرتے رہے۔مطلق العنان حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہتے رہے اور اپنی جماعت کا پیغام ''مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ'' گھر گھر پہنچایا۔

☆۔جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے وفاق اور صوبوں میں وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: یہ طرز عمل ہمارے اسلاف کے طریقہ کے خلاف ہے لہذا خون شب مارتا ہوا میں غیر آئینی اور غیر جمہوری حکومت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

☆۔آپ نے ایشیا کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے عراق، ایران جنگ بند کروانے کے لیے اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری سے مذاکرات کیے۔

☆۔آپ نے ''حنفی یونیورسٹی بغداد'' کی نصابی کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے یونیورسٹی میں حنفی طلباء کے داخلہ کو یقینی بنانے کے لیے فعال کردار ادا کیا۔

☆۔آپ کی جراء تمندانہ، ولولہ انگیز اور بے لوث قیادت میں جمعیت علماء پاکستان (جو ایک پسماندہ تنظیم تصور کی جاتی تھی) چاروں صوبوں میں فعال اور صف اول کی سیاسی جماعت بن گئی۔

☆۔ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے آپ کی ادارت میں ماہنامہ ''دی میسیج'' کا اجراء ہوا جو کثیر

تعداد میں شائع ہوتا رہا اور دنیا بھر میں اس کی ترسیل مفت کی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں دس لاکھ سے زائد مذہبی کتب شائع کروا کر دنیا میں مفت تقسیم کروائیں۔

☆۔ 1990ء میں وطن عزیز میں لسانیت اور فرقہ واریت کا طوفان امڈ آیا جس کے نتیجہ میں معزز شہریوں کا جانی و مالی نقصان ہوا اور خانہ جنگی کی فضا قائم ہوگئی جس سے وطن عزیز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ ایسی صورتحال میں امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رفقاء کے ساتھ آگے بڑھے اور مختلف مذہبی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ تمام جماعتوں کے سربراہوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ان میں احساس ذمہ داری کا تصور اجاگر کیا جس کے سبب عداوت محبت میں، انتقام عفو و درگزر میں اور قتل و غارت امن و آشتی میں تبدیل ہوگئی۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ملت اسلامیہ کو بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

☆۔ عالم کفر (یہودیت و عیسائیت) اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے جدید سے جدید حربے اور طریقے استعمال کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ اور دیگر غیر اسلامی ممالک مؤثر انداز میں سرپرستی اور مالی امداد کر رہے ہیں۔ عالم کفر کا مقابلہ کرنے اور عالمی سطح پر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1972ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور دنیا بھر میں اس کی شاخیں قائم کر کے امریکہ وغیرہ کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

☆۔ آپ کی سرپرستی میں دنیا کے 76 ممالک میں اٹھارہ سو (1800) کے لگ بھگ دینی مدارس اور مساجد قائم کی گئیں جن میں لاکھوں طلباء علوم اسلامیہ کی تحصیل میں مصروف عمل ہیں۔

☆۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں چالیس (40) سے زائد تنظیمیں دنیا بھر میں سرگرم عمل ہیں۔ 1

1۔ یہ تمام نورانی کارنامے کتاب "شاہ احمد نورانی" مؤلف مولانا ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی، "ایک عالم ایک سیاستدان" مؤلف سید محمد حفیظ قیصر، مجلہ "انوار رضا" از ملک محمد محبوب الرسول قادری "گلہائے حسن عقیدت" از علامہ مہر محمد خان ہمدم اور ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور شمارہ مارچ 2004ء ص 204 سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)

چودھواں باب

معمولاتِ قائد اہلِ سنت رحمہ اللہ تعالیٰ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ زندگی بھر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، عالمی سطح پر غلبہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لیے کوشاں رہے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے کبھی اسمبلی میں وقت کے فرعونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہی، کبھی وطن عزیز کے طول و عرض کے طوفانی دورے کیے اور کبھی بیرون ملک (دنیا بھر) کے دورے کیے۔ الغرض آپ سفر میں ہوتے یا حضر میں اپنے روحانی و مذہبی معمولات پر باقاعدگی سے عمل کرتے۔ آپ کے معمولاتِ زندگی کی چند مختصر جھلکیاں سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆۔ آپ رات چار بجے نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جاتے اور تا نماز فجر سلسلہ عالیہ علیمیہ رضویہ کے اوراد و وظائف میں مصروف رہتے۔ آغاز بلوغ سے لیکر تا وصال نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے رہے۔

☆۔ دلائل الخیرات، حزب البحر، تلاوت قرآن اور دیگر اوراد و وظائف کا روزانہ باقاعدگی سے ورد کرتے۔

☆۔ نماز پنجگانہ بروقت اور باجماعت ادا کرتے۔

☆۔ فجر کی نماز کے بعد حفاظ کرام سے قرآن پاک کے دو پاروں کا دور کرتے۔ اگر سفر کے سبب حفاظ کرام میسر نہ ہوتے تو اکیلے ہی دو پارے تلاوت کرتے۔

☆۔ صبح کے وقت ہلکا پھلکا اور سادہ (دلیہ وغیرہ سے) ناشتہ کرتے، یہی آپ کی صحت کا راز تھا۔

☆۔ مختلف انگریزی اور اردو اخبارات کا بغور اور تا دیر مطالعہ کرتے۔

☆۔بروقت ورلڈ اسلامک مشن کے دفتر پہنچتے جہاں نماز ظہر تک مذہبی و سیاسی مسائل حل کرتے مختلف شخصیات کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا، جن سے تبادلہ خیال بھی ہوتا اور دنیا بھر سے ٹیلی فون بھی آتے رہتے۔

☆۔نماز ظہر ادا کرنے کے بعد گھر واپس آ جاتے، کھانا تناول کرتے اور کچھ دیر تک آرام (قیلولہ) کرتے۔آپ کا کھانا سادہ ہوتا، کھانے میں مرغوب غذا لوکی شریف یعنی کدو شریف تھی۔اپنے اہل خانہ اور مہمانوں کو بھی کدو شریف کھانے کی تاکید و ترغیب دیتے کیونکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆۔نماز عصر ادا کرنے کے بعد وطن عزیز سے آئے ہوئے مختلف وفود اور بین الاقوامی شخصیات سے تبادلہ خیال کرتے۔

☆۔نماز مغرب کے بعد حفاظ کرام سے دو پاروں کا دور کرتے۔اوقات تلاوت میں ملاقات کے لیے آنے والوں سے عام طور پر معذرت کر لیتے۔

☆۔تلاوت قرآن کے بعد مریدین، معتقدین اور دوسرے لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب اپنے مکان پر "محفل ذکر و نعت اور وعظ" منعقد کرتے۔محفل کے اختتام پر آپ عالم اسلام کی ترقی و عروج اور سلامتی کے لیے رقت انگیز دعا کرتے۔پھر نورانی لنگر اپنے دست اقدس سے تقسیم کرتے۔

☆۔سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لباس زیب تن کرتے جو دستار، جبہ، پائجامہ اور ٹوپی پر مشتمل ہوتا۔

☆۔سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کھانے کے وقت کھجوریں استعمال کرتے اور اہل خانہ سے عربی زبان میں گفتگو کرتے۔

☆۔اپنے خطاب کا آغاز درود پاک اور قصیدہ بردہ شریف کے اشعار سے کرتے جس سے سامعین پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

☆۔آپ کی گفتار، رفتار، خورد و نوش اور دیگر امور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار تھے۔

☆۔نماز عشاء کے بعد کھانا تناول کرتے اور مہمانوں کو بھی خود ہاتھ دھلا کر کھانا پیش کرتے۔

☆۔کھانا کھانے کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا جو رات ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا۔

☆۔مہمانوں کا استقبال کرتے، ہر ایک کی بات توجہ سے سماعت کرتے اور ان کی روانگی کے وقت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چند قدم ساتھ چل کر الوداع کہتے۔

☆۔مذہبی اور سیاسی امور میں اصولوں پر سختی سے عمل کرتے۔

☆۔مذہبی، سیاسی اور تاریخی کتب کا ذوق و دلچسپی سے مطالعہ کرتے۔

☆۔دوران سفر قرآن پاک، ریاض الصالحین، دلائل الخیرات اور حزب البحر وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے۔

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وظیفہ حزب البحر کی تاثیر کے حوالے سے جناب میر علی خاں تالپور سابق وزیر دفاع پاکستان کا بیان کردہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے بیان کیا کہ:

> ''ایک وقت آیا کہ جنرل محمد ضیاء الحق مخالفت کی وجہ سے شاہ احمد نورانی سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہوں نے اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے اکثر مولویوں کو دانہ دنکا ڈال کر اپنے ساتھ ملا لیا لیکن مولوی نورانی قابو نہیں آیا، جنرل ضیاء الحق نے مولانا کو رام کرنے کے لیے مجھے اشارہ کیا، مگر مولانا نورانی نہ میرے قابو آئے نہ ضیاء کی انٹیلی جنس انہیں رام کر سکی۔ آخر کار جنرل ضیاء نے فیصلہ کیا کہ ائر مارشل محمد اصغر خاں کی طرح مولانا نورانی کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا جائے۔ میں نے جنرل ضیاء الحق کو بتایا اس مولوی کو چھوڑ دیں یہ عام لوگوں میں قرآن پڑھتا ہے تو لوگوں کے دل دھل جاتے ہیں، جب قصیدہ بردہ پڑھتا ہے تو میں دستہ بستہ کھڑا ہو جاتا ہوں مگر سنا ہے کہ وہ رات کو حزب البحر پڑھتا ہے اس وظیفہ کی مار، سات سمندروں کی تہوں میں بھی اپنے مخالف کو نشانہ بناتی ہے۔ جنرل ضیاء مرحوم نے مولانا کی نظر بندی کا خیال چھوڑ دیا''۔1

☆۔اپنے بڑے سے بڑے سیاسی مخالف کے بارے میں دلی عداوت نہ رکھتے بلکہ بروقت اصولی جواب ارشاد فرما دیتے۔

1 اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: جہان رضا شمارہ جنوری 2004ء ص 24

☆۔علماء، مشائخ، بین الاقوامی شخصیات اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارکنوں کا دلی احترام کرتے اوران کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کرتے۔

☆۔تمام امور و مسائل میں امن و سلامتی کا راستہ اختیار کرتے۔کسی کارکن کو قتل و غارت، انتقامی کاروائی کرنے اور قومی و ملکی املاک کو نقصان پہنچانے کی ہرگز اجازت نہ دیتے۔

☆۔سیاسی اصولوں کی مذہبی اصولوں کی روشنی میں تطہیر و تہذیب کرتے اوران پرسختی سے عمل کرتے۔

☆۔سیاسی اختلاف کو ذاتی مخالفت و عداوت کا ہرگز رنگ نہ دیتے بلکہ سیاسی مسائل کا سیاسی حل تلاش کرتے۔

☆۔تکبر و غرور اور انانیت کے بتوں سے سخت نفرت کرتے۔

☆۔اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں ہرگز غفلت سے کام نہ لیتے بلکہ کارکنوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت و سستی ترک کرنے کی تاکید و تلقین کرتے۔

☆۔تمام سیاسی امور جمعیت علماء پاکستان کے دستور اور اراکین مجلس عاملہ و شوریٰ کی رائے کے مطابق طے کرنے پر فخر محسوس کرتے۔اور خود کو کبھی بھی اصولوں اور دستور سے بلند و بالا تصور نہ کرتے۔

قائد اہل سنت حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ قرآن، عالمی مبلغ اسلام اور ممتاز ترین قاری تھے۔قرآن پاک سے آپ کو دلی لگاؤ اور محبت تھی کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت بھی رمضان المبارک میں ہوئی اور قرآن پاک کا نزول بھی رمضان المبارک میں ہوا تھا۔جب آپ خوش الحانی سے تلاوت قرآن کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا قرآن اتر رہا ہے۔آپ کی لحن داؤدی سن کر راہگیر لوگ رک جاتے اس وقت تک آگے نہ جاتے جب تک تلاوت قرآن کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا اور سامعین پر رقت طاری ہو جاتی۔آپ تا حیات سفر و حضر میں روزانہ چار پاروں کا دور کرتے رہے۔ماہ رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی آپ تمام سیاسی مصروفیات ترک کر کے معمولات رمضان کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو جاتے۔آپ نے جناح مسجد، برنس روڈ کراچی میں 66 سال تک نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا۔البتہ 1973ء میں تدوین و تکمیل آئین پاکستان اور 1984ء میں دل کا بائی پاس اپریشن کرانے کے سبب دو سال نماز تراویح میں قرآن نہ سنا سکے۔جہانگیر پارک، کراچی کی سالانہ محفل شبینہ میں پارہ نمبر 1,13,30 باقاعدگی سے سناتے، پورا رمضان 250 افراد کی سحری و افطاری کا اہتمام

کرتے۔ رمضان بھر میں رات کو صرف ایک گھنٹہ آرام کرتے۔ روزانہ نماز تراویح کے بعد پون گھنٹہ تک درس قرآن دیتے۔ 10 رمضان المبارک سے 20 رمضان المبارک تک جلسوں کا اہتمام ہوتا جن میں آپ خطاب کرتے۔ 20 رمضان المبارک کے بعد تا آخر رمضان شبینوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا جن میں آپ شمولیت فرماتے اور خطاب کرتے۔ قران سنانے یا تبلیغی خدمات کے عوض نذرانہ وغیرہ وصول نہ کرتے۔ تلاوت قرآن کی سماعت کا ذوق رکھنے والے حضرات ماہ رمضان کا آغاز ہوتے ہی ملک بھر سے کراچی کے ہوٹلوں میں قیام پذیر ہو جاتے۔ قائد اہل سنت کی آواز میں تلاوت قرآن سننے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے نماز تراویح، نماز تہجد اور نورانی شبینہ میں شامل ہوتے۔ آپ ہر رمضان المبارک میں تین قرآن ختم کرتے۔ ایک نماز تراویح میں، دوسرا نوافل میں اور تیسرا نماز تہجد میں۔ اپنی والدہ محترمہ کی خواہش کے احترام میں 1954ء سے لیکر 2003ء تک کچھی میمن مسجد، صدر کراچی میں رمضان المبارک میں نماز تہجد میں دو قرآن پاک سنانے کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رکھا۔ 1950ء کے آخری عشرے میں آپ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کیماڑی، کراچی کے جزیرے میں کشتیوں پر بھی چند سال تک نماز تہجد اور شبینہ میں قرآن پاک سناتے رہے۔ 1970ء میں کراچی کی مختلف مساجد و مقامات میں قرآن پاک سنایا۔ 1979ء میں آپ نے جہانگیر پارک صدر، کراچی میں "نورانی شبینہ اور اجتماعی دعاء" کا پروگرام شروع کیا جس کا اہتمام جناب عبداللہ قادری صاحب کرتے تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصف صدی تک شبینہ کی شکل میں قرآن پاک سنا کر وطن عزیز کے لوگوں میں تلاوت قرآن، قرآن فہمی اور محافل شبینہ کے انعقاد کا ذوق پیدا کر دیا۔ اب آپ کی تقلید میں ریڈیو پاکستان، ٹیلی وژن، مساجد، رہائشگاہوں اور پبلک مقامات پر بھی محافل شبینہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا معمولات نورانی پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معمولات مبارکہ کسی عام شخص کے نہیں بلکہ کسی امام وقت، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مجدد عصر، اور ولی کامل کے ہو سکتے ہیں۔ آپ یقیناً امام العصر تھے اور ولی کامل بھی، قائد ملت اسلامیہ تھے اور عاشق رسول بھی۔ آپ کی قیادت و سیادت ولایت و امامت اور عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ اور مشاہیر نے تسلیم کیا ہے۔

★ ★ ★

امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہوریت

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

تحریک قیام پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اہل سنت نے آل انڈیا سنی کانفرنس اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھرپور کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد بدقسمتی سے مسلم لیگ اور حکومت پاکستان پر ایسے لوگ مسلط ہو گئے جنہوں نے قربانیوں کی پرواہ کیے بغیر حصول پاکستان کے مقصد کو پس پشت ڈال دیا اور نفاذ اسلام کو نظر انداز کر دیا۔ ایسے مایوس کن حالات میں علماء و مشائخ اہل سنت نے مسلم لیگ سے علیحدگی اور اہل سنت کی نئی سیاسی جماعت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ 1948ء میں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر مدرسہ عربیہ انوار العلوم، ملتان میں ملک بھر کے ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ''جمعیت علماء پاکستان'' کا اعلان کیا گیا۔ جمعیت علماء پاکستان نے مختلف تحریکوں، جلوسوں، جلسوں کے ذریعے اور حالات حاضرہ کے ردعمل میں حصہ لیکر اپنا وجود برقرار رکھا لیکن ایک پسماندہ اور مذہبی جماعت سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں تھی۔ اس کا صوبائی و ضلعی دفتر تھا اور نہ مرکزی بلکہ موجودہ سربراہ کی بیٹھک ہی اس کا دفتر ہوا کرتا تھا۔ جمعیت علماء پاکستان کو ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے حکومت وقت کی کنیز بنا دیا گیا تھا بلکہ جمعیت نصف درجن حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔

1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابو البرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ قادری امیر حزب الاحناف، لاہور کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کا مشترکہ سربراہی اجلاس دار العلوم حزب الاحناف، لاہور میں منعقد ہوا۔ مفتی اعظم کی خواہش کے احترام میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد

نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدارت کی۔ آپ نے سیاسی بصیرت وتدبر اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام گروپوں کو ایک پلیٹ فارم پر نہ صرف متحد کر دیا بلکہ باقاعدہ جمعیت علماء پاکستان کا منشور بھی تیار کروایا اور عملی سیاست میں حصہ لینے کے لیے علماء ومشائخ اہل سنت اور عوام کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے تاریخ پاکستان میں پہلی مرتبہ حصہ لیا اور توقع سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔

جمعیت علماء پاکستان کی قیادت سنبھالتے ہی امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعیت کے تمام سیاسی معاملات جمہوری اصولوں کے مطابق چلانے کا فیصلہ کیا، جس پر تاحیات کاربند رہے۔ دوسری جماعتوں سے اشتراک واتحاد کا مسئلہ ہو یا قومی وملی تحریکات میں شمولیت ومعاونت کا، جمعیت کے منشور کی خلاف ورزی کے ارتکاب کے باعث کسی شخصیت کے اخراج کا مسئلہ ہو یا کسی راہنما کے استعفاء منظور کرنے کا اور یا ٹکٹوں کی تقسیم کا مرحلہ ہو۔ آپ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کے فیصلوں کے مطابق چلنا پسند کیا۔ ہمیشہ جمہوریت اور اصولوں کو اپنایا، کبھی بھی اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی اور نہ انفرادی طور پر کوئی فیصلہ کیا۔ چونکہ آپ عالم ربانی، فاضل اجل اور عالمی مبلغ اسلام تھے اس لیے اسلامی جمہوریت کے اصولوں سے باخبر تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے میدان عرفات میں خطبہ حجۃ الوداع کے دوران اسلامی جمہوریت کے حوالے سے فرمایا:

"لَا فَضلَ لِعَرَبِي عَلَى عَجَمِيّ وَلَا لعَجمِيّ عَلَى عَرَبِيّ اِلَّا بالتَّقوىٰ"

ترجمہ: کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں ہے مگر پرہیزگاری کے ساتھ۔

خوف خدا رکھنے والے اور عدل وانصاف کا پرچم بلند کرنے والے حکمران بھی اسلامی جمہوریت اور مساوات پر یقین رکھتے تھے۔ ان کے ہاں تو جمہوریت کا یہ عالم تھا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمہوری اصولوں کے پیش نظر عوامی رابطہ مہم کو کبھی نظرانداز نہیں کیا بلکہ جمعیت کے دیگر قائدین کی رفاقت میں وطن عزیز کے کئی بار طوفانی دورے کیے اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ونشریات علامہ شبیر احمد ہاشمی صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی بھی کیا برق گفتار شخصیت ہیں کہ وہ قافلۂ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتدار میں لانے کے لیے سیماب کی طرح اضطراب ہیں۔ صبح ومسا سفران کا گہنا اور تقریر وخطاب ان کا زیور ہے۔ عوام سے رابطہ تو ہر سیاسی رہنما کی ضرورت ہوتا ہے مگر مولانا نورانی اپنی جماعت کے ہر مسئلہ میں عوام سے رابطے کو اتنا ہی لازمی جزو سمجھتے ہیں جتنا جسم کے لیے روح ہے۔ قائد اہل سنت، نگاہِ بلند، سخن دلنواز اور جاں پرسوز کا رختِ سفر رکھنے والے میر کارواں ہیں۔ جمعیت کے بدلتے ہوئے تنظیمی حالات، ملک کی روز وشب، پلٹا کھانے والی کیفیات نے عوامی رابطہ کو اور زیادہ ضروری کر دیا ہے اسی لیے اس مرد دانائے راز نے یہ سفر اختیار کیا۔ جس کا عنوان ہے "قائدین خادمین کی عدالت میں"[1]

1987ء میں جمہوریت کے فروغ کے حوالے سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قابل فخر پروگرام تشکیل دیا کہ ملک بھر کی ہر ڈویژن میں جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں کا تربیتی کنونشن منعقد کیا جائے جس میں جمعیت کے قائدین مختلف موضوعات پر تربیتی لیکچرز دیں۔ کنونشن کے دوران کارکنوں کو براہ راست قائدین سے سوالات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور قائدین سوالات کے جوابات دیں۔ اس پروگرام کو "قائدین خادمین کی عدالت میں" کا نام دیا گیا۔ اس پروگرام کا پہلا کنونشن 19 تا 27 ستمبر 1987ء کو جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں زینت القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب نے تلاوت قرآن کی، قاری امانت علی صاحب نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ علامہ مفتی غلام سرور قادری صاحب نے درس قران دیا، علامہ مفتی محمد عبداللہ قصوری صاحب نے درس حدیث دیا

1. سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں ص 2

اور دیگر قائدین جمعیت نے تربیتی مقالات پیش کیے، حسب اعلان کارکنوں نے براہ راست قائدین سے سوالات کیے اور جوابات سنے۔ حسب پروگرام مختلف ڈویژن میں منعقدہ کنونشنوں کے مواقع پر دیگر قائدین کی طرح قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی کارکنوں کی طرف سے سوالات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ سے کیے گئے چند مشہور سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

کنونشن کے موقع پر کارکنوں کی طرف سے قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا جب بھی وطن عزیز پر مشکل وقت آتا ہے تو جمعیت علماء پاکستان کی قیادت بیرون ملک کیوں چلی جاتی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ملک کے ہر مشکل وقت میں جمعیت کی قیادت ملک سے باہر ہوتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ 1970ء کے بعد ملک میں مشکل وقت یہ تھے: "1973ء میں آئین سازی"، جس کے لیے پیپلز پارٹی کی قومی اسمبلی میں اکثریت تھی اور وہ آئین کو اپنی مرضی کے مطابق بنانا چاہتے تھے۔ بھٹو صاحب کا ذہن اسلامی نہیں سیکولر تھا اور ان کے ارکان قومی اسمبلی اپنے ضمیر کی بجائے بھٹو صاحب کی رضا جوئی کو اہمیت دیتے تھے اور ہمارے ایک دوست جن کی لائن کبھی نہیں کٹی مگر آج کل کٹی ہوئی ہے وہ ان کے مذہبی ابوالفضل تھے۔ وہ لوگ آئین کو سوشلسٹ بنیادوں پر بنانا چاہتے تھے۔ مگر مذہب پر اتنا احسان کرنے پر آمادہ تھے کہ سوشلزم کا نام مساوات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رکھ لیں۔ مگر جمعیت علماء پاکستان نے اپنے تین ارکان قومی اسمبلی کے کٹ جانے کے باوجود اس لادینی ذہن کا مقابلہ کیا اور 1973ء کے آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب اور سربراہ مملکت کو مسلمان قرار دلوایا۔ اس طرح سوشلزم، کمیونزم، سیکولر، آمریت اور جمہوریت کشی سے ملک کو بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ملک میں دوسرا اہم موقعہ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں نے مسلمان طلباء پر حملہ کیا اور یہ مسئلہ تحریک ختم نبوت کی شکل میں پھیل گیا۔ جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کے

اندر اور باہر تحریک ختم نبوت کی قیادت کی۔ جمعیت کے لاکھوں کارکنوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شہادت کے تمغے بھی اہل سنت کو ملے۔ جمعیت کے فیصلے کے مطابق میں چونکہ پارلیمانی پارٹی کا لیڈر تھا اس مسئلہ ختم نبوت پر مبنی ترمیم میں نے قومی اسمبلی میں پیش کی۔ جمعیت کے راہنماؤں اور کارکنوں نے پورے ملک میں مسئلہ ختم نبوت جو جمعیت کے منشور کے پہلے نکتہ مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا مظہر تھا۔ جمعیت کے ارکان قومی اسمبلی اور ان کے علاوہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا غلام علی اوکاڑوی نے ارکان قومی اسمبلی سے علمی و تحقیقی تعاون کیا اور جمعیت کی طرف سے مرزا ناصر آنجہانی پر 180 سوالات داخل کرائے گئے، اسی اثناء میں قادیانیوں نے پچاس لاکھ روپیہ نقد میرے سامنے ڈھیر کر دیا کہ میں بنی ترمیم سے قادیانی اور لاہوری کا لفظ واپس لے لوں مگر ہم نے اس کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ ہمارا سودا بازار مصطفیٰ ﷺ میں ہو چکا ہے۔ اس طرح پاکستان کے متفقہ آئین 1973ء میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا شرف بھی جمعیت کو حاصل ہوا اور اس موقعہ پر جمعیت کی پوری قیادت ملک میں موجود رہی۔ یہاں تک کہ 4 ستمبر 1974ء کو بھٹو صاحب کو ہمارے مطالبات کو تسلیم کرنا پڑا۔

ایک اور اہم موقعہ ملک میں متحدہ جمہوری محاذ کی بھٹو کے خلاف تحریک تھی جس میں جماعت اسلامی نے غداری کرتے ہوئے سیلاب کا بہانہ بنا کر قوم کی کمر میں خنجر گھونپا تھا مگر جمعیت علماء پاکستان نے جمہوری محاذ کا 28 فروری 1973ء کو اسلام آباد ایم این اے ہاسٹل میں میرے کمرے میں متحدہ اپوزیشن کی سات جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس بلایا اور اس کی داغ بیل ڈالی اور جمعیت نے جمہوری محاذ کی تمام تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا مگر آخر میں محاذ کی کچھ جماعتوں کے بغض کا جمعیت کو شکار ہونا پڑا۔ جمعیت کی تحریک پر جمہوری محاذ نے اعلان اسلام آباد مرتب کیا۔ جمعیت ہی کی تحریک پر خان عبدالولی خان اور ان کی جماعت کے دوسرے ارکان اسمبلی نے بھٹو کے خلاف آئین کی اسلامی دفعات مرتب کرنے میں ہمارا ساتھ دیا حالانکہ وہ سیکولر ذہن کے سیاست دان تھے۔

ملک کا اہم ترین موقعہ قومی اتحاد کا قیام اور اس کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا جس میں جمعیت کی قیادت ملک سے باہر نہیں گئی بلکہ ملک میں موجود رہی اور قیادت کی۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے قومی اتحاد کے قیام میں قابل فخر کردار ادا کیا اور اس وقت جمعیت کے نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈوکیٹ کے مکان پر قومی اتحاد کی تشکیل ہوئی۔ جمعیت نے اپنے حق کے مطابق ٹکٹوں کے حصول کو مسئلہ نہ بنایا بلکہ اجتماعی سیاست کے فروغ کے لیے اپنے حق کی قربانی دی مگر قومی اتحاد کی تحریک میں دی گئی بے شمار قربانیوں کو مفاد پرست سیاست دانوں نے اپنی اغراض کی بھینٹ چڑھا دیا اور اسلام کی بجائے اسلام آباد کا رخ کیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ مارشل لاء لگوانے میں جمعیت نے جرنیلوں کی حمایت کی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں گڑھی خیرو، جیکب آباد سندھ میں نظر بند تھا اور سب سے آخر میں مجھے رہا کیا گیا تھا، مجھ سے ایک روز قبل اصغر خان اور دو روز قبل سردار شیر باز خان مزاری کو رہا کیا گیا۔ بھٹو صاحب نے ہماری رہائی سے قبل ہی قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم بنالی تھی۔ اس کے باوجود ہم نے مذاکرات میں رکاوٹ پیدا نہیں کی بلکہ قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم کی بروقت صحیح راہنمائی کرتے رہے مگر ہماری صداقت اور حق گوئی کو بھٹو حکومت اور اس کی چنیدہ قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم رکاوٹ سے تعبیر کریں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ہم نے صرف 1983ء میں ایم۔ آر۔ ڈی کی طرف سے چلائی جانے والی تحریک میں شمولیت نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعیت ایم۔ آر۔ ڈی کی رکن نہیں ہے اس لیے اس پر اس کی پابندی کا اطلاق بھی نہیں ہوتا۔ 2

کارکنوں کی طرف سے سوال کیا گیا کہ جمعیت علماء پاکستان کے لائق و فائق راہنماؤں کو جمعیت سے کیوں فارغ و خارج کیا گیا؟ تو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تسلی بخش جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کچھ لوگوں کو ضیاء الحق حکومت نے جمعیت سے توڑا اور وہ عین میدان جنگ میں جمعیت کی کمر میں خنجر گھونپ کر دشمن کی صفوں میں جا ملے۔ وہ لوگ جو دریاں بچھانے، جوتیاں سیدھی

2 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں ص 9-6

کرنے والے اور بستے اٹھانے والے تھے وہ یکا یک وفاقی وزارت سے ہمکنار ہو گئے، جو کباڑیے اور ٹین بیچنے والے تھے وہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کر کے لاکھوں میں کھیلنے لگے۔ ہم نے ایسے تمام لوگوں کو یک بنی دو گوش نکالا اور اس طرح جمعیت کو ان کے وجود سے پاک کیا۔ اب جمعیت کے خلاف کراچی میں سنیوں کے ووٹ تقسیم کرنے کے لیے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گروپ اور پنجاب میں جماعت اہلسنت کے ایک دھڑے کو متحرک کیا جا رہا ہے مگر انشاء اللہ یہ ساری سازشیں ناکام ہو جائیں گی اور آئندہ کوئی بھی حکومت جمعیت علماء پاکستان کی مرضی کے بغیر قائم نہ ہو سکے گی، صرف کارکنوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ مقصد سے خلوص اور والہانہ لگن سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتدار میں لایا جا سکتا ہے۔

ایک کارکن نے جمعیت علماء اسلام کے راہنما مفتی محمود کو محسن سرحد اور محسن اسلام کے الفاظ سے خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے سوال کیا اور ساتھ ہی بطور ثبوت ایک قومی اخبار کا تراشہ بھی پیش کیا۔ تو قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

میں نے مفتی محمود کے بارے میں الحمد للہ! آج تک کوئی ایسا بیان نہیں دیا اور یہ جو کچھ چھاپا جا رہا ہے جھوٹ ہے اور اس کے لیے آیئے مل کر پڑھیں: لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ ○ میری نظر میں مفتی محمود نے ملک کی جمہوری تاریخ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور انہوں نے جمہوریت کے قتل میں مجرمانہ کردار ادا کیا۔ اس جرم میں وہ جماعت اسلامی کے برابر شریک ہیں۔ انہوں نے ضیاء الحق کے زیر سایہ وزارتیں قبول کر کے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہداء سے غداری کا ارتکاب کیا۔ اس لیے میں ان کے بارے میں ایسا کوئی بیان نہیں دے سکتا۔ میرے پاس مفتی محمود کے ایک ساتھی محمد صادق کھوسہ آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ مفتی محمود، ضیاء الحق کی وزارتیں قبول کر کے شرمندہ ہیں اور وہ اب مل کر آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ جنرل ضیاء الحق قادیانی ہے مگر میں نے ملنے کے لیے مناسب وقت تک انتظار مناسب سمجھا۔

صوبہ سرحد کے دورہ کے دوران مشہور دشمن پاکستان عبد الغفار خان کی عیادت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

سرحدی گاندھی سرخپوش لیڈر خان عبدالغفار خان سے آج تک میری ملاقات اور تعارف بھی نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ دورۂ سرحد کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان صوبہ سرحد کے سربراہ حضرت پیر سید امیر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی نے مشورہ دیا کہ ہسپتال میں عبدالغفار خان داخل ہیں ان کی عیادت کر لینی چاہیے مگر ہم نے عبدالغفار خان سے ملاقات کی بجائے ان کے بیٹے خان عبدالولی خان سے چند منٹ میں ان کے والد کی طبیعت پوچھی اور میں اس کو غیر شرعی بھی نہیں سمجھتا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکین کی تیمارداری بھی فرمائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خان عبدالولی خان جب کراچی تشریف لاتے ہیں غریب خانے پر ملاقات کے لیے بھی آتے ہیں۔ نیز ولی خان باوجودیکہ وہ سیکولر سیاست کے علمبردار ہیں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت میں میری طرف سے پیش کی گئی ترمیم پر سب سے پہلے دستخط کیے۔ اس طرح انہوں نے ہمارے مؤقف کی تائید کی جبکہ ان کے اور ان کے والد خان عبدالغفار کے ساتھ ہمارے بنیادی اختلاف بھی موجود ہیں یعنی ہم غیر مسلموں، کافروں کو ایک قوم اور مسلمانوں کو الگ قوم تصور کرتے ہیں اور وہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کو ایک قوم جانتے ہیں۔ اور پھر صرف ملنے سے کیا ہوتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

آدمی آدمی سے ملتا ہے ۔۔۔۔۔ دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

نواب زادہ نصر اللہ کو بطور تحفہ "سگار" پیش کرنے پر سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

نوابزادہ نصر اللہ خان بڑے وضع دار اور شریف سیاستدان ہیں۔ سیاسی اختلاف رائے کے باوجود ہمارے ان سے اچھے تعلقات ہیں وہ ہر سال آموں کے تحفے ہمیں بھیجتے ہیں، میرے کوئی باغ تو ہیں نہیں کہ میں بھی انہیں جوابی تحفہ آم بھیجوں، میں نے عراق کے حالیہ دورے میں بغداد شریف سے سگار کا ایک ڈبہ خریدا جو انہیں پیش کر دیا اور یہ شرعی طور پر ناجائز بھی نہیں ہے اس لیے ان کو تحفہ دینے اور ان سے تحفہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سفر میں مختلف مواقع پر قائد جمعیت علماء پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ڈاکو جنرل محمد ضیاء الحق کی ظالمانہ اور غلط پالیسیوں پر امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کڑی تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

پاکستان کے اصلی حکمران صدر ضیاء الحق اہل سنت کے سخت دشمن ہیں۔ انہوں نے اب تک جمعیت کو نقصان پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا وہ انتہائی جھوٹے انسان ہیں۔ نجدیوں کے ایجنٹ اور امریکن دلال ہیں، انہوں نے اب تک جمعیت کی قیادت میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی، کبھی کہا کراچی کا الگ گروپ ہے اور پنجاب کا الگ۔ مگر قیادت نے اس سازش کو ناکام کر دیا۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ صدر ضیاء الحق نے صوبہ سندھ سے کچھ لوگوں کو خریدا اور وہ لوگ ضیاء الحق کی سازش کا شکار ہوئے۔

اک ذرا سی بات سے برسوں کے یارانے گئے ۔ اے مگر اچھا ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

موجودہ مسلم لیگ صدر ضیاء الحق کی پالتو تنظیم ہے اس کے تن مردہ میں اپنے اقتدار کے لیے وہ جان ڈالتے رہتے ہیں۔ ہمارا آئندہ مقابلہ انہی سے ہوگا۔ جمعیت کو سخت مقابلے درپیش ہیں۔ کچھ اپنے مار آستین لوگوں سے بھی معرکہ ہوگا جن کو صدر ضیاء الحق نے خرید کر اہلسنت سے کاٹا ہے۔ اگر جمعیت نے اب اپنی تنظیمی صورتحال کو نہ سنبھالا تو اہلسنت کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا کیونکہ آئندہ سیاسی جنگ ہماری موت وزیست کا مسئلہ ہے۔ ہمیں آئندہ انتخاب کے لیے اس طرح میدان عمل میں اترنا ہے کہ جمعیت کے بغیر کوئی بھی حکومت نہ بنا سکے۔ اگر ہم محنت کر کے ایک کروڑ سنیوں کو صرف ابتدائی رکن بنا لیں تو دو کروڑ روپیہ جمعیت کے خزانے میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں ملک کے کسی سرمایہ دار کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر اب سنیوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو یہ اہل سنت کی خودکشی ہوگی کیونکہ جنرل ضیاء الحق اور جماعت اسلامی اگر اقتدار میں آ گئے تو جس طرح نجدی فوجیں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر تباہی مچا چکی ہیں اسی طرح خدانخواستہ یہاں بھی کوئی ختم خواجگان دلانے والا نہیں ملے گا۔ جنرل ضیاء الحق اس وقت نجدیوں کے خوشامدی ایجنٹ اور ان کی وساطت سے امریکن ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ

جمعیت کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ وہ اب جمعیت میں منافقین کو بھی داخل کرائیں گے تا کہ جمعیت کے اندر انتشار پیدا کیا جاسکے۔ جنرل ضیاء الحق بھٹو کے انتہائی چاپلوس، خوشامدی اور انتہائی گھناؤنے کردار کے نیاز مند رہے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ بھٹو کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے اور پھر اسی بھٹو سے انہوں نے جو سلوک کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اس وقت جمعیت کی مشائخ سے قطعاً کوئی لڑائی نہیں ہے بلکہ آئندہ فروری میں جمعیت، مشائخ کا کنونشن بلا رہی ہے جس میں دعوت دینے کے لیے حضرت پیر سید برکات احمد شاہ کی قیادت میں رابطہ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ انجمن طلباء اسلام کو جمعیت نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ جو لوگ جمعیت سے غداری کر کے چلے گئے انہوں نے اپنے ذاتی مقاصد کے لیے 1981ء سے اے ٹی آئی کو ضیاء الحق کی بھینٹ چڑھا رکھا ہے۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے یہ صحیح کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق کا کوئی نعم البدل نہیں ہے اس لیے کہ سیاچین گلیشیئر کو طشتری میں سجا کر کوئی جنرل بھی بھارت کو پیش نہیں کر سکتا اور جنرل ضیاء الحق جیسا کوئی بھی بزدل جنرل نہیں ہے۔ یہ غلط ہے کہ جمعیت خونی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے بلکہ وہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ چاہتی ہے۔ جوں جوں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل قریب ہوتی جائے گی خود بخود روحانی انقلاب اپنی راہ ہموار کرتا چلا جائے گا۔ ختم خواجگان، تسبیح خوانی، کنج عافیت، دولت کا حصول سب کچھ ممکن ہے مگر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ان امور میں لطف ولذت پیدا نہیں ہوسکتی۔

جنرل ضیاء الحق اسلام کے نام پر ڈگڈگی بجا رہے ہیں، دس برس سے ملک کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اسلام آرہا ہے مگر دنیا جانتی ہے کہ اسلام تو موجود ہے ضیاء الحق دھوکہ دے رہا ہے کیونکہ اس کے منہ پر بھی اسلام نہیں ہے وہ برما کے مندر میں گھنٹہ بجا کر پھر بھی اسلام کے اجارہ دار بنتے ہیں جبکہ مسلمان بت پرست نہیں بت شکن ہوتا ہے، ضیاء الحق نے اس ملک میں اسلام کے نام پر اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ریفرنڈم کے نام پر کیا کہ جس سے مردوں میں بھی تہلکہ مچ گیا کہ بیس سال پہلے مرے ہوئے لوگوں کے ووٹ ڈالے گئے۔ گویا

اسلام کے نام پر مردے زندہ کئے گئے۔اس جنرل میں برطانیہ کی خاتون سربراہ مسز مارگریٹ تھیچر جتنی بھی غیرت نہیں ہے کہ اس نے سیاچین گلیشیر طشتری میں رکھ کر بھارت کو پیش کر دیا جبکہ تھیچر نے اپنے ملک کے ایک جزیرہ فاک لینڈ جو لندن سے دس ہزار میل دور ہے کہ غیر ملکی قبضے سے واپس لے لیا۔مگر ضیاء الحق نے پاکستان کا علاقہ دشمن کے قبضے میں دے دیا۔ضیاء الحق کے دور میں ملک کی نظریاتی سرحدوں کو نقصان پہنچا۔اس بزدل جنرل نے دفاع کو کمزور کیا۔ملک کو پولیس سٹیٹ بنایا اور میری نظر میں سب سے بڑا تخریب کار جنرل ضیاء الحق ہے۔جمعیت کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ایسے نظام کے لیے کوشش کریں جس میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہو زکوٰۃ دینے والا ہو۔ پاکستان کے موجودہ وزیر اعظم نے شاہی پیادہ کی حیثیت سے اپنے پانچ نکات کا اعلان کیا ہے مگر ضیاء الحق کا ایک ہی نکتہ ہے کہ ہمیشہ اقتدار میں رہنا ہے۔اور وزیر اعظم کے پانچ نکات کا مطلب پانچ سال اقتدار میں رہنا ہے۔عوام کا نہ پانچ نکات میں کوئی فائدہ اور نہ ضیاء الحق کے ایک نکتہ میں ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ عوام کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایہ زندگی اوراوڑھنا، بچھونا بنانے کی تلقین کی جائے۔[3]

اس مختصر تحریر سے قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جمہوریت پسندی، جمہوری اصولوں کی پاسداری، ان کے تحفظ اور ان پر عمل درآمد کرانے کی قابل فخر جدوجہد کے باعث آپ کو مجدد سیاست شرعیہ اور اسلامی جمہوریت کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

3 سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں ص15,22,56

سولھواں باب

حالات وخدمات امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک نظر میں

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات وخدمات سال بسال سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین کرام مختصر وقت میں آئینۂ نورانی کا مطالعہ کرسکیں۔

17 رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ مطابق یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

1930ء میں چار سال دس دن کی عمر میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے تسمیہ خوانی سے تعلیم کا آغاز کیا۔ 1934ء میں آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن مع تجوید کی تکمیل کی۔

1947ء میں مدرسہ اسلامیہ، میرٹھ (بھارت) سے درس نظامی (علوم اسلامیہ) کی تکمیل کی۔

1947ء میں حضرت شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اور والد گرامی حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت کا اعزاز حاصل کیا۔

1944ء میں برصغیر کی مشہور یونیورسٹی "الہ آباد یونیورسٹی" سے امتیازی پوزیشن میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔

21 نومبر تا 25 نومبر 1945ء کو مسلم لیگ یو۔پی (انڈیا) کے ضلعی ہیڈ کوارٹر میں منعقدہ اہم اجلاس میں شرکت کی۔

1946ء میں تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے تنظیم "نیشنل گارڈ" قائم کی۔

1947ء میں قیام پاکستان کے بعد تعلیمی مراحل کی تکمیل کے لیے میرٹھ (بھارت) میں قیام پذیر رہے۔

1948ء میں پاکستان میں آئے تو پہلا اخباری بیان فتنہ مرزائیت کے بارے میں جاری کیا۔

1948ء میں تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد پاکستان تشریف لائے اور والد گرامی کی زیر شفقت جیکب لائنز (کراچی) میں قیام پذیر ہوئے، بعد میں صدر (کراچی) میں 26 روپے ماہانہ کرائے پر دو کمروں پر مشتمل فلیٹ حاصل کر کے اس میں رہائش اختیار کی۔ وصال مبارک سے چھ ماہ قبل تک اسی فلیٹ میں مقیم رہے۔

1949ء میں کچھی میمن مسجد صدر، کراچی میں "سنی کانفرنس" منعقد کروائی۔ اسی مسجد میں امامت و خطابت اور درس و تدریس کا آغاز کیا جو تاوصال یہ خدمات انجام دیتے رہے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت میں فعال کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

1953ء میں عالمی تنظیم "ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن" کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

1954ء میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال مبارک کے صدمہ سے دوچار ہوئے۔

1955ء میں عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔

1955ء میں عالمی مادر علمی "جامعۃ الازہر" (مصر) کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے اور علماء کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

1956ء تا 1958ء میں مفتی اعظم روس، مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا۔

1959ء میں مشرق وسطی کے کئی ممالک کا خیر سگالی دورہ کیا۔

1960ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔

1961ء میں سری لنکا، فلپائن اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔

1962ء میں وزیر اعظم احمد و بیلو شہید کی دعوت پر "نائیجیریا" کا دورہ کیا۔ علاوہ ازیں اسی سال صومالیہ، کینیا، ٹانگا، یوگنڈا اور ماریشس کا بھی دورہ کیا۔

1963ء میں مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں آپ کی شادی خانہ آبادی انجام پائی۔

1963ء میں ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشس، نائیجیریا اور اسکنڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔

1963ء میں عوامی جمہوریہ چین کے مسلمانوں کی دعوت پر چین کا تبلیغی دورہ کیا۔

1966ء میں پہلے صاحبزادے حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1968ء میں مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کے جنرل سیکریٹری بنے اور اسرائیل کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا۔

1968ء میں پہلی صاحبزادی محترمہ المناز کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1968ء میں ٹرینی ڈاڈ میں اسلامک ریویو، لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ساڑھے پانچ گھنٹے تاریخی مناظرہ کیا۔ قادیانی ایڈیٹر اپنی ناکامی پر کتابیں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

1969ء میں اخبارات کو قادیانی فتنہ سے متعلق بیان جاری کیا جس میں عالم اسلام کے خلاف قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور سازشوں کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ امیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور کی دعوت پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے مشترکہ سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور سب کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔

1970ء میں دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ محمد اویس نورانی صدیقی کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شرکت کی اور فعال کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس میں آپ کی دعوت پر آپ کے سسر محترم فضیلت الشیخ حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی بن قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر مدینہ طیبہ سے شرکت کی۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر منتخب ہوئے جبکہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ

قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ صدر منتخب ہوئے۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی منشور ساز کمیٹی کے چیئر مین منتخب ہوئے۔آپ نے پہلی بار جمعیت کے دستور میں ''مقام مصطفیٰ ﷺ ''اور''نظام مصطفیٰ ﷺ '' ایسی ایمان افروز اصطلاحات شامل کیں۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عام انتخابات میں حصہ لیا اور کراچی کے حلقہ کھارادر سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

1971ء میں بنگلہ دیش نامنظور کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔

1971ء میں صدر مملکت یحییٰ خاں سے راولپنڈی میں ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا: قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی نہ کیا جائے۔

3 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں منعقد ہونے والا قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی نہ کیا جائے اور آئین سازی کے معاملات منتخب اسمبلی پر چھوڑ دیئے جائیں۔

مارچ 1971ء میں صدر یحییٰ خاں سے ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) میں ملاقات کی اور اعلیٰ فوجی افسروں کی موجودگی میں ان کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا: مسٹر پریذیڈنٹ! آپ کو ملکی حالات کی نزاکت کا احساس نہیں! آپ شراب پی رہے ہیں، اس کو ہٹایئے ورنہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔

15 اپریل 1972ء میں قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس سے تاریخ ساز خطاب کیا اور آئین کی کمزوریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

1972ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئر مین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا اور 32 ووٹ حاصل کیے۔

1973ء میں قومی اسمبلی کے فلور میں ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے قیام، فروغ اور حصول مقاصد کے لیے مرکزی و فعال کردار ادا کیا۔

1973ء میں خانیوال کے کنونشن کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہوئے

جبکہ مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

1973ء میں دستور ساز کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے تدوین دستور پاکستان کے لیے دوسو (200) ترامیم پیش کیں۔ دستور میں مسلمان کی تعریف شامل کروائی۔

1974ء میں تنظیم المدارس (اہل سنت) کی سند کو ایم۔اے عربی اور اسلامیات کے مساوی قرار دلوا کر دینی مدارس اور علماء کرام پر احسان عظیم کیا۔

12 جنوری 1972ء کو دارارقم (مکہ مکرمہ) میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔

30 جون 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔

7 ستمبر 1974ء میں آپ کی تحریک پر حکومت کی طرف سے قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس طرح 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہو گیا۔

1974ء میں ماریشس (افریقہ) میں علوم اسلامیہ کی مرکزی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔

1974ء میں عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کے کچلنے اور قادیانیوں کے خطرناک عزائم سے مسلمانوں کو باخبر کرنے کے لیے امریکہ، جنوبی افریقہ، کنیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، ترکی اور سعودی عرب کا طویل ترین دورہ کیا۔ ایک اندازے سے اس دورہ کے دوران ایک لاکھ سے زائد میل کا سفر کیا۔

1977ء میں دوسری مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

1977ء میں ”پاکستان قومی اتحاد“ کے نام سے نو سیاسی جماعتوں کا اتحاد قائم کیا۔

1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی کی حیثیت سے فعال کردار ادا کیا۔ قید و بند کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیں۔ اس تحریک کا نام بھی آپ نے تجویز کیا۔

1978ء میں جنوبی افریقہ کے مشہور شہر ”کیپ ٹاؤن“ میں ”حقانیت اسلام“ کے موضوع پر تاریخی خطاب کیا۔ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر نے اس موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف

میں "سفیرِ اسلام" کا خطاب دیا۔

1978ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے جمعیت علماء پاکستان کو وفاقی حکومت میں وزارتوں، سندھ اور پنجاب میں گورنری اور وزیراعلیٰ کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

1978ء میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر فخر المشائخ حضرت شاہ حامد علی خاں مرکزی راہنما جمعیت علماء پاکستان نے آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا بعد میں دیگر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا۔

1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے کل پاکستان "میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس" مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے عالمی سطح پر سنیوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بیدار کیا اور فعال کردار ادا کیا۔

1979ء میں برطانیہ کے مشہور شہر "برمنگھم" میں "عالمی نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس" سے تاریخی خطاب کیا۔

1980ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے غیر آئینی اقدامات کی شدید مخالفت و مذمت کی۔

1980ء میں مشہور دہشت گرد اور لسانی تنظیم ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور فرمایا: ہم صرف مسلم قومیت پر یقین رکھتے ہیں"۔

1981ء میں اپنے دولت خانہ میں پاک و ہند سے آئے ہوئے علماء و مشائخ کی مشاورت سے عالمی تبلیغی تنظیم "دعوت اسلامی" کی بنیاد رکھی۔

1982ء تا 1984ء دنیا بھر کے ممالک میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاکستان میں فوجی آمروں کے خلاف اپوزیشن جماعتوں سے اتحاد و اشتراک اور معاونت کی۔

1985ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے غیر جماعتی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔

1986ء میں ہالینڈ میں دل کا بائی پاس اپریشن کروایا۔

1988ء میں جنرل مرزا محمد اسلم بیگ کی طرف سے نگران وزیراعظم کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

1989ء میں اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی دعوت پر ایران، عراق جنگ بندی کے لیے اہم اور فعال کردار ادا کیا۔

1990ء تا 1991ء میں جب امریکہ نے بیس اتحادی ممالک کی مدد سے عراق پر حملہ کیا تو آپ کی قیادت میں جمعیت علماء پاکستان کے کارکن سڑکوں پر آئے، عراق کی حمایت اور امریکہ کے خلاف مظاہرے کیے۔

1992ء میں پیرس میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس میں آپ نے اعلان کیا کہ اگر بھارتی حکومت بابری مسجد کی جگہ دوبارہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے تو بابری مسجد کی تعمیر کے تمام اخراجات ورلڈ اسلامک مشن برداشت کرے گا۔

1995ء میں وطن عزیز میں فرقہ وارانہ تعصب کے خاتمہ، ہم آہنگی اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کے لیے "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم کے قیام کے لیے فعال کردار ادا کیا اور متفقہ طور پر آپ کونسل کے چیئرمین منتخب ہوئے۔

1996ء میں ناروے کے دارالحکومت 'اوسلو' میں اس علاقے کی پہلی عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا۔

2001ء میں چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ آپ تا وصال اس اتحاد کے صدر رہے۔

2001ء میں والدہ محترمہ کے وصال کے صدمہ سے دوچار ہوئے۔

2002ء میں دوسری بار سینیٹر منتخب ہوئے۔

2003ء میں انتہائی سیاسی مصروفیات کے باوجود آخری تبلیغی دورہ کیا۔

11 دسمبر 2003ء میں وصال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ [1]

---

[1] یہ حالات وخدمات ایک عالم ایک سیاستدان از سید محمد حفیظ وقیصر، افکار نورانی از محمد فیض الرسول رضا نورانی، گلہائے حسن عقیدت از صاحبزادہ محمد اقبال ربانی، کتاب شاہ احمد نورانی از مولانا محمد صادق اور نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)

نورانی کرامات

اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ بازگرداند از راہ

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، مبلغ اسلا
اور صاحب کرامت ولی کامل تھے۔ آپ کی کرامات کثیر ہیں جن میں سے چند سطور ذیل میں
پیش کی جاتی ہیں:

☆سب سے بڑی کرامت:

امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عاشق رسول کریم ﷺ اور محب سنت نبوی ﷺ
تھے۔ آپ کی گفتار، رفتار، دستار، لباس، انداز تبلیغ، خورد ونوش، نشست و برخواست، معمولات
حضر وسفر، صداقت وشرافت، حق گوئی واستقامت اور معمولات شبانہ روز سنت رسول کریم ﷺ
کے مطابق ہونا، عالمی سطح پر غلبہ اسلام کے لیے صدیوں کا کام سالوں میں کرنا، دنیا بھر کے ممالک
میں دینی مدارس ومساجد کا جال بچھانا، باطل قوتوں کے مقابل ملت اسلامیہ کے اتحاد کی کامیاب
سعی کرنا، علم وعلماء کا وقار بلند کرنا، مؤثر ترین تبلیغی جدوجہد سے اڑھائی لاکھ افراد کو مشرف با اسلا
کرنا اور مغربی قوتوں کے چیلنج کو قبول کر کے دندان شکن جواب دینا، آپ کی سب سے بڑی
کرامت ہے۔

☆قومی اسمبلی میں نورانی کرامت کا ظہور:

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسٹر ذوالفقار علی بھٹو جیسے سوشلسٹ اور مغرب
زدہ کی حکومت کے سامنے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنا، اسے پاس

کروانا اور اس پر عمل درآمد کروانا آپ کی عظیم الشان کرامت ہے۔ علاوہ ازیں قومی اسمبلی میں آپ کی کرامت اور رسول کریم ﷺ کے معجزہ کا ظہور اس طرح ہوا کہ قومی اسمبلی کی کئی منزلہ عمارت اس طرح بند اور ائر کنڈیشنڈ ہے کہ باہر کی کوئی چیز حتیٰ کہ ہوا بھی اندر جا نہیں سکتی، میں اجلاس جاری تھا، اس اجلاس میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد ونظریات کے مسئلہ پر بحث وجرح ہو رہی تھی۔ مرزا ناصر کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لیے اسمبلی میں لایا گیا۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا ناصر سے مخاطب ہو کر فرمایا: قادیانی مذہب نجس ہے۔ مرزا ناصر آپ کی یہ بات سن کر کھڑا ہوا اور جواباً اسی (80) صفحات پر مشتمل اپنا محضر نامہ پڑھنا شروع کر دیا۔ محضر نامہ پڑھنے کے دوران مرزا ناصر کی حالت دگرگوں تھی۔ ہر دو منٹ بعد اس کا گلا خشک ہو جاتا وہ پانی پیتا، اس کے ہاتھ پاؤں کانپتے اور جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اراکین اسمبلی نے دیکھا کہ اسی دوران چھت کے چھوٹے پنکھے سے کسی جانور کا پر غلاظت سے بھرا ہوا عمارت میں داخل ہوا اور چھت کی طرف سے گھومتا ہوا مرزا ناصر کے محضر نامہ پر آ کر گرا جس سے محضر نامہ گندگی سے بھر گیا اور مرزا ناصر نے اس صورتحال سے گھبرا کر کانپتے ہوئے کہا: آئی ایم ڈسٹربڈ۔ ارکان اسمبلی نے امام الانبیاء ﷺ کا یہ معجزہ اور امام نورانی کی کرامت دیکھ کر خاتم الانبیاء ﷺ'' کا نعرہ بلند کیا جس سے فلور گونج اٹھا۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی کوششوں سے 7 ستمبر 1974ء کو حکومتی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، جس سے 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہو گیا۔ 1

☆ مزار امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر نورانی کرامت کا ظہور:

جب دسمبر 1990ء کے اختتام پر یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلامی سلطنت سرزمین عراق پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا تو موجودہ صورتحال اور متوقع حملہ سے نمٹنے کے لیے بیس اسلامی ممالک کی طرف سے 9 تا 11 جنوری 1991ء میں عراق کے مشہور شہر بغداد میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے تقریباً دو ہزار علماء، مشائخ، دانشوروں، صحافیوں اور اہم شخصیات نے شرکت کی۔ پاکستان سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

1 صاحبزادہ فیض الرسول نورانی: افکار نورانی ص 42، علامہ محمد بشیر القادری نورانی: شمع ولایت ص 25

خصوصی طور پر شرکت کی اور کانفرنس کی آخری نشست سے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپ
خطاب میں مسلمانوں کو عالمی سطح پر متحد ہو کر یہودیوں اور عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی تجویز پیش
کی۔ کانفرنس کے اختتام پر امام نورانی صدیقی نے حضرت غوث اعظم اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ
اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دی۔ فاتح خوانی کے بعد پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک اور
ملت اسلامیہ کی سلامتی و ترقی اور کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔ مزار امام اعظم ابوحنیفہ
رحمہ اللہ تعالیٰ پر ایک نورانی کرامت کا ظہور ہوا۔ چنانچہ جناب محمد احمد صدیق صاحب جو اس سفر
میں آپ کے ساتھ تھے، کا بیان ہے کہ حضرت قائد اہل سنت نے مزار امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ
تعالیٰ پر حاضری و دعا سے قبل دو نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب ہم نوافل ادا کر چکے تو آپ
نے فرمایا کہ مزارِ اقدس پر اب دعا قبول ہوگی کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب کوئی مشکل
پیش آتی تو مزارِ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضر ہو کر دعا کرتے تو وہ دور ہو جاتی اور یہ
مزار مستجاب الدعوات ہے یعنی دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔ امام نورانی دعا کرتے رہے اور میں
آمین کہتا رہا۔ آپ نے خصوصی طور پر وہ ہی دعا مانگی جو میں مانگنا چاہتا تھا اور میرے دل میں تھی
اور آپ سے اس دعا کے بارے میں عرض بھی نہیں کیا تھا۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
بعد میں مجھ سے فرمایا کہ:

میں نے دو رکعت نفل نماز اس لیے پڑھی تھی کہ فلاں شخص کو ڈاکوؤں نے اغوا کر لیا تھا، ان
کی آزادی کے لیے دعا مانگی ہے اور آپ بھی یہی دعا کرنا چاہتے تھے"۔

کراچی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ امام نورانی نے جس شخص کے بارے میں رہائی کی دعا کی تھی
ڈاکوؤں نے اسی روز اسے رہا کر دیا تھا اور دوسرے دن وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ 2

☆ گولیوں کی بوچھاڑ میں آوازِ حق بلند کرنا:

جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور مضبوط تر کرنے کے لیے تمام وسائل
اور ذرائع استعمال کیے۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سابقہ روایات کے
مطابق اس مطلق العنان آمر کی بھی ڈٹ کر مذمت کی اور مخالفت بھی۔ ضیاء الحق نے آپ کی آواز

2 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، 29

کو دبانے اور انتقامی طور پر جمعیت علماء پاکستان کی قوت کمزور کرنے کے لیے کراچی میں ایم کیو ایم (لسانی تنظیم) قائم کی جس نے دہشت گردی کے تمام ریکارڈ توڑ دیے اور قتل و غارت کا ایسا بازار گرم کیا جس کی مثال تاریخ پاکستان میں نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں کو وزارتوں اور مجلس شوریٰ کی رکنیت کا لالچ دے کر توڑا۔ آپ ایک طرف حکومتی عزائم سے عوام کو آگاہ کرتے رہے اور دوسری طرف لسانی تنظیم کی دہشت گردی اور ملک دشمنی سے باخبر فرماتے رہے۔ اس دوران آپ پر لسانی تنظیم کی طرف سے کئی بار قاتلانہ حملے بھی ہوئے لیکن امام نورانی کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور مخالفوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے اور امام وقت کی آواز کو دبایا نہ جا سکا۔ اس تنظیم کے مضر اثرات نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں محسوس کیے گئے۔

ایک دفعہ جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے آرسی ڈی گراؤنڈ، بلیر سعود آباد کراچی میں عظیم الشان جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ سے دیگر راہنماؤں کے علاوہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطاب کیا۔ جب امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ خطاب کے لیے کھڑے ہوئے تو جلسہ کے نظام کو درہم برہم اور ناکام بنانے کے لیے ایم کیو ایم نے چاروں طرف سے جلسہ پر اندھادھند فائرنگ شروع کر دی۔ اس طرح کئی من اسلحہ استعمال کر کے خوف و ہراس کا سماں پیدا کر دیا لیکن قائد اہل سنت نے نہایت ثابت قدمی اور جراءت و بہادری سے گولیوں کی بوچھاڑ میں اپنا خطاب جاری رکھا۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ کوئی کارکن جلسہ گاہ سے باہر نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ جناب ثناء اللہ نامی ایک کارکن غفلت سے جلسہ گاہ سے باہر نکل گیا جو گولی لگنے سے شہید ہو گیا۔ خطاب کے اختتام پر جب آپ کو ثناء اللہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ کارکن کی شہادت کے باعث آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یوں دعا کی:

یا اللہ! تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی ثناء اللہ کو شہید کرنے والوں کا تو وہ حشر کر جو تو نے امام حسین اور شہید کربلا کے قاتلوں کا کیا تھا“۔

اور کارکنوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

''سن لو! ان کا حشر بھی وہ حشر ہوگا جو یزید کا ہوا تھا، یہ کئی گروپوں میں تقسیم ہو جائیں گے، آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے، ایک دوسرے کے گھر جلائیں گے اور ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے''۔[3]

ولی کامل کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ ایم کیو ایم کا جو حشر و نشر ہوا اور ہو رہا ہے دنیا بھر کے لوگوں کے لیے مثال عبرت ہے۔

☆ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی:

ولی اللہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ولی کامل تھے۔ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی تھی جو آپ کی کرامت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہد ملت علامہ محمد عبد الستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک خواب پیش کیا جاتا ہے۔ مجاہد ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ فقیر، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبد الحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر حضرات بھی ہمارے ساتھ حج بیت اللہ اور گنبد خضریٰ کی زیارت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی تو قائد اہل سنت نے بیان فرمانا شروع کر دیا کہ جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمانے کے بعد یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے تو جس والہانہ جوش و خروش اور بے پناہ ذوق و شوق سے اہل یثرب نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دن یثرب مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ اور اس کی زمین رشک آسمان بن گئی۔ انصار کے وفود کی مسرت کا یہ عالم تھا کہ مسجد قبا سے لیکر مدینہ منورہ تک تین میل کا راستہ جمال رسالت کے مشتاقانِ دید سے بھرا پڑا تھا۔ مدینہ منورہ کے حبشی غلام مسرت میں ڈوبے ہوئے اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے۔ بچے جَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے بلند کر رہے تھے، ہر طرف

[3] محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 32

خوشی سے اچھل کود رہے تھے، جوش مسرت میں خواتین گھروں کی چھتوں پر نکل آئی تھیں، دوشیزہ لڑکیاں غرفوں سے جھانک رہی تھیں، بچیاں مسرت سے گا رہی تھیں: ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے کوہ وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے آپ ایسے امر کے ساتھ ہیں، جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنو نجار کے جوش خروش اور مسرت کی تو کوئی انتہا نہیں تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھالی رشتہ دار ہونے کی بنا پر ان کو یقین تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہی کو شرف میزبانی بخشیں گے اور اس طرح ان کو محبوب کبریا کا ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہوگی۔ کنبہ نبوی جوں جوں آگے بڑھتا تھا اور انصار کے اشتیاق وتمنا کی بے تابیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ انصار کا ہر قبیلہ اور فرد سراپا اشتیاق بنا ہوا تھا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میزبانی اسے حاصل ہو، رؤساء قبائل حضرت عتبان بن مالک، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ، عباس بن عبادہ، خارجہ بن یزید، زیاد بن لبید، فروہ بن عمرو، سعد بن ربیع، سلیط بن قیس، منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے فرداً فرداً حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائیں، آپ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایئے۔ مگر اس وقت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی کیفیت طاری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں کے حق میں دعا خیر کرتے اور فرماتے: اس ناقہ (اونٹنی) کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے"۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جس کا نام "قصوا" تھا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دومنزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

امام نورانی صدیقی کا سلسلہ گفتگو جب "دومنزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی" پر پہنچا تو مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی اور قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے مابین اس بارے میں گفتگو شروع ہوگئی کہ حضرت ابوایوب انصاری کا وہ دومنزلہ مکان جس کے سامنے "قسوا" نامی اونٹنی بیٹھ گئی تھی، وہ کون سی جگہ ہے؟ دونوں بزرگوں کے درمیان سلسلہ گفتگو طول پکڑ گیا۔ قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی ایک جگہ بتاتے جبکہ مجاہد ملت دوسری جگہ بتاتے۔ اس تکرار

میں تمام رات گزر گئی۔ اذان فجر میں کچھ وقت باقی تھا کہ مجاہدِ ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی کی آنکھ لگ گئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: میاں مجاہد ملت! آپ مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ جو کہتے ہیں، وہی جگہ ہے جہاں پر ''قصوا'' اونٹنی جا کر بیٹھی تھی''۔

فجر کی نماز کے بعد مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ خواب حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا:

میاں نیازی صاحب! مولانا نورانی صدیقی ہیں، ان چیزوں کی ان کو اچھی طرح پہچان ہے، اور اب تو کوئی شک والی بات بھی نہیں رہی''۔4

مجاہد ملت علامہ نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ خواب بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی بیان فرمایا۔

☆ قرض ادا ہونا:

اولیاء اللہ کی نظرِ کرم خدام کے ظاہر و باطن دونوں پر ہوتی ہے۔ وہ جو بھی مقصد لیکر حاضر ہوتے ہیں اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ولی کامل اور اپنے خدام کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔ قائد اہل سنت کے خادم خاص علامہ محمد بشیر القادری نورانی بانی و ناظم جامعہ اسلامیہ منہاج الفرقان (ٹرسٹ) گلستانِ جوہر، کراچی کا بیان ہے کہ 1988ء میں انہوں نے اپنے حلقہ احباب سے کچھ رقم جمع کر کے توکل علی اللہ جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہ، گلستان جوہر کی بنیاد رکھی۔ ٹھیکیدار سے معاملات طے پا گئے کہ تعمیر مسجد کا سلسلہ شروع کر دیں ساتھ ساتھ ادائیگی کی جائے گی۔ ٹھیکدار نے تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ کچھ دنوں تک طے پانے والے معاملات کے مطابق کام ہوتا رہا۔ ایک دن ٹھیکدار نے مولانا صاحب سے کہا: مولانا صاحب! کل ہمیں پانچ ہزار روپے چاہیے ورنہ تعمیر مسجد کا کام رک جائے گا۔ یہ بات

4 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 38

سن کر مولانا صاحب ایک لحہ کے لیے متفکر و پریشان ہوئے لیکن ساتھ ہی پیسوں کا انتظام کرنا شروع کر دیا اور پریشانی ذہن سے نکال دی۔ کوشش بسیار کے باوجود رقم کا انتظام کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ رات کے وقت انہوں نے سوچا کہ کل اپنے پیر ومرشد امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کروں گا ممکن ہے کہ اس کا کوئی حل نکل آئے۔ دوسرے دن پروگرام کے مطابق مولانا حضرت قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوران ملاقات دل ہی دل میں کبھی اپنا مسئلہ پیش کرنے کا سوچتے اور کبھی پیش نہ کرنے کا فیصلہ کر لیتے۔ اسی دوران حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: مولانا صاحب! کل نو بجے صبح گھر تشریف لائیے گا۔ عرض کیا حضور! جیسے آپ کا حکم ہے۔ فرمایا: ہاں کل صبح نو بجے تشریف لائیے گا۔ دوسرے دن مولانا صاحب حسب حکم مرشد صبح نو بجے کاشانہ نورانی پر حاضر ہو گئے۔ قائد اہل سنت اس وقت جنگ اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد اخبار رکھ دیا اور مولانا صاحب سے فرمایا: آپ تشریف رکھیں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور پانچ ہزار روپے مولانا صاحب کو تھماتے ہوئے فرمایا: یہ پانچ ہزار روپے ہیں فلاں شخص کے نام اس کی رسید بنا دیجئے گا۔ اور مزید فرمایا: آپ فکر مت کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سارے کام کر دیتا ہے۔ اس کے کاموں میں بندے کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔ 5

☆اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے:

اولیاء اللہ کی طفیل خدام کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ ولی کامل حضرت قبلہ سیدی قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے کئی لوگوں کے مقاصد کی تکمیل فرمائی، حج بیت اللہ کی سعادت اور روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور فرمایا۔

1973ء کا واقعہ ہے کہ قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے اور روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت وحاضری کے لیے کراچی سے روانہ

---

5 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 41

ہونے والے تھے۔ جمعیت علماء پاکستان کے کارکن، علماء اہل سنت اور حضرت قبلہ کے مریدین و عقید تمند نعتیں اور درودو سلام پڑھتے ہوئے ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں کراچی ائر پورٹ پر چھوڑنے جا رہے تھے۔ ایک دیوانہ عاشق رسول کریم محمد ناصر خاں جو اس وقت بلوچ کالونی، کراچی میں رہتا تھا، اب لانڈھی کورنگی، کراچی میں رہائش پذیر ہے۔ دو روپے اور ٹوکری ہاتھ میں لیے دکان سے سبزی خریدنے کے لیے گھر سے نکلا۔ جب بڑی سڑک کے پاس پہنچا تو لوگوں کا جلوس دیکھ کر حیران رہ گیا۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے اسے بتایا کہ دراصل آج قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے کراچی ائر پورٹ سے روانہ ہو رہے ہیں اور یہ جلوس آپ کو الوداع کرنے کے لیے جا رہا ہے۔ اس دیوانہ عاشق رسول نے کہا چلو میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ جلوس ائر پورٹ کراچی میں پہنچا تو جہاز کی روانگی میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ حضرت قائد اہل سنت نے ائر پورٹ کے گیٹ پر ہاتھ ہلا کر شرکاء جلوس کا شکریہ ادا کیا اور اندر تشریف لے گئے۔ تمام شرکاء جلوس تو واپس ہو گئے لیکن دیوانہ عاشق رسول ہاتھ میں ٹوکری اور دو روپے تھامے ہوئے حضرت قائد اہل سنت کے پیچھے ائر پورٹ کے اندر داخل ہو گیا۔ جب حضرت اپنے کاغذات چیک کروا کر جہاز پر بیٹھ گئے تو وہ بھی جہاز پر سوار ہو کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہوائی جہاز جدہ ائر پورٹ پر پہنچا تو حضرت قائد اہلسنت نے وہاں کے عملے کو اپنے کاغذات چیک کروائے اور آگے بڑھ گئے۔ عملہ نے دیوانہ عاشق رسول سے کاغذات طلب کیے تو اس نے کہا میں تو کاغذات کو نہیں جانتا ہاں میں تو اس (قائد اہل سنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) بزرگ کے ساتھ ہوں، عملہ نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ نے حیران ہو کر فرمایا کہ یہ میرے ساتھ نہیں ہیں۔ آپ نے اس دیوانہ عاشق رسول سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کن کے ساتھ ہیں؟ اس نے عرض کیا: حضور! میں کراچی سے آیا ہوں اور آپ کے ساتھ آیا ہوں۔ دریافت فرمایا کہ تمہارے کاغذات وغیرہ کہاں ہیں؟ عرض کیا: حضور! میں کاغذات کو نہیں جانتا کیونکہ کراچی کے عملہ نے مجھ سے کاغذات نہیں مانگے تھے لیکن یہاں (جدہ) کا عملہ کاغذات چیک کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ قائد اہل سنت نے ائر پورٹ جدہ کے عملہ سے فرمایا: یہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے لہٰذا اسے جانیں دیں، اب ہم یہاں اس کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ دیوانہ عاشق رسول نے عرض کیا: حضور! آپ میرے لیے

دعا فرمائیں میں آپ کے ساتھ حج کر کے واپس جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ نے اس کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ عملہ نے اس کی گفتگو سن کر اس کے کچھ کاغذات بھی تیار کر دیے تاکہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو اور اسے قائد اہلسنت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ آپ نے اس تعاون پر عملہ کا شکریہ ادا کیا اور دیوانہ عاشق رسول کو اپنے ساتھ رکھا۔ آپ نے جدہ سے روانگی سے قبل کراچی میں فون کیا کہ محمد ناصر خان نام کا آدمی فلاں مکان نمبر، بلوچ کالونی، کراچی کا رہائشی گھر سے سبزی لینے کے لیے نکلا تھا اور کراچی ائر پورٹ سے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر جدہ پہنچ گیا ہے، خیر و عافیت سے ہے، حج ادا کرنے کے بعد واپس آجائے گا۔ آپ نے حج کی ادائیگی، ضروریات خورد و نوش اور رہائش کے سلسلے میں اس کی پوری معاونت فرمائی حتیٰ کہ حج کے بعد واپسی پر اسے اپنے ساتھ پاکستان لائے۔[6]

31 جنوری 2002ء کو بعد نماز عشاء حلقہ ذکر و فکر کے اختتام پر علامہ محمد بشیر القادری نورانی دامت برکاتہم نے حضرت قائد اہل سنت سے اس دیوانہ عاشق رسول کے حج کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے اصل واقعہ کو صیغہ راز میں رکھتے ہوئے صرف اتنا فرمایا کہ: ہاں اس بیچارے نے حج کر ہی لیا تھا۔

☆ پاکستان میں ہوتے ہوئے حرمین شریفین میں حاضری:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کرام کو یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے کہ ایک مقام میں جلوہ افروز ہوتے ہوئے کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کئی خدام نے حرمین شریفین میں دیکھا جبکہ ظاہری طور پر آپ پاکستان میں جلوہ افروز تھے۔ چنانچہ علامہ محمد بشیر القادری نورانی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ وہ 1997ء میں زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے گئے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ پھر حرم شریف کے سامنے والے ہوٹل میں کھانا کھانے کے لیے گئے، ان کی خواہش پر ہوٹل والوں نے بریانی کی پلیٹ پیش کر دی جس کی قیمت دس ریال ادا کر دیے۔ مولانا صاحب مقامی مہنگائی کی صورتحال سے پریشان ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے مدینہ منورہ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا

---

6 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 44

شرف بھی حاصل کرنا تھا اور ان کی شناسائی بھی نہیں تھی۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پیر و مرشد قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اچانک اپنے سامنے دیکھا تو ادباً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مولانا صاحب! یہاں آ کر فکر نہ کیا کریں، ساتھ ہی پانچ پانچ ریال کے دو نوٹ عطا فرمائے اور باب عمرہ کی طرف سے تیزی سے حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب بہت خوش ہوئے کہ سعودی حکومت کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ پر عائد کردہ پابندی ختم کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی آپ کی زیارت کے لیے حرم شریف آئے لیکن تلاش بسیار کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے خیال کیا شاید غلط فہمی ہوئی ہے کہ کوئی دوسرا شخص قائد اہل سنت کی شکل و صورت کا ہو اور آپ خود نہ ہوں، پھر خیال کرتے اگر نظر آنے والی کوئی دوسری شخصیت تھی تو کم از کم تلاش کرنے کے دوران ان سے تو ضرور ملاقات ہو جاتی۔ وہ اس کشمکش میں رات کو سو گئے تو خواب میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: مولانا صاحب! آپ مجھے تلاش کر رہے تھے کیا بات ہے، خیر تو ہے؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟ عرض کیا: حضور! کسی چیز کی ضرورت نہیں میں تو صرف آپ کی زیارت کرنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سعودی حکومت کی طرف سے عائد پابندی آپ سے اٹھالی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا:

ارے مولانا صاحب! سعودی حکومت ہم پر کیا پابندی لگائے گی، ہم تو اسی طرح آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں، اور آتے جاتے رہیں گے۔

مدینہ طیبہ میں حاضری کے موقع پر مولانا صاحب نے یہ واقعہ حضرت قائد اہل سنت کے سسر حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: مولانا صاحب! اسی طرح پہلے بھی کئی علماء کرام اور اہل محبت نے ایسے واقعات مجھے سنائے ہیں اور یہ حقیقت ہے اور آپ کی ان سے سچی عقیدت کا ثمر ہے۔[7]

☆ خادم خاص کا معاملہ کلیئر کرانا:

اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے خدام کی سرپرستی کرتے ہیں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ قائد اہل سنت امام

7۔ محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 58

شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی ایسے ہی اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔

حضرت علامہ رجب علی نعیمی صاحب آف کراچی کا بیان ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے مخلص کارکن، ہمارے ساتھی اور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص جناب سید ارشاد علی کا اچانک وصال ہو گیا۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سمیت ہم سب ساتھی پریشان تھے۔ ان کے وصال کے تین دن بعد خواب میں زیارت ہوئی جو صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے، ہشاش بشاش، نورانی چہرہ اور امتیازی نوعیت کی خوشبو لگائے تھے۔ تو میں نے بے تکلفی کے انداز میں دریافت کیا کہ سید صاحب! آپ تو جوان ہو گئے ہیں۔ آج تو ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نے صاف ستھرے کپڑے زیب تن کر رکھے ہیں۔ تو انہوں نے بھی حسب عادت بے تکلفی سے جواب دیا: علامہ صاحب! میں آپ کو کیا بتاؤں میں بڑی مصیبت میں گرفتار تھا کہ الحمد للہ! قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرا سارا معاملہ کلیئر ہی کرا دیا ہے۔ یہ سب قائد اہل سنت کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خصوصی کرم فرمایا ہے۔ [8]

☆ ملت اسلامیہ کو متحد کرنا:

دور حاضر میں شیعہ سنی انتشار، شرک وکفر اور بدعت وگمراہی کا فتویٰ لگا کر ملت اسلامیہ کے شیرازے کو بکھیرنے کا ہتھیار تو ہر شخص کے پاس ہے لیکن انانیت کے بُت توڑ کر اخوت واتحاد کی فضا قائم کرنے کا تصور عنقا ہے۔ ایسے ماحول میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ 1973ء میں کی قومی اسمبلی میں ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے نام سے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں فعال کردار ادا کیا جس کے مثبت اثرات ملک بھر میں محسوس کیے گئے۔ 1977ء میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ کے مکان پر نو جماعتوں پر مشتمل اتحاد قائم کیا۔ وطن عزیز میں شیعہ سنی فسادات کا آغاز ہوا تو 23 مارچ 1995ء میں ''ملی یکجہتی کونسل'' کے نام سے تنظیم قائم کر کے عداوت، بغض اور انتشار وافتراق کی بجائے اخوت و بھائی چارہ کی فضا قائم کر کے ملک وملت کو جانی و مالی نقصان سے بچایا۔ آپ ''ملی یکجہتی کونسل'' کے چیئرمین تھے۔ 2001ء میں ''متحدہ مجلس عمل'' نے عظیم

8 محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت ص 63

الشان کامیابی حاصل کر کے مغربی طاقتوں کو حیران کر دیا۔ ''متحدہ مجلس عمل'' امام نورانی کی نشانی، تبرک اور زندہ کرامت ہے کہ ملت اسلامیہ کو ایک مالا میں پرو کر عالم اسلام کو عظیم الشان تحفہ دیا جس کی حفاظت کرنا ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

☆ گفتہ او گفتہ اللہ بود:

جناب تنویر نورانی صاحب آف کراچی کا بیان ہے کہ وہ ایک دن اپنے پیر و مرشد، امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے کاشانہ نورانی پر حاضر ہوئے۔ دوران ملاقات حضرت نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد استفسار فرمایا کہ آپ کہاں کام کرتے ہیں؟ عرض کیا: حضور! ایکسائیڈ بیٹری (Exide Battery) کی کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اچھا ایکسائز (Exise) کمپنی میں کام کرتے ہو۔ عرض کیا: حضور! میں ایکسائیڈ بیٹری کی کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ اس طرح امام نورانی صدیقی کی زبان مبارک سے تین بار نکلا: اچھا آپ ایکسائز کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ اس ملاقات سے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ ایکسائز کمپنی میں انسپکٹر کے عہدے پر فائز فرما دیا۔ اور اب تک اسی کمپنی میں اسی عہدے پر کام کر رہا ہوں۔ اس طرح ولی کامل کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ تعالیٰ نے پورے فرما دیئے۔ 9

☆ وصال کی پیشگی اطلاع دینا:

اولیاء کرام اپنے وصال کی پیشگی اطلاع دے دیتے ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اشارۃً اپنے وصال کی پیشگی اطلاع دے دی تھی۔ بے پناہ سیاسی مصروفیات کے باوجود حسب معمول رمضان المبارک میں نماز تراویح، تہجد کے نوافل اور محافل شبینہ میں ہشاش بشاش اور ذوق و شوق سے قرآن سنایا۔ آپ زندگی کی آخری نماز عید الفطر ادا کرنے کے بعد اپنے بہنوئی محمد احمد صدیقی اور صاحبزادگان کے ساتھ اپنی والدہ محترمہ کے مزار اقدس جو ولی کامل حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 150ھ) کی درگاہ کے احاطہ میں مدفون ہیں، پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے۔ فاتحہ خوانی کے بعد محمد احمد صدیقی کو اپنے پاس بلایا اور والدہ محترمہ کی پائنتی کی طرف خالی پڑی ہوئی جگہ (جو صرف ایک قبر کے لیے کافی ہو سکتی تھی) کی طرف اپنے عصا سے اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: بھائی صاحب! یہ جگہ کیسی

9 مکتوب گرامی علامہ محمد بشیر القادری نورانی بنام راقم بتاریخ 10، اکتوبر 2004ء

رہے گی، یہ جگہ کیسی رہے گی، یہ جگہ کیسی رہے گی؟ اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ اس کے چند دن بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔10

☆ تین کراماتوں کا ظہور:

ولی کامل اپنے خدام سے نرینہ اولاد کی پیشن گوئی کرتا ہے جو بالکل صحیح ثابت ہوتی ہے۔ اگر ان کی پس پشت درود پاک پڑھا جائے تو انہیں فوراً علم ہو جاتا ہے۔ اور خادم کے دل کی بات معلوم کر کے اس کا اظہار کر دیتا ہے۔ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کامل تھے آپ سے بھی ان کراماتوں کا ظہور ہوا۔ چنانچہ آپ کے خادم خاص جناب محمد ایوب مغل صاحب آف ملتان کا بیان ہے کہ:

میری شادی 1988ء کو ہوئی۔ میں اس کے بعد پھر یوسف میمن کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کھانا کھا کر جائیں۔ کھانا کھانے بیٹھے حضرت نے مجھے بائیں طرف اپنے ساتھ بٹھایا۔ یاد پڑتا ہے اس وقت کچھ علماء کرام بھی موجود تھے۔ حضرت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ کھانے کے دوران بیان فرمائی۔ پھر فرمانے لگے کہ دیکھیے کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے کہ اولاد کی پرورش پر بھی انعام ملتا ہے۔ بعد میں مجھے مخاطب کر کے میری اولاد کی پیشن گوئی فرمائی اور تعداد بھی بتائی جو کہ آج تک بالکل سچ ثابت ہوئی جبکہ اس وقت اولاد کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

حضرت امام نورانی اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں آپ کی ولایت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مرتبہ مجھے کسی نے بتایا کہ اللہ کے ولی کے پیچھے بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں تو اسے پتہ چل جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ناچیز کراچی حضرت کے آستانہ پر حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا: ایوب بھائی آپ ہمارے ساتھ چلیں بعد میں پتہ چلا کہ جہاں پی آئی اے کے ٹکٹ پرنٹ ہوتے ہیں اس کی اوپننگ میں جانا تھا۔ مجھے یاد ہے علامہ رضاء المصطفیٰ اعظمی بھی ساتھ تھے۔ حضرت، ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ آپ کے پیچھے ناچیز اور ساتھ علامہ اعظمی صاحب بیٹھے تھے۔ اس دوران مجھے بات یاد آئی اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا شروع کر دیا۔ پریس پہنچنے تک حضرت

---

10 مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: ندائے اہل سنت شمارہ مارچ، اپریل 2004ء ص29

نے کسی بات کا اظہار نہ فرمایا، بندہ بھی تردد میں رہا۔ ریفریشمنٹ کے بعد جب ہم واپس آئے ڈرائیور نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ حضرت کے لیے کھولا تو آپ نے فرمایا: ایوب بھائی آپ آگے بیٹھیں، میں نے عرض کیا: نہیں حضور میں پیچھے ہی بیٹھوں گا۔ آپ نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا آپ پیچھے بیٹھ کر ہمیں تنگ کرتے ہیں، بس آپ آگے بیٹھیں۔ آپ نے زبردستی آگے بٹھا دیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ملتان میں بندہ نے سوچا کہ حضرت سے کچھ وظائف کا اور پڑھنے کے لیے کچھ کتب کا پوچھوں گا لیکن آپ کی مصروفیت کی وجہ سے موقع میسر نہ آسکا۔ یہاں تک ہم ملتان ایئرپورٹ پر آپ کو کراچی سی آف کرنے کے لیے پہنچے جہاز لیٹ ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب اچھا موقع میسر آجائے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ احمد میاں خاں موجودہ نائب صدر جے یو پی پنجاب اور محمد قاسم خان ایڈووکیٹ موجودہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل ہائی کورٹ بھی موجود تھے۔ آپ ان سے محو گفتگو تھے۔ بندہ جب بھی کوشش کرتا کہ میں وظائف پوچھوں تو کوئی نئی بات شروع ہو جاتی۔ قاسم خاں کی بات کے دوران میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اب وظیفہ پوچھ لینا ہے تو حضرت نے اپنی بات کو روکا فوراً فرمایا کہ: آج کل کے نوجوان اس تجسس میں رہتے ہیں کہ کسی سے کوئی وظیفہ پوچھیں۔ بھائی سب سے بڑا وظیفہ قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت اور اس کے بعد درود شریف کی کثرت ہے۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ بات جہاں روکی تھی شروع کر دی۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد آپ دوبارہ ملتان تشریف لائے۔ ایئرپورٹ سے ہوٹل پہنچے سامان رکھا۔ آپ نے بیگ سے کچھ کتابیں نکالنا شروع کیں جس میں آبِ کوثر بھی شامل تھی، بہارِ شباب بھی تھی۔ آپ نے کتابیں دیں میں نے میز پر رکھ دیں تو آپ نے فرمایا: یہ کتابیں آپ کے پڑھنے کے لیے ہیں۔ اس طرح حضرت نے میرے دل کی حقیقت جان لی اور میرے پوچھے بغیر وظائف اور کتابیں پڑھنے کے لیے دے دیں"۔ 11

---

11 محمد ایوب مغل: ماہنامہ "الحامد" ملتان شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 30,31

خادم کے ایمان کی حفاظت کرنا:

اولیاء کرام اپنے خدام کے ایمان کے محافظ ونگران ہوتے ہیں اور کفار کو دائرہ اسلام میں داخل کر دیتے ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ، آفتاب ولایت حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی مساعی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے سے کروڑوں مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہوا اور لاکھوں کفار حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

جناب محمد امتیاز علی نورانی آف کراچی (جو امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص ہیں) کا بیان ہے کہ ان کے بیٹے محمد ارشاد علی نورانی قادری کے پیٹ میں اچانک درد شروع ہوگیا جس کا مختلف ڈاکٹروں سے بیس دن تک علاج کروایا گیا لیکن آرام بالکل نہ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کی ناف اتر گئی ہے، ناف چڑھائی تو درد میں اضافہ ہوگیا۔ اس مایوس کن صورتحال میں الٹرا ساؤنڈ کروایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ محمد ارشاد علی نورانی قادری کو اپنڈکس (Appendix) ہوا ہے جو خطرناک شکل میں پھٹ گیا ہے جس سے گردے بھی متاثر ہوئے ہیں۔ اس پریشانی میں اسے علاج کے لیے سیون ڈے ہسپتال، صدر کراچی میں داخل کروادیا گیا۔ ہسپتال میں اپریشن ہوا اور گیارہ دن تک علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ ڈاکٹروں نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار (1,60,000) کا بل بنا کر مجھے تھما دیا جس سے ایک نئی پریشانی لاحق ہوگئی کیوں کہ انہیں دنوں میں ہماری عدم موجودگی میں چوروں نے گھر کا صفایا کردیا تھا۔ وہ اپنے پیرومرشد امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورتحال عرض کردی۔ امام نورانی نے اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: آپ کو علاج کے لیے کوئی اور ہسپتال نہیں ملا کیونکہ یہ ہسپتال یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے؟ ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں بہتر کرے گا لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سوچا کہ پیرومرشد امام نورانی صدیقی کون سا دیکھ رہے ہیں، دوبارہ ہسپتال میں آئے اور ہسپتال کی انتظامیہ سے کہا: جناب! میں غریب آدمی ہوں۔ اتنا زیادہ بل ادا کرنے سے قاصر ہوں لہٰذا اس میں کچھ رعایت کردیں۔ انتظامیہ نے جواب دیا ہمارے پادری صاحب ہر مریض کے پاس جا کر دعا کرتے ہیں، آپ ان سے رابطہ قائم کریں ممکن ہے کہ وہ آپ کی مالی معاونت کردیں یا بل میں کمی کردیں۔ پادری صاحب سے رابطہ

قائم کیا گیا اور بل میں رعایت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے جواب دیا: آپ ملاقات کے لیے کل شام کو کسی بھی وقت ہمارے دفتر میں آسکتے ہیں، آپ کی درخواست پر غور یا نظر ثانی ہو سکتی ہے۔ دوسرے دن حسبِ وعدہ شام کے وقت میں پادری صاحب کے دفتر میں پہنچ گیا۔ انہوں نے ایک فارم تھماتے ہوئے کہا: آپ اس فارم کو پر کر کے اپنے حلفیہ دستخط کر دیں اور اپنی بیگم صاحبہ کے حلفیہ دستخط کروا کر کل اسی دفتر میں لے آنا۔ میں نے یہ بات سوچ کر فارم پکڑ لیا کہ اپنا کام نکال کر چلتا بنوں گا جس کا امام نورانی کو بھی علم نہ ہو سکے گا۔ اس فارم پر مندرجہ ذیل تین شرائط درج تھیں:

☆۔ آپ ہر اتوار کو چرچ میں دعا کے لیے حاضر ہوں گے۔

☆۔ ہر اتوار کو جب آپ آئیں گے تو دس روپے چندہ بھی دیں گے۔

☆۔ میں یہ الفاظ خداوند یسوع مسیح کو گواہ بنا کے کہتا ہوں اور حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں اس حلف پر پورا اتروں گا۔

میں نے دستخط کرنے کے لیے اپنی جیب سے قلم نکالا تو ایسا محسوس ہوا کہ اچانک امام نورانی تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کا ایمان ضائع ہو جائے گا جس کے بعد آپ کافر ہو جائیں گے“۔ اس موقع پر پشت کی طرف سے جھٹکا بھی محسوس کیا جس کے نتیجہ میں وہ پسینہ میں شرابور ہو گئے اور کرسی سے نیچے گر گئے۔ پادری نے تعجب کے انداز میں کہا کہ آپ فارم پر دستخط کیوں نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا: جناب! میں اپنے بل کی ادائیگی کے لیے رقم کا خود انتظام کر لوں گا۔ اس کے بعد کاشانہ نورانی میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ عرض کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا: آپ کی قرعہ اندازی والی کمیٹی بھی نکل چکی ہے۔ کمیٹی کی رقم فوراً مجھے مل گئی جس سے بل کی ادائیگی میں آسانی ہوگئی۔ مرشد کامل نے کسر نفسی کی بنا پر تاکیداً فرمایا: یہ بات کسی کو مت بتانا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم، فیضان مصطفیٰ ﷺ اور بوسیلہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ میرے ایمان کو محفوظ فرمایا۔

(علامہ محمد بشیر القادری النورانی: آفتاب ولایت ص 83)

☆نورانی نور ہر بلا دور:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے باعث ولی اللہ کی ذات جیسے بابرکت ہوتی ہے ایسے ہی ان کا اسم گرامی بھی بابرکت ودافع البلاء ہوتا ہے۔ولی کامل،قطب زماں ءمجدد سیاست شرعیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی بابرکت و دافع البلاء ہے ۔ عاشق نورانی ، استاذ العلماء، جامع منقول ومعقول حضرت علامہ مفتی محمد رشید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی مریض آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو ''نورانی نور ہر بلا دور'' پڑھکر دم کرتے تو مرض سے شفا حاصل ہو جاتی۔ علامہ کے اس دم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے قائد اہل سنت کو اسم مسمّٰی بنایا تھا جو آپ کی عظیم الشان کرامت ہے۔

عاشق قرآن ، پیکر تقوی واخلاص ،محب نورانی حضرت حافظ وقاری رحمت علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صدر المدرسین جامعہ چراغیہ ، جامع مسجد چراغیہ ، والٹن روڈ، لاہور کا بیان ہے کہ پاکستان کے جس حصہ میں ان کا گاؤں ہے وہاں دور دور تک پینے کا پانی بمشکل دستیاب ہے وہ بھی جوہڑوں میں کھڑا ہوا بارش کا پانی۔ وہ ایک دفعہ اپنے گاؤں ''ڈھوک دیڑہ'' ضلع اٹک گئے ۔ بارش نہ ہونے کے باعث ان کے گاؤں میں پینے کے لیے پانی دستیاب تھا نہ جانوروں کو پلانے کے لیے بلکہ فصلیں بھی خشک ہو رہی تھیں ۔ جناب قاری صاحب نے صبح کی نماز کے بعد حضور انور ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بعد نزول بارش کے لیے چند بار ''نورانی نور، ہر بلا دور'' کا ورد کیا پھر دعا کی۔ وہ ابھی لاہور کی طرف روانہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ بادل نمودار ہوئے اور بارش شروع ہوگئی۔اس طرح حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام نامی کی برکت سے علاقہ بھر سے پانی کی کمی دور ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

نورانی قیادت ممتاز علماء ومشائخ کی نظر میں

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

اللہ تعالی نے قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کو بے شمار خوبیوں سے نوازا جن کا ظہور آپ کے زمانہ طالب علمی سے ہونا شروع ہوا۔ 1948ء میں آسمان تبلیغ کے آفتاب بن کر اور 1970ء میں آسمان سیاست کے ماہتاب بن کر چمکے پھر تا حیات چمکتے ہی رہے۔ 1978ء کو کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' ملتان کے موقع پر پیر شریعت وطریقت حضرت علامہ حامد علی خاں رحمہ اللہ تعالی نے آپ کو ''قائد اہل سنت'' کا لقب دیا تو غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالی نے سٹیج پر کھڑے ہو کر اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا: مولانا نورانی ہم سب کے قائد ہیں اور تا حیات ''قائد اہل سنت'' ہیں۔ ممتاز علماء اہل سنت اور مشائخ عظام نے بھی حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کو اپنا قائد تسلیم کیا اور ان کی خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کیا۔ اس سلسلے میں چند شواہد واقوال سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆۔ میرا نورانی دو خاص خوبیاں رکھتا ہے: ''نہ بکنے والا نہ جھکنے والا''۔ (قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمہ اللہ تعالی)

☆۔ مولانا نورانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہیں، قیادت وصدارت کا عمامہ انہی کے سر سجتا ہے''۔ (حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالی)

☆۔ علامہ نورانی کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنی چاہیے کہ ان میں امامت کبریٰ کی تمام صفات

موجود ہیں"۔ (امام المناطقہ حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی سواد اعظم اہل سنت کی سچی قیادت ہیں"۔ (مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت ہیں"۔ (حضرت پیر سید جلال الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ، بھکی شریف)

☆۔مولانا نورانی ولی اللہ اور قائد اہل سنت ہیں"۔ (حضرت صاحبزادہ سید محمد محفوظ شاہ مشہدی)

☆۔علامہ نورانی گلدستۂ شریعت ہیں"۔ (شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔علامہ نورانی آفتابِ شریعت اور ماہتاب طریقت ہیں"۔ (علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔اہل سنت کی کشتی کے وارث مولانا شاہ احمد نورانی ہیں"۔ (حضرت علامہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی جیسی سچی قیادت پر ہم سب کو فخر کرنا چاہیے"۔ (سید محمد مظاہر اشرف جیلانی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی سے شیطان دور بھاگتا ہے"۔ (مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔قائد اہل سنت کی اہل سنت کے لیے قربانیاں ہر غیر تمند سنی ہمیشہ یاد رکھے گا"۔ (خواجہ فقیر محمد باروی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔امام شاہ احمد نورانی کا ایک ہی مشن تھا کہ زلف کائنات کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنوارا جائے۔ وہ اپنے وقت کے سب سے بڑے انسان تھے۔ وہ سیدنا امام اعظم اور سیدنا غوث اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی للکار تھے۔ ان کی رگ و پے میں عشق مدینہ تھا۔ وہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عالم باعمل تھے۔ ان کی زبان سے زندگی بھر کبھی بھی جھوٹ نہ نکلا۔ ان کا مشن زندہ ہے اور زندہ رہے گا، امام نورانی زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ (جانشین قائد ملت اسلامیہ حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ شش جہات یا ہشت جہات ہی نہیں بلکہ کثیر الجہات شخصیت (Multy Dimention Persinality) کے مالک تھے۔آپ صحرا و بیاباں میں، جہاں راہی بھٹک جاتے ہیں، اپنی جہت منزل اور نسبتِ راست کو کھو دیتے ہیں، منارۂ نور تھے، جس سے بھٹکے ہوئے راہی ہدایت پاتے تھے اور تاج دار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اپنی سمت قبلہ کو درست کرتے تھے"۔(مفتی منیب الرحمان قادری)

☆۔علامہ نورانی میرے قائد اور امام ہیں"۔(علامہ تقدس علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔علامہ نورانی اہل سنت پر اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہیں"۔(حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔نص قطعی سے ثابت ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی امام برحق ہیں"۔(مفتی محمد عبداللہ قادری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی قیادت کا نور ہیں جس کی نورانیت سے ہم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کریں گے"۔(پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔جو علامہ نورانی سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا"۔(حضرت پیر سید برکات احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے"۔(علامہ فیض احمد اویسی دامت برکاتہم، بہاولپور)

☆۔ہمارے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی موجودہ دور کے سب سے بڑے مسلمان اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں"۔(سید مظہر سعید شاہ کاظمی، ملتان)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اسلاف کی عظمتوں کے امین ہیں"۔(سید حامد سعید شاہ کاظمی، ملتان)

☆۔حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود مسعود ہمارے لیے نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ

حضرت کی عمر میں برکتیں فرمائے‘‘۔(حضرت علامہ مفتی غلام سرور قادری رضوی، لاہور)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ہر سنی کے دل میں رہتے ہیں‘‘۔(حضرت علامہ مفتی منظور احمد شاہ، ساہیوال)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی قطب الارشاد اور اہل سنت کے لیے روشنی کا چراغ ہیں‘‘۔(علامہ سید شبیر احمد ہاشمی، پتوکی)

☆۔جس نے اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کو دیکھنا ہو وہ علامہ شاہ احمد نورانی کو دیکھ لے‘‘۔(علامہ اختر رضا خاں قادر رضوی، انڈیا)

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی کے ساتھ ہمارا ایمانی رشتہ ہے جو قائم رہے گا‘‘۔(مفتی محمد جان نعیمی)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اہل سنت کے مشکل کشا ہیں‘‘۔(حضرت علامہ محمد عرفان شاہ مشہدی)

☆۔لوگوں نے امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو سمجھا نہیں ہے، جب وہ نہیں رہیں گے اس وقت آپ سمجھیں گے، اس وقت سمجھنا بے کار ہے۔امام نورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلایا اور پوری دنیا نے اس فیصلے کی پیروی کی۔قسم خدا کی، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا مرد مجاہد، بے لوث، نڈر و بے باک و بے خوف، مجسمۂ حق و صداقت، قادیانیوں کے لیے ننگی تلوار اور ایسا مستغنی قائد میں نے آج تک نہیں دیکھا۔اس لیے آپ کو ایسے بے باک قائد کی قدر کرنی چاہیے‘‘۔(علامہ ارشد القادری)

☆۔افریقی ممالک میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے تبلیغی کام کو دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا، سینکڑوں تعلیمی ادارے، اخبارات، ٹرسٹ، شفا خانے انتہائی میکانکی انداز میں خدمت خلق کے کام میں مصروف تھے۔لاکھوں لوگوں کی خدمت کرنے والے اور لاکھوں روپے ماہانہ رفاہی کاموں میں خرچ کرنے والے مرد درویش نے ساری زندگی کرائے کے مکان میں گزار دی‘‘۔(مجاہد ملت محمد عبدالستار خاں نیازی)

☆۔علماء اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اس نکتہ کو ذہن نشین رکھیں کہ جمعیت علماء پاکستان کل بھی ان کی جماعت تھی، آج بھی ان ہی کی ہے اور آئندہ بھی انہی کی ہوگی، دوسرے لوگ ان کے خدام کی حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے اس میں شامل ہونا ان کا بنیادی حق ہے اور اس حق سے خود کو محروم رکھنا کوئی نیک شگون نہیں ہے، جو علماء اہل سنت سیاسی ذہن رکھتے ہیں انہی کسی پس وپیش کے بغیر جمعیت علماء پاکستان میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے"۔(شاہ حسین گردیزی، کراچی)

☆۔حضرت قائد اہل سنت کی زیارت کرنا اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہونا دراصل عبادت ہے۔(علامہ محمد صدیق ملتانی)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں"۔(حضرت علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔علامہ نورانی جیسا قائد کسی جماعت کے پاس موجود نہیں اور نہ ہو سکتا ہے"۔(علامہ ابو داؤد محمد صادق رضوی)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔(مفتی حفیظ اللہ نقشبندی)

☆۔قائد اہل سنت کا لقب صرف نورانی میاں کے لیے خاص ہے"۔(حضرت پیر سید اعجاز احمد ہاشمی)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں تمام سنی جمع ہو جائیں"۔(حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔میں سنی ہوں اور سنیوں کے قائد صرف مولانا شاہ احمد نورانی ہیں"۔(چوہدری رفیق احمد باجوہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔حضرت علامہ نورانی میں قیادت کی تمام صفات موجود ہیں"۔(حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری)

☆۔حضرت علامہ نورانی غوث زماں ہیں"۔(حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہ بخاری)

☆۔مولانا نورانی ہم سب کے قائد ہیں، اللہ تعالیٰ بروز قیامت مولانا نورانی کا سایہ نصیب فرمائے"۔(غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی اہل سنت کے قائد ہیں اور اس دور کے بہت بڑے ولی اللہ اور مجاہد ہیں"۔ (قاضی مصلح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی بے داغ قائد ہیں مگر ہم نے ان کے ساتھ بھی دھوکا کیا"۔(علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی جیسے قائد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں"۔(مفتی مختار احمد نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا نورانی ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں"۔(علامہ محمد احمد فریدی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی ہمارے قائد، سب کے قائد ہیں"۔(سید دیوان آل مجتبیٰ)

☆۔مولانا نورانی قائد بھی ہیں اور ولی بھی"۔(پیر سید اختر حسین، علی پوری)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت کی برہان ہیں"۔(صاحبزادہ قاضی فضل رسول، فیصل آباد)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں تمام سنی جمع ہو جائیں"۔(مولانا خلیل احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی تمام اہل سنت کی جان ہیں"۔(خواجہ محمد عبدالقدوس، خیر پور)

☆۔مولانا نورانی پیارے نبی کا پیارا عاشق ہے، پس ایسی قیادت ہونی چاہیے"۔(خواجہ محمد جمال الدین کاظمی)

☆۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علامہ نورانی جیسا قائد مل گیا"۔(خواجہ عبدالرحمان حسنی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی صرف سیاستدان ہی نہیں بلکہ ایک عالم دین اور اللہ تعالیٰ کے ولی بھی ہیں"۔(صاحبزادہ سید معصوم حسین مجددی، لاہور)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی اہل حق کے قائد ہیں"۔(خواجہ فرید الدین فخری)

☆۔میری اپیل ہے کہ مولانا نورانی کے ہاتھ پر تمام اہل سنت بیعت کریں کیونکہ مولانا نورانی امام برحق ہیں"۔(صاحبزادہ سید عارف حسین شاہ)

☆۔قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی الحمد اللہ! ہم سب عزت کرتے ہیں"۔(مولانا محمد الیاس قادری، امیر دعوت اسلامی پاکستان)

☆۔ہمارے قائد کا صرف چہرہ ہی دیکھ کر غیر مسلم مسلمان ہو جاتے ہیں"۔(مولانا افتخار الحسن)

☆۔اللہ تعالیٰ نے اہل حق کو حق کا قائد عطا فرمایا"۔(علامہ عبدالحق بندیالوی)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی کی رگوں مین صدیقی خون ہے، اس لیے ان سے صداقت ہی کی کرنیں نکل رہی ہیں"۔(مفتی محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ، سکھر)

☆۔اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو نورانی میاں جیسی قیادت عطا فرمائی ہے جو اپنے قول و فعل میں بے مثال ہے"۔(حضرت مخدوم شمس الدین گیلانی، اوچ شریف)

☆۔علامہ نورانی کی قیادت مبارک قیادت ہے، اس قیادت میں نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کے رہے گا"۔(حضرت خواجہ پیر عبدالخالق قادری، بھر چونڈی شریف)

☆۔مولانا نورانی کی قیادت ایک چٹان ہے، ہمیں اس پر فخر ہے"۔(علامہ عبدالخالق، خانیوال)

☆۔ہمارا قائد بھی نورانی ہے اور ہمارا دستور بھی نورانی"۔(حضرت پیر بابا ولی محمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔اہل سنت کو مولانا شاہ احمد نورانی جیسا قائد کبھی نہیں ملے گا"۔(علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆۔الحمدللہ! اپنے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی بصیرت کو دیکھ کر ذہن 14 سو سال پیچھے چلا جاتا ہے"۔(حضرت علامہ جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری، کراچی)

☆۔نورانی قائد کی قیادت میں صاف اور کھرا آدمی چل سکتا ہے، دوغلے آدمی کی یہاں گنجائش نہیں"۔(علامہ محمد حسن حقانی، کراچی)

☆۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سچے جانشین ہیں"۔(علامہ مفتی محمد ہدایت اللہ پسروری)

☆۔علامہ نورانی کی قیادت میں شک کرنے والے خود شکی ہیں"۔(علامہ عبدالوحید ربانی، ملتان)

☆۔قبلہ مبلغ اعظم علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری گئے نہیں بلکہ قائد نورانی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں"۔(علامہ شبیر احمد اظہری، کراچی)

☆۔قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت کے سچے نقیب ہیں"۔(علامہ عبدالرشید جھنگوی)

☆۔ قائد اہل سنت اس صدی کی مذہبی سیاست کے موجد ہیں''۔(علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، کراچی)

☆۔حضرت نورانی میاں محبت رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہیں''۔(حضرت سید مسعود الحسن چن پیر گیلانی، بہاولپور)

☆۔مولانا نورانی صدیقی نے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کو زندہ کر دیا''۔(علامہ محمد اشرف، پھالیہ)

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی ترجمان امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بے لوث قیادت میں نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل واضح نظر آ رہی ہے''۔(مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی ولی کامل اور معجزہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔(مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ، لاہور، متوفی 11 دسمبر 2005)

☆۔قائد اہل سنت امام نورانی برہان اسلام اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندہ کرامت و آواز ہیں''۔(صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی، ناظم تعلیمات و مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور)[1]

☆☆☆☆☆

1 یہ اقوال ماہنامہ ''کنز الایمان'' دہلی، ندائے اہل سنت لاہور اور نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی سے ماخوذ ہیں۔(قصوری)

انیسواں باب

اخرویاتِ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر مذہبی، سیاسی، تبلیغی، تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے خدمات انجام دیں لیکن کچھ امور ایسے ہیں جو آپ کی زندگی کے آخری معمولات کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

آخری نماز جمعہ حیدر آباد میں پڑھائی:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ باقاعدہ خطیب کی حیثیت سے کراچی میں خدمات انجام دیتے تھے۔ حیدر آباد سندھ میں آپ کے عقیدتمندوں، مریدین اور حباب کی خاصی تعداد موجود ہے۔ 1977ء میں آپ حیدر آباد کے ایک حلقہ سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے لیکن بعد میں پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے اسمبلی کا بائیکاٹ کر کے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کی گئی تھی۔ کراچی اور حیدر آباد میں مشہور لسانی اور انسان دشمن تنظیم ایم کیو ایم کی مار دھاڑ، گھیراؤ جلاؤ اور قتل و غارت کے غلغلہ کے بعد امام نورانی نے حیدر آباد سے تین بار الیکشن میں حصہ لیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ایم کیو ایم کا سیلاب تھمنے کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر جناب ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الوری صاحب کو متحدہ مجلس عمل کی طرف سے حیدر آباد سندھ کے ایک حلقہ سے قومی اسمبلی کا ٹکٹ دیا گیا جس میں انہیں بھاری اکثریت سے کامیابی ہوئی۔

حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری صاحب ایم این ۔اے کی خواہش پر 4 دسمبر 2004ء کو ان کے صاحبزادگان کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کے لیے امام نورانی صدیقی کراچی سے حیدر آباد میں تشریف لائے اور 5 دسمبر 2003ء کو اپنی زندگی کی آخری "نماز جمعہ جامع مسجد مدینہ، سرے گھاٹ حیدر آباد میں پڑھائی۔[1]

1. فیض الرسول رضا نورانی، صاحبزادہ: یادوں کے نقوش، ص 57

زندگی کی آخری نماز فجر ادا کی:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ حسب معمول 11 دسمبر 2003ء کو صبح 4 بجے بیدار ہوئے نماز تہجد ادا کی، دلائل الخیرات، حزب البحر، تلاوت قرآن پاک اور دیگر اوراد سلسلہ عالیہ علیمیہ رضویہ پڑھے۔ وقت ہونے پر نماز فجر با جماعت ادا کی جو آپ کی زندگی کی آخری نماز ثابت ہوئی کیونکہ نماز ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے آپ پروردگار کے حضور لبیک کہہ گئے تھے۔

آخری رمضان المبارک:

مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ 15 رمضان المبارک مطابق 3 اپریل 1892ء میں جبکہ قائد ملت اسلامیہ امام نورانی 17 رمضان المبارک 134؟ھ مطابق 1، اپریل 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ گویا والد گرامی کی طرح آپ کو بھی ماہ رمضان المبارک کے ساتھ پیدائشی تعلق ہے۔ آپ ہر سال تمام معمولات ومصروفیات کو ترک کر کے کراچی میں جلوہ افروز ہو کر نماز تراویح، نماز تہجد اور محفل شبینہ میں باقاعدگی سے قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرتے۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان المبارک 1424ھ مطابق 2003ء میں بھی حسب معمول آپ نے نماز تراویح، نماز تہجد اور محفل شبینہ میں ذوق وشوق سے قرآن پاک سنانے کا اعزاز حاصل کیا۔

آخری اخباری بیان غلبہ اسلام اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جاری کیا:

قائد ملت اسلامیہ امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی کا آخری اخباری بیان وصال مبارک سے ایک روز قبل جاری کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ: موجودہ صدی اسلام کے غلبہ کی ہے، اسلام کی کرنوں سے سارا عالم چمکے گا"۔ بیان کا متن مندرجہ ذیل ہے:

(روز نامہ نوائے وقت، کراچی) متحدہ مجلس عمل کے صدر اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے انتقال سے ایک روز قبل حیدرآباد میں انجمن طلباء اسلام

سندھ کے سابق جنرل سیکرٹری عبدالقادر چندریگر نورانی کی رہائش گاہ پر مریدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قلبوں کو منور کرنا ہوگا۔ اور اس راہ پر چلنے کے لیے اولیاء کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ اپنے آخری بیان میں انہوں نے کہا کہ رب العالمین کی طرف سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیش بہا نعمتوں اور رحمتوں کی بارش ہوئی ہے اور امت محمدیہ کے لیے انعام ہی انعام کی بشارت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صراط مستقیم کے راستے کو اختیار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ صدی اسلام کے غلبے کی صدی ہے، اس کی کرنوں سے تمام عالم ضرور چمکے گا اور ارض مقدس میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں آئیں گی''۔ 2

آخری ملاقات حضرت پیر عتیق الرحمان صاحب سے کی:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کی آخری ملاقات حضرت پیر عتیق الرحمان صاحب سربراہ جمعیت علماء جموں کشمیر سے کی۔

(روز نامہ صحافت، اسلام آباد) مولانا شاہ احمد نورانی نے زندگی کی آخری ملاقات جمعیت علماء جموں کشمیر کے صدر پیر عتیق الرحمان سے کی۔ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب یہاں نورانی کی رہائش گاہ پر ہونے والی ملاقات 11 سے 1 بجے تک جاری رہی جس میں ملک کی سیاسی صورتحال اور دیگر امور زیر بحث آئے''۔

آخری تبلیغی دورہ:

محسن ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی سیاسی مصروفیات کے باوجود زندگی کا آخری غیر ملکی تبلیغی دورہ اگست 2003ء کو آئیر لینڈ کا کیا جس کا دورانیہ ڈیڑھ ہفتہ کا تھا۔ اس دورہ کے دوران آپ نے متعدد کانفرنسوں کی صدارت کی اور قیام پاکستان و یوم آزادی کے حوالے سے پروگراموں میں شرکت کی اور خطاب کیا۔ 3

2 روز نامہ نوائے وقت کراچی: مورخہ 12 دسمبر 2003ء

3 محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 149

آخری نمازِ عید:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یکم شوال المکرم 1424ھ کو اپنی زندگی کی آخری نمازِ عید ادا کی، اپنی والدہ محترمہ کے مزار پر حاضری دی اور اپنی قبر کے لیے جگہ کا تعین کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت، کراچی) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور روحانی پیشوا علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی قبر کی جگہ کا تعین حالیہ عید الفطر کے موقع پر کر دیا تھا جہاں دو برس قبل ان کی والدہ کی تدفین ہوئی تھی۔ مولانا نورانی کا یہ معمول تھا کہ ہر عید الفطر کی نماز کے بعد والدہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کر کے اپنے گھر آتے تھے۔ حالیہ عید الفطر کی نماز کچھی میمن مسجد میں ادا کرنے کے بعد حسب معمول اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی اور اپنے عصاء سے اپنی والدہ کی قبر پر قدموں کی جانب اشارہ کر کے کہا میرے لیے یہ جگہ مناسب ہوگی"۔

متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وصال سے چند روز قبل متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ہم وردی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس حوالے سے کسی کو آئین میں کوئی ترمیم کرنے دیں گے۔ اس کے علاوہ اگر ترمیمی بل جمہوریت کے حق میں نہ ہوا تو وہ اور پوری ایم ایم اے اس کی تائید نہیں کرے گی اور نہ ہی صدر مشرف کو اعتماد کا ووٹ دے گی"۔

زندگی کی آخری دو آرزوئیں:۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو زندگی کی آخری دو آرزوئیں تھیں جن کا ذکر اپنی نجی مجالس میں کیا کرتے تھے۔ ☆ امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنا اور ☆ حج سیزن کے بعد عمرہ کی آدائیگی۔

(روزنامہ پاکستان، اسلام آباد) انتہائی ذمہ دار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جمعیت علماء

پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی دلی تمنا امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنے کی تھی۔ یورپ سمیت دنیا کے تمام خطوں میں اسلام کی تبلیغ اور لیکچر دیتے رہے۔ اپنی خواہش کا اظہار اپنی انتہائی نجی محفلوں میں اکثر کرتے تھے۔ تاہم لیبیا کے کرنل قذافی اور عراق کے سابق صدر صدام حسین کے ساتھ ذاتی تعلقات ہونے کی بنا پر انہیں یہ موقع نہ مل سکا۔ [4]

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور) مولانا شاہ احمد نورانی کے ترجمان حسنات احمد قادری نے طیارے میں نوائے وقت کو بتایا کہ مولانا نورانی پندرہ سال کے بعد اس بار حج سیزن کے بعد عمرے اور زیارت روضہ اقدس ﷺ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حجاز مقدس جانے والے تھے مگر موت نے انہیں مہلت نہ دی۔ وہ اپنے سسر مولانا فضل الرحمان مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کے موقع پر بھی مدینہ منورہ نہ جاسکے تھے۔

آخری سفر نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے کیا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک محفل میں یوں دعا کی تھی کہ الٰہی! ہمیں نظام مصطفیٰ ﷺ کی جدوجہد میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے کراچی سے اسلام آباد کی طرف زندگی کا آخری سفر کیا اور وہیں نظام مصطفیٰ ﷺ کی جدوجہد میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

آخری روحانی انٹرویو:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ مجدد سیاست شرعیہ تھے اور شیخ طریقت بھی۔ جناب پروفیسر خالد پرویز صاحب نے آپ کے وصال سے ایک دن قبل آپ سے ایک روحانی انٹرویو کیا جو سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

4 روزنامہ پاکستان، اسلام آباد: مورخہ 12 دسمبر 2003ء

یہ موسم سرما کی یخ بستہ رات ہے۔ چاروں طرف گہرا سناٹا ہے۔ جوان بوڑھے، بچے، مرد، عورتیں سبھی سردی کے مارے کمروں میں چھپے، دروازوں کے کواڑ بند کیے لحافوں میں دبکے سو رہے ہیں۔ سڑکیں سنسان اور گلیاں ویران ہیں۔ اک ہو کا عالم طاری ہے، میں خراماں خراماں چلا جا رہا ہوں۔ یکا یک گلی کی ایک نکڑ پر مجھے اک روشنی نظر آتی ہے۔ میں اسی جانب رخ کر لیتا ہوں قریب ہوں پہنچتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ سردی کے اس عالم میں چند بزرگ زمین پر چادر بچھائے بیٹھے ہیں اور بقول شاعر

کہیں سوسو، کہیں سی سی تو کہیں سیٹی ہے　　گرد سب بیٹھے ہیں، بیچ میں انگھیٹی ہے

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مجھے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی رہائش گاہ پہنچنا ہے۔ وہ کہتے ہیں: میاں! کنوئیں کے پاس بھی پہنچ کر پوچھتے ہو کہ کنواں کہاں ہے! یہی دروازہ تو ان کی رہائش گاہ کا ہے جس کے باہر ہم بیٹھے ہیں"۔

یہ بات ہو رہی تھی کہ مکان کا دروازہ یک لخت کھلتا ہے اور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مجھے اشارے سے بلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "بیٹا ادھر آؤ میں تو تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں" میں لپک کر ان کے پاس پہنچتا ہوں۔ وہ بڑھ کر مجھے گلے لگا لیتے ہیں۔ مجھے اندر لے جاتے ہیں اور خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ہاں! تم کہہ رہے تھے کہ تم نے کچھ سوالات مجھ سے پوچھنا ہیں۔ تو پھر پوچھو، میں تیار ہوں"

میں کہتا ہوں:

حضرت جی! یہ فرمائیے کہ عقل اور عشق میں کیا فرق ہے؟

فرماتے ہیں:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

میں پوچھتا ہوں:

خدا کی پہچان کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا، اس نے خدا کو پہچان لیا۔

میں دریافت کرتا ہوں:

اعلیٰ حضرت! یہ فرمائیے کہ آپ کی زندگی کا مشن کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی اور عملی شکل میں نفاذ۔

میں پوچھتا ہوں:

معیار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ

اے محبوب فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوست بنا لے گا۔

بقول شاعر

جب تک نہ کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

میں درخواست کرتا ہوں:

پیر معظم! یہ فرمائیے کہ عقیدت کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

وہ امام اہل دیں، ہے شیخ احمد جن کا نام
کہتے ہیں جن کو مجدد الف ثانی خاص و عام
نسبت عالی سے ان کی تو مجھے کر فیض یاب
اس گل باغ یقیں، شمع ہدیٰ کے واسطے

میں پوچھتا ہوں:

اعلیٰ حضرت! فرمایئے ذکر کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے

میں دریافت کرتا ہوں:

رہبر شریعت! فرمایئے فکر کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

میرا ذکر بھی تو، میرا فکر بھی تو، میری روح بھی تو، جند جان بھی تو

جے یار فرید قبول کرے، سردار بھی تو، سلطان بھی تو

میں عرض کرتا ہوں:

عالی مرتبت! ملکی وملی حالات پر کچھ روشنی ڈالیے!

فرماتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، دین بھی، ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک!

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

میں درخواست کرتا ہوں:

پیر طریقت! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے گا!

فرماتے ہیں:

اگر تو اپنی نسبت باقی کے ساتھ رکھے گا تو باقی رہے گا اور اگر تیری نسبت فانی کے ساتھ ہوگی تو ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گا۔ یاد رکھ! فنا سے نسبت اٹھا کر بقا سے لگا لے۔ تیرے لیے سب

کچھ آسان تر ہو جائے گا۔

میں درخواست پذیر ہوتا ہوں:

آپ کی کوئی خواہش، آرزو یا تمنا؟

فرماتے ہیں:

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دل مرتضیٰ، سوز صدیق دے
تمنا کو سینوں میں بیدار کر نگاہ مسلمان کو تلوار کر

ایک لمحہ رکنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس طرف اوج پہ میری تشنہ لبی اس طرف جوش پر تیری دریا ولی
تو سراپا کرم، سید محترم صلی اللہ علیہ وسلم میں طلب ہی طلب، تو عطا ہی عطا
جل رہے ہیں جدائی کی دوپہر میں جی رہے ہیں مگر عرصہ دہر میں
ایک نظر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف بھی کبھی پریشان وویران ہے میرے مریدوں کا یہ قافلہ

میں التجا کرتا ہوں:

پیر کامل! میرے حق میں دعا فرمایئے:

آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ دعا ختم ہوتی ہے تو میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں اور مجھے سینے سے لگا کر چمٹا لیتے ہیں کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میرے منہ سے بے اختیار نکلتا ہے:

مروت کا، محبت کا، شرافت کا، سخاوت کا ہر اک پہلو ہے تابندہ مرے حضرت کی سیرت کا
کرشمہ دیکھ لیں اہل نظر شانِ ولایت کا دلوں پر آج بھی سکہ رواں ہے ان کی عظمت کا
خدا شاہد! خدا شاہد! رہے گا حشر تک چرچا میرے پیرِ طریقت کا، میرے پیرِ طریقت کا [۵]

☆☆☆☆☆

۵ پروفیسر خالد پرویز: ماہنامہ ''الحامد'' ملتان، شمارہ جنوری، فروری 2004ء ص 13-9

بیسواں باب

وصال امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(سفر آخرت)

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

ساٹھ سال سے زائد عرصہ مذہبی وتبلیغی اور نصف صدی تک تاریخ ساز قومی وسیاسی خدمات انجام دینے کے بعد سفیر اسلام، مجدد سیاست شرعیہ، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ 80 سال کی عمر میں 16 شوال المکرم 1424ھ مطابق 11 دسمبر 2003ء کو بروز جمعرات بوقت ساڑھے گیارہ بجے دوپہر اسلام آباد میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ط

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر، متحدہ مجلس عمل کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ونشریات اور قائد ملت اسلامیہ کے معتمد رفیق حضرت پیر سید اعجاز احمد ہاشمی صاحب آپ کے آخرت لمحات اور وصال کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

میرا ان (امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے ایک عمر کا قریبی تعلق ہے اور ان کا پیار، محبت میرے لیے متاع حیات ہے۔ بدھ کو ان سے آخری ملاقات ہوئی۔ میں اسلام آباد سے واپس (لاہور) آرہا تھا فرمانے لگے کہ ڈاکٹروں کے فون دے جاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو فرمانے لگے میرا خیال ہے کہ کل ان سے چیک اپ کراؤں۔ ڈاکٹر سعید رانا ہمارے مشترکہ معالج تھے۔ اور جب میں رخصت ہونے لگا تو تین بار گلے لگا کر مجھے بوسہ دیا۔ جب وہ باہر آئے تو میں نے عرض کی کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ فرمانے لگے آپ جا رہے ہیں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ اگلے روز جمعرات کو مجھے گیارہ بجکر بیس منٹ

(11:20) پر فون آیا کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ میں نے ڈاکٹر سعید رانا سے فون پر رابطہ کیا، اور کہا حضرت صاحب سے فوراً رابطہ کر کے ان کا معائنہ کریں اور ساتھ ہی قاضی حسین احمد سے موبائل پر رابطہ کیا، وہ اس وقت پشاور میں تھے۔ میرے فون پر اطلاع سن کر پریشان ہو گئے اور کہا کہ میں اسلام آباد روانہ ہو رہا ہوں۔ ایک خاتون نے لکھا ہے کہ قاضی صاحب اس وقت اسلام آباد میں تھے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا جب مولانا غسل خانے میں تھے، یہ بات بالکل غلط ہے۔ قاضی صاحب پشاور تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے جانے کے لیے تیار تھے اور کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سینہ پر کچھ بوجھ سا محسوس ہوا، ملازم سے کہنے لگے کہ چائے کا ایک کپ لے آؤ، چائے پی کر بوجھ کم ہو جائے گا۔ اس کے بعد تکلیف بڑھ گئی اور صرف بیس منٹ بعد حضرت ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب کوئی آدمی دنیا سے جاتا ہے تو بیانات اور مضامین میں لکھ دیا جاتا ہے کہ ان کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جو پر نہیں ہوگا لیکن حضرت شاہ احمد نورانی کی موت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے صدیوں پر نہیں ہوگا۔ [1]

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال مبارک کی خبر تازہ پھولوں کی خوشبو کی طرح فوراً دنیا بھر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ آپ کا آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے جمعرات کو ہی دنیا بھر سے لوگ آنا شروع ہو گئے تھے۔

اسلام آباد سے بذریعہ ہوائی جہاز جسد نورانی کو بروز جمعرات کراچی لایا گیا۔ صاحبزادگان اور عزیز و اقارب نے باہمی معاونت سے غسل و تکفین کی خدمات انجام دیں اور رہائش گاہ بیت الرضوان کلفٹن، کراچی میں رات نو بجے رکھ دیا گیا۔ رات بھر بلکہ دوسرے دن تا نماز جمعۃ المبارک عزیز و اقارب، مریدین، معتقدین اور دیگر لوگ زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ ساتھ ہی درود و سلام، تلاوت قرآن، ورد کلمہ طیبہ اور نعت خوانی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اخبارات وغیرہ کے ذریعے بعد نماز جمعہ 4:00 بجے نشتر پارک گراؤنڈ، کراچی میں نماز جنازہ ادا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ حسب پروگرام نماز جمعہ کے بعد 2:45 پر بیت الرضوان کلفٹن، کراچی سے نورانی جنازہ اٹھایا

---

1. سید اعجاز احمد ہاشمی، پیر: نورانی افکار ص 2

گیا۔ 2:53 پر سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کی بڑی ایمبولینس نمبر H.417WWY پر رکھا گیا اور ایمبولینس پر جمعیت علماء پاکستان کے دو جھنڈے لگائے گئے تھے۔ صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی، دونوں داماد آفاق و ناصر، بہنوئی محمد احمد صدیقی، شوکت قادری اور برادر نسبتی محمد رضوان بھی ایمبولینس کے ساتھ تھے۔ رہائش گاہ سے لیکر نشتر پارک تک دس میل کا راستہ جلوس جنازہ سے پر تھا۔ 2:59 پر نورانی جنازہ نشتر پارک کی طرف روانہ ہوا جبکہ 3:41 پر وہاں پہنچا۔ نشتر پارک کے چاروں گیٹوں میں سے ایک گیٹ کو وی آئی پی شخصیات کے لیے مختص کر دیا گیا تھا جس پر سکیورٹی کا قبضہ تھا اور اس گیٹ سے متصل اندورنی حصہ میں پندرہ ہزار وی آئی پی شخصیات کے لیے نشان زدہ صفیں بنائی گئی تھیں۔ لوگوں کی کثرت کے باعث سندھ کے آئی جی سید کمال شاہ کی بھاری نفری کے باوجود سکیورٹی کا نظام مکمل طور پر مفلوج ہو گیا تھا۔ چالیس منٹ نورانی جنازہ رکھنے کی جگہ کا تعین نہ ہو سکا، تین بار جگہ تبدیل کرنا پڑی۔ 4:00 بجے تک وسیع و عریض ہونے کے باوجود نشتر پارک، کراچی اپنی تنگ دامنی کا احساس دلا رہا تھا۔ جگہ کی قلت کے سبب ہزاروں لوگ نماز جنازہ کی سعادت سے محروم رہے۔ صاحبزادہ محمد انس نورانی نے نمازہ جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ شروع کرنے سے قبل انہوں نے عوام کو نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ بتایا۔ 4:27 پر حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی نے نورانی نمازہ جنازہ کی پہلی تکبیر کہی جبکہ 4:30 پر آخری تکبیر اور سلام کے ساتھ نماز جنازہ مکمل کی۔ 4:34 پر نورانی جنازہ والی ایمبولینس واپسی کے لیے سٹارٹ کی گئی۔ لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے سبب صرف نشتر پارک سے بیرونی گیٹ پر آنے تک 20 منٹ لگ گئے۔ ہزاروں کاروں، موٹر سائیکلوں اور بسوں وغیرہ کے جلوس میں مقررہ روٹ پر نورانی جنازہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس کی طرف روانہ ہوا جبکہ 5:00 بجے وہاں پہنچا۔ 05:05 پر جسد نورانی ایمبولینس سے اتار کر احاطہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ میں رکھ دیا گیا۔ نورانی قبر مبارک ساڑھے سات فٹ گہری اور دو فٹ چوڑی تیار کی گئی تھی۔ یہ نورانی قبر امام نورانی کی خواہش اور نشاندہی کے مطابق حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ اور والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی گئی تھی۔ 5:10 پر امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری دیدار کرایا گیا۔ 5:17 پر جسد نورانی ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ لحد میں (جو درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے) میں اتار دیا گیا۔ اس موقع پر جسد نورانی کو سرہانے کی طرف سے ہاشم صدیقی نے، پائنتی کی طرف سے شوکت قادری اور مصباح الرحمان نے اور درمیان سے حافظ اویس اور شبیر ابو طالب نے تھام رکھا تھا جبکہ حضرت صاحبزادہ

علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی اور دونوں داماد آفاق و ناصر بھی پاس موجود تھے۔ 5:20 منٹ پ
نورانی قبر کو ڈھانپ دیا گیا۔ درود وسلام کے بعد نورانی قبر پر آذان پڑھی گئی۔ 5:40 منٹ پر ڈاک
محمد رضوان صاحب نے دعائے مغفرت کرائی جو 5:55 منٹ تک جاری رہی۔ 5:57 پر مزا
حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کے باہر حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی
دامت برکاتہم العالیہ نے دعائے مغفرت کرائی۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر — اللہ اللہ! موت کو کس نے مسیحا کردیا

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدند — خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، وفاقی و صوبائی وزراء، ارکان اسمبلی و سینٹ، متحد
مجلس عمل کے قائدین، کارکنوں، قومی اخبارات کے ایڈیٹروں، اخبار نویسوں، صحافیوں، علماء و
مشائخ، جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں، کارکنوں، عقیدتمندوں، مریدین، انجمن طلباء اسلام،
ورلڈ اسلامک مشن، انجمن نوجوانان اسلام، انجمن فدایان ختم نبوت کے راہنماؤں، امام مسجد اقصیٰ
فضیلت الشیخ محمد صیام اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے نورانی جنازہ میں
شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شمولیت
کرنے والوں کا کہنا ہے کہ قائد ملت اسلامیہ کا جنازہ، قائداعظم کے جنازہ سے بڑا تھا۔ ایک محتاط
اندازے کے مطابق شرکاء نماز جنازہ کی تعداد آٹھ لاکھ (800000) سے زائد تھی۔ 2

باسمہ سبحانہ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات

زبدۂ خُلق عظیم المرتبت حضرت شاہ احمد نورانی نور اللہ مرقدہ

وصال، ۱۶ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ، بمطابق 11 دسمبر 2003ء بروز جمعرات

رخصت طالب محمد (صلوا علیہ وآلہ)

۱۴۲۴ھ

2 ماخوذ از ماہنامہ "ندائے اہل سنت" لاہور شمارہ دسمبر، جنوری 2004ء ص 20-13 نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی، کراچی (قصوری)

تحریر لوحِ مزار قائد ملت اسلامیہ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط

مرکزِ تجلیات

مجددِ عصر، قائدِ ملت اسلامیہ، قائد اہلسنت حافظ وقاری

حضرت علامہ مولانا **امام الشاہ احمد نورانی صدیقی القادری** نور اللہ مرقدہٗ

His Eminence Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqui

فرزندار جمند و جانشین

مبلغ اعظم، سفیر اسلام سیاح عالم، حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد عبد العلیم صدیقی القادری مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ پیدائش: ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ بمطابق: یکم اپریل ۱۹۲۶ء

تاریخ وصال: ۱۶ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ بمطابق: ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء

بروز جمعرات، وقت ۱۲ بجکر ۲۷ منٹ دوپہر، بمقام: اسلام آباد عمر مبارک ۷۸ سال

شہا! دیدہ و دل میں ہے ترے جو جلوہ فرمائی
وہ ہے دراصل محبوب خدا کا حسن لاثانی

یہ تیری خوش نصیبی ہے یہ تجھ پر فضل ربانی
رہا تجھ پر سدا ہی سایہ محبوب ﷺ سبحانی

رہا بیزار کفر و شرک سے تا زیست تو واللہ
پڑھایا تجھ کو فطرت ہی نے یہ درس مسلمانی

وظیفہ تھا ترا آٹھوں پہر اسم محمد ﷺ کا
ودیعت حق نے فرمایا تجھے یہ نور عرفانی

تری عظمت کے چرچے آج ہیں عرب و عجم میں جو
یہ سب کیا ہے نبی ﷺ کے عشق کا اعجازِ لافانی

بشر، خیر البشر ﷺ کی کر سکے کیا اے فدا مدحت
ہے خالق اپنی خلقت کی بجا فرما گیا مدحت

رشحات: ابو الطاہر فدا حسین فداؔ

قطعہ تاریخ وفات

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ○

۱۴۲۴ھ

عالم ربانی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

شاہ احمد بُود مرد باکمال — از وفاتش چوں مرا آمد خیال

پنجشنبہ شانزدہ ماہِ شوال — ارتحالش ہست ایں بے قیل و قال

بیں سر عنوان ہجری سال را — داد ہاتف ایں ندا سال وصال

گل گلاب فضیلت شرعی — ہست سال عیسوی اے خوش خصال

استخراج: حضرت پیر سید گل حسین شاہ صاحب۔ چھوکر کلاں، ضلع گجرات

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسبان

خدا نے دین نورانی دیا قرآن نورانی — امام انبیاء کی مومنو! ہے شان نورانی

مسلمانوں کے سینے میں ہے روشن نور کی مشعل — خدا نے خوب بخشا ہے ہمیں سلطان نورانی

یہ ہے صدیق کا بیٹا اس سے بس وفا ڈھونڈو — حیا و حلم کا پیکر سخی انسان نورانی

جوانمردی دلیری میں یہ باکل پیر تونسہ ہیں — فدا اس پر جی جان ہاں ایمان نورانی

قسم اس نور ازلی کی مجدد ہے سیاست کا — اسی کے کام نورانی اس کی آن نورانی

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسبان بیباک رکھوالا — زہے حق و صداقت کا نشاں پہچان نورانی

کوئی مانے نہ مانے عشق کا پیغام کہہ انور — ہے محسن ملک وملت کا عجب ذیشان نورانی

(محمد انور پروفیسر، لکی مروت صوبہ سندھ)

قائدِ اسلامیانِ دہر، امام انقلاب امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

وقار زندگی، شان قیادت، شاہ نورانی — جمالِ آگہی، اعزازِ ملت، شاہ نورانی

وہ جس کا عزم راسخ تھا پہاڑوں سے بھی بالاتر — کمالِ زیست تھا، حسن سیادت، شاہ نورانی

ہر اک آمر کے آگے صورتِ ضرب ید الٰہی | پیام فکر تھا، شانِ صداقت، شاہ نورانی
لٹیروں غاصبوں کے بالمقابل سد اسکندر | تھی خائف جس سے ہر اک آمریت، شاہ نورانی
جوانی سادگی میں فقیر بوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمونہ تھا | تھی جس کے فقر میں شاہی کی سطوت، شاہ نورانی
جو اعدائے نبوت کے لیے قہر الٰہی تھا | اور اپنوں کے لیے الطاف ورحمت شاہ نورانی
کرایہ کے مکان میں، عالم اسلام کا رہبر | ہے حیراں جس پہ اب تک بزم فطرت، شاہ نورانی
ہاں ناموس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسدار خوش ادا تھا وہ | تھی غداروں کے دل پہ جس کی ہیبت، شاہ نورانی
اسے اپنے پرائے قافلہ سالار کہتے تھے | جہاں پر تھی مسلم جس کی جراءت، شاہ نورانی
وہ عالم تھا، وہ فاضل تھا، مبلغ اور مفسر تھا | ہمارے حق میں تھا اللہ کی رحمت، شاہ نورانی
امام انقلاب دین، فخر اہل سنت تھا | جہاں پہ نقش ہے جس کی امامت، شاہ نورانی
مرے افکار کی زینت اسی کا نام نامی ہے | دلوں کا حکمراں، نورِ عبادت، شاہ نورانی
تھی سیرت اس کی روشن اور صورت بھی منور تھی | اسے کہتے ہیں سب بحرِ عقیدت، شاہ نورانی
وہ زیب منبر و محراب، علم دین کا پیکر | یہ اس کے ساتھ تھا فخر سیاست، شاہ نورانی
وہ بچھڑا تو ہر اک جانب ہی سیل اشک جاری تھا | تھی جس کی منتظر خوشبوئے جنت، شاہ نورانی
مری آنکھوں سے جوئے اشک جاری ہے مسلسل ہی | لگا پائے نہ آمر جس کی قیمت، شاہ نورانی
رضا میری دعا ہے خالق کونین سے ہر پل | بہارِ خلد کی بن جائے زینت، شاہ نورانی[3]

رجل عظیم

سپاس عقیدت

بخدمت قائد اہل سنت بطلِ حریت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

شاہ نورانی میاں، شمع رسالت کی ضیا | آبروئے اہل سنت مظہر نور رضا
پیکر علم و عمل اس دور میں اس کا وجود | حق پرستوں کے لیے اک متاع بے بہا

3 پروفیسر محمد اکرم رضا: انوار رضا امام نورانی نمبر ص 254

احتزاج سیرت و صورت نمونہ سلف — جس نے ارباب وفا کا نام روشن کر دیا
خوبیٔ گفتار وہ جس پر فدا حسنِ کلام! — وہ خطیب عصر حاضر قائد شعلہ نوا
وہ مقام مصطفیٰ ﷺ کی فکر کا درد آشنا — جو سیاست تھی عبارت بس فریب ومکر سے
اس کے ایوانوں میں گونجی ہے صداقت کی صدا — قافلے نے پالیا گم گشتہ منزل کا چراغ
خوش نصیبی سے ملا ہے وہ مثالی رہنما — ہم ظہوری آج ہیں بیدار اس کے کام سے

جگمگائے گی سدا تاریخ اس کے نام پر

نتیجہ فکر: جناب الحاج محمد علی ظہوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

اقبال ربانی کا سلام امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام

آپ کی نورانی صورت کو سلام — آپ کی نورانی سیرت کو سلام
آپ کی اعلیٰ قیادت کو سلام — آپ کی ارفع اِمامت کو سلام
کشتۂ عشق رسول اللہ ﷺ تھے — عاشقِ عشقِ رسالت کو سلام
وہ رسول اللہ ﷺ کے سچے جانشیں — بلبلِ باغِ رسالت کو سلام
تھی غذا ذکر رسول اللہ ﷺ سدا — پیکرِ عشق و محبت کو سلام
رحمتِ حق تھے نورانی میاں — مخزنِ عشقِ رسالت کو سلام
اے مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے پاسباں — پاسبانِ دین و ملت کو سلام
آپ کا نعرہ نظام مصطفیٰ ﷺ — آپ کے نعرہ کی شہرت کو سلام
فاتح تحریک ختم المرسلیں — اے نورانی تیری جرائت کو سلام
زلزلہ تھے قادیان ونجد پر — تیری طاقت اور شجاعت کو سلام
یارسول اللہ نعرہ آپ کا — آپ کی نعرے کی شہرت کو سلام
مشن تھا جن کا نظام مصطفیٰ — آپ کی فہم و فراست کو سلام

مقام مصطفیٰ ﷺ کے محافظ تھے آپ — آپ کی اعلیٰ سیاست کو سلام

آفتاب جرائت و ہمت تھے آپ — تیری شوکت تیری ہیبت کو سلام

جھک گئے اپنے اور بیگانے سب — تیری ہیبت تیری جرائت کو سلام

کرتے تھے اعداء بھی جن کا احترام — آپ کی فہم و فراست کو سلام

تھے ضعیفی میں جوانوں کی طرح — آپ کی روحانی طاقت کو سلام

چہرہ تھا بس آپ کا مثلِ گلاب — آپ کے چہرے کی زینت کو سلام

گفتگو میں تھی شرینی اور مزہ — اس فصاحت اور بلاغت کو سلام

میلاد ہو یا ہو سنی کانفرنس — اس کی رونق اور برکت کو سلام

جلسہ ہائے دستارِ فضیلت میں گئے — تیری رونق تیری برکت کو سلام

محفلوں کی رونقیں بس آپ تھے — عزو نازِ اہلسنت کو سلام

آپ نے تبلیغی دورے جو کیے — اس سفر کی ہر صعوبت کو سلام

غیر مسلم کو مسلماں کر دیا — اس مبلغ کی کرامت کو سلام

کافر لاکھوں ہی مسلماں ہوگئے — آپ کی پُر نور سیرت کو سلام

کیا کروں میں تذکرے بس آپ کے — آپ کی بے حد عنایت کو سلام

نجیب الطرفین نسبا آپ تھے — صدیق اکبر سے قرابت کو سلام

سیدی بوبکر کے اے نورِ عین — بوبکر سے تیری نسبت کو سلام

تیری ایڑی پر نشانِ اژدھا — اس شہادت پر شہادت کو سلام

احمد سعید کاظمی کے یارِ غار — آپ کی لاثانی رفاقت کو سلام

سید ی و مرشدی نورانی حضور — آپ کی ہر اک عنایت کو سلام

افتخارِ اہل سنت آپ ہیں — مظہرِ عشق رسالت کو سلام

دم جو نکلا تو زباں پر ذکر تھا پیکرِ عشق رسالت کو سلام
تیرا جانا ایسے جیسے روح گئی جانے والے کی کرامت کو سلام
تیرے جانے کا جو سب کو غم ہوا جانے والے تیری ہجرت کو سلام
ہر زباں یہ کہہ رہی ہے برملا رہبرِ راہِ ہدایت کو سلام
حافظِ قرآں کی عظمت کو سلام قاریٔ قرآن کی رفعت کو سلام
زینت القراء ہیں نورانی میاں آپ کی عمدہ تلاوت کو سلام
فخر قراء آپ کی کیا شان ہے افتخارِ اہل سنت کو سلام
رات دن جو پڑھتے تھے قرآن پاک عاشقِ قرآں کی عظمت کو سلام
حافظ قرآن ہیں نورانی میاں قاریٔ قرآن کی عظمت کو سلام
سبعہ عشرہ پر مکمل تھا عبور آپ کی بے لوث خدمت کو سلام
والدہ سنتی تھیں پورے شوق سے قاری بیٹے کی قرائت کو سلام
داد دیتی تھیں ہمیشہ آپ کو نورانی بیٹے کی قرائت کو سلام
لحنِ داؤدی تھا یا کہ سحر تھا جھومنے والوں کی سماعت کو سلام
چمکا جس کی گود میں نورانی چاند والدہ کے بخت و عزت کو سلام
کرتے تھے وہ والدہ کا احترام جذبہء خدمت کی عظمتوں کو سلام
کہہ ربانی تو بھی پورے شوق سے تاجدارِ اہل سنت کو سلام [4]

اولادِ امجاد:

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روحانی اولاد لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد پر مشتمل ہے لیکن نسبی و حقیقی اولاد دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

4 محمد اقبال ربانی ہمدمی، مولانا: گلہائے عقیدت ص 11-8

☆۔حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی صاحب دامت برکاتہم

انہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے علاوہ لیبیا کی یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ وہ عظیم باپ کے عظیم بیٹے، مبلغ ابن مبلغ اور سیاست و مذہب میں والد گرامی امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و جانشین ہیں۔ آپ جمعیت علماء پاکستان کے قائد اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین ہونے کی حیثیت سے عالمی تبلیغی سرگرمیاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر خضری عطا فرمائے۔ امین!

☆۔جناب صاحبزادہ شاہ اویس نورانی صاحب دامت برکاتہم

آپ چھوٹے صاحبزادے ہیں اور والد گرامی کے سیاسی جانشین بھی۔ جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر ہونے کی حیثیت سے سیاسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز قومی و سیاسی خدمات کے اعتراف میں 1973ء کے آئین (جس کی تمام اسلامی دفعات آپ کی مرتب کردہ ہیں)، قومی اسمبلی کی لائبریری اور متعلقہ مین سڑک کو آپ کے نام سے موسوم کیا جائے۔ جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں، آپ کے مریدین، عقیدتمندوں اور دینی جذبہ سے سرشار نوجوانوں سے بھی اپیل ہے کہ تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ حصول فیضان و خیر و برکت اور اظہار عقیدت کے لیے اپنے علاقہ کی مساجد، لائبریریوں، تعلیمی اداروں، سڑکوں، چوکوں، آبادیوں اور کاروباری مراکز کو حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم کریں۔

☆☆☆☆☆

ممتاز علماء کرام اور مشاہیرِ ملّت کا خراجِ عقیدت

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمہ پہلو شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی مذہبی و سیاسی خدمات کے اعتراف میں ممتاز علماء کرام اور اہم شخصیات نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے چند ایک تاثرات مندرجہ ذیل ہیں:

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت سے سیاسی و مذہبی خلا پیدا ہو گیا ہے وہ پر ہونا ناممکن ہے"۔ (پروفیسر سید شاہ فرید الحق، قائد جمعیت علماء پاکستان)

☆ ۔دوسری جماعتوں کے پاس وسائل زیادہ ہیں، ہماری جماعت کے پاس مولانا نورانی کی شکل میں راہنما و لیڈر رہتے تھے۔ ان کو پاکستان میں زبردست سیاسی رسوخ حاصل تھا لیکن انہوں نے سیاسی اثرات سے کبھی خود ذاتی فائدہ حاصل نہیں کیا تھا۔ نہ ہی اپنے اہل خاندان کو کسی طرح کا فائدہ اٹھانے دیا"۔ (علامہ حفیظ الرحمان چشتی)

☆ ۔قائد اہل سنت امام نورانی نے ہمیشہ سیاست کو شریعت کے تابع رکھا۔ نیز وہ اپنے کارکنوں سے بے حد محبت فرماتے تھے۔" (علامہ محمد حنیف خاکی)

☆ ۔حضرت امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمی سطح پر اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے جو کوششیں کیں ماضی قریب میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ وہ غیر مسلموں میں بھی دعوت و تبلیغ کا کام منفرد طور پر کرتے رہے"۔ (علامہ پیر امداد حسین)

☆ ۔پاکستان میں تحریک ختم نبوت کو منطقی انجام تک مولانا نورانی نے پہنچایا۔ اور اپنی جراءت، سیاسی بصیرت اور عزم و استقلال سے آپ نے قادنیت کی کمر توڑ دی۔ اس تحریک کے دوران آپ کو کروڑوں روپے کی پیشکش ہوئی لیکن عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار اس مجاہد نے دولت دنیا کو

ٹھوکر مار کر سنت صدیقی کو زندہ رکھا''۔ (علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی)

☆۔اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خیر کثیر سے نوازا تھا۔ وہ حکمت و دانش کے امام تھے۔ سیاسی حکمت و بصیرت میں پاکستان میں ان کا ثانی نہیں تھا''۔ (مفتی گل رحمان قادری)

☆۔مختلف ادوار میں حکومتوں نے انہیں بڑے بڑے عہدوں کی پیشکش کی لیکن قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبھی ضمیر کا سودا نہیں کیا''۔ (علامہ خواجہ بشیر احمد چشتی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء کا وقار بلند کیا۔ وہ اسلامی سیاست کا ایک اہم ستون تھے''۔ (علامہ محمد اسلم بندیالوی)

☆۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمہ گیر خوبیوں کے مالک تھے۔ ہمارے یہاں قائدین کا ایک ہجوم ہے لیکن ان میں کوئی مولانا نورانی کا ہم پلہ قائد نظر نہیں آتا، وہ مختلف کمالات کے جامع پیکر تھے''۔ (علامہ محمد نواز ہزاروی)

☆۔شیخ الاسلام، قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت کے مالک تھے کہ جن میں زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے صاحب فن کو متاثر و مانوس کرنے کی زبردست صلاحیت موجود تھی، وہ سیاست کے کار زار کے جری سالار تھے۔ عابد شب زندہ دار تھے۔ عالم با عمل تھے، مناظر اسلام تھے، خطیب خوش نوا تھے، قاری قرآن تھے، محب وطن طبقات کے عظیم راہنما تھے اور عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے''۔
(امیر اہل سنت، حضرت پیر عبدالخالق قادری)

☆۔حضرت مولانا میرٹھی کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی، راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز (م۔ 1966ء) اور برادر بزرگ حضرت مولانا مفتی مظفر احمد علیہ الرحمہ (م ۱۹۷۱ء) سے خاص تعلق و محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے عوامی سطح پر مسلمانوں

میں بیداری پیدا کی اور اسلام کا شعور بخشا، انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا، تحریک ختم نبوت (م۔ 1973ء) اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (م۔ 1977ء) میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

''نظام مصطفیٰ'' کا نعرہ انہوں نے دیا۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ہر دل کی آواز بن گیا تاریخ پاکستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔۔۔۔۔وہ ایک باوقار لیکن بیباک سیاستدان ہیں، ان کی جرات و بیباکی کے واقعات ان کی سیاسی مخالفین نے بیان کئے ہیں۔۔۔۔۔ 1958ء میں جب وہ روس کے دورے پر تشریف لے گئے تو لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا، اسی طرح 1971ء میں جب ڈھاکہ میں یحییٰ خاں سے ملاقات ہوئی تو وہ شراب پی رہا تھا، بقول شورش کاشمیری یہ منظر دیکھ کر مولانا نورانی نے فرمایا:

''یحییٰ! شراب بند کرو، ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ آخر کار اس کو شراب اٹھانا پڑی''۔

سچ ہے:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مولانا شاہ احمد نورانی نے 1977ء میں قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ جس طرح 1922ء میں ان کے والد ماجد حضرت مولانا میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے برداشت کی تھیں''۔ (پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب خلفاء محدث بریلوی رضی اللہ عنہ 140)

☆۔ مجھے اپنے والدین کے وصال پر اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پر ہوا۔ کیوں کہ والدین کا صدمہ میری ذات تک محدود تھا جبکہ قائد اہل سنت کا انتقال پوری ملت اسلامیہ کا نقصان اور صدمہ ہے''۔ (مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ علم و عمل، فہم و دانش، عبادت و ریاضت، عزم و استقلال کا پیکر بن کر زندہ رہے۔ (علامہ قاری صادق ضیاء)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے راہنما کی رحلت سے قومیں یتیم ہو جاتی ہیں۔ ان کے وصال سے علم و ہدایت کی انجمن سونی ہو گئی ہے۔ (علامہ قاری رضاء المصطفیٰ)

☆۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ عاشق رسول ﷺ تھے۔نعت شریف کی محفلوں میں ان پر وجد و مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ وہ شریعت و طریقت کے بھی راہنما تھے۔
(علامہ محمد اسماعیل خان مصباحی)

☆۔حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کی سیاسی و مذہبی قیادت کا حق ادا فرما کر ہمارے سروں کو فخر سے بلند کر دیا''۔(علامہ حافظ فضل احمد قادری)

☆۔میں نے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں تقریباً 29 سال کا عرصہ گزارا، دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں میں ان کے ساتھ رہا۔مولانا نورانی اپنی سیاسی بصیرت اور جماعتی و تنظیمی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنی ذاتی زندگی میں انتہائی متقی و پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے''۔(علامہ قمر الزمان اعظمی، مرکزی جنرل سیکرٹری ورلڈ اسلامک مشن)

☆۔ہم نے ان کی علمی جلالت کو وہاں دیکھا کہ لوگ مختلف زبانوں میں ان سے سوالات کر رہے تھے اور وہ ہر ایک کا جواب اس کی زبان میں دے رہے تھے، عربی، اردو، فارسی، انگریزی، فرانسیسی وغیرہ۔ وہ ایک ایسے قائد تھے جس پر ہمیں فخر ہے۔اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں''۔(علامہ غلام رسول زرقانی)

☆۔قائد اہل سنت ایسی قد آور شخصیت تھے کہ جن کا سراپا ہر آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔علمی وقار کے لحاظ سے وہ ایک غامض نظر محقق تھے، لسان عربی کے اعتبار سے وہ بہت اچھے ادیب تھے۔فقہی جزئیات اور حدیث کا استحضار اس قدر تھا کہ جب بھی کوئی بات کی جائے فوری کسی حدیث کا نفس متن بیان فرما دیا۔عصری مسائل کے حوالے سے بھی بہت کشادہ نظر تھے، قاری قرآن کے لحاظ سے تو اپنا جواب آپ تھے۔ اس قدر خوش کن لب و لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے کہ دل جھوم جھوم جاتا۔سیاسی منظر نامے میں تو وہ سرخیل کارواں تھے۔مگر اس کے باوجود سیاسی عمل کا جو داغدار پہلو ہے اس سے وہ بالکل بے داغ تھے''۔(علامہ قمر الحسن بستی مصباحی)

☆۔مولانا نورانی نے اپنی قیادت کا لوہا منوایا''۔(مولانا اجمل خاں قادری، جمعیت علماء اسلام)

☆۔ مولانا نورانی میرے لیڈر اور راہنما تھے، ان کی موت کا غم میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ مولانا کا انتقال میرا ذاتی نقصان بھی ہے کیونکہ مولانا سے ہمیں بڑی راہنمائی ملتی تھی۔ اور ایم ایم اے کے سربراہ کی حیثیت سے ان کی قیادت بے مثال تھی''۔ (قاضی حسین احمد، امیر جماعت اسلامی)

☆۔ میں جب بھی مولانا نورانی صدیقی کے لیے اظہار عقیدت کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے۔ بات بڑی اور منہ چھوٹا۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی ان کی دنیائے فانی سے رخصت ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ ایک بار پھر پریشان ہو کر رہ جاتا ہوں کہ وہ مرد قلندر کیوں ہم سے جدائی کا راستہ اختیار کر گیا۔ ابھی تو بہت سے کام ان کے کرنے کے تھے۔ اللہ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ط ان کی زندگی کا ایک ہی واضح مقصد تھا کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹی امت کو اتحاد و اتفاق نصیب ہو۔ وہ فروعی اختلافات میں پھنسی اور ذاتی مفادات کے گرداب گھری پوری امت کو ایک ہی کلمہ طیبہ کے سائے تلے اکٹھا کرنا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ؎ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اس مقصد کے حصول کے لیے مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر دور میں ہر فقہ کے علماء کو اپنی علمی قابلیت اور غیر متنازعہ شخصیت کی سپہ سالاری میں اکٹھا کر کے ہر اسلام دشمن سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے وقف کر رکھا تھا، انہوں نے ایک ایسے گھرانے میں جنم لیا جس کا سرمایہ افتخار ہی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مکتب کی یہی کرامت تھی کہ جس نے مولانا شاہ احمد نورانی کو ہمیشہ آئین کی پاسداری کے لیے صف اول کا مجاہد بنائے رکھا تھا۔ ''تحریک نظام مصطفیٰ'' کے لیے ہر طرح کے ظلم سے عشق بلالی کی سنت ادا کرتے رہے۔ 1953ء کی ختم نبوت کی تحریک کو اپنے خون سے رنگ دیا اور آخر کار قادیانیوں کو قومی اسمبلی سے اپنی عملی قابلیت اور غلامی رسول کی برکت سے غیر مسلم قرار دلوا کر آئین پاکستان کا حصہ بنوانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی آئین آمریت کی زد میں آ کر روندا جاتا تو وہ اپنے اس وقت کے ساتھیوں کی تلاش میں نکل جاتے اور انہیں دعوت فکر دیتے کہ آؤ پھر متحدہ جدوجہد سے ایسا عمل کر جائیں جو روز قیامت نبی

آخرالزمان ﷺ کی شفاعت کا سبب بن جائے۔ وہ تو ہمیشہ تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایسے عمل کا سبق دیتے رہے جس کی سمت ٹھیک رکھنے سے پل صراط کا سفر آسان نظر آتا تھا۔ وہ ہمیشہ درود و سلام کے ساتھ دربار مصطفیٰ ﷺ میں اپنی آرزو پیش کرتے رہے۔

؎ آقا پل سے گزارو کہ راہگزر کو خبر نہ ہو جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی جگہ اور کسی وقت بھی بطور مبلغ اسلام یہود اور عیسائی مذاہب پر دین اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لیے تیار رہتے۔ قرآن مجید کے حوالوں سے تورات اور زبور کا علم رکھنے والوں کو راہ راست پر ڈال دیتے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بیرونی ممالک میں بہت سے مناظرے بھی کیے۔ مناظرے کے لیے آنے والوں کو صداقت کا سبق سکھا کر حلقہ بگوش اسلام کیا۔ وہ عالم باعمل تھے اور ساری زندگی شریعت اور سنت کے زریں اصولوں پر گزار گئے۔ حق گوئی اس مرد قلندر کی پہچان تھی۔ ان کا سینہ قرآن کے علم اور غلامیٔ رسول سے منور تھا۔ میرٹھ (انڈیا) سے آنے والے اس خاندان کی مقصدیت میں یہ شامل تھا کہ اس خطہ میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی تحریک شروع کی جائے۔ آج مرحوم اپنے دل میں یہ ارمان لیے ہوئے چل بسے، انہوں نے ساری عمر کرائے کے مکان میں گزاری اور اپنے گھر ''پاکستان'' کے لیے ٹھنڈک کا سامان ڈھونڈتے رہے''۔ (کیپٹن (ر) محمد صفدر)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نابغہ عصر تھے۔ وہ علم و عمل کا پیکر جمیل تھے۔ وہ امام ابوحنیفہ کے تدبر کا نشان تھے۔ وہ اسلام کے بےلوث سپاہی تھے۔ وہ صاحب فکر و نظر تھے۔ وہ دیدہ ور تھے۔ وہ راہ نورد شوق تھے۔ وہ عظمت کردار کی علامت تھے۔ وہ امت مسلمہ کا اجتماعی اثاثہ تھے۔ ان کا وجود باعث برکت و رحمت تھا۔ وہ اہل سنت کے عالمی ترجمان تھے۔ ان کا وجود آیۃ من ایات اللہ تھا۔ وہ ان قدسی نفوس میں سے تھے جو معاشروں اور قوموں کو انعام الٰہی کے طور پر عطا کیے جاتے ہیں۔ ان کی دینی، قومی، ملی اور تبلیغی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاسکیں گی۔ ہم ان کے سانحہ ارتحال کے موقع پر عہد کرتے ہیں کہ ان کے مشن کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم

ان کے مزار پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے"۔ (علامہ قمرالزمان اعظمی)

☆۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب علم، صاحب عمل، صاحب کردار، صاحب بصیرت، صاحب درد، صاحب کمال، صاحب محبت، صاحب استقامت، صاحب عزیمت انسان تھے۔ انہوں نے زندگی کی ہر ساعت اور ہر گھڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں کی سوغات تقسیم کرتے ہوئے گزاری۔ وہ فکر رضا کے علمبردار تھے۔ انہوں نے سیاست میں رہتے ہوئے بھی عقیدے اور نظریے کے معاملے میں کبھی سمجھوتہ نہیں کیا اور کبھی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے زندگی کی آخری سانس تک اسلام دشمن طاقتوں اور دین بیزار عناصر کے خلاف غیر مصالحانہ جنگ جاری رکھی۔

(علامہ شاہد رضا نعیمی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کا وجود مایوسیوں کے اندھیروں میں امید کی کرن تھا۔ وہ غیر معمولی انسان تھے۔ ان کی بے شمار خوبیوں اور لاتعداد کمالات میں متانت، سنجیدگی، بردباری، معاملہ فہمی، بصیرت اور جراءت نمایاں تھی"۔ (صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری)

☆۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود مسعود اہل سنت کے لیے بہت ہی قیمتی سرمایہ تھا۔ ان کی سحر انگیز اور جذباتی تقاریر عوام پر اثر انداز ہو کر انہیں شعائر اسلام پر عمل کرنے کا درس دیتی تھیں۔ ان کی دینی خدمات نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہیں۔ ان کا کردار مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (مفتی عبدالرسول منصور الازہری)

☆۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی ساری زندگی دین حق کی سربلندی اور حفاظت کے لیے وقف کر دی، وہ بلاشبہ ولی کامل تھے۔ ان کی وفات سے مسلمانوں کے سر سے ایک عظیم سایہ چھن گیا ہے۔ وہ سیرت و کردار کے روشن مینار تھے۔ وہ جہاں علم اور روحانیت کی دنیا میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے وہاں وہ میدان سیاست کے بھی شہسوار تھے۔ انہوں نے ملک میں اٹھنے والی ہر ملی، دینی و سیاسی تحریک کی قیادت کی۔ علامہ نورانی نے قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کلیدی کردار ادا کیا اور مسلمان کی تعریف آئین پاکستان میں شامل کروائی"۔

(علامہ ریاض احمد صمدانی)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی جدید اور قدیم علوم میں مہارت رکھنے والے ایک انتہائی باصلاحیت اور گوناگوں خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے۔ انہوں نے زندگی بھر قرآن اور صاحب قرآن سے اپنا ناطہ جوڑے رکھا۔ وہ راست فکر اور راست گو انسان تھے۔ وہ عالمی سطح پر اہل سنت کی پہچان تھے۔ وہ بڑھاپے میں بھی نوجوانوں کی طرح متحرک اور مستعد دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے سیاست میں کبھی اصولوں پر سودے بازی کی روش اختیار نہیں کی۔ صاحب طرز علامہ نے اپنے ڈھب کی نرالی زندگی گزاری۔ وہ انتہائی نفیس انسان تھے۔ ان کا طرز عمل منفرد اور اچھوتا تھا اور ان کے سراپا میں ایک سحر تھا۔ انہون نے ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم پر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا نورانی عالمی اور قومی حالات پر گہری نظر اور امت مسلمہ کے مسائل کا شعور رکھتے تھے''۔ (علامہ ثاقب شامی)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی بلاشبہ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ وہ محض ایک فرد نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک ادارہ اور تحریک تھے۔ میں اگر ان کو اسلام کی حقانیت کا مظہر کہوں تو غلط نہ ہوگا۔ وہ اہل ایمان کے دل کا چین تھے۔ انہوں نے جدوجہد اور تگ وتاز سے بھری ہوئی ایک مجاہدانہ زندگی گزاری۔ وہ فقر غیور کا نمونہ تھے۔ انہوں نے پاکستان کے آمر حکمرانوں کے خلاف تاریخی جدوجہد کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ علامہ نورانی نے کئی بار اعلیٰ حکومتی منصب کی پیش کشیں ادائے بے نیازی سے مسترد کر دیں کیونکہ ان کی منزل اقتدار نہیں تھا بلکہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتدار میں لانا تھا''۔ (علامہ نیاز احمد صدیقی)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی سوز و ساز رومی اور پیچ و تاب رازی کی کیفیتوں اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سرشاریوں اور بے قراریوں میں رہنے والے صوفی منش شخصیت تھے۔ وہ قلندرانہ مزاج رکھتے تھے وہ حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد بن جاتے تھے''۔ (علامہ فروغ القادری)

☆ حضرت قائد ملت اسلامیہ کے تاریخ ساز تجدیدی کارناموں اور خدمات کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ نائب رسول اور قائد امت محمدیہ ہونے کی حیثیت سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی

رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم وفنون، قیادت وسیادت، نظم وضبط، ذہانت وفطانت، تحریک وروحانیت اور ذہن سازی کے اصول وقواعد سکھا کر دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ (مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی کی ہر ہر ادا سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ جنت کے باشندے ہیں کیونکہ ان کے عمل پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت الٰہیہ کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک ہمہ جہت اور جامع الصفات شخصیت تھے۔ انہوں نے وطن عزیز پاکستان میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تحریک ختم نبوت اور تحریک بحالی جمہوریت کے دوران قائدانہ کردار ادا کیا اور انتہائی جراءت واستقامت کے ساتھ حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کر کے اپنے حق پرست اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ شاید بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ ایران عراق جنگ ختم کرانے میں مولانا نورانی نے بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ یہ کارنامہ ان کے عالمی اثر ورسوخ کی غمازی کرتا ہے"۔ (علامہ قاری عبدالرؤف نقشبندی)

☆۔وہ اسلام وسنیت اور جمہوریت کے عظیم راہنما تھے، دنیائے کفر اور ایوان باطل میں ان کی للکار زلزلہ برپا کیے رکھتی تھی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفر کے طاغوتی سیلاب کے آگے وہ سد سکندری کی حیثیت رکھتے تھے"۔ (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی پرعزم قیادت میں "نورانی سیاست" کا آغاز ہوا۔ آپ نے ملکی وملی وقار وعظمت کے لیے بے لوث کردار ادا کیا۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں بنیادی کردار ادا کیا۔ 1977ء میں بھٹو فسطانیت کے خلاف پی این اے کی تشکیل اور دھاندلیوں کے خلاف چلائی جانے والی "تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی قیادت آپ کے سیاسی کردار کی شاہد وامین ہے۔ بھٹو دور حکومت میں آپ کو راستے میں ہٹانے کے لیے قاتلانہ حملے کرائے گئے۔ بھٹو سب سے زیادہ آپ سے خائف رہتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق کے طویل ترین دور آمریت میں بھی مولانا نورانی، آپ کے رفقاء نے تاریخی جدوجہد کی۔ وزارتوں اور گورنریوں کے لالچ دیے گئے گویا کہ ہر طرح سے جمعیت کی قیادت کو دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی گئی مگر یہ بوریا نشین بھلا کس کے قابو میں آنے والے تھے۔ 1978ء کی کل پاکستان "سنی کانفرنس" اور 1979ء کی "میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس" نے تو حکمرانوں کی نیندیں حرام کر دیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جب بزرگ مسلم لیگی

راہنما میاں ممتاز دولتانہ نے کہا تھا: اب مولانا نورانی کی وہی پوزیشن ہے جو 1970ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی تھی۔

ضیاء الحق نے سندھ میں لسانیت کا بیج بویا تو صوبے کا امن وامان تباہ ہو گیا۔ نفرت کی آگ میں سب کچھ جل کر بھسم ہو گیا۔ بڑے بڑے قومی راہنما اپنی جانیں بچا کر کراچی اور حیدرآباد سے نکل گئے، کچھ وطن کی حرمت پر قربان ہو گئے لیکن مولانا نورانی نے اس جلتے ہوئے الاؤ میں تنہا کھڑے ہو کر قومی سالمیت کا تحفظ کیا۔ آپ شاید واحد راہنما ہیں جو کبھی بھی "نائن زیرو" نہیں گئے۔ فرقہ واریت کا "جن" سب کو نگلنے کے لیے درپے تھا کہ مولانا نورانی کی قیادت میں تمام دینی قوتیں متحد ہو گئیں اور پھر چند ہی دنوں میں ایکدوسرے کی جان کے دشمن باہم شیر وشکر ہو گئے۔ گزشتہ انتخابات سے قبل علامہ نورانی نے بکھری ہوئی دینی قوتوں کو "متحدہ مجلس عمل" کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی"۔ (سردار محمد اکرم، روزنامہ پاکستان 23 جنوری 2004ء)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود عالم اسلام کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں تھا۔ ایسی نابغہ روزگار شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں"۔ (علامہ سید ظفر اللہ شاہ)

☆۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ نسبی تعلق رکھنے والے مولانا شاہ احمد نورانی گفتار اور کردار میں اللہ کی برہان تھے۔ وہ مومنانہ صفات سے مالا مال تھے۔ انہوں نے انتہائی اجلی، پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گزاری۔ انہوں نے تادم آخر بااصول، مشنری اور بامقصد سیاست کا جھنڈا بلند رکھا۔ اپنوں کے علاوہ غیر بھی ان کے حسن کردار اور حق گوئی وبے باکی کی گواہی دیتے ہیں"۔ (علامہ بوستان القادری)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی سچے عاشق رسول اور صاحب بصیرت عالمی لیڈر تھے۔ تبلیغ اسلام کے لیے ان کی خدمات آپ زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام کی خدمت سے عبارت تھا۔ ایک بااصول سیاسی لیڈر کی حیثیت سے انہوں نے پاکستانی سیاست میں جو تاریخ ساز کردار ادا کیا اسے کبھی بھلایا نہیں جا سکے گا۔ ان کا تذکرہ ہمیشہ زبانوں پر اور ان کی یاد

دلوں میں روشن رہے گی۔ ان کی کرشماتی شخصیت کا سحر تادیر قائم رہے گا اور ان کی مذہبی، سیاسی اور تبلیغی کارنامے تاریخ کے صفحات پر جگمگاتے رہیں گے"۔ (علامہ حفیظ الرحمٰن چشتی)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی غلبہ اسلام کے لیے سرگرم عمل، انقلابی تحریکوں کے سرخیل تھے۔ انہوں نے اپنے تبلیغی دوروں کے ذریعے اسلام کا آفاقی پیغام دنیا کے ہر براعظم اور ہر خطے میں پہنچایا۔ اور فرزندان اسلام کی تعلیم وتربیت کے لیے کئی ممالک میں دینی ادارے قائم کیے۔ انہوں نے اپنے اثر انگیز خطابات میں گمراہ لوگوں کو راہ راست پر گامزن کر کے سچا مسلمان بنا دیا۔ ان کی زبان سے تلاوت قرآن سن کر دل جھوم جھوم جاتے تھے اور روح پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ان کی گفتگو کا میٹھا اور شبنمی انداز دل موہ لیتا تھا"۔ (علامہ جمشید سعیدی)

☆۔ مولانا نورانی کے قرآن سے شغف کا یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی کے باوجود آخر تک قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے۔" (ڈاکٹر اسرار احمد۔ تنظیم اسلامی)

☆۔ (دست بوسی کرتے ہوئے کہا:) قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی میرے قائد اور مخدوم ہیں۔ میں مولانا نورانی کا سب سے بڑا مخالف تھا مگر انہیں قریب سے دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔ وہ بہت ہی عظیم انسان ہیں۔ وہ پاکستان کا واحد لیڈر ہے جس کا جو نظریہ 1970ء میں تھا اب بھی اسی پر جما ہوا ہے"۔ (مولانا ضیاء القاسمی۔ سپاہ صحابہ)

☆۔ مولانا نورانی کی وفات سے ملک کے دینی، تعلیمی اور سیاسی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پر ہو سکے گا۔ ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی سکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا۔ ان کا خلاء آسانی سے پر نہیں کیا جا سکے گا"۔ (صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف)

☆۔ ان کی شرافت اور معاملہ فہمی کو دیر تک یاد رکھا جائے گا۔ مولانا نورانی نے ہمیشہ دیانتداری کو اپنا شعار بنایا اور ملکی خدمت و محبت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ان کی وفات سے ملک معروف عالم دین اور ممتاز پارلیمنٹرین سے محروم ہو گیا۔ مرحوم نے اندرون اور بیرون ملک دینی تعلیم اور ملک میں سیاسی مفاہمت کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں"۔ (سابق وزیر اعظم پاکستان میر ظفر اللہ جمالی)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی کا شمار ممتاز علماء دین اور جید علماء کرام میں ہوتا تھا۔انہوں نے ہمیشہ شرافت کی سیاست کی،ان کی وفات سے پاکستان کا بڑا نقصان ہوا۔مولانا شاہ احمد نورانی برداشت کی سیاست کی قائل تھے،انہوں نے کبھی سیاست میں انتہا پسندانہ رویہ اختیار نہیں کیا''۔
(سابق صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری،سربراہ ملت پارٹی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی امت مسلمہ کے عظیم راہنما تھے۔ان کے انتقال سے پوری امت مسلمہ کو نقصان ہوا ہے''۔(امر موسیٰ،سیکرٹری جنرل عرب لیگ)

☆۔مولانا نورانی اعلیٰ پائے کے دینی اسکالر اور سیاسی مفکر تھے۔امت مسلمہ کو بیداری اور اتحاد بین المسلمین کے لیے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا''۔(حامد الغامد،او،آر،سی)

☆۔مولانا نورانی کے انتقال سے پورے عالم اسلام کو شدید دھچکا لگا ہے۔پاکستان ایک عظیم دینی سکالر اور محب وطن راہنما سے محروم ہو گیا''۔(میاں نواز شریف۔مسلم لیگ)

☆۔علامہ شاہ احمد نورانی ایسے لیڈر رہتے تھے جو دوسروں کی رائے کو سنتے تھے اور اپنی رائے دوسروں پر مسلط نہیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی خوبی عطا کی تھی کہ وہ بہت سختی سے لیکن تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کرتے تھے۔ان کی وفات سے دلی رنج ہوا۔(محترمہ بے نظیر بھٹو،پیپلز پارٹی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان ہوا،مرحوم آئین پاکستان کے بانی تھے،موجودہ بحران میں ان کی سخت ضرورت تھی''۔(آصف زرداری)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کی خبر سن کر سکتہ سا طاری ہو گیا ہے۔ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہو گئی ہے''۔(میاں شہباز شریف)

☆۔مولانا نورانی ساری زندگی پاکستان میں اسلام،دینی اقدار اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں نمایاں طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ان کی اعتدال پسندی،رواداری اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے وہ ہمیشہ قوم کے شفیق راہنماؤں میں شامل رہیں گے۔اور انہیں تاریخ کے انمٹ باب کی حیثیت حاصل رہے گی''۔(چوہدری شجاعت حسین)

☆۔مولانا نورانی نے دینی اور سیاسی میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں،قوم انہیں کبھی فراموش نہیں

کرے گی۔ مولانا نے خاص طور پر فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔ ان کی سیاسی اور دینی خدمات کی وجہ سے قوم انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی"۔(چوہدری پرویز الٰہی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم مذہبی سکالر اور تجربہ کار سیاستدان تھے جن کی اسلام اور پاکستان کے لیے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔(خالد مقبول، گورنر پنجاب)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ بلند مقاصد کے لیے سیاست کی، وہ ایک محب وطن، تحمل مزاج، اور عظیم راہنما تھے جنہوں نے شرافت کی سیاست کو فروغ دیا"۔(مخدوم امین فہیم)

☆۔مولانا نورانی کے انتقال سے مجلس بے سہارا ہو گئی۔ وہ ایک حوصلہ مند اور جدید سیاستدان تھے۔"(پروفیسر ساجد میر جمعیت اہل حدیث)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی بہت ضرورت تھی، پوری قوم افسردہ ہے، پوری قوم کو تعزیت کرنی چاہیے"۔(پروفیسر غفور احمد، جماعت اسلامی، کراچی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی امت محمدیہ میں اتحاد کے داعی تھے اور معاشرے کو فرقہ وارانہ رجحانات سے پاک کرنے میں ان کا نمایاں کردار ہے"۔(میاں محمد اظہر، مسلم لیگ)

☆۔پاکستان میں جمہوریت کی بحالی اور مسلمانوں میں تحمل ورواداری کے جذبات کو مضبوط بنانے میں ان کا کردار اہم ہے"۔(غلام مصطفیٰ کھر، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

☆۔مولانا نورانی ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ وہ بلا مبالغہ دنیا کی نو زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ ان کی موت سے سیاسی اور دینی حلقوں میں زبردست خلا پیدا ہوا ہے"۔(حیدر فاروق مودودی)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی نے بیرون ملک یورپ جا کر اللہ کے دین کی تبلیغ کے لیے مثالی کام کیا، وہ ایک ممتاز مذہبی شخصیت تھے"۔(مولانا محمد اجمل قادری)

☆۔مولانا شاہ احمد نورانی کی اسلام اور جمہوریت کے لیے خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ آپ 1973ء کے آئین کی تشکیل میں میرے والد کے ساتھ مل کر بے انتہاء کوششیں کیں۔ مولانا نورانی کو اردو، انگریزی اور عربی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ وسیع مطالعہ نے ان کی شخصیت کو

اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ نورانی شجر سایہ دار تھے۔ وہ زندگی بھر محبتیں بانٹتے رہے اور نفرتیں مٹاتے رہے"۔ (خورشید محمود قصوری، وزیر خارجہ پاکستان 1)

☆۔ مولانا نورانی کا نام ہی نورانی نہیں، ان کی داڑھی بھی نورانی ہے اور ان کا چہرہ بھی"۔ (چوہدری فضل الٰہی، سابق صدر پاکستان)

☆۔ میں نے مولانا نورانی کی قیادت میں برسوں قومی اسمبلی میں کام کیا ہے۔ 1973ء کا دستور بنانے، اسلامی آئین اور قانون کی بالادستی کے لیے جو کام مولانا نورانی اور ان کی پارٹی نے کیا ہے وہ قابل تحسین ہے"۔ (پروفیسر غفور احمد، جماعت اسلامی)

☆۔ جناب شاہ احمد نورانی قوت فیصلہ اور قوت کار سے بہرہ ور ہیں۔ بعض مواقع پر انہوں نے فیصلہ کن قدم اٹھایا اور تنظیم کو بکھرنے سے بچالیا۔ دن کے وقت بھی کام کرتے ہیں مگر شب بیداری ان کی سیاسی زندگی کا لازمی جز بن گئی ہے۔ اچھے تعلقات کی آبیاری ان کا سب سے بڑا وصف ہے۔ شیریں گفتار ہونے کی وجہ سے ان کا معاشرتی دائرہ بڑا وسیع ہے۔ باصلاحیت افراد بالخصوص نوجوانوں کو اپنی جماعت سے وابستہ کرنے کی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ محبت کرنا جانتے ہیں اور محاذ آرائی بھی۔ قومی مسائل پر سیاسی نقطہ نظر سے غور و فکر کرتے ہیں پارلیمانی مباحث نے ان کے جوہر نکھار دیے ہیں"۔ (ممتاز صحافی الطاف حسین قریشی)

☆۔ پروقار اور نکتہ سنج، طبیعت میں مزاح اور شوخی مگر اظہار بوقت ضرورت۔ قومی اسمبلی میں ان کی کارکردگی اور حاضر جوابی سے حزب اقتدار اتنی تنگ ہوتی تھی کہ ایک دفعہ پیرزادہ کی مدد کے لیے وزیراعظم (سابق) ذوالفقار علی بھٹو کو خود آنا پڑا تھا۔ سیاست میں کمسن ہونے کے باوجود بڑے بڑوں کے کان کترے ہیں۔ اپنے اور پرائے سب ان کی عزت کرتے ہیں اور ان سے ہوشیار باش رہتے ہیں"۔ (رفیق ڈوگر)

---

1 یہ تاثرات ماہنامہ "سنی ٹائمز" بریڈ فورڈ، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ نوائے وقت لاہور اور ماہنامہ "ندائے اہل سنت" لاہور سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)

☆۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے نہایت بالا قد شخصیت ہیں۔ ان کی قابلیت کی طرح دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عشق بھی مسلمہ ہے۔ اس طرح وہ خدمات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں جو آپ نے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے انجام دیں''۔ (سید نظر زیدی)

☆۔ میں جماعت اسلامی کو کوئی جماعت نہیں سمجھتا یہ ایک بے معنیٰ جماعت ہے۔ اس کے برعکس مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم دینی شخصیت ہیں۔ وہ پڑھے لکھے انسان ہیں اور معاملات کو سمجھنے میں انہیں عبور حاصل ہے''۔ (جنرل نواب زادہ شیر علی خاں۔ سابق مرکزی وزیر اطلاعات)

☆۔ مولانا نورانی کے والد علامہ محمد عبد العلیم صدیقی نے تبلیغ کے لیے دنیا بھر کے لیے چکر لگائے اور مسلم اتحاد کی جدوجہد میں شریک رہے۔ مولانا نورانی بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں''۔ (ڈاکٹر اسرار احمد۔ بانی وامیر تنظیم اسلامی)

ہمیں من حیث الجماعت ہمیشہ اس بات کا قلق رہے گا کہ ہم مولانا نورانی کی قیادت میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل حاصل نہ کر سکے۔ (محمد صلاح الدین سعیدی ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن پوسٹ بکس 2206، لاہور)

☆☆☆☆☆

بائیسواں باب

امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات تجدید واحیاء دین

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز

یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی، حضرت علامہ امام ملا علی قاری، حضرت علامہ بدرالدین ابدال اور دیگر محدثین ومفسرین اور علماء ربانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے "حدیث مجدد" کی تشریح وتوضیح میں ایک مجدد برحق کی جو شرائط وعلامات بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔جس صدی کا وہ مجدد ہے اس صدی کی ابتداء میں موجود ہو۔

☆۔جس صدی میں وہ پیدا ہوا ہو اسی صدی میں مشہور بھی ہوا ہو اور دین اسلام کے استحکام کا باعث بنا ہو۔

☆۔وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی تفسیر ہو۔

☆۔وہ اپنے زمانہ کے حق گو اور ممتاز علماء ومشائخ کا مرجع ومحور ہو۔

☆۔وہ حامی سنت اور قاطع بدعت ہو۔

☆۔وہ علوم ظاہری وباطنی کا جامع ہو۔

☆۔وہ جس صدی کا مجدد ہو اس صدی کے ممتاز علماء، مشائخ اور باشعور عوام نے اسے مجدد تسلیم کیا ہو۔ باہمی مشاورت یا فیصلہ کی بجائے منجانب اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی شان مجددیت کا تصور اجاگر ہوا ہو۔

☆۔وہ جس صدی کا مجدد ہو، اس میں دین اسلام کے حوالے سے اس کی تجدیدی، تبلیغی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات قابل تحسین وتقلید ہوں۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا شرائط واوصاف کے جامع تھے۔ آپ کی مذہبی وسیاسی، قیام مدارس وتعمیر مساجد، آئینی ودستوری، تحریری وتبلیغی، حق گوئی وحقانیت پسندی، عالمی سطح پر تبلیغی واشاعتی، عالم کفر کے مقابلہ میں عالم اسلام کو متحد کرنا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا وغیرہ ایسی تاریخ ساز خدمات جلیلہ اور کارنامے ہیں جو آپ کی مجددیت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں، جن کی تفصیل سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔

آپ کے ہمعصر ممتاز علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی قیادت وامامت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ نورانی قیادت میں کام کرنا سعادت تصور کرتے تھے۔ امام المناطقہ، ملک المدرسین حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علامہ نورانی شرعی امام کی تمام شرائط و اوصاف کے جامع ہیں"۔ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے اللہ! میری عمر بھی علامہ نورانی کو عطا فرما دے۔ علامہ نورانی میرے قائد ہیں اور میں آپ کا ادنیٰ سپاہی ہوں"۔

مفسر قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا قائد دیا ہے جس کی دیانت، خلوص اور پاکدامنی کی قسم کھائی جاسکتی ہے"۔

مفکر اسلام، مفسر قرآن حضرت علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجددیت اور تجدیدی کارناموں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ وہ (امام شاہ احمد نورانی صدیقی رہ) ایک مجدد وقت کی تمام صفات رکھتے تھے، ان کے تجدیدی کارنامے بے شمار ہیں جن کا ذکر ان کے احوال و آثار پر لکھی گئی کتب ورسائل میں موجود ہے۔ کبھی موقعہ ملا تو فقیر بھی ان کے تجدیدی کارناموں پر مشتمل تحریر سامنے لانے کی سعادت حاصل کرے گا"۔ (اقتباس از تقریظ برتذکرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ)

شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:

''یوں تو جو بھی پیدا ہوتا ہے اس نے ایک نہ ایک دن ضرور موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور دنیا میں ہر روز ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ موت کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں، ان میں امراء وغرباء، علماء ومشائخ، شاہ وگدا ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کسی بڑی سے بڑی علمی، روحانی یا سیاسی شخصیت کی وفات پر پاکستان کیا دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس طرح افسردہ، غم زدہ اور صدمے سے دوچار نہیں دیکھا جس طرح مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر دیکھا۔ عوام وخواص، ارباب سیاست، اصحاب صحافت، حزب اختلاف، حزب اقتدار، اہل سنت وجماعت اور دوسرے مسالک کے لوگوں نے بلا امتیاز ان کی وفات کو قومی اور بین الاقوامی سانحہ قرار دیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران علامہ شاہ احمد نورانی کو گرفتار کر کے سندھ کے دور دراز علاقے گڑھی خیرو کی حوالات کے ایک جیل میں قید کیا جس میں پنکھا تک نہیں تھا، اوپر سے آدھی چھت غائب تھی، گڑھی خیرو ایسی جگہ ہے جہاں بعض اوقات درجہ حرارت 113 فارن ہیٹ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا تھا، کہتے ہیں کہ وہاں سورج کی تپش سے پانی یوں ابلنے لگتا تھا کہ اس میں پتی ڈال کر چائے تیار کی جاسکتی تھی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا نورانی کی بے لاگ تنقیدوں نے مزاج شاہی کو کس قدر برہم کر رکھا تھا۔

مولانا نورانی جیسے ناز ونعم میں پلے ہوئے لطیف اور نازک مزاج شخص کا اپنے مؤقف میں لچک دکھائے بغیر سب کچھ کمال استقامت کے ساتھ برداشت کر جانا انہیں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔'' (مقالات شرف قلمی جلد دوم، ص 125)

ممتاز مذہبی سکالر جناب علامہ نور احمد شاہتاز صاحب نے حال ہی میں قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کی خدمات تجدید واحیاء دین کے حوالے سے پرمغز اور تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں امام نورانی کو پندرھویں

صدی کا ''مجدد'' ثابت کیا ہے۔ علامہ نور احمد شاہتاز صاحب حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات تجدید واحیاء دین کے حوالے سے دیگر اہم اور ممتاز شخصیات سے موازنہ کراتے ہوئے خوبصورت انداز میں لکھتے ہیں:

مولانا شاہ احمد نورانی کی تجدید واحیاء دین کے حوالے سے خدمات کا موازنہ ماضی قریب کے راہنمایانِ دین سے کیا جائے تو قریب قریب کوئی شخصیت ایسی نہیں ملتی جس کی خدمات اتنی ہمہ گیر ہوں جتنی کہ قائد اہل سنت کی ہیں۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے گو تجدید واحیاء دین کے حوالہ سے اپنے دور میں نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں مگر ان کی یہ خدمات برصغیر کی حد تک محدود تھیں۔ انہوں نے انگریزی اقتدار کی غلامی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو نجات دلانے اور اسلامی اقتدار کی بحالی کی خاطر بے پناہ محنت و مشقت سے کام لیا۔ انگریز کے خلاف فتویٰ دینے اور بغاوت پر اکسانے کے جرم میں انہیں قید و بند کی اذیت سے دوچار کیا گیا، چنانچہ اسیری کے عالم میں انہوں نے جزائر انڈیمان کے عقوبت خانہ ہی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اللہ رب العزت انہیں اجر جزیل سے سرفراز فرمائے۔ ان کی مساعی کا دائرہ ہندوستان کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کی حد تک محدود تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تجدید واحیائے دین کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وسعت ہمہ گیری ہے۔ مولانا نورانی کی خدمات جلیلہ کا موازنہ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات سے کیا جائے تو حسب ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ موازنہ محض حالات واقعات کا ہے شخصیات کا نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بلاشبہ اپنے دور کی بے مثل و بے مثال شخصیت ہے، کسی کو ان کا ہم سر قرار دیا جا سکتا ہے نہ برابری کا کوئی تصور قائم کرنا مقصود ہے، مقصد اس موازنہ سے صرف کار تجدید واحیائے دین میں کسی قدر مماثلت کو تلاش کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کو اکبری اور رافضی فتنہ سے مقابلہ درپیش تھا جبکہ مولانا نورانی کو بیک

وقت کئی فتنوں کا سامنا تھا جن میں قادیانی فتنہ اور سوشلزم کا الحادی واشتراکی فتنہ سرفہرست ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دین اکبری سے پھیلنے والے الحاد کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ جبکہ مولانا نورانی نے سوشلزم کے الحادی نعرہ کے خلاف تحریک چلائی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافضی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس صحابہ کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا نورانی نے قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کی تاریخ رقم کی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اکبری فتنہ کی سرکوبی کے لیے اس وقت شاہی محل میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے جب اکبر کا الحادی دین مکمل طور پر نافذ ہو چکا تھا اور اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر کے ذریعہ اکبری فتنہ کے تسلسل کا آغاز ہو رہا تھا۔

مولانا نورانی نے اس وقت ایوان (پارلیمنٹ) میں قدم رکھا جب الحاد کی بنیاد رکھنے کے لیے الحادی قوتیں مجتمع ہو رہی تھیں اور اس ملک میں سوشلزم نافذ کرنے کی اسکیم 1973ء کے دستور کے ذریعہ مرتب کی جا رہی تھی۔ مولانا نورانی نے مذہبی قوتوں کو جمع کر کے آئین سے وہ تمام شقیں ختم کرائیں جن کے ذریعہ سوشلزم کو تحفظ دیا جانا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فتنہ اکبری کے خلاف آواز بلند کی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک اس کی باقیات ختم نہیں ہو گئیں۔

مولانا نورانی قادیانی فتنہ کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں اترے اور اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک اس فتنہ کی سرکوبی کر کے اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار نہیں دلوایا۔

قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی کو اس مطالبہ (قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے) سے دستبردار ہونے کے لیے بھاری بھر کم پیش کشیں کی گئیں حتیٰ کہ قادیانی لاہوری گروپ نے حنفیہ ملاقات کر کے پچاس لاکھ (ایک روایت کے مطابق ایک کروڑ) روپے نقد پیش کرنے کے جسارت بھی کی جسے قائد اہل سنت نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حکومت اور اپوزیشن سب کے

لیے یہ بڑا امتحان تھا اور اس سے زیادہ کڑا امتحان مولانا شاہ احمد نورانی کے لیے تھا جو تجدید دین کی شمع لیے جان ہتھیلی پر رکھے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں بغیر حفاظتی دستہ و گارڈز کے جارہا تھا تاکہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بیداری پیدا کی جاسکے۔ تائید ربانی مولانا کی دستگیر ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو مسلم امہ نے یہ خبر نہایت مسرت سے سنی کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ خود مولانا نورانی کے بیان کے مطابق اس تاریخ ساز فیصلہ کے اعلان کے بعد کوئی پچاس ہزار قادیانیوں نے دنیا بھر میں قادیانیت سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ کارنامہ انہیں مجدد قرار دینے کے لیے تنہا ہی کافی ہے لیکن ابھی مزید کارہائے نمایاں اس مزدور درویش کے بیان ہونا باقی ہیں"۔ 1

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی کو آپ کے مخالفین کی کوششوں سے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کیا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ مخالفین نے جہانگیر کو باور کرایا کہ آپ کے مکاتیب دراصل بادشاہ کے خلاف بغاوت ہیں، اور مکاتیب کا غلط مفہوم بیان کیا۔ پھر درباری علماء نے آپ پر کفر کا فتوی لگایا اور قتل کا مشورہ دیا۔ بادشاہ نے قتل کی بجائے گوالیار میں نظر بند کیا۔ معاصر درباری علماء کی آپ سے دشمنی دراصل تجدید و احیائے دین کی تحریک برپا کرنے، قوم کو راہ راست بتانے اور وقت کے حکام کو نصیحت کرنے کی بناء پر تھی جن میں روافض پیش پیش تھے۔ آپ ایک سال تک گوالیار میں اور تین سال دس ماہ تک شاہی فوج میں نظر بند رہے۔ (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی کو تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی ﷺ کے دوران متعدد بار قید اور نظر بند کیا گیا اور گڑھی خیرو جیسی بدنام زمانہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے قید و بند اور دیگر مالی نقصانات کی قطعا کوئی پرواہ نہ کی اور قید میں قرآن کریم حفظ کرنے کے علاوہ کئی قیدیوں کو دین کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس قید و بند کا حال حضرت مجدد نے اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین کو اس طرح لکھا:۔۔۔۔

1 نور احمد شاہتاز، علامہ: پندرھویں صدی کا مجدد کون؟ ص 27-22

یہاں کے فقراء کی کیفیت اور حال شایان حمد وشکر ہے کہ بلا میں ہوتے ہوئے ان کو عافیت اور تفرقہ میں رہتے ہوئے ان کو جمعیت حاصل ہے۔ برخورداران اور رفقاء میں سے جو بھی ساتھ ہیں ان سب کو وابستگی حاصل ہے۔ اور ان کے احوال میں ترقی ہے۔ ان کے واسطے یہ چھاونی گویا کہ خانقاہ بن گئی ہے۔ فوجیوں کی تلوینات میں ان کو تمکین نصیب ہے وہ ایسی جگہ رہتے ہوئے جہاں طرح طرح کی گرفتاریاں ہیں، صرف ایک مطلب کے گرفتار ہو کر رہ گئے ہیں یعنی صرف اپنے مولی کے طلبگار ہیں۔ البتہ ان کا اختیار ان سے مسلوب ہے اور وہ قید و بند کی نعمت میں گرفتار ہیں۔ کیا ہی قید و بند ہے کہ اس سے رہائی ایک پائی کے بدلے میں حاصل نہ کی جائے۔ اس نعمت اور تمام نعمتوں پر اللہ کے لیے حمد وستائش ہے۔ (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی نے قید و بند کو اپنے لیے کوئی آفت خیال کرنے کی بجائے سنت انبیاء و صالحین پر عمل کا موقع سمجھا، آپ حافظ قرآن تھے، آپ نے قید و بند میں تلاوت قرآن کریم سے خوب حظ اٹھایا اور دیگر اوراد و وظائف بھی جاری رکھے۔ جب آپ کو گڑھی خیرو سے خیر پور لایا گیا اور پھر خیر پور سے کراچی منتقل کیا گیا تو ایک اخباری نمائندہ نے سوال کیا: آپ کو بے حد تکلیف دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی صحت بھی گر گئی ہے، اس پر آپ نے اس کے سوالوں کے جواب میں فرمایا:

پہلے مجھے گڑھی خیرو رکھا گیا بعد میں مجھے خیر پور لایا گیا دونوں علاقوں کے نام میں خیر کا لفظ موجود ہے اس لیے آپ یہی سمجھیں کہ جو کچھ ہونا تھا خیر سے ہو گیا۔ کافی عرصہ سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے جدوجہد میں مصروفیت اس قدر تھی کہ پوری یکسوئی کے ساتھ ذکر و فکر کا موقع نہیں ملا تھا الحمد للہ! گڑھی خیرو میں یہ موقع ملا۔ اور گڑھی خیرو میں میرے ساتھ جو سلوک کیا گیا مجھے اس پر کوئی شکوہ بھی نہیں کہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ارفع و اعلیٰ نصب العین کے لیے یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کو بادشاہ کی طرف سے شراکت اقتدار و مناصب عالیہ کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔

مولانا نورانی کو بھی شراکت اقتدار کی بارہا پیش کش کی گئی مگر آپ نے مشن چھوڑ کر اقتدار و مناصب کی پیش کش کو ہمیشہ پائے حقارت سے ٹھکرایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر بے خوف وخطر فرمایا:

پادشاہ بے دین است اعتبارے ندارد۔

(بادشاہ بے دین ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں)

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ جملہ عید کے چاند میں اختلاف کے موقع پر بادشاہ کے مقربین کے سامنے فرمایا تھا۔

مولانا نورانی نے ہمیشہ وقت کے بے دین حکمرانوں کو براہ راست للکارا، آپ نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا: یورپ میں کسی شرابی کو ڈرائیونگ لائسنس نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی شراب پی کر ڈرائیونگ کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کروایا۔ گاڑی شرابی کے ہاتھ میں ہے اس لیے آگے چلنا محال ہے ملک کا ڈرائیور شرابی ہو گا تو ملک کو تباہ کر دے گا۔

اصلاح احوال کے لیے حضرت مجدد الف ثانی نے تمام شاہی امراء کو خطوط لکھے اور راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ بقول مولانا منظور احمد نعمانی آپ نے جہانگیر کے تخت نشیں ہوتے ہی یہ سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی، مولانا منظور احمد نعمانی)

مولانا نورانی نے اپنے کھلے خطوط میں حکام کو راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ اور ان کی غلط روش پر انہیں سخت تنبیہ کی۔ صدر ورلڈ اسلامک مشن اور ملی یک جہتی کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے حکمرانوں کے نام آپ نے اپنے ایک کھلے خط میں لکھا:

”۔۔۔۔ہم متنبہ کرنا اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آئین کی مسلمہ اسلامی دفعات کو معطل رکھنے کی بجائے ہمہ وقت نافذ العمل اور ناقابل تنسیخ قرار دے کر پی سی او کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ ابھی تک ہم ناصح اور مشفق کا رول ادا کر رہے ہیں، ہم نے نرم سے نرم الفاظ میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی آواز اہل اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ہم ببانگ دہل اہل اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو پی سی او کا مؤثر حصہ نہ بنایا، قانون توہین رسالت میں ترمیم کا فیصلہ واپس نہ لیا تو 1974ء کی تحریک ختم نبوت اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا احیاء بہت جلد عمل میں آئے گا اور کراچی سے خیبر اور واہگہ سے چمن تک پورا ملک

متحدہ و منظم ہو کر سراپا احتجاج بنے گا اور اس سیلاب بلا خیز کے آگے سد راہ بننے والی ہر قوت خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔"

مولانا شاہ احمد نورانی کی تحریک تجدید و احیائے دین نے مختلف ادوار دیکھے اور مختلف حکمرانوں سے آپ کو سابقہ پڑا۔ آپ کی اس تحریک کو بسا اوقات انتہائی نازک مراحل سے گزرنا پڑا۔ اور ایسا بھی ہوا کہ آپ کے تحریکی ساتھی اس جہد مسلسل سے تنگ آ کر الگ ہو گئے مگر آپ نے نہایت ثابت قدمی سے تاحیات تحریک کو جاری و ساری رکھا۔

رب العالمین حضرت کی مساعی کو قبول فرما کر بلندی درجات نصیب فرمائے۔ (آمین)

میں نہ تو مولانا شاہ احمد نورانی کا مرید ہوں نہ ان کی جماعت کا رکن، میری نہ تو مولانا نورانی سے کوئی عزیز داری ہے اور نہ ان کے خاندان کے کسی فرد سے کوئی رشتہ داری، میرا ان سے کوئی کاروباری تعلق ہے نہ کسی قسم کی مالی معاملہ داری، میں نے ان سے کبھی ان کی زندگی میں کوئی مفاد حاصل کیا نہ ان کے انتقال کے بعد ان کے متعلقین سے اس کی کوئی خواہش ہے۔

مجددیتِ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے اپنے مقالہ کے ابتدائی تصور، تحریک اور خلاصہ کلام کے طور پر علامہ نور احمد شاہتاز صاحب فیصلہ کن انداز میں لکھتے ہیں:

آج سے کوئی سال ڈیڑھ سال پہلے کراچی کے درو دیوار پر ایک سوال درج تھا،

-------- اس صدی کا مجدد کون؟

میرے متعدد کرم فرما علماء کرام سے یہ سوال ہوا اور چند باریش نوجوان وقتاً فوقتاً ایک ایک کر کے میرے پاس بھی آتے رہے اور یہ سوال پوچھتے رہے کہ حضرت آپ کے خیال میں اس صدی کا مجدد کون ہے؟ میں لاعلمی کا اظہار کرتا رہا، مگر جب قائد اہل سنت و قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا وصال ہوا تو مجلّہ "کاروان قمر" کا امام نورانی نمبر شائع کرنے کا پروگرام بنا، برادرم مولانا محمد صحبت خان کوہاٹی صاحب سلمہ ربہ نے مجھے بھی حضرت کے حوالے سے کچھ لکھنے کو کہا چنانچہ میں نے مختلف علماء اور حضرت کے قریبی ساتھیوں کی صدری معلومات پر اکتفا کرنے کی بجائے حضرت کی حیات و خدمات پر شائع ہونے والی متعدد کتب اس عرصہ میں دیکھ ڈالیں۔ ان کی احیائے دین کی تحریک اور مجددانہ خدمات ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے گھومنے لگیں،

میں نے بہت دور تک دیکھا اور سوچا حقیقت یہ ہے کہ معاصر علماء و مشائخ میں، ان کی ہمہ جہت شخصیت کا، مجھے کوئی ہم پلہ نظر نہیں آیا۔

یوں امام نورانی کے مجدد ہونے کا خیال میرے ذہن میں روز بروز پختہ ہوتا گیا تا آنکہ میں نے چاہا کہ میں اپنے اس خیال کا ذکر اوروں سے بھی کروں مگر چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق اپنی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور بالآخر میں نے علامہ شاہ احمد نورانی کے پہلے عرس کے موقع پر انجمن طلبہ اسلام کے ایک نورانی سیمینار میں یہ بات مجمع عام میں کہہ ڈالی۔ جب سے اب تک اصرار تھا کہ میں اس پر تفصیلی مضمون لکھوں چنانچہ چند معروضات پیش خدمت ہیں اگر میرا خیال درست ہے تو یہ حق وصواب کی توفیق من جانب اللہ ہے اور اگر درست نہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس جسارت پر معاف فرمائے، پھر اس صدی کا جو مجدد ہوگا، لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔ مگر میں نے اس خیال سے بھی اپنے خیال کا جلد اظہار مناسب جانا کہ آج کل ہر طرف حرص وہوس کا دور دورہ ہے، دنیا پرست علماء اور جہلاء کو اپنے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القابات لگانے کا بہت شوق ہے۔ کوئی خود ساختہ فقیہ امت ہے تو کوئی از خود محدث اعظم بن بیٹھا ہے، القابات وخطابات کی اس بندر بانٹ اور چھینا جھپٹی میں خطرہ ہے کہ کہیں کوئی بندۂ حرص وہوس یا جاہل متصوف کل کلاں مجدد ہونے کا دعویدار نہ بن بیٹھے۔ سوحق بہ حق دار رسید کے مصداق اگر مولانا نورانی کو معاصر علماء اس منصب کے لائق سمجھیں تو انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ اور جہلاء کے دعویٰ کا راستہ بھی بند ہو جائے گا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اس وقت جتنے علماء و مشائخ موجود ہیں کوئی مجدد ہونے کا دعویدار نہیں اور نہ ماضی قریب کے علماء و مشائخ میں سے کسی نے اس کا اشارہ یا عندیہ دیا ہے۔

اگر کوئی شخص خود کو مولانا شاہ احمد نورانی کی تمام صفات وکمالات کا مالک سمجھتا ہے یا خود کو ہر لحاظ سے ان سے بہتر خیال کرتا ہے اور اس کے ذہن میں مجددیت کے دعویٰ کی کوئی چنگاری سلگ رہی ہے یا کوئی امنگ انگڑائی لے رہی ہے تو وہ میدان میں آئے، اپنی ہمہ جہت تجدید و احیائے دین کی خدمات پیش کرے اور اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرے۔ یا اپنے آباء و مشائخ میں سے کسی کو پیش کرے جو اس منصب کے لائق ہوں ورنہ ہمارا دعویٰ درست ہے۔ کہ اس صدی کے مجدد (مجدد مائۃ حاضرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ہیں)

مضت الدھور وما اتین بمثلہ

ولقد اتی فعجزن عن نظرائہ 2

ممکن ہے کہ کچھ علماء کرام اور مشائخ عظام ہمارے نظریہ پندرھویں صدی کے "مجدد" امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، سے متفق نہ ہوں لیکن حق گو علماء، حقیقت پسند مشائخ اور دیگر باشعور لوگ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ ساز خدمات جلیلہ اور قابل رشک تجدیدی کارناموں کے پیش نظر مستقبل قریب میں آپ کی مجددیت کو تسلیم کرلیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اسماء گرامی مجدد دینِ اسلام رحمھم اللہ تعالیٰ

سطور ذیل میں دور حاضر تک کے مجدد دین اسلام کے اسماء گرامی کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

پہلی صدی: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ/719ء)

دوسری صدی: (۱) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۲۰۴ھ/819ء)

(۲) امام حسن بن زیادر رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۲۰۴ھ/819ء)

تیسری صدی: (۱) امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۳۳۰ھ/941ء)

(۲) امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۳۳۳ھ/944ء)

چوتھی صدی: امام ابوحامد الاسفرائنی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۴۷۱ھ/1080ء)

پانچویں صدی: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۵۰۵ھ/1111ء)

چھٹی صدی: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۶۰۶ھ/1208ء)

ساتویں صدی: امام تقی الدین بن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۷۰۶ھ/1302ء)

آٹھویں صدی: حافظ زین الدین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۸۰۲ھ/1402ء)

نویں صدی: خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۹۱۱ھ/1505ء)

دسویں صدی: محدث کبیر علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۰۱۴ھ/1606ء)

---

2 نور احمد شاہتاز، علامہ: پندرھویں صدی کا مجدد کون؟ ص 27-29

گیارھویں صدی: (۱) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ

(التوفی ۱۰۳۴ھ/1606ء)

آپ نہ صرف دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں بلکہ امام مجدّ دین اسلام اور مجدد اعظم بھی ہیں۔

(۲) خاتم المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی ۱۰۵۲ھ/1643ء)

بارھویں صدی: سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی ۱۱۱۸ھ/1706ء)

تیرھویں صدی: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی ۱۲۳۹ھ/1824ء)

چودھویں صدی: امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی ۱۳۴۰ھ/1921ء)

پندرھویں صدی: امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی ۱۶ شوال ۱۴۲۴ھ 11 دسمبر 2003ء)

اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع کے مجدد ہیں جبکہ قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ چودھویں صدی کے آخر اور پندرھویں صدی کے شروع کے مجدد ہیں۔

☆☆☆☆☆

منقبت بحضور مجدد عصر

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

نورانی تو ہے دین محمد کی آبرو
تیرے خلوص و عزم کا چرچہ ہے چار سو

دنیا میں کردیا ہے سُنّیت کو سُرخرو
للکار سُن کے تیری ہراساں ہوا عدو

ملت کو ہر محاذ پر درسِ عمل دیا
انداز فکر قوم کا یکسر بدل دیا

فتنوں کو اپنے نعرۂ حق سے کچل دیا
دشمن کو جواب دیا بر محل دیا

زندہ کیا ہے دینِ رسالتِ مآب کو
پھیلا دیا ہے درسِ حدیث و کتاب کو

روکے اب ارض پاک میں اس انقلاب کو
یہ حوصلہ کہاں کسی خانہ خراب کو

اللہ رے یہ شان، یہ شوکت، یہ مرتبہ
صدیق کا سا عزم، عمر کا سا دبدبا

عثمان کا سا حِلم، علی کا سا ولولہ
نعرہ سے تیرے قصرِ ربوہ میں زلزلہ

اے حضرت علیم کے فرزند ارجمند!
پرچم مصطفیٰ کو کیا ہے تو نے سر بلند

ہر فعل تیرا دلنشیں، ہے ہر قول دل پسند
اے کاش تیرا نیرّ اقبال ہو بلند

ہر قلب مضطرب کی دعا تیرے ساتھ ہے
تائیدِ شاہ کرب بلا تیرے ساتھ ہے

سرکارِ دو جہاں کی رضا تیرے ساتھ ہے
اے رہنمائے قوم ربّ محمد تیرے ساتھ ہے

تو وارثِ شاہِ شریعتِ انعام ہے
اعلائے دینِ حق کی لگن صبح و شام ہے

نازاں ہے جس پہ قوم وہ عالی مقام ہے
جامؔی کو تیری مدح میں پھر کیا کلام ہے

ارشادات وتعلیمات قائدِ ملّتِ اسلامیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

بلاشبہ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ مایوسیوں کی تاریک دنیا میں امیدوں کا چراغ تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک عالمگیر تحریک اور روشنی کا مینار تھے جس کی نورانی کرنیں تا قیامت مسلمانوں کے دلوں کو مستنیر کرتی رہیں گی۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات درحقیقت قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور تعلیماتِ اولیاء کرام ہے۔ آپ کا ہر قول مذہب وسیاست ہر دو میدانوں میں مستقل قانون واصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ عقیدتمندوں اور عوام الناس کے استفادہ کے لیے سطور ذیل میں آپ کے چند ارشادات عالیہ پیش کیے جاتے ہیں:

☆۔ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف ہر حکومتی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

☆۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ پاکستان کی تقدیر ہے، لوگ سیاست کے فرعونوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں سے وطن عزیز کنگال ہو گیا ہے۔

☆۔ پاکستان میں انصاف کو سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور پورا ملک لاقانونیت کی لپیٹ میں ہے۔

☆۔ پاکستان کا الیکٹرانک میڈیا یہودی کلچر کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ عوام عالمی مالیاتی اداروں کے غلام حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ یزید کے پیروکار حاکموں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر مسلمان میں جذبہ حسینیت کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

☆۔ ہم مذہب کے منافی سیاست پر یقین نہیں رکھتے، ہماری جدوجہد نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔

☆۔ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء صرف مسجد تک محدود ہونے کی بجائے اسلام کے

انقلابی پیغام کو پھیلانے کے لیے سیاسی بصیرت حاصل کریں۔

☆۔فروغ علم کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔اسلامی ثقافت کے فروغ کے لیے ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ قدم آگے بڑھانا چاہیے۔علم وتحقیق سے ہی جہالت کا خاتمہ ممکن ہے۔

☆۔عالم اسلام کے خلاف امریکہ اوراسرائیل کی سازشیں دم توڑ رہی ہیں جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آج اسلام امریکہ کی سرزمین پر ایک قوت بن کر ابھر رہا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سپر طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

☆۔خانقاہی نظام درحقیقت اسلام کی پریکٹیکل لائف کی مکمل جھلک پیش کرتا ہے۔

☆۔پاکستان میں ثقافت کے نام پر کثافت پھیلایا جارہا ہے۔جونمائش ٹی۔وی پر ہورہی ہے اس سے شرم وحیا کے خلاف اعلان جنگ کا تصور ہوتا ہے۔جمعیت کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ماضی کا مرثیہ پڑھنے کی بجائے موجودہ حالات میں جراءت مندانہ سیاسی کردار ادا کرنے کے لیے اپنے اسلاف کے جذبے سے میدان میں آئین اور نظریاتی فضا پیدا کریں۔

☆۔قرآن شریف امت مسلمہ کے لیے خدا کا خاص انعام ہے یہ صرف ہمیں ملا ہے،فرشتوں کو بھی نہیں ملا۔فرشتوں کو تسبیح ملی ہے۔کسی کو سجدہ کی نعمت عطا ہوئی،کئی مسلسل قیام میں ہیں لیکن اللہ نے اس امت جو کہ خیرامت ہے،کو قرآن شریف عطا کیا ہے۔اس کی قدر کریں تا کہ اللہ کا انعام مزید بڑھے۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا اس کی مزید برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆۔فرانس میں چالیس لاکھ(40,00000)،برطانیہ میں بیس لاکھ(20,00000)،کنیڈا میں پچاس لاکھ(50,00000)اور امریکہ میں پچاس لاکھ(50,00000)مسلمان بستے ہیں۔کیا پاکستان کی موجودہ حکومت ان مسلمان اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دلاسکتی ہے؟اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر پاکستان میں کس قانون اور ضابطے کے تحت اقلیتوں کو دوھرے ووٹ کا حق دیا جارہا ہے؟

☆۔دینی مدارس کی اسناد کی قانونی حیثیت کو ختم نہیں ہونے دیں گے،مدارس کے خلاف ہر حکومتی

سازش کی شدید مزاحمت کریں گے۔

☆۔فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے اور باطل ہمیشہ شکست سے دوچار ہوتا چلا آ رہا ہے۔باطل قوتیں ایک بار پھر ہمارے سامنے آ کھڑی ہوئی ہیں جو بوسنیا اور فلسطین کے بعد اب سرزمین کشمیر میں اپنا کام دکھا رہی ہیں۔اس وقت کشمیر میں مجاہدین کے گرد سات لاکھ (7,00000) بھارتی فوجیوں کا حصار ہے،خوشی تو اس بات کی ہے کہ مجاہدین اسلام قوتِ ایمانی سے حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

☆۔دشمنوں کو شاید معلوم نہیں کہ ہم ہی تو ہیں جو تاجدارِ مدینہ کے غلام ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ،حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ،حضرت صلاح الدین ایوبی،حضرت محمد بن قاسم اور حضرت مجدد الف ثانی رحمھم اللہ تعالیٰ کے جذبوں کے امین ہیں۔

☆۔گستاخ رسول جس روپ میں بھی ہو وہ واجب القتل ہے،اس کی سزائے موت کو عمر قید، یا جرمانہ یا کسی دوسری سزا میں ہرگز تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

☆۔علماء کرام متحد ہو کر لادینی قوتوں اور دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔کسووو میں مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور مسلمان حکمران بے غیرتی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔محمد بن قاسم ایک مسلمان بیٹی کی آواز پر لشکر لے کر آیا اور وہی پاکستان کی بنیاد بنا،لیکن آج کشمیر،کسووو، بوسنیا میں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں اور حکمران قوم کو ناچ گانے دکھانے میں مصروف ہیں۔

☆۔سراج الامت،حضرت امام اعظم ابوحنیفہ،امام آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی اور فقیہہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی رحمھم اللہ تعالیٰ ایک ہی منزل کے مسافر اور ایک ہی مشن کے سفیر تھے۔ آج دینی مدارس اور علماء وطلباء کو ان کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

☆۔خواتین کے لیے دینی تعلیم انتہائی ضروری ہے کہ وہ دینی تعلیم سے آراستہ ہوں گی تو اپنے پورے خاندان کی دینی خطوط پر تربیت کر سکیں گی اور اگر وہ خود قرآن کے علم سے بے بہرہ رہیں تو پورا معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔خواتین اسلام کے لیے امہات المومنین اور خاتونِ جنت کا اسوہ حسنہ

مشعل راہ ہے۔

☆۔عالم اسلام پر موجودہ ابتلاء علم وعمل سے دوری کا نتیجہ ہے، اس سے نجات کے لیے لٹریچر اور افراد سازی پر خاص توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تنظیم سازی مسائل کا واحد حل ہے۔

☆۔قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ و جاوید معجزہ ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے نظامِ زندگی اور نظام بندگی ہے۔اسے نافذ کیے بغیر ہماری مشکلات کا حل ممکن نہیں۔ ہم معاشی بحران کا شکار ہیں اور سودی نظامِ معیشت نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔

☆۔جمعیت علماء پاکستان، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عملی جدوجہد میں مصروف ہے، اسی کے کارکن ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے حصول میں مصروف ہیں۔ دنیا کا لالچ اور خوف انہیں راہ حق سے ہٹا نہیں سکتا۔ کارکن آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے جدوجہد تیز کر دیں۔

☆۔اس وقت اقوام متحدہ میں 170 ممالک شریک ہیں لیکن ویٹو پاور صرف پانچ ممالک کو حاصل ہے۔اب تک اسرائیل کی بالادستی کے لیے امریکہ نے 158 مرتبہ ویٹو کا حق استعمال کیا ہے، عالم اسلام کی سیاسی قیادت میں سے کوئی بھی نہیں جو امریکہ کی اس غنڈہ گردی کو روک سکے۔ مسلمان اپنی دینی غیرت کھو بیٹھا ہے، جراءت نہیں کرتا ورنہ امریکہ کوئی چیز نہیں ہے، آج صومالیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے اس کی آبادی ساٹھ، ستر لاکھ ہے، غریب ہے دھوتی اور بنیان میں نماز پڑھتا ہے لیکن اس نے اپنے ملک میں مداخلت کرنے پر امریکہ کو ذلیل ورسواء کر کے اپنے ملک سے نکالا۔

☆۔اولیاء کرام کی زندگیاں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور و معطر ہوتی ہیں، ان کی قربت میں رہنے والے بھی ظلمت سے نجات پا لیتے ہیں۔ صحبت اولیاء قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خانقاہوں پر مدارس کا قیام ہی ہمارے مستقبل کو محفوظ کر سکتا ہے۔ مشائخ عظام، دینی مدارس کے قیام اور ان کی سرپرستی کی طرف متوجہ ہوں۔

☆ ۔امریکہ دنیا میں سب سے بڑا غنڈہ اور عالمی دہشت گرد ہے۔این۔جی۔اوز کے ذریعے وہ اسلامی ممالک میں دہشت گردی کرواتا ہے۔انڈونیشیا میں عیسائیوں کی قلیل تعداد کی این۔جی۔اوز کے ذریعہ عیسائیوں کی ریاست قائم کروائی، جنوبی سوڈان میں امریکہ یہی گھناؤنی سازش کررہا ہے۔امریکہ اور یورپی ممالک قادیانیوں اور این۔جی۔اوز کے ذریعہ پاکستان میں انتشار اور سازشیں کرواتے رہتے ہیں۔

☆ ۔اسلام آباد میں اسلام کی بجائے بدبو پھیل رہی ہے اور قومی اسمبلی میں چور، لٹیرے، سمگلر اور شرابی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ان حالات میں علمائِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشقانِ پاکستان متحد ہوکر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارواں کو مضبوط بنائیں۔

☆ ۔میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم آپ کو بتائیں کہ آج کی اس تاریخ میں آپ کو فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے۔کس حیثیت سے؟ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تاریخی کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھنا ہے۔جب آپ یہاں (مصطفیٰ آباد۔رائے ونڈ) سے پلٹیں گے تو انشاء اللہ آپ کے ہر قدم پر تاریخ کا ایک ورق مرتب ہو رہا ہوگا۔

☆ ۔ہم نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کو منعقد کیا ہے کہ ہم نے آپ کو یہ بتانا تھا کہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں۔جب نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں تو یہ بتانا تھا کہ امتیاز آپ کو کیا کرنا ہوگا؟ نعرہ تکبیر سب بلند کرتے ہیں۔نعرہ تکبیر بلند کیجیے، میں کہتا ہوں نعرہ تکبیر بھی بلند کیجیے اور ساتھ ساتھ نعرہ رسالت بھی بلند کیجیے۔دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں معنیٰ یہ ہے کہ ہم دونوں کو مانتے ہیں، جو دونوں کو مانتا ہے وہی ہمارا ہے جو صرف ایک کو مانتا ہے وہ ہمارا نہیں ہے۔یہ ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا مقصد۔

☆ ۔ہم کبھی مایوس نہیں ہوتے، کیوں نہیں ہوتے؟ بعض سنی حضرات ہم سے یہ کہتے، کبھی کبھی کہتے ہیں، پہلے بار بار کہتے تھے۔کیا ہوگا؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والوں پر بظاہر زمین تنگ ہورہی ہے۔میں کہتا ہوں زمین تنگ نہیں ہورہی جوں جوں "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے جاؤ گے زمین پھیلتی

جائے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ زمین سے لیکر ہواؤں تک، ہواؤں سے لیکر فضاؤں تک اور فضاؤں سے لیکر عرش بریں تک صدائیں پہنچ رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ وقت آئے گا کہ نعرہ رسالت "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں کہنے دیا جائے گا۔ آج مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) میں ہم یہ بتانے کے لیے آئے ہیں کہ سن لیں! پاکستان کے بھی سب (مخالفین) سن لیں! پاکستان کے باہر کے بھی جو لوگ کوششیں کر رہے ہیں وہ سن لیں کہ اگر نعرہ رسالت لگانا جرم ہے تو یہ جرم ہم سو بار کریں گے، سر بازار کریں گے اور جب وقت پڑے گا تو بر سر دار کریں گے۔

☆۔ ہم نے یہ طے کر لیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ زندگی بھر نعرہ ہوگا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اٹھتے بیٹھتے نعرہ ہوگا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا۔ قبر میں بھی یہی نعرہ ہوگا اور جب عادت پڑ جائے گی تو حشر میں بھی یہی نعرہ ہوگا۔

☆۔ اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ لے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کانفرنس صرف یہیں نہیں ہو رہی ہے، جس کی آنکھیں اللہ کو دیکھ سکتی ہیں دیکھ لے جتنا بڑا مجمع یہاں بیٹھا ہوا ہے اس سے کہیں بڑا مجمع اس سے اوپر بیٹھا ہوا ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے۔ اور یہ دیکھ لو ہر طرف زمین میں میلاد کی محفلیں ہو رہی ہیں، عرش پر ہو رہی ہیں، پہاڑوں پر ہو رہی ہیں، غاروں میں ہو رہی ہیں، ملائکہ میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو سمجھنے کی توفیق دے تو وہ سمجھ لے کہ خود اللہ تعالیٰ بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کی۔

☆۔ جب بات عظمت و ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئے گی جو ہاتھ اور جو قلم عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک گستاخی کے لیے بڑھیں گے انشاء اللہ آپ کے قائدین کی وہاں گردن کٹ جائے گی مگر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہیں آئے گی، خون گر جائے گا، جان قربان ہو جائے گی کملی والے آقا کا ذکر ہمیشہ بلند رہے گا۔

☆۔ہمارا سودا بار بار نہیں ہوتا، ہم بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں بک چکے ہیں ہمارا کوئی خریدار نہیں، بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں جو ایک بار بک چکا اس کی کوئی بولی نہیں لگا سکتا۔

☆۔ہم بڑی خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے محبت بھرے مشن نظام مصطفیٰ ﷺ کو لے کر چل رہے ہیں۔

☆۔اولیاء کا مشن محبت کا مشن ہے۔اللہ کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔جس تاریخ کو اللہ کی زمین پر،جس تاریخ کو برصغیر میں سلطان الہند ولی الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدم رکھا،اس دن سے یہاں سنیت کا بول بالا ہے اور رہے گا۔

☆۔سلطان الہند ولی الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی، حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش، شیخ الاسلام حضرت فرید شکر گنج، حضرت مخدوم غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور خواجہ رکن عالم رحمھم اللہ تعالیٰ کا پیغام محبت ہے۔حضور اکرم ﷺ کی محبت کا پیغام ہے۔اس کی تکمیل جس کے لیے وہ زندہ رہے وہی ہمارا مشن ہے۔

☆۔اگر حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، اگر محمد بن قاسم کا مشن فرقہ وارانہ تھا تو ہمارا بھی فرقہ وارانہ ہے اگر ان کا مشن فرقہ وارانہ نہیں تھا اور یقیناً نہیں تھا تو ہمارا مشن بھی فرقہ وارانہ نہیں ہے۔فرقہ وارانہ ان لوگوں کا مشن ہے جو اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کو زنا کے برابر کہتے ہیں، ہمارا مشن فرقہ وارانہ نہیں ہے۔جو اللہ والوں کے دامن سے وابستہ ہیں وہ فرقہ نہیں ہیں فرقہ وہ ہیں جو اللہ والوں سے کٹ گئے ہیں۔آج چور کہہ رہا ہے چور، چور، چور اس لیے کہ گھر والا سنی بیدار ہو گیا ہے۔

☆۔''دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا'' فرقہ واریت ہے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مشن دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا اور جو اسے فرقہ وارانہ کہتے ہیں انہیں اپنا راستہ مبارک ہمیں اپنا راستہ مبارک۔

☆۔آپ کو اب زندگی رسول ﷺ کے پاکیزہ نظام کے لیے گزارنی ہے، آج جب ملتان کی سنی کانفرنس سے جائیں تو تم میں ایسی تبدیلی ہونا چاہیے کہ دیکھنے والے کہیں کہ یہ کون لوگ جا رہے ہے

ہیں تو آپ کے کردار سے، آپ کی گفتار سے، آپ کی رفتار سے اندازہ لگا کر کہنے والا خود کہہ سکے
کہ یہ محمد ﷺ کے دیوانے جارہے ہیں، مصطفیٰ ﷺ کے غلام جارہے ہیں۔

☆۔آپ یہاں (سنی کانفرنس، ملتان) سے جا کر اپنے مال ومتاع، اپنے اہل خانہ اور سب سے
زیادہ اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کیجیے تا کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہو سکے۔ اپنے گھر میں،
اپنے محلہ میں، اپنی بستی میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کر دیجیے اور اس سرزمین پاکستان کو رسول اللہ
ﷺ کے نظام سے آراستہ کرنے کا عہد کر لیجیے کہ:

اے اللہ! جب تک پاکستان میں اہل سنت زندہ کملی والے آقا حضور پر نور محمد رسول اللہ
ﷺ کے دیوانے موجود ہیں یہاں مقام مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت کرنے والا کوئی مائی کا لال پیدا
نہیں ہو سکتا۔ جب تک عوام اہل سنت زندہ ہیں انشاء اللہ العزیز پاکستان کی سرزمین پر نظام مصطفیٰ
ﷺ نافذ ہو کر رہے گا۔

☆۔پہلا کام سنی کانفرنس (ملتان) کے بعد اور آج کی تاریخ میں یہ ہے:

ا۔آج کی تاریخ سے پنج وقتہ نمازوں میں سے آپ کی کوئی بھی نماز قضا نہیں ہوگی۔

عہد کیجیے ہاتھ اٹھا کر عہد کیجیے، کہیے:

اے اللہ! اے اللہ! ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کی تاریخ سے پانچوں وقت کی فرض نمازوں
کی پابندی کریں گے۔ اے اللہ! آج ہم عہد کرتے ہیں کہ جتنی حرام چیزیں اور حرام کام ہیں سب
سے بچیں گے۔ اے اللہ! ہمیں اس عہد کی پابندی کی توفیق دے۔

اگر اس عہد سے ذرہ برابر بھی انحراف کریں گے تو قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے
گا۔ عہد پورا کیجیے۔ انشاء اللہ۔

۲۔دوسرا عہد:

باہر جانے کے بعد اگر استطاعت ہو تو اتنی قربانی دیجیے کہ اہل سنت کے جتنے بھی رسائل،
ماہنامے ہفت روزے اور کتابیں اسٹالوں پر موجود ہیں ان میں سے ایک بھی باقی بچنا نہیں چاہیے۔

(لوگوں نے عہد کیا)

۳۔تیسرا عہد:

واپس جانے کے بعد آپ کا ہفتے میں کم از کم ایک دن ضرور علماء اہل سنت کے ساتھ رابطہ رہے گا۔روز ہو تو سبحان اللہ، دوسرے دن ہو تو سبحان اللہ، دن رات ہو تو ماشاءاللہ مگر کم از کم ہفتہ میں ایک دن رابطہ ضروری ہے۔

☆۔بھٹو صاحب!اگر کوئی آدمی وہاڑی میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ بھٹو صاحب کے ہوتے ہوئے میں بھی وزیر اعظم ہوں،تو بتاؤ کیا حکومت حرکت میں نہیں آئے گی؟ضرور آئے گی۔حکومت کی سی۔ آئی۔ڈی اور یہ چالیس چالیس، پچاس پچاس روپے کے نوکر،سکیورٹی فورس،ان کی بندوقیں اور ان کے ڈنڈے سب حرکت میں آجائیں گے اور کہا جائے گا کہ پکڑو اس لیے کہ اس آدمی نے حکومت کی موجودگی میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا ہے۔یہ مجرم ہے،یہ غدار ہے اس لیے کہ بھٹو صاحب کی صورت میں ملک کا آئینی،دستوری،قانونی اور عوامی وزیر اعظم موجود ہے لہذا اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص وزیر اعظم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔تو بتاؤ!محمد رسول اللہ ﷺ کی آئینی،دستوری،الہی،قرآنی ختم نبوت ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ دعویٰ کیسے کر سکتا ہے کہ میں نبی ہوں اور ایسے میں اگر کوئی بد بخت یہ دعویٰ نبوت کرتا ہے تو حکومت کا قانون کیوں حرکت میں نہیں آتا؟

☆۔پاکستان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ نے حضور پر نور ﷺ کے صدقے میں عطا فرمائی۔اللہ کی طرف سے ہمارے لیے یہ بہت بڑا احسان واکرام اور انعام ہے۔اس نعمت کا اللہ تعالیٰ کے حضور جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔پاکستان کو قائم ہوئے 45 سال گزر گئے،اس سے پہلے نو سو سال تک برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت رہی اور عرب کی سرزمین پر چودہ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی۔

☆۔جاہلیت کے اس معاشرے میں سو عورتوں کو گھر میں رکھنا ایک عام سی بات تھی۔جس سردار

کے گھر جتنی زیادہ عورتیں ہوتیں، وہ اتنا بڑا آدمی کہلاتا تھا۔ کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے اور لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بے حیائی اتنی عام تھی کہ عورتیں خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتی تھیں۔ گویا بے حیائی، عریانیت، فحاشی اور بدکرداری عام تھی۔ جاہلی معاشرے کا یہ مختصر نقشہ ہے جو تاریخ کی کتابوں میں نظر آتا ہے۔ ایسے بگڑے ہوئے جاہلیت کے معاشرے کو بدلنا بہت مشکل کام تھا لیکن میرے اور آپ کے آقا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاشرے کو تبلیغ حکمت اور بصیرت سے کام لے کر بدل دیا اور ایسا بدل دیا کہ زمانہ جاہلیت کے نشانات یکسر مٹ گئے۔

☆۔ آج آپ اور میں جس ماحول میں رہ رہے ہیں، یہ ماحول اسلام سے قبل کے عہد جاہلیت کا نقشہ تو پیش نہیں کرتا اور الحمد للہ! یہاں مشرکین بھی نہیں رہتے اور اس معاشرے میں شراب، جواء، بدی اور زنا اس طرح عام بھی نہیں جس طرح اس سوسائٹی میں تھا لیکن اس معاشرے میں اس جیسی برائیاں ضرور ہیں، جن کی روک تھام ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اگرچہ ان برائیوں کو حسنات میں تبدیل کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن جدوجہد کے نتائج ضرور نکلتے ہیں۔

☆۔ ہر باشعور آدمی جانتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت قائم کی اور یقیناً قائم کی تو پھر تو سیاست اور مذہب ایک ہو گئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذریعہ سے یہ دلیل فراہم کر دی کہ "سیاست اور مذہب دونوں ساتھ ساتھ چلیں گے"۔

سیاست اگر قرآن کے تابع ہے تو عبادت ہے اگر سیاست قرآن سے جدا ہے، مسجد سے جدا ہے تو پھر وہ سیاست نہیں خباثت ہے، یزیدیت ہے، آمریت ہے لیکن حسینیت نہیں ہے۔

☆۔ آج وقت کی ضرورت ہے علماء حسینی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وطن عزیز میں لیٹرے اور یزید کے جانشین حاکموں کو ان کی بداعمالیوں سے آگاہ کرنے کی خاطر پوری جراءت سے میدان سیاست میں اتریں اور مفاد پرست سیاست دانوں کا راستہ روک کر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی تحریک کے پرچم کو سب پرچموں سے بلند کر دیں۔

☆۔ لوگ ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ او جی سیاسی بات نہ کریں، سیاست سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور

سیاست نہ کریں گویا یہ شجرہ ممنوعہ ہے۔

تو بتاؤ پھر کیا کیجیے؟ کہو! پھر کیا کریں؟

بتاؤ! وطن عزیز میں قرآن وسنت کا نفاذ کیسے ہوگا؟

بتاؤ! برائیوں کی اصلاح کیسے ہوگی؟

بتاؤ! لوگوں کو انصاف، امن وسکون اور خوشحالی کیسے نصیب ہوگی؟

بتاؤ! دین کا پرچم کیسے بلند ہوگا؟

بتاؤ! جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کیسے کہا جائے گا؟

بتاؤ! دولت کی منصفانہ تقسیم کیسے ہوگی؟

بتاؤ! نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ کیسے ہوگا؟

اگر شرابی، زانی اور بدکار لوگ جنہوں نے اس پورے ملک کے نظام کو تباہ کر دیا ہے، جنہوں نے ملک کے تمام وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے، جو غریبوں کا خون نچوڑ رہے ہیں، کسانوں پر ظلم کر رہے ہیں، کمزوروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں، ہاریوں کو ظلم کی چکی میں پیس رہے ہیں۔ ملک کو فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

بتاؤ! ایسے حاکموں کا راستہ کون روکے گا؟

بتاؤ! اصلاح کی کوشش کرنا جرم ہے؟

بتاؤ! ملک کی بقاء وسلامتی کا ذمہ دار کون ہوگا؟

☆۔ ایسی حکومت جو قوم کی امانت یعنی خزانوں کی خود لوٹ رہی ہو، ایسی حکومت جو سود کا کاروبار کر رہی ہو، حرام کا کاروبار کر رہی ہو، کیا ایسی حکومت کو اسلامی کہا جا سکتا ہے؟ ایسی حکومت ہرگز ہرگز اسلام کی نمائندہ حکومت کہلانے کی حقدار نہیں ہے۔ ایسی حکومت تو یزید کی جانشین حکومت ہے۔

☆۔ اگر حسینی ومجدد الف ثانی کردار معیوب نہیں ہے تو مکتب میں اور مسجد میں، میدان جنگ میں اور ایوان حکومت میں اس کی اہمیت اجاگر کرنا ضرور ہے۔ یہی کچھ ہم کر رہے ہیں، اگر آپ اس کو

سیاست کہتے ہیں تو ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسی سیاست کے نمائندہ ہیں۔ خلفاء راشدین اور امام حسین و مجدد الف ثانی بھی یہی کردار ادا کر رہے تھے، ہم بھی یہی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر اصلاح کی کوشش کرنا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی شریعت کا نفاذ ہماری منزل مقصود ہے۔ ہمارے اکابر نے اس راہ پر چل کر ہمارے لیے راہ عمل چھوڑ دیا ہے، ان کا اسوۂ قیامت تک تاریک راہوں میں روشنی کا نشان ثابت ہوتا رہے گا۔

☆۔ یہ سب محلات اور قصور، بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے گلبرگ میں، ڈیفنس میں اور کراچی میں اور پاکستان کے مختلف شہروں میں ان سب کا حساب دینا ہوگا یعنی لوگ اعلیٰ قسم کے بڑے خوبصورت بنگلے تعمیر کرتے ہیں لیکن خوبصورت قبر کی اور جنت میں خوبصورت مکان کی فکر نہیں کرتے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

☆۔ اب لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آج علماء کو کیا ہوگیا ہے کہ علماء سیاست کی طرف آ گئے ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ نورانی میاں بڑے اچھے آدمی تھے لیکن وہ سیاست میں آ گئے ہیں، اوہو یہ تو بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں بزرگ، اللہ کے ولی تھے لیکن اب وہ سیاسی ہو گئے ہیں۔

میرے عزیز! کیا تم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کردار سے واقف نہیں ہو؟ وہ سرہند کے چھوٹے سے قصبے کی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن حالات کا تقاضا ہوا تو وہ اکبر (بادشاہ) کے مقابلے پر آ گئے۔ جہانگیر کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے شاہوں کے سامنے جراءت ایمانی سے کام لے کر یوں کلمہ حق بلند کیا کہ آج تک باطل لرز رہا ہے۔

☆۔ ایسے لگتا ہے کہ اگر یہ چودھویں صدی کا مرید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو یقیناً انہیں مشورہ دیتا کہ حضرت اگر کوئی نیکی کرتا ہے کرتا رہے آپ کو اس سے کیا غرض؟ یہ سب لوگ آپ کے نانا جان کے امتی ہیں اور سب کے سب ہی آپ کے پاس آتے ہیں۔ نذرانے دیتے ہیں، ہاتھ چومتے ہیں، پاؤں دباتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ حضور! آپ کسی کی مخالفت نہ کریں بلکہ سب کے لیے دعا فرمائیں، آپ کو کیا کہ یزید شراب پیتا ہے کہ نہیں پیتا بس آپ

خاموش رہیں، آپ کو کیا غرض کہ یزید بے وقت نماز پڑھتا ہے کہ بے وضو ہی پڑھتا ہے، یزید مسجد میں شراب پی کر ہی آتا ہے مگر آتا تو ہے، جمعہ کا خطبہ دیتا ہے چاہے حرام کاری کے بعد دیتا ہے۔ ابن زیاد بھی امتی ہے اور یزید بھی امتی ہے۔

☆۔حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے (تو ایک) رات کو بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے۔ چراغ جل رہا ہے دفتری کام ہو رہا تھا خلافت کے فرامین لکھ رہے تھے کہ اچانک ان کی زوجہ کمرے میں تشریف لے آئی۔ بیوی صاحبہ نے کہا کہ گھر کے اخراجات کے لیے آپ سے بات کرنی تھی، کچھ خرچہ زائد چاہیے۔ تو آپ نے پھونک مار کر چراغ بند (گل) کر دیا (اور) کہا اب بات کرو۔ کہا: یہ کیا کیا آپ نے؟ میں آپ سے بات کر رہی ہوں اور آپ نے چراغ بجھا دیا اندھیرا ہو گیا۔ کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ میں حکومت کا کام کر رہا تھا آپ گھر کی بات کر رہی تھیں۔ اب آپ سے گھر کی بات کرتے وقت چراغ جلتا رہتا تو اس کا حساب بھی مجھ کو دینا پڑتا، اس لیے چراغ بند کر دیا اب آپ بات کر لیں۔

کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ عید آ رہی ہے، بچوں کے کپڑے بنانے ہیں اور بھی کئی اشیاء ضرورت لینی ہیں، آپ ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی لے لیں پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو ادا کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ لکھ کر دیں کہ میں ایک مہینہ تک زندہ رہوں گا؟ یہ ہے تقویٰ، یہ ہے ایمان اور یہ ہے قومی خزانے کی حفاظت۔

☆۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایک دن حلوہ پکایا اور پیش کر دیا۔ فرمایا کہ حلوہ کیسے پکایا آپ نے فرمایا جتنی تنخواہ ہم کو ملتی ہے اس میں تو حلوہ نہیں پک سکتا؟ کہا کہ کچھ پیسے میں نے بچا لیے تھے، بچا بچا کر آج ان سے حلوہ پکایا ہے۔ فرمایا کہ اچھا اب ہر مہینے تم کو تنخواہ میں اتنے ہی پیسے کم ملیں گے، معلوم ہوا بچ سکتا ہے جو بچ سکتا ہے وہ گھر میں نہیں بلکہ قومی خزانے میں جمع ہونا چاہیے۔

☆۔اب رات کے وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ وقت لینے کا ہے یا دینے کا ہے؟ رات کا وقت تو دینے کا ہوتا ہے مگر اب کہاں جائیں؟ معلوم ہوا کہ لاہور کے دروازے بند ہیں، دکانیں بند ہیں،

ریسٹورنٹ بند، مکانات بند، سیکرٹریٹ بند، گورنر ہاؤس بند معلوم ہوا کہ ہر شے بند ہے۔ اب کدھر جائیں؟ سوچا کہ ذرا مزید آگے جائیں، آؤ آگے بڑھو اس دروازے پر چلو جو کھلا ہوا ہے۔ وہ آپ کے نبی ﷺ کا دروازہ ہے، دونوں جہان کے تاجدار کا دروازہ ہے۔

☆۔ یہ بات بہت سے لوگوں کو نا گوار گزرے گی **1988**ء سے مولانا نورانی عورت کی حکمرانی کے خلاف ہیں اور اس کا ثبوت اخبارات ہیں جن کی فائلیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں نے ہزاروں کے اجتماعات میں یہ بات کہی ہے کہ یہ کھوٹے سکے ہیں لیکن جب کہا جائے کہ یہ کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں پھر کہتے ہیں تم ایک رخ کی جانب جھک رہے ہو۔ ہم کیسے جھک سکتے ہیں کہ ہم پوری زندگی، جوانی اور اب بڑھاپے میں بھی نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ جو نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے کام کر رہا ہو وہ کسی اور کے لیے کیا کام کرے گا؟۔ [1]

☆☆☆☆☆

1۔ آپ کے یہ ارشادات عالیہ خطبات نورانی از محبوب الرسول قادری، نورانی تقریریں از محمد محبوب الرسول قادری، افکار نورانی از فیض الرسول نورانی، کتاب شاہ احمد نورانی از ابوداؤد محمد صادق قادری اور دیگر کتب ورسائل سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)

خطباتِ امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اندازِ بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں ہے شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت اور مرشد کامل کے فیضان سے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سترہ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے دنیا کے ہر خطہ میں اس کی مقامی زبان میں خطاب کیا۔ فن خطابت ایک جادو ہے جس کے ذریعے سامعین کے اذہان وقلوب میں انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا ہر خطاب ایاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور اشعار قصیدہ بردہ شریف پر مشتمل ہوتا۔ ایاتِ قرآنی عربی لہجہ میں تلاوت کرتے جبکہ انگریزی امریکی لہجہ میں بولتے۔ انداز خطابت اکتا دینے والا نہیں تھا بلکہ گھنٹوں سننے کے باوجود سامعین میں دلچسپی برقرار رہتی۔ آپ کا سیاسی خطاب بھی مذہبی اصولوں کے تابع ہوتا۔ گفتگو عقل ودانش کے معیار کے مطابق ہوتی، زندگی بھر کسی بات سے رجوع یا تردید کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

اپنے انداز خطابت کے خود موجد تھے۔ خوش الحانی کا عنصر ہو یا زبان پر حاکمیت، عقلی ونقلی دلائل کی بھرمار ہو یا وسیع معلومات کا انکشاف، مناسب ترین الفاظ کا انتخاب واستعمال ہو یا اپنے مشاہدات وتجربات کا اظہار، موضوع کا تسلسل ہو یا زبان کی روانی، تاریخی حقائق وضرب الامثال کی فراوانی ہو یا حکمران طبقہ پر تنقیدی زیروبم الغرض ان خوبیوں کے باعث آپ کا ہر خطاب تاریخی حیثیت اختیار کر لیتا تھا۔ لاہور کا باغ بیرون موچی دروازہ ہو یا ناصر باغ، مینار پاکستان ہو یا چوک شالامار، مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) کا وسیع میدان ہو یا ملتان کا قلعہ قاسم، قومی اسمبلی کا ہال ہو یا سینٹ کا فلور، نشتر پارک، کراچی کا گراؤنڈ ہو یا خسرو پارک، عالمی یونیورسٹیاں ہوں یا ریڈیو ٹی وی

کی نشریات، وطن عزیز کے دینی مدارس ہوں یا مرکزی مساجد ان کے ذرے، فضائی لہریں اور درو دیوار آج بھی زبان حال سے آپ کی شان خطابت کی گواہی دے رہے ہیں۔

ممتاز ادیب، پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد فاروق القادری دامت برکاتہم امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان خطابت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"راقم السطور نے اپنے زمانے کے کئی خطباء کے خطبے سنے ہیں مگر پوری ذمہ داری سے عرض کرتا ہے کہ امام نورانی اپنی طرز خطابت کے خود موجد تھے، کوئی شک نہیں کہ ان کا انداز بیان قرآن مجید سے ماخوذ تھا۔ جیسے قرآن مجید ہنساتا ہے رلاتا ہے، عبرت وموعظت کے دروازے کھولتا ہے، جنت کی خوشنما کیاریوں میں گھماتا پھراتا ہے تو دوزخ کی ہولناکی کو بھی فراموش نہیں ہونے دیتا، کائنات میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے تو پہلی قوموں اور تہذیبوں کی تباہی و بربادی سے بھی آگاہی عطا کرتا ہے، راہ ہدایت پر چلنے والوں کی سربلندی اور سرفرازی کی داستانیں بیان کرتا ہے تو راہ حق سے بھٹکنے والوں کے انجام سے بھی خبردار کرتا ہے۔ اصولی طور پر قرآن مجید کا انداز ایک خطیب کا انداز ہے۔ یہی کیفیت شاہ احمد نورانی کے خطبات کی تھی۔

وہ شاہوں کو للکارتے تو ان کی کیفیت یہ ہوتی:

در دشت جنونِ من جبرائیل زبوں میرے
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

بلا شبہ انہوں نے اندرون و بیرون ملک لاکھوں اجتماعات سے خطاب کیا مگر مجال ہے کسی نے ان کے بیان سے اکتاہٹ محسوس کی ہو۔ کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان کے ساتھ جب وہ نرم و نازک لہجے میں گفتگو شروع کرتے تو از دل خیزد، بر دل ریزد کا سماں ہوتا۔ چیخنا چلانا/دھاڑنا ان کے مزاج کے خلاف تھا۔ وہ اپنی شائستہ، شستہ اور گداختہ شخصیت کی طرح بولنا شروع کرتے تو سامعین کے دلوں کے مضراب بج اٹھتے اور یوں محسوس ہوتا کہ کسی نے ساز دل پر انگلیاں رکھ دی ہیں۔ غالباً خواجہ حافظ نے آپ ہی کے لیے کہا تھا:

چہ ساز بود کہ بنواخت مطرب عشاق
کہ رفت عمر و ہنوزم دماغ پر ز صداست

بے شمار سیاسی، سماجی، مذہبی اور دوسرے اجتماعات میں ہم نے دیکھا کہ اسٹیج پر بڑے بڑے ''حسینانِ جہاں'' جمع ہیں مگر شاہ احمد نورانی کی سج دھج، اندازِ تکلم، طریقہ نشست و برخاست و وضعداری، نفاست، سلیقہ مندی اور اس کے ساتھ کسرِ نفسی منفرد انداز لیے ہوتی ہے۔ سچ ہے:

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پر ناز تھا
وہ آ گئے تو ساری بہاروں پر چھا گئے [1]

ممتاز محقق پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جوہر خطابت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مولانا نورانی کے نہایت نمایاں اور متعدد اوصاف و امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک بے بدل خطیب بھی تھے، ایک ایسا خطیب جو فنِ خطابت کے داؤ پیچ سے تو آگاہ تھے ہی وہ خطیب ہشت زبان بھی تھے، وہ جب بات کرتے تھے تو اس میں اثر ہوتا تھا، اثر اس لیے ہوتا تھا کہ وہ بات ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی اور دلوں پر چھا جاتی تھی، لیکن اس خطیب بے بدل کی بات ان کے دل کی گہرائیوں سے اس لیے نکلتی اور دلوں پر چھا جاتی تھی کہ ان کا دل حرارتِ ایمان سے جوش مار رہا تھا! ایسا خطیب جس کی بات میں اثر ہو، اس کی بات دل کی گہرائی سے نکلتی ہو اور اسے حرارتِ ایمانی کی قوت جوش میں لاتی ہو اس کی خطابت کو سامعین مدتوں یاد رکھتے ہوں اور اس کی زبان فیض رساں سے فیضاب ہوتے رہتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ایک ایسے ہی خطیب تھے اور ان کی خطابت کا یہی رنگ تھا ان کے سامعین ان کے خطیبانہ جوش و ولولے کو کبھی فراموش نہیں کر پائیں گے، انہوں نے اپنے جو خطبات اپنی یادگار

1. پیر محمد فاروق القادری، سید: خطبات نورانی ص 13,14

چھوڑے ہیں ان کے ویڈیو اور آڈیو ہمارے دلوں کو گرماتے اور جلا بخشتے رہیں گے، اس لیے یہ ویڈیو اور آڈیو ایک قومی ورثہ کے طور پر ہمارے پاس ہمیشہ محفوظ رہنے چاہئیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ "نورانی آڈیو ویڈیو لائبریری" قائم کی جائے اور اس کی توسیع، اشاعت اور تحفظ کو قومی جذبے سے آئندہ نسلوں تک پہنچایا جائے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ یہ آڈیو، ویڈیو ٹیپ قلم و قرطاس کے سپرد بھی کئے جائیں، اس طرح یہ قومی و اسلامی ورثہ نہ صرف زیادہ تعداد میں عام ہو سکے گا بلکہ سہولت کے ساتھ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا بہت ممکن ہو جائے گا! جو کام قرطاس و قلم کی دولت کر سکتی ہے وہ اپنی تمام تر ترقی اور مؤثر شکل کے باوصف آڈیو، ویڈیو ٹیپ کے بس میں نہیں ہے!

مجھے مولانا نورانی کی کئی ایک تقاریر سننے کے علاوہ عربی اور اردو میں بالمشافہ بات چیت کا اتفاق بھی ہوا ہے، کراچی کے ایک ہوٹل میں عراقی سفیر کی معیت میں ان سے جو بات چیت کرنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا وہ ایک یادگار ہے، مولانا اس روانی اور تیزی سے عربی میں باتیں کر رہے تھے کہ عراقی سفیر صاحب بھی "پسماندگی" کی زد میں دکھائی دینے لگتے تھے، اپنی اردو تقاریر میں نورانی صاحب کا ایک منفرد اسلوب تھا، وہ ہر بات کو کئی طریقوں سے مؤثر اسلوب کے ساتھ اپنے سامعین کے ذہنوں میں اتارنے کے ماہر تھے، ان کے ہاں تکلف یا تصنع بالکل نہیں تھا، وہ اپنے سامعین سے بڑے صاف، سادہ اور بے تکلف انداز میں بات کرتے تھے اور پھر اپنی بات کو کئی طریقوں سے دہراتے تھے تاکہ وہ سامع کے دل میں یوں اتر جائے جس طرح کوئی دوست اپنی ہمدردانہ بات اپنے دوست کے دل میں اتار کر اسے انمٹ اور غیر فانی بنا دیتا ہے!"۔[2]

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ از 1973ء تا وصال جمہوری و اصولی طریقہ سے "جمعیت علماء پاکستان" کے سربراہ رہے اور قیادت کا حق ادا کر دیا، اسے مذہبی و

2 ظہور احمد اظہر، پروفیسر ڈاکٹر: خطبات نورانی ص 21,23

پسماندہ حالت سے اٹھا کر وطن عزیز کی مقبول ترین اور صف اول کی سیاسی جماعت بنا دیا۔ اسے ''جمعیت'' بنانے کے لیے 1970ء میں مختلف گروپوں کو متحد کیا اور الیکشن میں حصہ نہ لینے کا جمود توڑا۔ فعال بنانے کے لیے اس کا پہلا معیاری منشور تیار کیا۔ مزید قوت بنانے کے لیے 16,17 اکتوبر 1978ء کو مدینۃ الاولیاء، ملتان شریف میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' منعقد کی۔ اس موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے پچیس لاکھ (25,00000) افراد سے تاریخ ساز خطاب کیا۔ اسی طرح 25,26 مارچ 1979ء کو مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) میں کل پاکستان ''میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' منعقد کی جس میں اخباری رپورٹ کے مطابق پینتیس لاکھ (35,00000) افراد نے شرکت کی۔ آپ نے اس عظیم الشان کانفرنس کی آخری نشست سے تاریخی خطاب کیا جس میں عوام اہل سنت کو تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کا پیغام دیا۔ یہ دونوں خطبات ریکارڈ میں موجود تھے۔ آپ کے مرتب کردہ منشور کی بنیاد دو نکات پر تھی:

(۱) مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور (۲) نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ۔ دونوں نکات پر آپ کا الگ الگ خطاب موجود تھا۔ جماعت کے نام میں ''علماء'' کا لفظ بھی موجود ہے۔ اس مناسبت سے ''فضائل علم و علماء'' کے موضوع پر ایک خطاب دستیاب ہوا۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کو آپ ''جہاد'' سے تعبیر کرتے تھے اور کارکنوں کو ''مجاہدین'' کے لفظ سے یاد فرماتے تھے۔ ''جہاد کی فضیلت واہمیت'' کے عنوان پر بھی آپ کا ایک خطاب محفوظ تھا۔ اس طرح امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چھ تاریخی وانقلابی خطبات اس باب میں پیش کیے جا رہے ہیں جن کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

☆۔ دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

☆۔ عید میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

☆۔ عصمتِ نبوت اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

☆۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

☆۔ فضائل علم وعلماء

☆۔ جہاد کی فضیلت واہمیت

دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کردے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ط وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ط

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔۔۔ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ ۝

غزالی عصر مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم صدر جماعت اہل سنت

پاکستان، حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور میرے سنی بھائیو! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں عظیم الشان تاریخی سنی کانفرنس پر سب عوام اہلسنت کو مبارکباد دیتا ہوں اور آپ سب کی جانب سے ملتان کے جیالے غیور عوام کو مبارکباد دیتا ہوں اور ملتان کے غیور عوام اہلسنت کی جانب سے پیر طریقت حضرت مولانا حامد علی خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی جانب سے حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور ان کے تمام رفقاء اور مرکزی جماعت اہلسنت کے تمام عہدیداروں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں اور اگر آپ سن سکتے ہیں تو سنیں، دل کے کانوں سے سنیں۔ مدینۃ الاولیاء کی سرزمین آپ کو مبارکباد دے رہی ہے اور اگر آپ مدینۃ الاولیاء کی سرزمین سے پوچھیں تو آپ کو خوش آمدید کہہ رہی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے جو یہاں آرام فرما ہیں، جن کے زیر سایہ نعرہ ہائے رسالت بلند ہو رہے ہیں، وہ سن رہے ہیں اور سب آپ کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اس مقام سے، اس شہر کے در و دیوار سے، اس شہر کے گلی اور کوچوں سے اہلسنت کے قافلے ملتان کی طرف رخصت ہو رہے ہیں۔ وہاں کے در و دیوار تمہیں مبارکباد دے رہے ہیں اور جب سے یہ ملتان میں پہنچ رہے تھے تو آپ کے قافلوں کی آمد دیکھ کر۔۔۔۔

سُنا ہے قدسیوں سے میں نے کہ وہ سیراب پھر بیدار ہو رہا ہے۔ درود و سلام کی آوازیں اس کثرت سے آ رہی تھیں اور ادھر مبارکباد کی صدائیں اس شان سے بلند ہو رہی تھیں کہ اگر دیکھنے والی آنکھ دیکھنا چاہے تو مدینۃ الاولیاء کی سرزمین سے، پاکستان کے در و دیوار سے درود و سلام کے پڑھنے والے اس مجمع پر مبارکباد کی صدائیں آ رہی ہیں، اگر آنکھ سے دیکھو تو پتہ چلے گا کہ عرش بریں سے مبارکباد کی صدائیں آ رہی ہیں۔ جہاں درود و سلام ہوتا ہے، وہاں اللہ رب العالمین کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مدینۃ الاولیاء میں حاضری مبارک ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ شکوہ آپ کا بجا ہے میرے محترم فاضل علماء اور مقررین نے بجا شکوہ کیا ہے کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نگاہیں اپنی طرف کرنے کے لیے مجمع نہیں لگایا، ہمیں ان کی نگاہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم مطمئن ہیں

کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور مدینے والے کی نگاہیں ہماری طرف ہیں۔عوام اہلسنت! دنیا کی نظریں سنی کانفرنس پر لگی ہوئی ہیں، یہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم ان کی نظر بد سے بچ گئے ہیں۔ یہ کہتا ہوں کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف ہے، جب ان کی نگاہ اس طرف ہے تو ہمیں کسی کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں اس اجتماع میں ایک بات کہی گئی ہے کہ اہل سنت کے پاس وسائل نہیں، یہ بات صحیح ہے لیکن ایک ایک روپیہ کے کوپن بیچ کر، پچیس پچیس پچاس پچاس روپے کے کوپن بیچ کر، عوام اہلسنت غرباء اہلسنت نے کانفرنس کا انتظام کیا ہے، یہ مچھلی کباب ہے امریکن ایڈ نہیں۔ امریکہ کے واسطے سے بھی ایڈ نہیں آئی۔ ایڈ ضرور آئی۔ ایڈ آئی ضرور آرہی ہے اور آتی رہے گی۔ ہمیں روسی سفیر سے ملاقات کر کے ایڈ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بے وسائل ضرور ہیں لیکن الحمد اللہ! بے وسیلہ نہیں ہیں۔

نعرہ تکبیر	اللہ اکبر
نعرہ رسالت	یارسول اللہ
قائد ہمارا	شاہ احمد نورانی

وہ دیکھو آقا دیکھ رہے ہیں، دل کی آنکھ سے دیکھو۔ یہ ان کے دیکھنے کی برکت ہے کہ تم بھی انہی کے لیے یہاں آئے ہو اور ان کے لیے ہی انشاء اللہ زندہ رہو گے اور جب قبر میں ہو گے تو وہ انہیں دیکھنے آئیں گے۔ حشر میں ہو گے تو وہ تمہارا استقبال کر رہے ہوں گے، آج تم ان کے لیے یہاں جمع ہو وہ کل تمہارے لیے انتظار کر رہے ہوں گے۔ میرے دوستو! عظیم المرتبت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ع میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

جو کہا کرتے ہیں کہ سنی کانفرنس سیاسی مقصد کے لیے منعقد ہوئی ہے، ہرگز نہیں۔ ہم بزدل نہیں ہیں۔ جب سیاسی مقصد کے لیے کانفرنس کریں گے تو کھل کر کریں گے اور کہیں گے کہ یہ سیاسی مقاصد کے لیے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ سنی کانفرنس کا مقصد کسی فرقہ کی دل آزاری ہے، ہرگز نہیں۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم کسی کی دل آزاری کر رہے ہیں تو اس سے پہلے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیے کہ ان کے افعال و کردار سے کملی والے آقا کی دل آزاری ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی۔

نعرہ تکبیر　　اللہ اکبر

نعرہ رسالت　　یارسول اللہ

قائد ہمارا　　شاہ احمد نورانی

ہم بڑی خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت بھرے مشن کو لے کر چل رہے ہیں۔ اولیاء اللہ کا مشن محبت کا مشن ہے، اولیاء اللہ کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔

جس تاریخ کو اللہ کی زمین پر، جس تاریخ کی برصغیر میں سلطان الہند ولی الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدم رکھا، اس دن سے یہاں سنیت کا بول بالا ہے اور رہے گا۔

؎ رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اگر سلطان الہند ولی الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی، حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش، شیخ الاسلام حضرت فرید شکر گنج، حضرت مخدوم غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی، خواجہ رکن عالم رحمھم اللہ تعالیٰ کا پیغام محبت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پیغام ہے۔ اس کی تکمیل جس کے لیے وہ زندہ رہے وہی ہمارا مشن ہے۔

اگر خواجہ غریب نواز اجمیری کا پیغام اللہ تعالیٰ کی محبت کا، اگر محمد بن قاسم کا مشن فرقہ وارانہ تھا تو ہمارا بھی فرقہ وارانہ ہے، اگر ان کا مشن فرقہ وارانہ نہیں تھا اور یقیناً نہیں تھا تو ہمارا مشن بھی فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ فرقہ وارانہ ان لوگوں کا مشن ہے جو ان اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کو زنا کے برابر کہتے ہیں۔ ہمارا مشن فرقہ وارانہ نہیں ہے جو اولیاء کے دامن سے وابستہ ہیں وہ فرقہ نہیں ہیں فرقہ وہ ہیں جو اللہ والوں سے کٹ گئے ہیں، آج چور کہہ رہا ہے چور، چور، چور اس لیے کہ گھر والا سنی بیدار ہو گیا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔ کسی نے کہا سنی کانفرنس کا مقصد سیاسی ہے، ہم

کہتے ہیں بالکل نہیں لیکن شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی سیاسی ہیں۔ ہم کہتے ہیں بالکل نہیں۔ آپ شکل دیکھ لیجیے۔ مجاہد ملت، بطل حریت، مولانا عبدالستار خاں نیازی وہ مرد مجاہد کہ جس نے پھانسی کے پھندے پر۔۔۔ موت کی آنکھوں میں آنکھ ڈالی اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ یہ مرد مجاہد ان کی شکل دیکھ لیجیے کہ سیاسی ہیں؟ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث جانشین صدرالشریعۃ سیاسی ہیں؟ شکل و صورت دیکھ لیں، لمبا کرتا دیکھ لیں، پٹکا دیکھ لیجیے اور اگر دل دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بھی دیکھ لیجیے، ان کے جسم کے ہر حصے سے عشق مصطفیٰ ﷺ نکلے گا جسم کے ہر حصے سے محبت مصطفیٰ ﷺ موجزن ہوگی۔ کرتا دیکھ لیجیے، خون ٹیسٹ کر لیجیے ان کے ہر قطرہ میں رسول ﷺ کی محبت دوڑ رہی ہوگی۔ اگر یہ سیاست ہے تو ہم اس الزام کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ سنیوں کا یہ اجتماع، یہ دیوانوں کا مجمع ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پروانوں کا مجمع ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ، حضور پرنور ﷺ کے باغیچے کے پھول ہیں، جو آج اس شکل میں اس اجتماع میں پر بہار ہو کر کھل رہے ہیں، جھوم رہے ہیں، درود و سلام کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ یہی سیاست ہے اور یہ سیاست ہمارے دین کا ایک حصہ ہے، ہم پر ہر وقت سیاست کا بھوت سوار نہیں ہے، اگر سیاست کا بھوت سوار ہوتا تو یہاں نہ ہوتے وہاں ہوتے (اقتدار میں) ہمیں کملی والے آقا کی محبت، نظام مصطفیٰ ﷺ کی محبت سرگرداں کیے ہوئے ہے۔ ہم ان کے دیوانے ہیں، ان کے مستانے ہیں اور ان کے نظام کے پروانے ہیں۔ جہاں یہ نظام ہوگا، جہاں وہ لوگ ہوں گے جو اس نظام کے چاہنے والے ہوں گے تو وہاں ہم ہوں گے اور جہاں ایسے لوگ نہیں ہوں گے وہاں ہم بھی نہیں ہوں گے۔ سیاست ہمارا مذہب نہیں، سیاست ہمارے دین کا ایک حصہ ہے۔ ہمیں سیاسی میدان میں بات کرنی ہوگی وہ کریں گے، وہ الگ مرحلہ ہے، وہ دوسری بات ہے۔ سنی کانفرنس یہ مقام مصطفیٰ ﷺ کی کانفرنس ہے آج اس اجتماع کا مقصد حضور پرنور ﷺ کے مقام اور عظمت اور شرف اور حرمت اور ان کی عزت کے تحفظ کرنے کی کانفرنس ہے، اگر ہم کو اس کانفرنس میں نہیں ہونا چاہیے تھا وہ اگر چاہتے تو

آ جاتے۔ کیوں نہیں آئے؟ اس لیے نہیں آئے کہ ان کا منہ اس قابل نہیں تھا وہ کس منہ سے آتے؟ کہ یہ درود و سلام کی نشست تھی، یہاں جو ادب سے آئے آئے اور بے ادب ہو نکل جائے۔ جو نکلے ہوئے ہیں وہ نکلے ہوئے ہیں، جو آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! جو آ رہے ہیں ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ پوری زمین کے مسلمان رسول کریم ﷺ کے غلام جمع ہوں گے، اسی طرح حشر کے میدان میں بھی اجتماع ہوگا۔ اور یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے جیسے آج لگ رہے تھے، کل لگ رہے تھے اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ سنی کانفرنس کا مقصد پورا ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں سنی کانفرنس کا پیغام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ فرقہ وارانہ کانفرنس ہے۔ اگر

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا

فرقہ واریت ہے، تو ہم اسے قبول کرتے ہیں، اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد ہمارا مشن دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا ہے اور جو اسے فرقہ وارانہ کہتے ہیں انہیں اپنا رستہ مبارک ہمیں اپنا رستہ مبارک۔ آج سنی کانفرنس سے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا یہ پیغام لے کر جا رہے ہیں کہ ہم وطن عزیز پاکستان میں جب تک زندہ رہیں گے اپنی جان سے زیادہ، اپنے مال سے زیادہ، اپنی اولاد سے زیادہ کملی والے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کا تحفظ کریں گے۔ سنی کانفرنس کا آپ کے لیے یہی پیغام ہے کہ:

"آپ کو اب زندگی رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ نظام کے لیے گزارنی ہے۔ آج سب آپ ملتان کی سنی کانفرنس سے جائیں تو آپ میں ایسی تبدیلی ہونا چاہیے کہ دیکھنے والے کہیں کہ یہ کون لوگ جا رہے ہیں؟ تو آپ کے کردار سے، آپ کی رفتار سے اندازہ لگا کر کہنے والا خود بخود یہ کہہ سکے کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دیوانے جا رہے ہیں، مصطفیٰ ﷺ کے غلام جا رہے ہیں۔

میرے محترم بھائیو!

یہ کہا جا رہا ہے کہ سنی کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ علمائے اہل سنت، عوام اہلسنت، اپنی طاقت کے مظاہرے سے حکومت پر دباؤ ڈال کر اقتدار اور وزارتیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں

اس کے جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہتا، صرف ایک بات کہتا ہوں کہ ہمارا مقصد آپ کے سامنے ہے، سب کے سامنے ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے بقول:

میں گدا ہوں اپنے کریم کا

زندگی لالچ کے لیے نہیں ہے، وزارتوں کا جوڑ توڑ جو لوگ کرتے ہیں وہ کرتے رہیں۔ ہمارا جوڑ توڑ تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑنے کے لیے ہے، وہ توڑتے رہتے ہیں ہم جوڑتے رہتے ہیں۔ ان کو توڑ کر رکھنا مبارک ہو ہم نے تاجدار آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ جوڑ لیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ "سنی کانفرنس" میں شرکت کے بعد کیا آپ نے یہ محسوس کیا کہ آپ کا رشتہ مدینے والے آقا سے بڑھ گیا یا نہیں۔۔۔؟

جڑ گیا۔۔۔۔۔جڑ گیا (جواب سامعین)

اگر جڑا تو ہمیشہ جڑا رہے، مبارک رہے۔ میری دعا ہے کہ آپ ایسا عظیم سفر ہمیشہ کرتے رہیں اور ایسا سفر نہ کریں جو دین پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہو۔ آپ یہاں سے جا کر اپنے مال و متاع، اپنے اہل خانہ اور سب سے زیادہ اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کیجیے تاکہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ ہو سکے۔ اپنے گھر میں، اپنے محلہ میں، اپنی بستی میں، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کر دیجیے اور اس سرزمین پاکستان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام سے آراستہ کرنے کا عہد کر لیجیے۔ اور یہ عہد کیجیے کہ:

"اے اللہ! جب تک پاکستان میں اہل سنت زندہ ہیں، کملی والے آقا حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے موجود ہیں، یہاں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک عوام اہلسنت زندہ ہیں انشاء اللہ العزیز پاکستان کی سرزمین پر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ ہو کر رہے گا۔ (نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلا کام سنی کانفرنس کے بعد اور آج کی تاریخ میں یہ ہے:

☆۔ عہد کیجیے ہاتھ اٹھا کر عہد کیجیے۔ کہیے:

اے اللہ! اے اللہ! ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کی تاریخ سے پانچوں وقت کی فرض نمازوں

کی پابندی کریں گے۔اے اللہ! آج ہم عہد کرتے ہیں کہ جتنی حرام چیزیں ہیں اور حرام کام ہیں سب سے بچیں گے۔اے اللہ! ہمیں اس کی پابندی کی توفیق دے۔

اگر اس عہد سے ذرہ برابر بھی انحراف کریں گے تو قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا۔عہد پورا کیجیے۔انشاءاللہ (لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر عہد کیا)

☆۔دوسرا عہد:

باہر جانے کے بعد اگر استطاعت ہو تو اتنی قربانی دیجیے کہ اہل سنت کے جتنے بھی رسائل، ماہنامے، ہفت روزے اور کتابیں اسٹالوں پر موجود ہیں ان میں سے ایک بھی باقی بچنا نہیں چاہیے۔(لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر عہد کیا)

☆۔تیسرا عہد:

واپس جانے کے بعد آپ کا ہفتے میں کم از کم ایک دن ضرور علماء اہل سنت کے ساتھ رابطہ رہے گا۔روز ہو تو سبحان اللہ، دوسرے دن ہو تو سبحان اللہ، دن رات ہو تو ماشاءاللہ مگر کم از کم ہفتہ میں ایک دن رابطہ ضروری ہے۔(لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر عہد کیا)

اب میں آپ سے تیسری بات ختم کرنے کے بعد یہ کہتا ہوں کہ میں اللہ کے ان ولیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ہم آپ کے دربار میں حاضر ہوئے اب وقت رخصت ہماری التجا ہے کہ آپ اپنے توسط سے مدینے والے آقا سے براہِ راست ہمارا تعلق پیدا کر دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ہماری حاضری کروا دیجیے۔

اللہ دیکھ رہا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیں دیکھ رہے ہیں، تو اے آقا! اے مولا! ہماری دعا ہے کہ اسی طرح ہم سب لوگ بھی ایک دن کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں۔آمین (حاضرین نے با آواز بلند آمین کہا) 3

☆☆☆☆☆

3 ۔۔۔ وزمحمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ دوم ص 26-36

جشنِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ط وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ط

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔۔۔ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ ○

اللہ تبارک تعالیٰ جلّ جلالہ عم نوالہ کا احسان اور فضل و کرم ہے کہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے

ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور آپ کی حاضری قبول فرمائے، نیز جو کچھ یہاں بیان کیا گیا اور کیا جائے اس پر آپ کو اور مجھ گناہگار کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

حضرات مشائخ عظام، علماء کرام، میرے محترم بزرگو، بھائیو! میرے عزیز نوجوانو!۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس، مصطفیٰ آباد میں منعقد کرنے پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ اس مبارک کانفرنس کے صدقے میں اس شہر پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ جتنے بھی حاضرین میلاد کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خالی جھولیوں کو دین ودنیا کی مرادوں سے بھرپور فرمائے۔ (آمین)

آپ سب کو مبارکباد پیش کرنے کے بعد تمام مشائخ کرام، مقتدر سجادہ نشین حضرات جو اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے میں ان سے انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ ہم جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے ان کا شایان شان استقبال نہ کر سکے۔ مجھے امید ہے کہ اگر کوئی تکلیف انہیں دورانِ قیام پہنچی ہوگی تو وہ ہماری اس معذرت کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں معاف فرمائیں گے۔ مشائخ کرام نے جس محبت کے ساتھ، جس خلوص کیساتھ اس کانفرنس میں تشریف لاکر، میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میں شرکت فرما کر اس کی رونق کو دوبالا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ ان آستانوں کو آباد وشاد رکھے اور ان کے فیوض وبرکات تا قیامت جاری وساری رکھے۔ مقتدر علماء کرام دور دراز سے سفر فرما کر اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے، جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے میں ان کی خدمت میں بڑے ادب سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کروں گا کہ ہم آپ کا شایانِ شان استقبال نہ کر سکے، اور آپ کی خدمت سے قاصر رہے جو غلطی ہوگئی وہ اس کو معاف فرماتے ہوئے ہماری معذرت کو قبول فرمایا جائے، آپ نے اس کانفرنس میں تشریف لاکر، شرکت فرما کر عزت افزائی فرمائی، جمعیت علماء پاکستان کو شرف بخشا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ علماء اہل سنت کو، مشائخ عظام کو دین ودنیا میں اس کی جزا عطا فرمائے اور ان کے شرف و

عزت کو دوبالا فرمائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ میں کانفرنس کے میزبان، مصطفیٰ آباد کے رہنے والے جو ہمارے مسلمان سنی بھائی ہیں۔ جنہوں نے اس عظیم الشان کانفرنس کو منعقد کرنے میں ہاتھ بٹایا، جنہوں نے دن رات کارکنوں کی طرح محنت کی، مہمانوں کا خیر مقدم کیا، پورے شہر کو سجایا اور جس طرح انہوں نے شہر کو روشن کیا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو روشن رکھے ان کے ایمان وخلوص کو ہمیشہ روشن رکھے۔ مصطفیٰ آباد کے رہنے والوں پر اللہ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے اس عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان و مال کی بازی لگا کر تعاون کیا۔ اسی طرح سے میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے ان رضا کاروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں خصوصاً ان کے مرکزی اور صوبائی سپہ سالاروں کا کہ جنہوں نے پوری جدوجہد اور تندہی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ شعبہ خدمت عامہ کے ان رضا کاروں کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور ان کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ تمام لوگ کہ جنہوں نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے منعقد کرنے میں مفید مشورے دیئے، کوپن خریدے، مالی امداد کی، تعاون کیا، قلبی اور مالی امداد دی، اللہ تعالیٰ ان کو دینی و دنیاوی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ ہم اور آپ آج اس تاریخی کانفرنس میں اس لیے جمع نہیں ہوئے کہ یہاں بیٹھ کر کچھ باتیں کرلیں اور اس کے بعد رخصت ہو جائیں اور ہمیں خبر بھی نہ ہو کہ ہم کس لیے آئے تھے اور کیوں چلے گئے؟ مقتدر علماء کرام اور مشائخ عظام نے بڑی دلسوزی کے ساتھ آپ کو پیغام دیا ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا ایک پیغام ہے، یہ پیغام کس کا پیغام ہے؟ یہ مشائخ کا پیغام نہیں ہے، جمعیت علماء پاکستان کا پیغام نہیں ہے، یہ پیغام جو آپ تک پہنچا ہے اور پہنچنے والا ہے یہ پیغام، پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی کے لیے آپ ہمہ تن گوش تھے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سنیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہوتا ہے۔ جہاں میلاد نہیں ہوتا وہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں ہوتا اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہی ہے کہ پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جائے، جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جائے، حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جائے اور اپنے آپ کو اس قابل بنایا جائے

کہ جب ہم یہاں سے اٹھیں تو ہماری آنکھیں اس قابل ہوں کہ ہم دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر سکیں۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

ہم نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کو اس لیے منعقد کیا ہے کہ جب ہم یہاں سے جائیں تو زندگی کا نقشہ یہ ہو کہ دیکھنے والا سر بازار یہ کہے کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے جارہے ہیں۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ دیکھنے والے دیکھ لیں کہ ایک آدمی کی آواز کو ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنے پر دبا دیا گیا۔ بتانا یہ تھا کہ ایک آواز دب سکتی ہے تو لاکھوں زبانوں سے ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

میں سمجھتا ہوں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم آپ کو بتائیں کہ آج کی اس تاریخ میں آپ کو فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے، کس حیثیت سے؟ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تاریخی کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھنا ہے۔ جب آپ یہاں سے پلٹیں گے تو انشاء اللہ آپ کے ہر قدم پر تاریخ کا ایک ورق مرتب ہو رہا ہوگا۔ (سبحان اللہ)

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

اس لیے ہم نے اس کانفرنس کو منعقد کیا ہے ہمیں آپ کو یہ بتانا تھا کہ ہم نعرۂ تکبیر بھی بلند کرتے ہیں۔ جب نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں تو یہ بتانا تھا کہ امتیاز آپ کو کیا کرنا ہوگا؟ نعرۂ تکبیر بلند کیجیے میں کہتا ہوں نعرۂ تکبیر بھی بلند کیجیے اور ساتھ ساتھ نعرہ رسالت بھی بلند کیجیے۔

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

نعرۂ رسالت یارسول اللہ

دونوں ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں، معنی یہ ہے کہ ہم دونوں کو مانتے ہیں۔ جو دونوں کو مانتا ہے وہی ہمارا ہے جو صرف ایک کو مانتا ہے، وہ ہمارا نہیں ہے۔ یہ ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا مقصد۔

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

نعرۂ رسالت یارسول اللہ

دل کی آنکھوں سے دیکھو یہ صدائیں جو سرزمین مصطفیٰ آباد سے اٹھ رہی ہیں، دیکھو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ دل کی آنکھیں عطا ہو جائیں تو یہ آواز سبز گنبد سے ٹکرا رہی ہے۔ (سبحان اللہ) اور وہاں سے جھوم جھوم کر رحمتیں آ رہی ہیں۔

آپ جب یہاں سے واپس ہوں گے تو انشاء اللہ آپ کے دامن کملی والے آقا کی رحمتوں سے بھرے ہوئے ہوں گے، آپ یہاں خالی ہاتھ آئے تھے لیکن خالی ہاتھ جائیں گے نہیں۔ یقین رکھیے کہ خالی ہاتھ نہیں جائیں گے اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہیں۔

ہم کبھی مایوس نہیں ہوتے، کیوں نہیں ہوتے؟ بعض سنی حضرات ہم سے یہ کہتے ہیں، کبھی کبھی کہتے ہیں، پہلے بار بار کہتے تھے کیا ہوگا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنے والوں پر بظاہر زمین تنگ ہو رہی ہے؟ میں کہتا ہوں زمین تنگ نہیں ہو رہی ہے جوں جوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جاؤ گے زمین پھیلتی جائے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ زمین سے لے کر فضاؤں تک، زمین سے لے کر ہواؤں تک اور ہواؤں سے لے کر فضاؤں تک اور فضاؤں سے لے کر عرشِ بریں تک صدائیں پہنچ رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ وقت آئے گا کہ نعرۂ رسالت ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' نہیں کہنے دیا جائے گا۔ آج مصطفیٰ آباد میں ہم یہ بتانے کے لیے آئے ہیں کہ نعرۂ رسالت اگر لگانا جرم ہے تو سن لیں، پاکستان کے بھی سب سن لیں، پاکستان کے باہر بھی جو لوگ کوششیں کر رہے ہیں وہ سن لیں، کہ اگر نعرۂ رسالت بلند کرنا جرم ہے تو یہ جرم ہم

سو بار کریں گے، سرباز ار کریں گے اور جب وقت پڑے گا تو بر سر دار کریں گے۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

حق وصداقت کی نشانی — شاہ احمد نورانی

ہم نے یہ طے کرلیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں نے یہ طے کرلیا ہے کہ زندگی بھر نعرۂ ہوگا "یارسول اللہ ﷺ" اٹھتے بیٹھتے نعرۂ ہوگا: یارسول اللہ ﷺ کا۔ قبر میں بھی یہی نعرہ ہوگا اور جب عادت پڑ جائے گی تو حشر میں بھی یہی نعرہ ہوگا۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

میرے محترم بزرگو! میرے عزیز بھائیو!

میں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم مایوس نہیں ہیں۔ پورے آٹھ سال کے عرصے میں آپ نے دیکھا کہ جن مصائب، جن تکالیف اور تشدد کے راستے سے گزرتے ہوئے ہم چل رہے ہیں لیکن الحمدللہ! ہم کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ اس لیے مایوس نہیں ہوئے کہ پہلی بات جس پر ہمارا یقین ہے بار بار اللہ رب العالمین کا یہ وعدہ ہمیں یاد آتا ہے کہ:

"اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ وہ غفور رحیم ہے اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت کون ہے، کبھی آپ نے سوچا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا"۔

حضور اکرم ﷺ رحمت للعالمین ہیں، رحمتوں کا مرکز ہیں۔ جس پر باران رحمت برسنا چاہتا ہے برستا ہے۔

امام اہل سنت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نہیں، سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہم اس محبوب کے آستانے کے بھکاری ہیں، اس اللہ کے محبوب کے آستانے کے بھکاری ہیں کہ جہاں سے "نہیں" کی صدا کبھی آتی ہی نہیں۔ ہم اللہ کے اس محبوب کی طرف متوجہ ہیں جس طرح خود اللہ تعالیٰ متوجہ ہے پوری کائنات کا رب جس کو رحمت للعالمین فرما رہا ہے، اس کی رحمتوں سے ہم ناامید نہیں ہیں۔

میرے محترم بھائیو!

سالار کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قافلہ چل رہا ہے، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قافلہ رواں دواں ہے، لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ پہلے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے تھے۔ لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ پہلے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے تھے اب انہوں نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات شروع کر دی ہے، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتے چلتے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتے چلتے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہے تو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے، ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا صرف فرش زمین پر نہیں کرتے۔ اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ لے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کانفرنس صرف یہیں نہیں ہو رہی ہے، جس کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں دیکھ لے جتنا بڑا مجمع یہاں بیٹھا ہوا ہے اس سے کہیں بڑا مجمع اس سے اوپر بیٹھا ہوا ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے۔ اور یہ دیکھ لو ہر طرف زمین میں میلاد کی محفلیں ہو رہی ہیں، عرش پر ہو رہی ہیں، پہاڑوں پر ہو رہی ہیں، غاروں میں ہو رہی ہیں، ملائکہ میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اگر کسی کو سمجھنے کی توفیق دے تو سمجھ لے کہ خود اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے۔ دو روز سے مقتدر علماء کرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل منعقد کی۔ دوروز سے مقتدر علماء کرام مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے اور آپ سن رہے تھے لیکن ایک وہ محفل کہ جس میں بیان کرنے والا خود رب اللعالمین تھا سننے والی مخصوص جماعت انبیاء کرام تھی۔ بیان کرنے والا اللہ، سننے والے انبیاء اور بیان ذکر مصطفیٰ ہو رہا تھا۔ رب اللعالمین ارشاد فرماتا ہے:

''یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا۔'' کتنا مقدس مجمع تھا انبیاء کا، اس میں عہد ہو رہا ہے۔ رب اللعالمین نے ارواح انبیاء کو جمع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا۔ کملی والے آقا کی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

ذکر مصطفیٰ ﷺ ازل سے اَبد تک رہے گا، زندگی کی ہر ساعت میں رہے گا، ہر گھڑی ہر پل میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے۔ آپ نے غور کیا کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر۔۔۔۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ صبح شام نہیں، لیل ونہار کی گردش کے ساتھ ساتھ گھڑی کی رفتار کے ساتھ ساتھ ان کی عظمت اور ولادت کا ذکر بلند ہو رہا ہے۔ یہ کیسے ہو رہا ہے؟ آج آپ نے عشاء کی نماز یہاں جماعت سے پڑھی۔ جس وقت عشاء کی آذان ہو رہی تھی کملی والے آقا کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اقامت ہوئی تو تذکرہ ان ہی کا بیان ہو رہا تھا۔ نماز پڑھی تو حضور ﷺ پر درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش ہو رہی تھیں۔ جب پاکستان میں عشاء کی نماز ختم ہوگی تو کیا کہیں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہو رہا ہوگا؟ یقیناً ہو رہا ہوگا۔ آپ یہاں عشاء پڑھ رہے تھے تو اس وقت بغداد میں مغرب کی نماز ہو رہی تھی، جب بغداد میں مغرب کی نماز پڑھی جا رہی تھی تو ترکی کی سرحد کو عبور کرکے یورپ میں قدم رکھا تو وہاں عصر کی نماز اور آذان ہو رہی ہے اور جب نماز پڑھ کر برطانیہ پہنچے تو نماز ظہر ہو رہی تھی اور جب آپ چلتے چلتے سمندروں کو عبور کرکے واشنگٹن اور نیویارک پہنچے تو جس وقت یہاں عشاء ہو رہی تھی وہاں فجر ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹے میں دن رات اللہ کے محبوب کملی والے کا ذکر ہو رہا ہے، ان کا چرچا ہو رہا ہے۔ اور یہی ہے۔

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ (سورۃ الانشراح:۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند فرما رہا ہے۔ آج مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) میں اللہ تعالیٰ کے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہو رہا ہے، مصطفیٰ آباد میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے ذریعے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے۔ آج یہاں سے آپ یہ عہد کر کے جا رہے ہیں کہ اب آپ کا اٹھتے بیٹھتے مستقل نعرہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو دونوں کو مانتا ہے وہی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے، وہی آپ کا ہے اور آپ اس کے ہیں۔ پہچان مقرر کر لی اب یہاں سے جانے کے بعد اپنے شہر، اپنے گاؤں، اپنے پنڈ، اپنے چک میں پہنچنے کے بعد آپ اس بات کا انتظام کریں گے کہ ہر ماہ محفل میلاد منعقد کیا کریں گے۔

نعرۂ تکبیر　　　　اللہ اکبر

نعرۂ رسالت　　　　یارسول اللہ

آپ نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنی ہوگی، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا ہوگا، درود پڑھنا ہوگا اور سلام پڑھنا ہوگا۔ مجھے ایک بات یاد آ گئی کہ میں قرآن پاک کے مختلف انگریزی تراجم دیکھ رہا تھا اور اردو زبان کے بھی دیکھ رہا تھا امام اہلسنت عظیم البرکات مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ اردو میں مستند اور مسلمہ ہے۔ ایک آیت دیکھی:

”اے ایمان والو! درود بھیجو اور سلام بھیجو ان پر جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے“

اب میں اس کا انگریزی ترجمہ دیکھ رہا تھا کہ اسے انگریزی میں کس طرح ادا کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ مقامِ محبوب کو بیان کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، اس کی ادائیگی بندے کو عاجز کر دیتی ہے۔ عربی زبان کا ترجمہ انگریزی زبان میں کرنا نہایت مشکل ہے، اردو زبان عربی کے مقابلے میں بہت غریب ہے۔ علامہ عبداللہ کا ترجمہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو، ان کی عظمت کو، ان کے ذکر کو، ذکر کی لذتوں کو، شان کی

عظمتوں کو ذرا دیکھئے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھی ہے ہم نے پہچانی ہے۔ نام نہاد خود ساختہ مفکرین یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (معاذ اللہ) یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کو پہچان لیا ہے۔ چودھویں صدی میں کتب فروشی کرنے والا نام نہاد خودساختہ مفکر اگر یہ کہے کہ میں مزاج شناس رسول ہوں تو ظاہر ہے کہ ہنسی آئیگی اور اس کے ساتھ غصہ بھی آئے گا کہ کیسے کیسے گستاخ چودھویں صدی میں نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناسی کون کرسکتا ہے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوبکر! مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر اس کی اصلی شکل کو، اس کی حقیقتوں کو، اس کی معرفتوں کو، اس کے مقام اور اس کی عظمت کو اگر کوئی جانتا ہے تو صرف رب اللعالمین جانتا ہے''۔

یہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو رفیق غار ہیں، رفیق ہجرت ہیں، رفیق روضہ بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گنبد خضراء کے نیچے آرام فرمارہے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''نہیں پہچانتا''۔ میرے رب کے علاوہ کوئی نہیں پہچانتا۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
اور خدا سے پوچھئے شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اس آیت نے معین کردیا ہے:

''اے ایمان والو! درود بھیجو ان پر اور سلام بھیجو ان پر جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے''۔

"Who believe blessing him and salute him with all respects"

اس سے اندازہ کرلیجیے۔ معلوم ہوتا ہے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے، ترجمہ کا حق ادا کردیا ہے۔ اللہ ایمان والوں سے مخاطب ہے۔ ایمان والا سلام بھی پڑھتا ہے، ایمان والا درود بھی پڑھتا ہے، ایمان والا ہی پڑھتا ہے۔ ہمیں یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں آئے اور آپ نے اس عظیم الشان کانفرنس کے ذریعے سے اس بات کا اقرار کرلیا کہ آئندہ ہر

مہینے سلسلہ وار کبھی کسی گھر میں اور کبھی کسی گھر میں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں............پیش کی جائیں گی۔ درود بھی ہوگا اور سلام بھی ہوگا۔ اس کے بعد میری بات پر آپ نے جس اعتماد کا اظہار جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ کیا ہے، جمعیت علماء پاکستان کے قائدین سے کیا ہے، انشاء اللہ آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچے گی۔ یقین رکھیے۔ جب بھی کملی والے آقا حضور پرنور ﷺ کی عزت وحرمت کا مسئلہ ہوگا تو انشاء اللہ مولانا نیازی صاحب، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، غلام علی اوکاڑی صاحب، جمعیت علماء پاکستان کے تمام قائدین مولانا فتح محمد صاحب، مولانا سید محمد امیر شاہ قادری، پروفیسر شاہ فرید الحق ان تمام رہنماؤں کو جو صوبوں میں ہیں ان کو، جو مرکز میں ہیں، ان کو۔ جب بات عظمت وناموس مصطفیٰ ﷺ کی آئے گی جو ہاتھ اور جو قلم عظمت مصطفیٰ ﷺ تک گستاخی کے لیے بڑھیں گے انشاء اللہ آپ کے قائدین کی وہاں گردن کٹ جائے گی مگر عظمت مصطفیٰ ﷺ پر اور ناموس مصطفیٰ ﷺ پر آنچ نہیں آئے گی۔ خون گر جائے گا، جان قربان ہو جائے گی، کملی والے آقا کا ذکر ہمیشہ بلند رہے گا۔

نعرۂ تکبیر	اللہ اکبر
نعرۂ رسالت	یارسول اللہ
نعرۂ حیدری	یاعلی
قائدین جمعیت علمائے پاکستان	زندہ باد
ساڈا خون ساڈی جان	سبز روضے توں قربان
حق وصداقت کی نشانی	شاہ احمد نورانی
قائد جمعیت علمائے پاکستان	زندہ باد

آپ نے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے اس پر ہم انشاء اللہ پورے اتریں گے، حقوق اہل سنت کا تحفظ اس ملک میں ہو کر رہے گا۔ ہمارے صبر کا امتحان ہے۔ چھوٹے چھوٹے لوگ محکمہ اوقاف کے ملازمین جو شامت اعمال سے محکمہ اوقاف میں ہیں، یہ ہمارے ملک کی اس عظیم

اکثریت کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے امتحان لینا چاہا تھا، انہوں نے منظم سازش کے تحت پچھلے سال ستمبر کے مہینے میں مسجد میں درود و سلام بند کرنے کا حکم جاری کیا تھا اور آپ کو یاد ہوگا کہ جمعیت کی قیادت نے بڑھ کر اس چیلنج کو قبول کیا، اور ہم مشکور ہیں کہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس کا فوری نوٹس لیا اور سندھ کے اس بدکردار اور بدعنوان شخص کو جس نے اس توہین کا ارتکاب کیا تھا اس کو برخاست کیا۔ اب ہم جنرل صاحب کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں، وقت آرہا ہے ہم سیاسی مسائل کو اس وقت نپٹیں گے۔ چوروں سے بھی نپٹیں گے اور جو چوروں کے ساتھ ہیں ان سے بھی نپٹیں گے، چور دروازے سے داخل ہونے والے چور دروازے سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، ہم ان کو میدان میں لائیں گے۔ مقابلہ کریں گے، انہیں دیکھیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی سمندر میں چھلانگ لگا کر نکالے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی سمندر میں نہیں دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں، ظاہر ہے کہ جو مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہو، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے خبر ہوتا ہے۔ اسے کچھ پتہ نہیں کہ حقیقت کیا ہے؟ الحمد للہ! نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی کملی والے آقا کے دربار میں موجود ہیں۔ حضور کی گفتار میں، رفتار میں اور کردار میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی جمع ہیں۔ الحمد للہ! جمعیت علماء پاکستان کا دامن ان سے وابستہ ہے اس لیے کہ کنکشن لگا ہوا ہے، تار ملے ہوئے ہیں۔ یہاں سب اسٹیشن بنا ہوا ہے، اس سب اسٹیشن سے اور تار نکلے ہوئے ہیں۔ ان سے اور تار جڑے ہوئے ہیں یہ سلسلہ منگلا ڈیم تک ہے۔ ہمارے تار بھی جڑے ہوئے ہیں اجمیر شریف سے، بغداد شریف سے، شاہ نقشبند سے، غوث بہاؤ الدین ملتانی سے اور ان سب کا کنکشن وہاں لگا ہوا ہے جہاں سے کرنٹ اور روشنی آرہی ہے اس لیے سب نور ہی نور ہے، ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ ہمارے اندر کرنٹ موجود ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا یہ اجتماع یہ بتانے کے لیے بھی آیا ہے کہ ہمارے اندر الحمد للہ! عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنٹ موجود ہے، انوارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنٹ موجود ہے۔ اب ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ حقوق اہل سنت کو غصب کیا جائے اور اقلیت کو اجارہ داری قائم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ملک کے سجادہ نشین حضرات! یہاں موجود ہیں اس مجمع عام میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کے تاریخی اجتماع میں ان کے سامنے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جمعیت علماء پاکستان کی متفقہ تائید و

حمایت میں سجادہ نشین حضرات کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ مطمئن رہیے۔ ہمیں معلوم ہے کہ درگاہوں کو خاص طور سے مرمت اور تعمیر سے بے نیاز کر دیا گیا ہے کہ کوئی تعمیر و مرمت نہیں ہوگی، پرانی ہوتی رہیں اور گرتی رہیں گی اور ختم ہو جائیں گی۔ یہ سازش کی گئی ہے اور اوقاف میں چند لوگ اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ جب ہم مزاروں پر حاضر ہوتے ہیں مزاروں اور درگاہوں کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور آپ کی تائید و حمایت سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت آئی تو تمام درگاہیں سجادہ نشین حضرات کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر واپس کر دی جائیں گی۔

محکمہ اوقاف کی لعنت کو ختم کر دیا جائے گا، اس کی دھجیاں اڑا دی جائیں گی۔ اوقاف آرڈی ننس وہ تلوار ہے جسے یزیدی تلوار کہا جا سکتا ہے۔ انشاء اللہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت میں یہ تلوار ٹوٹ کر رہے گی۔ میں اپنے خطباء، علماء اور قراء حضرات سے کہوں گا کہ وہ اس امتحان کی گھڑی میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں وقت آ رہا ہے، منزل سامنے ہے، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل بہت قریب ہے۔ انشاء اللہ۔ جب وقت آئے گا تو وہ تمام مساجد جو اہلسنت و جماعت کی ہیں ان سے بدعقیدہ اور گستاخان اولیاء کی بالادستی کو ختم کر دیا جائے گا۔ (انشاء اللہ) یقین رکھیے آپ نے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے جمعیت علماء پاکستان اس عقیدہ کے ساتھ کام کر رہی ہے کہ اگر کوئی آپ سے یہ کہتا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان بک گئی ہے، بک جائے گی، آپ یہ بات سن لیں کہ ہمیں اب بکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا سودا بار بار نہیں ہوتا۔ ہم بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بک چکے ہیں ہمارا خریدار کوئی نہیں رہا، بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو ایک بار بک چکا اس کی کوئی بولی نہیں لگا سکتا۔ قائدین اہل سنت، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدا ہیں۔ انہیں کسی اور جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ آپ کی فتح و نصرت کے شادیانے بجیں گے۔ وقت آ رہا ہے کہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو منزل آپ نے متعین کی ہے وہ منزل آپ کی مل رہی ہے، اس سرزمین پر کملی والے کا نظام نافذ ہو کر رہے گا۔

اس کانفرنس کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ آپ نے دیکھا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی اور یہ فقیر اور پوری قیادت ہاتھ ملا کر چل رہی ہے اور آپ سے بھی عرض ہے کہ عوام اہلسنت ہاتھ سے ہاتھ ملا کر شانہ بشانہ چلیں۔ ہم نے آپ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر یہ بتا دیا کہ آپ کی

قیادت متحد ہو کر آپ کے پیچھے چل رہی ہے اب آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ آپ متحد ہو کر ہمارے ساتھ چلیں گے۔ (انشاءاللہ) اللہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

دعا بدرگاہ رب العالمین جل جلالہٗ

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

اے بے چینوں کی فریاد سننے والے مولیٰ! اے بے کس کی پکار کا جواب دینے والے آقا! اے ماں باپ سے زیادہ مہربان داتا! تیرے گنہگار بندے اور بندیاں، سخت بے تابی و بے چینی کے ساتھ تلملا کر تجھے پکارتے اور فریاد کرتے ہیں، ہماری بپتا سن لے۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

ہم اقرار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ تو یکتا و بے نیاز ہے اور حضرت سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے محبوب بندے اور آخری نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

تو نے ہمیں انسان بنایا، عزت و خلافت کا خلعت پہنایا، ہمیں دولت دی، سلطنت بخشی، زمین میں وراثت عطا کی، مگر آہ، آہ، ہم نے تیری نعمتوں کی قدر نہ جانی، تو نے ہمیں سنوارا، ہم نے اپنی صورتوں کو بگاڑا، تیری راہ کو چھوڑا، تیرے حکموں سے منہ موڑا، تجھ سے اپنا رشتہ توڑا، نفس و شیطان کے جال میں پھنسے، گناہ کیے اور وہ بھی ایسے سخت کہ جانور بھی ان سے پناہ مانگیں، نافرمانیاں کیں اور ایسی شدید کہ ان سے پتھر بھی لرز جائیں۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

اے مولیٰ! اقراری مجرم، روسیاہ، گنہگار، بدکار، عصیاں شعار، شرمسار، تیری رحمت و مغفرت کے امیدوار، آنکھوں سے آنسو بہاتے، بے قراری سے تلملاتے، تیرے عذاب سے ڈرتے، تیری ناراضی سے گھبراتے، ہاتھ پھیلائے، شرم سے سر جھکائے، گڑگڑاتے، تیرے دربار میں حاضر ہیں۔ اگر عذاب دے، ہم اس کے سزاوار، بخش دے تو عزیز و غفار۔ تو نے فرمایا، تو نے یقین دلایا کہ:

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اور لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.

اس لیے رحمت کے طلب گار ہیں، عفو کے امیدوار ہیں۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں جسے وسیلہ بنائیں، کوئی طاعت وعبادت نہیں جس کا آسرا لگائیں، مگر ہاں! تیرے محبوب، کملی والے تاجدار، سید ابرار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت ہاتھ میں ہے۔ ان کے نام لیوا کہلاتے ہیں جنہوں نے ہمارے لیے ساری ساری رات آنسو بہائے اور ہماری مغفرت کے لیے دعائیں فرمائیں۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

تیرے جاہ جلال، تیرے فضل وکمال، تیرے جود وعطا اور تیرے محبوب سرکار محمد مصطفیٰ روحی لہ الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اپنی عزت، ان کی رحمت کا صدقہ، صدیق وفاروق وعثمان وعلی، فاطمۃ الزہراء وحسن وحسین شہید کربلا کا واسطہ، اہلبیت اطہار، اصحاب کبار وشہدائے بدر وحنین واحد کے طفیل، غوث اعظم وسلطان الہند واولیائے امت کا تصدق، اپنے جملہ محبوبین ومقبولین ومقربین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے صدقے میں ہمارے گناہ معاف فرمادے، ہمیں اپنا متوالا بنادے، ہماری ڈوبتی کشتی ترادے، ہمارے بیڑے کو پار لگا دے، ہم منجدھار میں پھنسے ہیں۔ نہ عزت رہی نہ دولت۔

حشمت رہی نہ سلطنت، حکومت رہی نہ طاقت، خلافت اسلامیہ مٹ چکی، قبلہ اول بیت المقدس پر یہودی چھائے ہوئے ہیں، قبلہ مسلمین وحرمین محترمین پر دشمن دانت جمائے ہوئے ہیں، عراق، شام، مصر ومراکش، افریقہ وملایا ہر طرف دشمن ہی دشمن آڑے آئے ہوئے ہیں۔ وہ ہندوستان جہاں تیرے خاص بندوں نے علم توحید بلند کیا، سات سو برس تک حکومت کی اور تیرے خاص دین کا بول بالا رکھا، ہم نااہل تیری اس امانت کو نہ سنبھال سکے وہ ہمارے ہاتھوں سے نکلا اور آخر ہم محکوم بن کر وہاں رہ سکے، ہمارے خون بہائے گئے، ہماری خواتین کی عفت وعصمت تباہ کی گئی، مسجدیں شہید ہوئیں، خانقاہیں اجاڑی گئیں، اولیاء وصالحین کی قبریں تک کھودی گئیں، ہمارے گھروں میں آگ لگائی گئی، گھر سے بے گھر کیا گیا، ہمارے جوان مرد ہلاک کیے گئے، بوڑھے قتل ہوئے، عورتیں بیوہ ہوئیں، یتیم بلبلاتے رہے۔

یا اللہ............یا اللہ............یا اللہ

اے غیرت والے مولیٰ! ہم لٹ گئے، مٹ گئے، صرف اس لیے کہ تیرے کہلاتے تھے، تیرا نام لیتے اور مسلمان کہے جاتے تھے۔

اے عظمت والے! اے عزت والے!

اے غلاموں کے سر پر تاج عزت رکھنے والے! اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے! سن لے! ہم بے کسوں، بے بسوں کی سن لے! ہم سیاہ کاروں کے سبب اپنے دین کو بدنام نہ ہونے دے۔ دین کی عزت رکھ لے۔ علم توحید کو سرنگوں نہ ہونے دے، ہمیں قوت دے، طاقت دے، عزت دے، حمیت دے، غیرت دے، برصغیر میں جو چھوٹی سی آزاد خود مختار۔

یااللہ............یااللہ............یااللہ

پاکستانی حکومت تو نے محض اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے، اس کی حفاظت فرما، اسے قوی سے قوی تر بنا اور صحیح معنوں میں اسلامی دولت، اسلامی سلطنت اور اسلامی مملکت بنا۔ جہاں تیرا قانون، تیرے احکام جاری ہوں، تیرے دین کا علم بلند ہو اور تیرے نام کا ابدالآباد تک بول بالا رہے۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہداء کے خون کا صدقہ۔ مولیٰ! مولیٰ! اے رحم و کرم والے مولیٰ!

ہماری دعائیں قبول فرما، ہمارے بیماروں کو تندرستی دے، مصیبت زدہ کی مصیبت دور کر، ہمیں فقر و فاقہ سے بچا، حقیقی غنا عطا فرما، اپنا بنا اور اپنی راہ پر چلا اور اپنے بندہ سے وہ خدمتیں لے جن سے تو راضی ہو۔ اسے اپنی رضامندی اور محبوبیت کا خلعت پہنا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِکَ وَنُوْرِ عَرْشِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَعَوْنِنَا وَمُعِیْنِنَا وَغِیَاثِنَا وَمُغِیْثِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ o

(آمین۔ آمین۔ آمین) [4]

☆☆☆☆☆

4 ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ دوم ص 38-54

عصمتِ نبوت اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ط وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ط

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ ... لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ... عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْاَنْوَرِ○

اللہ تبارک تعالیٰ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ کا فضل وکرم ہے اور اس کا احسان ہے کہ ہم اور آپ

اللہ کے حضور سربسجود ہونے کے لیے حاضر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ گنہگار سیاہ کار کی اور آپ کی حاضری قبول فرمائے۔ قرآن مجید فرقان حمید اللہ تبارک تعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے جو فارق حق وباطل ہے۔ یعنی حق وباطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید کا ایک نام فرقان بھی ہے جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الفُرقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ "(سورۃ الفرقان رقم الآیۃ: 1)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر۔

فرقان! قرآن مجید کا نام ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ فرقان کا معنی نور وظلمت، سچ اور جھوٹ کے درمیان فیصلہ کرنے، والی راہ دکھانے والی کتاب۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اشاد فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ٥(سورۃ النساء رقم الایتہ: 59)

ترجمہ: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

اس آیہ کریمہ کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تم میں کوئی اختلاف ہو جائے یا دین کی کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرو اور سنت رسول کی طرف کیونکہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا حل قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ یہ اللہ رب العالمین جل جلالہ کی آخری کتاب ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سے مسائل ہیں کہ جن میں لوگوں کے ذہنوں میں اختلاف پیدا ہوا اگر کسی مسئلہ پر تاویل کی گنجائش ہو تو بجائے اس میں اپنے رائے (اٹکل پچو) لگائی جائے، قرآن مجید فرقان حمید کی طرف لوٹنا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہوا:

"فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ "

اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف لوٹو کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جملہ انبیاء کرام کے متعلق متعدد مقامات پر ایک بات خاص طور سے ارشاد فرمائی اور خصوصی طور پر حضور پرنور سید العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے ارشاد فرمایا:

"وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" (سورۃ المائدہ رقم الایۃ: 67)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اسی لیے امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے یہ قرآنی عقیدہ ہے کہ نبی برحق حضور پرنور ﷺ اور تمام انبیاء و مرسلین معصوم ہوتے ہیں۔ معصوم کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو ان سے ارادۃً کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی بغیر ارادہ کے۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی کوئی نسیان ہو جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ" (البقرۃ، رقم الایۃ: 35)

آپ اس درخت کے قریب مت جایئے گا (جنت میں رہیں لیکن درخت کے قریب مت جایئے گا)۔ آدم علیہ السلام اس درخت کے قریب گئے تو رب العالمین نے یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے نافرمانی کی بلکہ فرمایا "فَنَسِیَ" وہ بھول گئے تھے

"وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا" (سورۃ طٰہٰ رقم الایۃ: 115)

ان کا عزم نہیں تھا، یعنی ارادہ نہیں تھا بھول گئے تھے۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بارے میں یہ قاعدہ ذہن میں رکھے گا یہ بڑا اہم مسئلہ ہے قرآن مجید کا۔ اسی کو عصمتِ انبیاء کہتے ہیں اس کا ترجمہ انگریزی میں یہ ہوتا ہے: "Isnocent" کہ نبی Inncent ہوتا ہے۔ اردو میں ہم کہتے ہیں معصوم یعنی خطاء، غلطی، گناہ سے پاک۔ اگر نبی معصوم نہ ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اگر نبی زانی ہو تو نبی کی طرف زنا کا منسوب کرنا کفر ہے۔ چونکہ یہ نبی کی توہین ہے۔ انبیاء کرام و رسل عظام کا گروہ حرام و زنا کاری بلکہ تمام گناہ کبیرہ سے معصوم ہوتا ہے، کسی نبی سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اگر نبی سے گناہ سرزد ہو جائے تو امت اس سے رہنمائی حاصل نہیں کرسکتی اور امت گمراہ ہو جائے گی، یہ مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے لیکن عیسائیوں کے نزدیک عصمتِ انبیاء کی کوئی حیثیت نہیں مثلاً Old Testament جس کا مطلب ہے زبور اور توریت جو حضرت داؤد اور حضرت

موسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام پر جو نازل ہوئیں اس کو Old Testament کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی اس کو New Testament کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا کلام قدیم Old Tastament جو حضرت داؤد اور حضرت موسیٰ پر نازل ہوا اور انجیل کی شکل میں کلام جدید New Testament جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، ان دونوں کو ملا کر Holy Bible مقدس بائبل کہتے ہیں۔

Old Testament میں حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کا تذکرہ بھی ہے۔ اس میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں اور یہودیوں نے یہ لکھا ہے (جس کا جی چاہے حوالہ دیکھ سکتا ہے میرے پاس موجود ہے) کہ لوط علیہ السلام بوڑھے ہو گئے ان کی صاحبزادیاں جوان تھیں ان سے کوئی شادی نہیں کرتا تھا، اس لیے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت کے عذاب میں گرفتار تھی۔ عورتوں کی طرف وہ توجہ نہیں کرتے تھے تو لڑکیوں نے سوچا کہ ہم سے کوئی شادی تو کرتا نہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تو انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو یعنی اپنے ابا کو شراب پلائی۔ (ذرا خیال فرمائیے اللہ کی پناہ! کہ ایسی بات بیان کرتے ہوئے اور نقل کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے لیکن افسوس کہ انہوں نے اسی طرح لکھا ہے اور پادری صاحبان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں) لکھتے ہیں کہ جب بیٹیوں نے اپنے باپ کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ) انہوں نے اپنی بیٹیوں سے زنا کیا۔ توبہ توبہ! اس قسم کی بے شمار خرافات ان کی مقدس کتاب بائبل میں موجود ہیں۔ یہ من گھڑت جھوٹا قصہ جس سے نبی کی عزت وعظمت مجروح ہو رہی ہے ان کی مستند کتاب میں موجود ہے۔ ہم اہل اسلام اس واقعہ کے لکھنے والوں اور کہنے والوں کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ نبی پر ایک تہمت اور جھوٹا الزام ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایسے لوگوں پر پھٹکار ہے جو نبی برحق حضرت لوط علیہ السلام کی طرف زنا منسوب کریں کیونکہ نص موجود ہے کہ نبی گناہ میں ملوث ہو ہی نہیں سکتا۔ آدم صفی اللہ سے لے کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام کی جماعت، جماعت معصومین ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم سید المعصومین ہیں یعنی تمام معصومین کے سردار۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب آدم صفی اللہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر جس جس خاندان میں نبوت ورسالت منتقل ہوتی رہی وہ تمام خاندان حسباً ونسباً سب سے افضل ترین رہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر نبوت حضرت نوح نجیع اللہ تک پہنچی، حضرت نوح سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو منتقل ہوئی، حضرت ابراہیم سے حضرت اسحٰق نبی اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو منتقل ہوئی، حضرت اسحٰق سے حضرت یعقوب، حضرت داؤد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی طرف منتقل ہوئی، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس جس خاندان میں نبوت منتقل ہوتی چلی گئی ان تمام افراد کے سر اللہ کے حضور میں جھکتے رہے، شرک اور بت پرستی سے پاک رہے، وہ گناہوں کی نجاست سے بھی پاک رہے، زنا کاری وبدکاری سے بھی دور رہے۔ جس طرف نبوت منتقل ہوئی وہ روح اور وہ جسم پاک اور معصوم ہے۔

قرآن مجید فرقانِ حمید میں اس کمال کی تفصیل متعدد مقامات پر موجود ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور حضرت یحیٰی علیہ السلام کے والد محترم تھے اور آپ ہی کی کفالت میں حضرت سیدہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی پرورش ہوئی۔ یہ واقعہ بھی قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ جبرئیل امین جب سیدہ بی بی مریم کے سامنے تشریف لائے تو بی بی مریم نے فرمایا کہ تم کون ہو کیوں آئے ہو؟ تو حضرت جبریل امین نے جواب دیا: مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔

"قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا" (سورۃ مریم رقم الآیۃ: 19)

کیونکہ جبریل امین لباس بشریت میں ان کے پاس آئے تھے اس لیے آپ غیر مرد کو دیکھ کر گھبرا گئیں کیونکہ آپ کنواری تھیں اور خاندان نبوتِ آل عمران سے تعلق تھا۔ (یہ وہی آل عمران ہیں جن کے نام سے قرآن مجید میں پوری سورۂ آل عمران موجود ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت زکریا اور بے شمار انبیاء کرام اسی نسل سے ہیں) جب سیدہ مریم نے جبریل سے پوچھا تو

انھوں نے جواب دیا کہ تمہیں پاک اور ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں، جواب میں سیدہ مریم نے کہا:

"قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ" میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا؟

"وَلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا"

مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا اور نہ میں بدکار ہوں یعنی حرام کار، بدکار، زانیہ عورت نہیں ہوں۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سابقہ شریعتوں میں بھی زناء، شرک اور بے گناہ انسانوں کا قتل حرام تھا۔ جب بی بی مریم نے یہ فرمایا کہ میں بدکار بھی نہیں ہوں مجھے کسی مرد نے چھوا بھی نہیں تو لڑکا کیسے پیدا ہوگا؟ جناب جبریل نے جواب دیا: قَالَ كَذٰلِكِ "ایسے ہی ہوگا یہ حکم الٰہی ہے۔ بہر حال مجھے ثابت یہ کرنا تھا کہ سیدہ مریم کی پاکبازی کی گواہی قرآن دے رہا ہے کہ وہ شرک اور حرام کاری سے پاک تھیں، گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان کی طہارت و شرافت کو بیان فرمایا۔ اب ذرا غور فرمایئے جن کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ان کی تعریف میں رب العالمین کا ارشاد ہے:

"وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ" (سورۃ التحریم، رقم الایۃ: 12)

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں ہوئیں۔

یعنی اپنی عزت و عصمت کا تحفظ کیا ہم نے اپنی روح ان میں پھونکی یعنی بچہ میں جان ڈالی انہوں نے اپنے رب کے کلمات کی تصدیق کی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگانے والی خاتون تھیں۔" حضرت بی بی مریم پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے لیے غذاؤں کا انتظام کرتے تھے، بے موسم کے پھل ان کو عطا کیے جاتے تھے۔ یہ ہے بی بی مریم کا مقام جو نبی کی والدہ ہیں۔ پوری

توجہ سے اس پر غور فرمایئے گا کیونکہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے باخبر ہونا چاہیے اور قرآن مجید فرقان حمید میں مضمون ہے۔ ان کو ذہن میں رکھیے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت بی بی مریم جو نبی کی ماں تھیں ان کی عزت، ان کی عصمت، ان کی عفت کی قرآن نے گواہی دی اور ان کے ایمان پر قائم رہنے کی اور ایمان پر دنیا سے رخصت ہونے کی گواہی دی۔ اب غور فرمایئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم کا یہ مقام ہے تو دونوں جہاں کے تاجدار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا کیا مقام ہوگا؟

حضور پرنور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بارے میں عرض کرتا ہوں حضور علیہ السلام کے والد گرامی حضرت عبداللہ نور محمدی کے سبب بہت ہی حسین وجمیل تھے اس وقت آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی اپنے عہد شباب کے زمانے میں مکہ معظمہ کی ایک وادی سے گزر رہے تھے، ایک عورت جو بہت حسن و جمال والی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی اس کا نام فاطمہ بنت مرخشعمیہ تھا۔ وہ کتب سابقہ بھی پڑھی ہوئی تھی، اس کی نظر جب حضرت عبداللہ پر پڑی تو اس نے آپ کو بلایا اور بہت ہی زیادہ اظہار محبت کیا اور کہا کہ میں تمہیں سو اونٹ دیتی ہوں اس کے علاوہ مزید مال و دولت اگر چاہو تو مجھ سے لو مگر میری خواہش پوری کردو۔ حضرت عبداللہ نے جواباً فرمایا: حرام کے ارتکاب سے تو مرجانا بہتر ہے اور حلال بیشک پسندیدہ چیز ہے کیونکہ میرا اور تمہارا نکاح نہیں ہوا اس لیے جس کام کو تم چاہتی ہو وہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کی شادی سیدہ آمنہ خاتون سے ہوگئی جو حسب ونسب اور صورت وسیرت میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں اور نور محمدی ﷺ شب جمعہ میں سیدہ آمنہ خاتون کی طرف منتقل ہوگیا۔ سیدہ آمنہ سے نکاح کے بعد حضرت عبداللہ کا پھر اسی طرف سے گزر ہوا جہاں وہ کاہنہ عورت رہتی تھی، اس نے آپ کو دیکھا مگر پہلے جو خواہش کی تھی وہ نہیں کی تو آپ نے از راہ مذاق اس سے پوچھا کہ آج تم کوئی خواہش نہیں کر رہی؟ تو اس نے حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ کیا آپ کسی عورت کے پاس گئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ: میری شادی آمنہ بنت وہب سے ہوگئی ہے تو اس نے کہا

اس دن جو میں نے خواہش کی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ تمہارے چہرے پر نور چمک رہا تھا اور میں چاہتی تھی کہ یہ نور مجھ میں منتقل ہو جائے مگر اللہ کو منظور نہیں تھا اس نے جہاں چاہا رکھ دیا۔

اس واقعہ کو علماء محدثین نے اپنی معتبر مستند کتابوں میں نقل فرمایا۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوت میں، امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ۔ اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ السفاح الجاہلیۃ (زمانہ جاہلیت میں جو بدکاری عام تھی، اس کو سفاح جاہلیہ کہتے ہیں) میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے آباء کرام کو محفوظ رکھا۔ جن لوگوں میں نور محمدی ﷺ منتقل ہو رہا تھا ان کے بارے میں ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے قرآن مجید فرقان حمید سے پوچھتے ہیں: فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف لوٹو۔ اللہ رب العالمین جل جلالہ کا ارشاد ہے:

"وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ" (سورۃ الشعراء رقم الایۃ: 219)

اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نور نبوت کا فرو مشرک کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ" (سورۃ الشعراء رقم الایۃ: 28)

"مشرک نرے ناپاک ہیں"

تو پتہ چلا کہ شرک کرنے والے ناپاک ہیں تو ناپاک لوگوں کی طرف پاک نور منتقل نہیں ہو سکتا۔ یہ نور پاک ہے جو صرف طیب و طاہر لوگوں کی طرف منتقل ہوا۔ چنانچہ محدثین کرام فرماتے ہیں سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کا جو حکم دیا گیا تو بظاہر وہ سجدہ آدم علیہ السلام کو تھا لیکن بباطن وہ سجدہ نور محمدی ﷺ کو تھا۔ اس لیے کہ نور محمدی حضرت آدم کی پیشانی میں چمک رہا تھا اور اللہ رب العالمین کی پاکی و تسبیح بیان کر رہا تھا۔ وہی نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ اور حضرت عبداللہ سے سیدہ آمنہ خاتون کو منتقل ہوا۔ اب غور فرمائیے کہ سیدہ آمنہ خاتون جن کی طرف نور محمدی ﷺ منتقل ہوا ان کا مرتبہ کتنا بلند و بالا اور افضل و اعلیٰ ہو گا اور یہ مسئلہ کوئی

اختلافی بھی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی کم علمی اور بدعقیدگی کی بنیاد پر اس مسئلہ کو نزاعی بنا دیا اور وہ لوگ یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ حضرت بی بی آمنہ کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بدطینت، گستاخ، بے دین ہیں وہ لوگ جو اس قسم کی خرافات بکتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ بی بی آمنہ نے تو اسلام قبول کیا نہیں تھا۔ تو ایسے جاہلوں سے یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت بی بی آمنہ خاتون کا جب وصال ہوا تو حضور پرنور ﷺ کی عمر شریف کیا تھی؟ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ کی عمر اس وقت صرف چھ سال تھی اور آپ شکم مادر ہی میں تھے یعنی قبل از ولادت آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ نے وصال فرمایا۔ اب ذرا غور کیجیے کہ سیدہ آمنہ خاتون جنت ایمان کس پر لاتیں؟ حضور ﷺ نے اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کیا اور والدہ کا وصال چھ سال کی عمر میں ہوا۔ اس زمانے کو زمانہ فترت کہتے ہیں۔ جو بے دین جاہل یہ کہتے ہیں کہ سیدہ آمنہ کافرہ ہو کر مریں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) تو ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ اسلامی اور شرعی اصطلاح میں ''فترت'' اس زمانے کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی نبی موجود نہیں تھا۔

ایک بات تو یہ ہوگئی اور دوسری بات یہ کہ کسی پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ اسلام کا انکار کر دے تو وہ کافر ہوگا اور تیسری بات یہ کہ وہ بت پرست ہو جو بتوں کو سجدہ کرتا رہا ہو تو مشرک ہوگا اور حالت شرک میں مرے گا۔ تو جتنے بھی بدعقیدہ حضرات ہیں یہ سب مل کر کسی ایک روایت سے سیدہ آمنہ خاتون کی بت پرستی ثابت ہی نہیں کر سکتے جبکہ حضور علیہ السلام کے آباء کرام کی طہارت قرآن مجید یعنی نص صریح سے ثابت ہے جس کو شرعی اصطلاح میں دلالت النص بھی کہتے ہیں اور نص قطعی بھی کہتے ہیں۔

''وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ''

اے محبوب آپ کی روح مبارک اس نسل کی طرف منتقل ہوتی چلی جائے گی جو نسلیں اللہ کے حضور میں جھکتی رہی ہیں۔

اب اس مسئلہ میں کسی اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔

لہٰذا ذرا غور فرمایئے کہ مستند و معتبر کتابوں میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے آثار موجود ہیں کہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت میں نے دیکھا کہ تمام گھر روشن ہو گیا، گھر ہی نہیں بلکہ مکہ معظمہ کے در و دیوار تک روشن ہو گئے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میری آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے میں نے اپنے گھر میں شام کے قصور (محلات) دیکھے۔ قصورِ شام اور دیگر عجائبات کی تفصیل صاحب مواہب کے علاوہ محدث جلیل امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے شفا شریف میں نقل فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں سیدہ آمنہ نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ فرمایا، نوری فرشتوں کی افواج کو دیکھا۔ ایام حمل میں سیدہ آمنہ کے جسم مبارک سے خوشبو کا آنا، آپ کے جسم مبارک کا تمام کثافتوں اور نجاستوں سے پاک ہونا، آپ کے جسم مبارک پر مکھی کا نہ بیٹھنا، غیب سے ملائکہ کی خوشخبریوں کو سننا ان تمام آثار ہی سے ظاہر ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا کتنا بلند و بالا مقام ہے کیونکہ جس مقدس خاتون کے شکم اطہر میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جگمگا تا رہا ہو، جن کے نور سے پوری کائنات کو روشن ہونا تھا اور جب وہ تشریف لائے تو پوری کائنات روشن ہو گئی اور قیامت تک روشن ہوتی رہے گی۔ آپ کی ذات گرامی کو اللہ رب العالمین نے نور فرمایا:

"قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی نور ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام نسل نور ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

بی بی آمنہ کے بطن میں اور پھر ان کی گود میں چھ سال تک یہی نور متواتر پرورش پاتا رہا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور نور کی روشنی میں کتاب پڑھی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ کتاب تب ہی پڑھی جاسکتی ہے جب روشنی ہو تو اگر قرآن پڑھنا ہے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں پڑھو، کیونکہ روشنی کے بغیر کتاب پڑھی جاسکتی ہے نہ سمجھی جاسکتی ہے۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور ﷺ نور ہیں، روشنی ہیں، نو ماہ تک بی بی آمنہ کے بطن میں یہ روشنی رہی تو سیدہ آمنہ کو کتنی روشنی ملی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ سے زیادہ سیدہ مریم کے پیٹ میں چھ گھنٹے رہے۔ علماء و مفسرین نے تحریر فرمایا "ست ساعۃ" حضرت عیسیٰ صرف چھ گھنٹے پیٹ میں رہے اور اس کے بعد ان کی ولادت ہوگئی۔ نو ماہ کا جو سارا کام تھا چھ گھنٹے میں مکمل ہو گیا۔

"وَ هُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ" (سورۃ مریم رقم الایۃ: 25)

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔

جبریل امین نے پھونک ماری، حاملہ ہوئیں درد زہ شروع ہوا، کھجور کے درخت تک پہنچنے کا سارا امر چھ گھنٹے کا ہے، اس عرصہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوگئی۔ حضرت مریم اس کے سبب اتنی بابرکت خاتون بن گئیں کہ شرک سے پاک، حرام سے پاک، بدکاری کے داغ دھبوں سے پاک اور اللہ رب العالمین نے ان کو:

"وَ کَانَتْ مِنَ الْقَانِتِیْنَ"

کا شرف عطا فرمایا، تو غور فرمایئے کہ حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کو چھ گھنٹے اپنے بطن میں رکھ کر اتنی پاکباز خاتون بن سکتی ہے تو سیدہ آمنہ جن کے حمل میں نو (۹) ماہ تک نور مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر رہا اور چھ سال ان کی زیر تربیت گود میں رہے تو ان کے مقام کا، ان کی شان و عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کتنی رفیع الشان خاتون تھیں۔ اگر اب بھی کوئی بدبخت، بدمذہب یہ کہے کہ حضور علیہ السلام کے والدین مومن نہیں تھے (معاذ اللہ) تو اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ ایسا شخص خود بے ایمان ہے اور کفر و شرک کے مفہوم سے نا آشنا ہے۔ غور کیجیے ہماری ماؤں کا مرتبہ کتنا بلند ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ" (المقاصد الحسنۃ: 188)

کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور باپ اس کا دروازہ ہے۔

ظاہر ہے کہ جنت میں جانے کے لیے دروازہ بھی ہوگا۔ ایک عام مسلمان کی ماں کا یہ مرتبہ

ہے کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے تو دونوں جہاں کے تاجدار، عرشیوں کے آقا، فرشیوں کے داتا، جناب محمد ﷺ کی والدہ ماجدہ کا مقام کتنا ہوگا۔ اسی طرح آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہم لوگ حضرت عثمان کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کا یہ لقب چار دانگ عالم میں مشہور ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ ہمیشہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے بلکہ بے حساب خرچ کرتے تھے، آپ کو کبھی بھی مال دنیا سے محبت نہیں تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عثمان کو تجارت میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی، آپ کے پاس جو مال آتا تھا اللہ کی راہ میں لٹاتے رہتے تھے۔ ایک ایک ہزار اونٹ گیہوں اور آٹے سے لدے ہوئے غریبوں اور مسکینوں کو عطا فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کی سخاوت کے واقعات معتبر اور مستند کتابوں میں بڑے بڑے ثقہ مؤرخین نے تحریر فرمائے ہیں اسی بنیاد پر آپ کا لقب غنی بہت زیادہ مشہور ہے لیکن حضور ﷺ آپ کو ذوالنورین کہہ کر پکارا کرتے تھے یعنی دو نور والے کیونکہ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں تھیں حضرت بی بی رقیہ اور ام کلثوم، جو سیدہ فاطمہ زہراؓ کی سگی بہنیں تھیں۔ یہ چاروں صاحبزادیاں حضور کی زوجہ مطہرہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔ حضرت رقیہ کے وصال کے بعد حضور نے ام کلثوم سے حضرت عثمان کا عقد فرمایا۔ اتفاق سے حضرت ام کلثوم کا بھی وصال ہوگیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اب میری کوئی اور بیٹی نہیں رہی اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ایک کے بعد ایک حضرت عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ بارگاہِ نبوت میں حضرت عثمان کا مقام کتنا بلند و بالا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حدیبیہ کے مقام پر جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان ہے، جب ہم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں جاتے ہیں تو 25 کلومیٹر کے فاصلہ پر مکہ معظمہ سے پہلے آتا ہے۔ حدیبیہ ہی کے مقام پر بیعت رضوان ہوئی اور حضور ﷺ نے اسی مقام پر حضرت عثمان کو اپنا سفیر بنا کر اہل مکہ سے بات چیت کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم امام مظلوم تھے۔ باغیوں اور فسادیوں نے چالیس دن تک آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور پانی کی ایک بوند بھی آپ کے گھر میں نہیں جانے دی۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا ان کا لقب ذوالنورین (دو نور والا) یہ حضور کا عطا کیا ہوا ہے۔ یہ کلمات زبان رسالت سے نکلے ہوئے ہیں کون اس کی تردید کرسکتا ہے؟ جو مسلمان ہے وہ کبھی بھی تردید نہیں کرے گا۔ یہ لقب ان کو اس لیے عطا ہوا کہ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح میں تھیں، تو جن دو بیٹیوں سے نسبت اور رشتہ ازدواج کے شرف کی بنیاد پر حضرت عثمان دو نور والے ہیں تو غور فرمایئے کہ جب بیٹیوں کا یہ مقام ہے تو والد کا جو سراپا نور ہیں ان کی شان نورانیت کا کتنا عظیم مقام ہوگا اور جب وہ نور مجسم ﷺ بی بی آمنہ کی گود میں رہا ہوگا تو ان کی شان وعظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ (سمجھنے والوں کے لیے سب کچھ ہے)۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا جب حدیبیہ پر حضور ﷺ تشریف لے جارہے تھے بعض روایات کے مطابق تقریباً 1500 سو کے قریب صحابہ تھے۔ اور یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضور ﷺ عمرہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے کافروں نے عمرہ کرنے سے روک دیا تھا اور کہا تھا کہ آپ اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں تو اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔ جب حضور ﷺ صحابہ کے ہمراہ واپس لوٹنے لگے تو ارشاد فرمایا کہ مجھے اجازت مل گئی ہے کہ اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر زیارت کے لیے جاؤں چنانچہ سیدہ آمنہ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے 1500 سو صحابہ کے ساتھ مقام ابواء پہنچے۔ یہ وہ مقام ہے جب ہم جدہ سے مدینہ منورہ جاتے ہیں تو مقام مستورآتا ہے جہاں عام طور پر حاجیوں کے قافلے رکتے ہیں جو بائی روڈ جاتے ہیں، وہاں سمندر کا کنارہ ہے وہاں کی مچھلی بہت مشہور ہے۔ وہیں سے ایک راستہ ابواء کی طرف جاتا ہے تقریباً ایک گھنٹہ کی مسافت ہے، راستہ تو بنا ہوا نہیں ہے لیکن بہرحال پہنچ جاتے ہیں۔ چھوٹی سے پہاڑی ہے اس پر جب بی بی آمنہ مدینہ منورہ سے حضور ﷺ کو لے کر واپس تشریف لارہی تھیں تو راستے میں آپ بیمار ہوئیں اور وہیں انتقال فرمایا اسی مقام پر آپ کی قبر مبارک تھی۔ پھر ام یمن نے حضور ﷺ کی خدمت شروع فرمائی، تو حضور وہاں زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے عرض کی کہ میں اپنی والدہ کی زیارت کے لیے جانا چاہتا ہوں تو مجھے رب تعالیٰ نے زیارت کی اجازت مرحمت فرمائی، میں نے رب تعالیٰ سے عرض کی کہ میں ان کے لیے مغفرت کی بھی دعا کروں تو مجھے مغفرت کی دعا سے منع کردیا گیا۔ مسلم شریف کی

حدیث ہے جس کا ایک حصہ میں نے بیان کیا۔ بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ ماجدہ کے لیے دعاء مغفرت سے منع فرمادیا تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ (معاذاللہ) وہ کافرہ تھیں صرف قبر کی زیارت کی اجازت دی۔ اس گندی تاویل سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور خود بھی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ان جاہلوں کی تاویل میں کھلا ہوا تضاد ہے اور تضاد اس لیے ہے کہ کافر کی قبر پر جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ رب العالمین جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ o" (سورۃ التوبۃ رقم الآیۃ: 84)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوگئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

بعض جاہل مسلمان، کافروں کی قبروں پر چلے جاتے ہیں بلکہ پھول بھی چڑھا دیتے ہیں توبہ توبہ یہ عظیم گناہ ہے۔ اس قسم کے واقعات اکثر ہمارے لیڈروں کو پیش آتے رہتے ہیں۔ وہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کا خیال نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا۔ اس زمانے میں اخبارات میں اس بات کے بڑے چرچے ہوئے اور بڑی تنقید ہوئی خاص طور پر روسی پریس نے ہماری مذمت میں بہت سے بیانات جاری کیے، بہت برا بھلا کہا کہ یہ شاہ احمد نورانی بڑے متعصب قسم کے مولوی ہیں جو اپنے خول سے باہر نہیں آتے۔ ہوا یہ کہ سرکاری طور پر ہمیں ماسکو (روس) بلایا گیا تھا۔ دوران دورہ ایک پروگرام بنایا گیا کہ لینن کی قبر پر پھول چڑھانے ہیں، یہ پروگرام روسی حکومت کی طرف سے تھا۔ میں نے کہا کہ ہم نہیں جاتے جس کو جانا ہے جائے کیونکہ شرعی طور پر جب کسی کافر کی قبر پر جانے اور کھڑا ہونے کی ممانعت ہے تو دعاء مغفرت کا اور پھول چڑھانے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ان کی قبر پر بھی مت کھڑے ہو۔ اس لیے کہ کافر کی قبر پر عذاب اتر رہا ہے۔ "اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

''وَمَا تُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ o'' وہ مرے ہیں تو اس حال میں کہ اللہ کے نافرمان ہو کر۔ میں نے جواب دیا کہ لینن یا کسی اور کافر کی قبر پر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو ظاہر ہے کہ وہ زبردستی تو کر نہیں سکتے تھے الحمد للہ! ہم نہیں گئے۔

بہر حال ان آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی اور بعض لوگ جو اس حدیث شریف سے جاہلانہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں ان کا خود بخود رد ہو جاتا ہے۔ اگر بی بی آمنہ بقول ان کے کافرہ ہیں تو قبر پر جانے کی اجازت نہ ملتی۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں اس کی نفی موجود ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مزار پر جانے کی جازت مرحمت فرمائی تو اس سے بی بی آمنہ کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔ دعاء مغفرت کی اجازت نہیں دی تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ان کو استغفار کی ضرورت نہیں تھی اس لیے کہ وہ طیبہ اور طاہرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں کی کثافت سے ہمیشہ دور رکھا اور وہ جنتی ہیں بلکہ ان کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ بے شمار مسلمان خواتین کی بخشش و مغفرت فرمائے گا، تو گویا استغفار سے منع کرنے میں یہ حکمت ہے کہ سیدہ آمنہ خاتون کا مرتبہ و مقام بہت ہی بلند و بالا ہے اور دعاء مغفرت کی ضرورت نہیں تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم 1500 یا 1400 سو صحابہ کرام کے ہمراہ والدہ ماجدہ کی قبر پر گئے تو رونے لگے اور تمام صحابہ بھی روئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والدہ ماجدہ کی قبر پر رونا اصل میں ان کی شفقت و محبت کو یاد فرمانا تھا۔ اس لیے کہ جب سیدہ آمنہ خاتون کے انتقال کا وقت تھا تو گود میں لے کر پیار کیا اور ام ایمن سے فرمایا: کہ اس کا خیال رکھنا یہ میرا محبوب ہے، میرا بیٹا ہے، میرا نور نظر ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا، کیونکہ جب یہ میرے پیٹ میں تھے تو میں سارے جہان میں نور کی بارشیں دیکھتی تھی اور ان کا نور سارے عالم میں پھیلے گا۔ اس کے بعد سیدہ آمنہ خاتون نے وصال فرمایا۔ سیدہ آمنہ خاتون کے مزار مبارک کی اہل محبت زیارت کرتے تھے لیکن حال ہی میں نجدی حکومت نے جو اپنے آپ کو سعودی حکومت کہتی ہے وہ امریکہ کے ایجنٹ اور دلال ہیں حکمران یہ

حکمران، یہ سعودی بادشاہ اللہ کی حفاظت پر یقین نہیں رکھتے ہیں امریکہ کی حفاظت پر یقین رکھتے ہیں۔ان کی توحید یہ ہے کہ یا اللہ کہو یا رسول اللہ ﷺ نہ کہو لیکن آپ نے اور ہم نے دیکھا کہ 1991ء میں ان کی خانہ ساز توحید کا بھانڈا کیسے پھوٹا یا اللہ کہنے والے یا رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنے والوں پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہوا وہ یا اللہ کہنا بھی بھول گئے یا رسول اللہ ﷺ کے منکر یا بش المدد کا نعرہ لگانے لگے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے جو میرے رسول ﷺ کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔تم نے میرے رسول ﷺ کو چھوڑ دیا تمہاری سزا ہے کہ تم یا بش ہماری مدد کرو، یا بش ہماری مدد کرو کہتے رہو (اس زمانے میں امریکہ کا صدر بش تھا)۔اس سے مدد مانگتے رہے اور یا اللہ کہنا بھی بھول گئے۔سعودی عرب کی نجدی حکومت جو امریکہ کی ایجنٹ اور امریکہ کی دلال ہے عالم اسلام کے قلب پر قابض ہے (50,000) امریکی فوج سعودی عرب میں بیٹھی ہوئی ہے۔ان قمار باز اور جواری بادشاہوں کی حفاظت کر رہی ہے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اس ظالم نجدی حکومت نے سیدہ آمنہ خاتون کے مزار مبارک کو بلڈوز کر دیا، قبر مبارک کو کھود دیا اور قبر شریف کا نشان مٹا دیا، یہ انتہائی افسوسناک بات ہے اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔میں سمجھتا ہوں ہر اقتدار ایک نہ ایک دن زوال پذیر ہوتا ہے (ہر کمال را زوال) اللہ تعالیٰ وہ دن لائے گا کہ قبر سید الشہداء امام مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو جنت البقیع میں آرام فرما رہے ہیں ان کی قبروں کو بلڈوز کرنے والے، سیدہ آمنہ کی قبر مبارک کے آثار مٹانے والے ایک دن ضرور اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ان کا انجام بھی عبرتناک ہوگا، (انشاء اللہ) ان کی حکومتیں بھی بلڈوز ہوں گی، (انشاء اللہ) یہ نجدی عیاش بدکار حکومت، رسول اللہ ﷺ کے آباؤ اجداد کی بھی دشمن ہے، رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کی بھی دشمن ہے۔اب ذرا غور فرمائیں کہ کسی شخص کی ماں اور باپ کی قبر پر بلڈوزر چلایا جائے اسے تکلیف ہوگی یا نہیں؟ یقیناً ہوگی تو حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ خاتون کی قبر پر سعودی خبیث، نجدی، وہابی حکمرانوں نے بلڈوزر چلا کر

ان کی قبر کو مسمار کیا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہیں پہنچی ہوگی؟ یقیناً پہنچی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ ہم قرآن سے پوچھتے ہیں اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" (سورۃ التوبۃ رقم الآیۃ : 61)

جو رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

سبحان اللہ! قرآن مجید فرقان حمید ہر مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے چونکہ یہ حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب ہے اور دردناک عذاب تو آیا ہوا ہے۔ بادشاہت مفلوج ہے، امریکہ کی بیساکھیوں کے سہارے کھڑی ہوئی ہے، امریکہ کی غلامی میں اپنے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا ہوا ہے، ہر کام امریکہ کے اشارے پر ہو رہا ہے، ان کے ملک سے مسلمانوں کی تباہی کا سامان ہو رہا ہے، عالم اسلام کے خلاف جو سازش امریکہ کر رہا ہے اس میں یہ برابر کے شریک ہیں۔ اسی مضمون کو قرآن پاک میں دوسرے مقام پر بیان فرمایا:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا"

"بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

سیدہ آمنہ خاتون کی قبر مبارک کی بے حرمتی کر کے رسول اللہ ﷺ کو اذیت و تکلیف پہنچانے والی سعودی حکومت جو امریکہ اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے ان شاء اللہ وہ دن ضرور آئے گا، ہم اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ خلفاء راشدین، اہل بیت کرام اور سیدہ آمنہ خاتون کی قبروں کی بے حرمتی کا عذاب ان پر آ کر رہے گا۔ وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ عالم اسلام پر رحم فرمائے اور محبت رسول ﷺ سے ہمارے اور آپ کے سینے روشن فرمائے۔ (آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o [5]

5 محمد محبوب الرسول قادری، ملک: مولانا نورانی کی بارہ تقریریں ص 80-59

نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ط وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ط

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْاَنْوَرِ○

میرے محترم مقتدر علمائے کرام، مشائخ عظام، محترم بھائیو، بزرگو، عزیز نوجوانو اور

پیارے بچو! السلام علیکم، جمعہ کے اجتماعات کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے جمعۃ المبارک کے دن ہفتہ بھر کا پیغام دینا ہوتا ہے، اس لیے اس کی اتنی اہمیت ہے۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب امت کے لیے وہ پیارا نظام عطا فرمایا کہ جس پر چل کر عمل کرنے کے بعد امت دنیا کی بہترین زندگی گزار سکتی ہے اور آخرت میں اللہ رب العالمین کی رضا حاصل کر سکتی ہے۔ اس کتاب ہدایت میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے، کوئی ایسا زندگی کا موڑ نہیں ہے کہ جس پر اللہ رب العالمین جل جلالہ نے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی نہ فرمائی ہو، قرآن مجید فرقان حمید کا یہ دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کا کوئی مد مقابل نہیں ہے۔ اس دعوے کو دنیا میں ہر صاحب فہم اور صاحب عقل نے تسلیم کیا ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید نے انسانوں کی زندگی کے لیے، ان کی بہتری کے لیے، ان کی رہنمائی کے لیے بہتر سے بہتر سب سے بڑھ کر، سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ نظام عطا فرمایا، اس نظام سے بہتر کوئی نظام نہیں۔ اس لیے کہ یہ اتنا مکمل نظام ہے کہ بچے کی پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک، زندگی کے آخری سانس کے بعد قبر کی منزل اور قبر کے مرحلے تک اور قبر کی منزل اور قبر کے مرحلے کے بعد حشر تک اور حشر سے لے کر جنت میں داخل ہونے تک پوری زندگی کا ایک نقشہ پیش کر دکھایا۔ پیدائش سے لے کر اللہ رب العالمین نے دنیا کا وہ بہترین نظام تخلیق کیا کہ پیدائش کے بعد جیسے ہی بچے کی پیدائش ہوتی ہے نہلانے دھلانے کے بعد سیدھے کان میں اذان دی جاتی ہے اور الٹے کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ بچے کے کانوں میں یہ اذان اگرچہ بڑی عجیب سی لگتی ہے اس لیے کہ بچہ اس اذان کو سن تو سکتا ہے مگر اس کے معنی نہیں جانتا۔ اذان کو سن تو سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس لیے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے ظاہر ہے جب اس کے کانوں میں اذان دی جاتی ہے تو وہ سنتا ہے۔ اپنی آنکھوں کو کھولتا ہے اور دنیا کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہے یہ سارا ہمارا روزمرہ کی زندگی کا مشاہدہ ہے۔ بچہ جب ہوتا ہے اس کے متعلق ڈاکٹروں کی، دائیوں کی، نرسوں کی، زمانے بھر کی تحقیق یہ ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو سر کے بل پر پیدا ہوتا ہے اور جو بچہ آپریشن سے نکالا جائے تو وہ ایک

ہنگامی صورتحال ہے ورنہ بچے کی پیدائش سر کے بل ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ فطری طور پر اللہ کے حضور سر بسجود حاضر ہوتا ہوا آ رہا ہے۔ فطری طور پر اللہ کی بندگی کا اقرار کرتا ہوا آ رہا ہے۔

آقا و مولا حضور پر نور سید العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ"

ہر بچہ جو ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

فطرت کا معنی انگریزی زبان میں Naturre کرتے ہیں۔ اردو زبان میں فطرت کا معنی ہوگا کہ قدرتی طور پر، قدرتی طریقے سے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ رب العالمین ایک موقعہ پر ارشاد فرماتا ہے:

اللہ کی فطرت اللہ کی قدرت تو قدرت کاملہ اس قدرت کاملہ نے:

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا"

اسی قدرت کاملہ پر لوگوں کو پیدا فرمایا

"لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہر مولود بچہ اسی فطرت پر پیدا ہوتا ہے جس پر اللہ رب العالمین پیدا فرماتا ہے۔ یعنی قدرت خداوندی کا مظہر بن کر بچہ ہوتا ہے تو والدین کی تربیت کے نتیجے میں گھر کے ماحول کے نتیجے میں اس کی فطرت جو ہے اس کو تبدیل کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں۔

ورنہ جو بھی مولود پیدا ہوتا ہے اللہ رب العالمین جل جلالہ کے حکم کے مطابق اس کی حکومت یہی ہے، فطرت یہی ہے، قدرت یہی ہے، نتیجہ یہی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کی اطاعت وفرمانبرداری میں پیدا ہوتا ہے تو بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو سر کے بل پیدا ہوتا ہے۔ سر کے بل پیدا ہونے کے بعد کانوں میں اذان دی جاتی ہے تو سنتا تو وہ اذان کو ہے لیکن بول نہیں سکتا مگر ہم اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سمجھتا بھی نہیں ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی بظاہر کوئی زبان نہیں ہے لیکن جب بچے میں بولنے کی استطاعت پیدا ہوتی ہے تو جیسے

والدین بولتے ہیں اسی طرح بچہ بھی بولنا شروع کر دیتا ہے، پنجابی بچہ پنجابی بولنا شروع کر دیتا ہے، سندھی زبان میں پرورش پانے والا بچہ سندھی بولتا ہے، یہ ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ اسی ماحول میں پرورش پاتا ہے تو سیدھے کان میں اذان دی جاتی ہے اسلئے کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ اور بتایا یہ جاتا ہے بچے کو کہ تم جس فطرت پر پیدا کیے گئے وہ یہ ہے:

" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

" مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دین و دنیا میں ازل سے ابد تک بڑائی کبریائی اللہ رب العالمین کی ہے، اللہ اکبر! بچہ کے کان میں اس لیے یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ وہ عالم ارواح میں اقرار کر چکا ہے۔ عالم ارواح میں جو اقرار کیا ہے قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ ہم نے تمام ارواح کو جمع فرمایا زمین پر آنے سے پہلے۔ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب تخلیق ہوئی تو پیدائش ہو گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دلجمعی کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ نے انہی کی پسلی سے حضرت اماں حوا کو پیدا فرما دیا، اب وہ دو ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا تھا کہ دیکھیے:

" وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ " اور آپ اس درخت کے پاس نہ جائیں۔

اس درخت کے قریب مت جائیں باقی جنت میں جائیں سیر کریں، آرام سے رہیں تسکین کے لیے بیوی آپ کو دے دی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی یہ زندگی شیطان کو نہیں بھائی، شیطان اور انسان دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ شیطان جو ہے وہ جن کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور انسان جو ہے وہ انسان ہے۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا اور شیطان جن کے قبیلے سے ہے آگ سے پیدا کیا گیا۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، شیطان کو انسان سے دشمنی اس لیے ہو گئی کہ حضرت انسان کو اللہ نے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا، اپنا نائب بنایا تو دشمنی ہو گئی۔ شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کے لیے حکم دیا گیا، شیطان نے انکار کر دیا۔ شیطان پیچھے پڑا ہوا تھا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بی بی اماں حوا کے ذریعے کہا کہ اس درخت کے پاس جانے میں،

اس کا پھل کھانے میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ بھول جان بوجھ کر نہیں ہوئی چنانچہ قرآن مجید نے فرمایا:

فَنَسِیَ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے۔ ان کا ارادہ نہیں تھا اور بھول میں دانہ گندم کھا لیا، جب دانہ گندم کھایا تو جنتی لباس اتر گیا اب درختوں کے پتوں سے انھوں نے اپنی شرمگاہوں کو چھپایا۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا اب آپ جنت میں نہیں رہ سکتے۔ اب جو نسل پیدا ہوگی آپ سے، وہ نسل جو ہے اس نسل کو جنت میں نہیں پیدا ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ تشریف لے جائیں جب نسل پیدا ہو جائے تو جو انکاری ہیں مجرم ہیں وہ الگ ہو جائیں گے اور جو اقراری ہیں مسلمان ہیں۔ جو ایمان والے ہوں گے ان کے ساتھ پھر آپ جنت میں تشریف لائیں تاکہ جو کافر ہے وہ الگ ہو جائیں۔ آپ کی نسل سے دنیا میں جا کر اللہ رب العالمین نے اس عالم ارواح میں سب روحوں کو جمع کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى" کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔

سب روحوں سے کہا بتاؤ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب ارواح نے کہا: ہاں تو ہمارا رب ہے۔ تو یہ عالم ارواح ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ذکر فرماتا ہے کہ اس عالم ارواح میں سب کو جمع کیا اور جمع کرنے کے بعد کہا کہ (الست بربکم) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا قالو بلیٰ بے شک آپ ہمارے رب ہیں تو تمام ارواح نے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ روح نے اقرار کیا وہی روح اس بچے میں ہے جب وہ اذان سن رہا ہے تو اس کو عالم ارواح کا وہ اقرار یاد دلایا جا رہا ہے۔ اللہ اکبر!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اذان بھی یاد دلائی جا رہی ہے اور نماز بھی یاد دلائی جا رہی ہے۔ اذان میں اور اقامت میں جتنا فرق ہے بس اتنی ہی دیر کی زندگی ہے۔ اس لیے آپ نے دیکھا کہ نماز جنازہ میں نہ تو اذان ہے اور نہ اقامت ہے حالانکہ نماز ہے، میت کے لیے دعا ہے لیکن اس نماز میں اذان نہیں

ہے اور اس میں اقامت نہیں ہے اس لیے کہ بچے کو اذان دے کر اقامت کہہ کر یہ بتایا دیا گیا کہ اب نماز کی دیر ہے اور اتنی ہی زندگی ہے، اس زندگی کو آپ نے گزارنا ہے۔ تو زندگی میں جتنے بھی موڑ آتے ہیں، ان پر قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ پیدائش سے لے کر موت تک قرآن مجید نے نظام دے دیا، موت کے بعد بھی مسلمان کو قرآن نہیں چھوڑتا۔ آپ نے اس پر غور فرمایا ہوگا کہ پیدائش سے ہی اسلام نے اس پر قبضہ کر لیا کہ تم میرے ہو، پیدا ہوتے ہی اذان دے کر اقامت کہہ کر اس بات کا اعلان کر دیا یاد بھی دلا دیا اور کہا تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اب اس پر عمل کرنا ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں جس طرح چاہوں زندگی گزاروں یہ ناممکن ہے، یہ غلط ہو جائے گا۔ کوئی اگر چاہے کہ دین کا اس سے کیا تعلق ہے میں جیسے چاہوں کھاؤں، جیسے چاہوں رہوں، جیسے چاہوں زندگی گزاروں نہیں اس پر تو پیدائش کے بعد ہی اسلام نے قبضہ کر لیا اور اسلام کا اقرار وہ عالم ارواح میں کر کے آیا ہے۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى" بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ تو میرا رب ہے، تو رب نے اس دھرتی پہ رہنے کے لیے، اس کائنات میں جینے کے لیے ایک مکمل نظام زندگی قرآن مجید فرقان حمید کی شکل میں دے دیا ہے، تو بھئی آؤ دیکھو قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ کیا کھاؤ گے کیا پیو گے؟ وہی کھاؤ گے اور وہی پیو گے جو میں کہہ رہا ہوں اور اسی طرح کھاؤ گے اور اسی طرح پیو گے اور اتنا ہی کرو گے جتنا میں کہتا ہوں اس سے زیادہ نہیں ہو گا۔ اب کاروبار کے سلسلے میں آدمی کا دل چاہتا ہے پیسہ جب ہوتا ہے تو دل چاہتا ہے اس کو جتنا چاہو خرچ کرو، اس کو لٹا دو، کہا کہ نہیں انسان کا دل کرتا ہے کہ شراب میں بڑی لذت ہے اس لذت کو حاصل کر لو کہا کہ نہیں، حرام کاری اور زنا کاری میں بڑی لذت ہے۔ خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے بے شمار ذرائع ہیں اور پیسہ بھی ہے فرمایا کہ نہیں خبردار، کاروبار کرنے کے لیے بے شمار ذرائع ہیں اور پیسہ بھی ہے فرمایا کہ نہیں خبردار، کاروبار کرنے کے لیے سودی نظام ہے دل چاہتا ہے کہ کاروبار اپنی مرضی سے کرو سودی لین دین بھی کر دو تا کہ میرے پاس دولت مزید زیادہ ہو جائے، اس طرح پیسہ بغیر محنت کے بڑھتا ہے، جوا کھیلنے میں بھی تو دل چاہتا بہت سے کاموں کے کرنے کو

بہت سے خرافات کے کرنے کو لیکن رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ" اللہ رب العالمین اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

دوسری جگہ اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اپنے پیسوں کی نمائش کرنے والے یہ سب تبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

۔اب تو دنیا والوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ایک دفعہ یہاں محفل میلاد شریف کی محفل میں حاضری کا اتفاق ہوا تو اندازہ نہیں تھا کہ کتنی رقم خرچ کی گئی۔ بعد میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جس کوٹھی پر محفل میلاد شریف انعقاد پذیر ہے یہ دو کروڑ روپے کی ہے۔اللہ رب العالمین کیا فرماتا ہے کیا کسی مسلمان کو ایک کروڑ روپے کی کوٹھی بنانے کی اجازت ہے؟ کیا کسی مسلمان کو 40 لاکھ روپے کی لینڈ کروزر پر سفر کی اجازت ہے؟ اب جو چالیس لاکھ کی گاڑی پانچ منٹ میں ختم بھی ہوسکتی ہے ایکسڈنٹ ہوا گاڑی ختم ہوگئی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے پاس 40 لاکھ روپے کی گاڑی ہے تو گھر میں تو اس کے کئی کروڑ ہوں گے کیا اس کی اجازت ہے؟ اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سنا دو دردناک عذاب کی۔(القرآن)

40 لاکھ کی گاڑیاں خرید لیتے ہیں۔ 80 لاکھ روپے کی گولی پروف گاڑیاں ایسی گاڑیاں جن پر گولی اثر نہیں کرتی ،خرید لیتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے پڑوس میں ان کے پڑوسی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور بھوکے مرتے ہیں کیا خیال کہ ان کو نہیں پوچھا جائے گا؟ یقیناً پوچھا جائے گا۔آقا و مولا حضور پرنور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کا پڑوسی اگر بھوکا ہو تو قیامت کے دن اس سے سوال کیا جائے گا۔اس سے حساب لیا جائے گا۔اگر ایسی عظیم الشان کوٹھیوں میں رہنے والے اپنے مسلمان پڑوسی پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے،اس کے بچوں پر خرچ

نہ کرے جس کا پڑوسی بھوکا ہو وہ خود کھانا سیر ہو کر کھائے تو قیامت کے دن وہ اللہ رب العالمین کے عذاب سے بچ نہیں سکے گا۔ یہ وعید ہے، یہ پڑوسیوں کے حقوق ہیں۔ بڑی بڑی کوٹھیاں اور بڑے بڑے بنگلے بنانے والے اللہ رب العالمین کے حکم کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں۔ دوسروں پر اپنی امارت کا رعب ڈالنے کے لیے بڑی بڑی گاڑیاں اور بڑی بڑی کوٹھیاں اور عظیم الشان بنگلے بنا کر بے جا اسراف کرتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ قرآن سے پوچھو قرآن کہتا ہے کہ یہ شیطان کے بھائی ہیں۔ ایسے لوگوں کا لقب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بتا دیا یہ شیطان کے بھائی ہیں۔ اب غور کریں کون مسلمان ہے جو شیطان کا بھائی بننے کا تصور کر سکتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور پرنور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے، اس کا فضل ہے اس مسلمان پر کہ جس کو اللہ رب العالمین نے ایک مکان عطا فرمایا جس میں آرام سے رہنے کی گنجائش ہے اور ایک سواری اس کو دے دی جس پر وہ آرام سے سفر کر سکتا ہے اور ایک نیک اور صالحہ بیوی اس کو عطا فرمائی۔ یعنی اسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ مکان مت بناؤ ہاں جب اللہ تعالیٰ وسائل دے تو مکان بھی بنانا چاہیے اور سواری کے لیے جو چیز ملتی ہے۔ اس زمانے میں سواری اونٹ ہوگی۔ اب اس زمانے میں چھوٹی چھوٹی گاڑیاں، سائیکل، موٹر سائیکل اور رکشہ ہے استطاعت کے مطابق جو سواری چاہو لے لو۔ اور ایک نیک اور صالحہ بیوی دے دی اس کو چاہیے کہ وہ قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرے تا کہ اس کا کم سے کم حساب قیامت کے دن ہو۔ اب دیکھیے یہاں ایک محکمہ ہے جس کو کہتے ہیں محکمہ انکم ٹیکس آمدنی پر ٹیکس یہ ترجمہ ہوا اس کا محکمہ انکم ٹیکس، آپ نے کتنا کمایا وہ بتائیے، آپ نے کتنا خرچ کیا وہ بتائیے، آپ نے زیادہ اگر خرچ کیا ہے تو اس کا ٹیکس دیجیے آپ نے گاڑی اگر خریدی ہے تو اتنے کی اجازت ہے تم نے اتنے کی کیوں خریدی؟ انکم ٹیکس یہی ہے کہ اپنی آمدن کے مطابق گاڑی خرید سکتے ہیں اگر زیادہ مہنگی گاڑی خریدی تو اتنا پیسہ کہاں سے آیا اس کا حساب دیجیے اور ٹیکس بھی دیجیے تو جتنی آدمی کی آمدنی ہے اور جتنا خرچ ہے اس پر بھی حکومت نظر رکھتی ہے۔ تو دنیا میں اگر انکم ٹیکس ہے تو آخرت میں اللہ کا کوئی انکم

ٹیکس نہیں ہے؟ وہاں بہت بڑا محکمہ ہے اور یہاں انکم ٹیکس کے دوست افسر سے مل جل کر محبت میں یا دوستی میں کم ہو گیا۔ یا لین دین میں ٹیکس کم کرا لیا لیکن قیامت کے دن ایسا نہیں ہوگا۔ کتنی آمدنی ہوئی کتنا خرچ کیا حساب بتائیے؟ پیسہ ہم نے دیا تھا ہم ہی رازق ہیں۔ حلال کی آمدنی تھی یا حرام کی آمدنی تھی، حساب دیجیے کہاں کہاں خرچ کیا، زنا میں کتنا خرچ کیا، شراب میں کتنا خرچ کیا، فضول خرچی اور نمود و نمائش میں کتنا خرچ کیا، کوٹھی بنانے میں کتنا خرچ کیا اور بظاہر نمائش اور اپنی برتری کے لیے کتنا خرچ کیا ان سب کا حساب دیجیے؟ اس لیے حضور پر نور سید العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَاسِبُوْا۔ تم اپنا حساب پہلے کرلو۔

قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ اس سے پہلے کہ اللہ تم سے حساب لے۔

جس طرح انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کے سال کا جب موقع آتا ہے تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ کھاتا تیار کرو، منشی کو بلاؤ، فلاں کو بلاؤ، جلدی حساب کتاب کرو کہ انکم ٹیکس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ ایسے ہی اللہ کے حضور بھی قیامت کے دن پیش ہونا ہے۔ نمازیں پڑھیں کہ نہیں پڑھیں، حج فرض تھا کیا کہ نہیں کیا، روزے فرض تھے رکھے کہ نہیں رکھے، زکوٰۃ فرض تھی دی کہ نہیں دی۔ تو مال اور سونا جو جمع کر کے رکھا تھا اس پر زکوٰۃ دی کہ نہیں دی اور اللہ کے نام پر خرچ کیا کہ نہیں کیا؟ قیامت کے دن، روز محشر یہ حساب و کتاب ہوگا۔ اور جو لوگ اسراف بے جا کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے وہ شیطانوں کے بھائی ہیں۔ قیامت کے دن وہ شیطان کے ساتھ جائیں گے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا اجازت ہے حاضر ہو جاؤں؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اندر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: عمر آؤ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی تھے۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے

محبوب صحابی تھے۔ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا لیکن نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا اندازہ آپ لگائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ کہا اے عمر کیا بات ہے؟ کہا حضور ﷺ یہ جو چٹائی جس پر آپ لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کے جسم میں اس کے نشانات دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ کہا اے عمر! دنیا کی زندگی چند روزہ ہے، دنیا میں ہمارا اتنا ہی حصہ ہے، باقی ایمان والوں کا حصہ آخرت میں ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وہ عظیم صحابہ ہیں جو رسول کریم ﷺ کے جانشین بنے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، بڑے کاروباری، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت مالدار اور بے شمار اونٹوں کے مالک تھے اور سامان تجارت اونٹوں کے قافلے آپ کے ہاں سے چلتے تھے۔

بہت دولت والے لوگ تھے لیکن عالم کیا تھا کہ سارے گھر میں چار جوڑے تیار رہتے تھے دو جوڑے گرمیوں کے ہوتے تھے اور دو جوڑے سردیوں کے ہوتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ یہی کافی ہے اس کے علاوہ اور کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کی حکومت ان کے ہاتھ میں تھی اور رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہے تھے زلزلہ آ گیا۔ زلزلہ آیا تو زمین حرکت کرنے لگی۔ درہ ہاتھ میں تھا درہ زمین پر مارا بولے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن کر زمین پر انصاف کیا ہے۔ جب انصاف ہے تو پھر زلزلہ کیوں آیا؟ فوراً زلزلہ رک گیا، زمین پر انصاف قائم کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جب ان کی خدمت میں کسی بادشاہ کا سفیر آتا تو شاہی محلات میں نہیں رہتے تھے۔ مسلمانوں کے حکمران شاہی محلات میں نہیں رہتے تھے۔ ماشاء اللہ! مسلمانوں کے حکمرانوں، ان کی اسراف بے جا، فضول خرچیوں کا عالم یہ ہے کہ میں آپ کو صحیح فکر بتاتا ہوں۔ امریکہ کا اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اس کے اعداد و

شمار کی روشنی میں میں نے معلومات حاصل کیں کہ امریکہ کے صدر کا محل کتنے ایکڑوں پر مشتمل ہے۔

سفیر چونک گیا کہا یہی عمر ہے جس کے نام سے کفر لرز جاتا ہے؟ وہ عمر جس کے پاس ایمانی قوت ہے۔ یہ محلات یہ عالیشان بنگلے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے یہ تو راکھ کا ڈھیر ہے اصل قوت تو ایمانی قوت ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے پر سو رہے تھے۔ کہا یہی ہمارے خلیفہ ہیں، یہی امیر المومنین ہیں، یہی رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہیں۔ اس نے کہا کہ بات ٹھیک ہے، آپ ہی کو حکومت کرنے کا حق ہے کس بے فکری سے تمہارا امیر سو رہا ہے۔ حیرت ہوتی ہے ہمارے بادشاہ جب تک چاروں طرف پہرے داروں کو مقرر نہ کردیں سو نہیں سکتے۔ کہا کہ ہمارے اس امیر کے اردگرد اللہ کی رحمت کے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں، وہ آرام سے سو رہا ہے۔

سفیر کی دعوت ہوئی ابن خلدون نے لکھا کہ سفیر کی دعوت ہوئی یہ سادگی دیکھیے۔ سادگی پر قربان جایئے یہی وہ سیدھے سادھے حکومت کرنے والے، نظام مصطفیٰ ﷺ لانے والے دنیا کے خادم تھے جنھوں نے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کے تختے الٹ دیے۔ کفر لرز جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سن کر کفر کے ایوانوں میں لرزہ آجاتا تھا۔ وہ ان کی ایمانی قوت تھی۔ فاروق اعظم اٹھے، سفیر سے ملاقات کی۔ کھانے کی دعوت کی جب کھانا شروع کیا روٹی اس کے سامنے رکھ دی۔ وہ گیہوں کی روٹی کھاتا رہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جو کی روٹی کھاتے رہے، سفیر بار بار کہتا رہا کہ آپ اس سے بھی لیجیے، کہا نہیں آپ کھایئے۔ آخر میں اس نے کہا کہ آپ نے جو کی روٹی کھائی اور گیہوں کی روٹی نہیں کھائی؟ کہا کہ یہ مہمانوں کے لیے پکتا تھا میں آج کل یہ نہیں کھاتا جس کی وجہ ہے ابھی تک میری سب رعایا کو گیہوں کھانے کی طاقت نہیں ہے۔ ابھی پیسہ نہیں ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب رعایا کے ہر گھر میں گیہوں کھانے کی طاقت ہوگی تو پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گیہوں کی روٹی کھائے گا۔ یہ ہے مسلمانوں کا حکمران، یہ ہے نظام مصطفیٰ ﷺ کا حاکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر دیا۔ مسلمانوں کو ریا کاری، اسراف بے جا سے منع

فرمایا۔ مسلمانوں کو قومی خزانے کا محافظ بنایا، عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ حکومت کے خزانوں میں عوام کی امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے بے شمار سادگی کی مثالیں قائم کی ہیں۔

آج کل تو ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس ایس پی صاحب معمولی معمولی ملازم ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن ان کے اختیارات محدود ہیں۔ وہ بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہیں کہ وہ مجھ سے اور آپ سے ہاتھ ملائیں۔ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں ہم بڑے آدمی ہیں، ہم ڈی سی ہیں، گورنر ہیں۔ یہی چار چار پیسے کے لوگ، چھوٹے یہ بڑے بن گئے۔ حالانکہ بڑائی تو یہ ہے کہ جھکا جائے انکساری میں اور تواضع میں۔ اسلام کی تبلیغ یہی ہے اور سادگی میں لیکن ان افسروں کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ ایک دن قبر میں جانا ہے اور اپنی بداعمالیوں کا ان شاہی افسروں کو اور وہ جو لوٹ رہے ہیں قومی خزانے کا اللہ کے حضور جواب دینا ہوگا۔

سیدعمر بن عبدالعزیز، خلیفۃ المسلمین بنے رات کو بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے۔ چراغ جل رہا ہے دفتری کام ہو رہا تھا خلافت کے فرامین لکھ رہے تھے۔ کہ اچانک ان کی زوجہ ان کے کمرے میں تشریف لے آئی۔ بیوی صاحبہ نے کہا کہ گھر کے اخراجات کے لیے آپ سے بات کرنی تھی۔ کچھ خرچہ زائد چاہیے تو آپ نے فوراً پھونک مار کر چراغ بند کر دیا کہ اب بات کرو۔ کہا کہ یہ کیا کیا آپ نے میں آپ سے بات کر رہی ہوں اور آپ نے چراغ بجھا دیا اندھیرا ہو گیا کہا: کہ دراصل بات یہ ہے کہ میں حکومت کا کام کر رہا تھا آپ گھر کی بات کر رہی تھی۔ اب آپ سے گھر کی بات کرتے وقت چراغ جلتا رہتا تو اس کا حساب بھی مجھ کو دینا پڑتا۔ اس لیے چراغ بند کر دیا اب آپ بات کریں۔

کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ عید آ رہی ہے۔ بچوں کے کپڑے بنانے ہیں اور بھی کئی اشیائے ضرورت لینی ہیں۔ آپ ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی لے لیں۔ پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو ادا

کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ لکھ کر دیں کہ میں ایک مہینہ تک زندہ رہوں گا؟ یہ ہے تقویٰ، یہ ہے ایمان اور یہ ہے قومی خزانے کی حفاظت اور یہ ہے سادگی کہ خلیفۃ المسلمین کی بیوی کہہ رہی ہے کہ گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے ایک دن حلوہ پکایا اور پیش کر دیا، فرمایا کہ حلوہ کیسے پکایا آپ نے جتنی تنخواہ ہم کو ملتی ہے اس میں تو حلوہ نہیں پک سکتا؟ کہا: کچھ پیسے میں نے بچا لیے تھے۔ بچا بچا کر آج ان سے حلوہ پکایا ہے۔ فرمایا کہ اچھا اب ہر مہینے تم کو تنخواہ میں اتنے پیسے کم ملیں گے معلوم ہوا بچ سکتا ہے جو بچ سکتا ہے وہ گھر میں نہیں بلکہ قومی خزانے میں جمع ہونا چاہیے۔ یہ ہے وہ نظام زندگی اور نظام بندگی جو قرآن نے بیان فرمایا۔

وَلَا تُسْرِفُوْا. اے ایمان والو! فضول خرچی نہ کرو۔

اسراف بے جا مت کرو فضول خرچی کرنے والے کو بڑا ہی لمبا حساب دینا ہوگا۔ جتنی زیادہ آمدنی ہوگی اتنا ہی لمبا حساب ہوگا اور قیامت کے دن تانبے کی زمین ہوگی سوا نیزے پر آفتاب ہوگا اور اس میں پھر حساب و کتاب ہوگا۔

ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ روز حشر ہمیں سرخرو فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حکمرانوں کو عقل عطا فرمائے تاکہ وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چل کر اس ملک کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل سے آشنا کر دے۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o [6]

☆☆☆☆☆

6 محمد محبوب الرسول قادری، ملک: مولانا نورانی کی بارہ تقریریں ص 242-257

علم اور علماء کی فضیلت

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ط وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ط

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔۔۔ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ ۝

جانشین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مولانا قاری محمد میاں صاحب مدظلہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ حامدیہ نقشبندیہ مجددیہ۔

مقتدر و محترم علماء کرام اور مشائخ عظام!

میرے محترم بزرگو! عزیز بھائیو! عظیم نوجوانو! اور پیارے پیارے بچو! اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہے کہ یہ میرے لیے بہت بڑی سعادت ہے کہ حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا حامد علی خان نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مبارک کی اس بابرکت محفل میں آپ کے ساتھ میں بھی شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آپ سب لوگ قرب و جوار سے، دور دراز سے اس بابرکت اور مقدس تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں، میں بھی اسی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس حاضری کو قبول فرمائے، اس آستانہ عالیہ کے فیوض و برکات تا قیامت جاری و ساری رکھے اور یہ دارالعلوم جامعہ خیر المیعاد جو کہ حضرت اقدس پیر طریقت حضرت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظیم علمی اور روحانی یادگار ہے، کو اللہ تعالیٰ صاحبزادہ محمد میاں صاحب کی سرپرستی میں مینارہ نور بنائے تاکہ اس کے انوار و برکات تا دیر جاری و ساری رہیں۔ حضرت پیر طریقت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ میرے بزرگ تھے، میں ان کو اپنے اکابرین میں شمار کرتا ہوں۔ وہ ہمارے اور آپ کے انتہائی واجب الاحترام اور مقتدر پیشوا تھے۔ حضرت پیر طریقت ہمارے لیے مینارہ نور اور مینارہ تعلیم تھے۔

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے ان کی جدوجہد پاکستان کی سیاسی و مذہبی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ حضرت پیر حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1970ء اور 1977ء میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے جو عظیم جدوجہد فرمائی اس جدوجہد نے ایسی عظیم الشان مثال قائم کی جو پاکستان کی تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھی جائے گی۔

وہ ظلم کے سامنے سینہ سپر رہے، وہ بڑے بڑے طاقتور لوگوں سے، حکومت کے غنڈوں سے، اور خود حکومت کی طاقت سے لڑتے رہے، بالکل لڑتے رہے اور اس کا مشاہدہ ملتان میں رہنے والے ہزاروں لوگوں نے کیا ہے۔ گویا بقول اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

انھوں نے راستے میں آنے والی مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں کی، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین کی سربلندی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو سربلند رکھنے کے لیے ڈٹے رہے، وہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے اور اس نظام کی برکات سے پاکستان کے مقدر کو سنوارنے کے لیے اپنی جان ہتھیلی پر لیے رہے۔

اس تحریک کے دوران مختلف مقامات پر انھیں جو تکالیف دی گئیں ان سے اس طرح نبرد آزما رہے، جیسے اللہ کا ولی پھولوں کی سیج پر کھیل رہا ہے۔

حضرت پیر طریقت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ کے دوست تھے ان کی ولایت میں کوئی شک نہیں ہے۔ ان کے عزم اور استقامت سے محسوس ہوتا تھا کہ واقعی وہ چلتے پھرتے اللہ کے ولی تھے، استقامت ان کی شان تھی، ان کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔

ان کی استقامت کا یہ عالم تھا کہ ایک طرف فیڈرل سکیورٹی فورس تھی اور دوسری طرف مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کا سینہ تھا۔

ان کی استقامت کا یہ عالم تھا ایک جانب وہ دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی قیادت کر رہے تھے اور دوسری طرف ان کے خلاف شیطانی حکومتوں کی یلغار تھی۔ الحمد للہ! حضرت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی ہمت اور جراءت کے ساتھ ہر قدم پر سینہ سپر رہے، کسی بھی لمحہ ان کے قدموں میں لغزش نہیں آئی مگر حکومت کے قدموں میں لغزش آئی، حکومت لرز گئی اور بالآخر عبرتناک انجام سے دوچار ہوگئی۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ" (حم السجدہ: ۳۰)

ترجمہ: بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

اور یہ کہنے کے بعد کہ اللہ ہمارا رب ہے متزلزل نہیں ہوئے اور آزمائش کی گھڑی آئی تو ثابت قدم رہے، انھوں نے گھبرا کر امیدان نہیں چھوڑا، بھاگے نہیں بلکہ ڈٹے رہے۔ استقامت اختیار کی اور امتحان میں ثابت قدم رہے۔

وہ ظلم کے مقابل استقامت کے پہاڑ بن گئے، کوئی پرمٹ ان کی استقامت بدل نہ سکا، کوئی جاگیران کے قدم نہ اکھاڑ سکی، دنیا کا کوئی لالچ، کوئی انعام، کوئی وزیر اعلیٰ، کوئی وزیر اعظم اور کوئی صدر ان کی بولی نہ لگا سکا۔ اس لیے کہ ان کی بولی دربار مصطفیٰ ﷺ میں لگ چکی تھی۔

آزمائش کی گھڑی میں انھوں نے یہ نہیں کہا کہ کیا کیا جائے بیوی ہے، بچے ہیں، دوست ہیں، زمینیں ہیں، جائیداد ہے، کاروبار ہے، پرمٹ ہیں، سب کچھ داؤ پہ لگ جائے گا بلکہ راہ حق میں فدا کارانہ بڑھتے چلے گئے، انھوں نے خدا کے نام پر سب کچھ قربان کر دیا حتیٰ کہ اپنی جان بھی کھپادی۔

یہی وجہ ہے کہ اہل حق کو کوئی لالچ، کوئی انعام خرید نہیں سکتا دنیا کا مال و دولت اللہ اللہ کرنے والوں کو جھکا نہیں سکتا۔

حضرت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کا کردار ہمارے سامنے ہے انھوں نے آزمائش کے وقت راہ فرار اختیار نہیں کی بلکہ استقامت کا راستہ اختیار کیا، ان کا کردار دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے اسلاف کا روشن کردار تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ آج بھی دنیا جانتی ہے کہ علماء حق نے ہر دور میں ہر حال میں اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیا، آج وقت کے یہ کمالات ہیں کہ علماء سوء نے دین کے نمائندوں کا کردار مسخ کر دیا ہے۔ وہ حکومت کے کاسہ لیس بن گئے ہیں۔ انھوں نے دین کا وقار مجروح کیا ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ بقول اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

اقبال کا اشارہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہے۔ یہ وہ کردار تھا جن کے دیکھنے کو اب آنکھیں ترستی ہیں۔

حضرت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف کی یادگار تھے، ہم سے بچھڑ گئے، ہم سے جدا ہو گئے۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے جدا ہو گئے، یہ بزرگ وہ تھے جن کے متعلق ایک آدمی نہیں بلکہ پورا ملک گواہی دے سکتا ہے کہ" وہ صاحب استقامت، صاحبِ عزیمت اور مستقل مزاج بزرگ تھے"۔

ایسے کردار کو بارہا قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کھول کر بیان فرمادی ہے، اب اگر کوئی آدمی کتاب ہدایت کھول کر غور نہ کرے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے، یہ بات اہل نظر ہی جانتے ہیں کہ مقام فقر کتنا بلند ہے۔

زمین میں بہت استقامت ہے، پہاڑ میں اس سے بھی زیادہ استقامت ہوتی ہے اور علماء حق کی استقامت کا یہ عالم ہے کہ ان کی استقامت ان سب سے زیادہ ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مقام فقر بہت بلند ہے۔ یہ تو شاہی سے بھی زیادہ بلند ہے بادشاہ اور فقیر کا کوئی مقابلہ نہیں۔

بادشاہ تو فقیر کے دروازے کا گدا ہے۔

اور سنو! جو فقیر بادشاہ کے دروازے پر گدا بن کر جا رہا ہے وہ دراصل فقیر نہیں بلکہ بھکاری ہے،

بقول اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ:

مقام فقر اتنا بلند ہے شاہی سے مگر
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

میرے عزیز! غور کرو اور بتاؤ کہ شاہوں اور فقیروں کے درمیان ملاقات کا کوئی جوڑ بنتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

میں (شاہ احمد نورانی) جب کسی سجادہ نشین کو حکومت کے دروازے پر جاتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ وہ مانگ رہے ہیں۔

کیا مانگ رہے ہیں؟

دنیا مانگ رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سینٹ کی کوئی سیٹ مل جائے یا پھر قومی اسمبلی کی کوئی سیٹ مل جائے۔

وہ دیکھتے اور سوچتے ہیں کہ اسلام آباد میں، لاہور میں، گلبرگ میں خیرات بٹ رہی ہے تو اس بٹنے والی خیرات میں سے کوئی تو حصہ مجھے بھی مل جائے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کیونکہ ہمارے بزرگ تو وہ لوگ تھے جن کا کردار یہ تھا کہ:

تخت سکندری پر وہ تھوکتے بھی نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

لیکن افسوس کہ آج لوگوں کے بستر نواز شریف، بے نظیر اور دوائیں کے دروازے پر لگے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ رہ گئے ان کے بستر جام صادق کے دروازے پر لگے ہوئے ہیں۔ لوگو! دیکھو کیسا وقت آ گیا ہے کہ فقیر وائین (Wine) اور جام (Glass) کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔

آپ سمجھ گئے ہوں گے یہاں تو بڑے بڑے سمجھدار لوگ ہیں اور خاص طور پر جو لوگ قلعے میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو زیادہ ہی سمجھدار ہیں۔

آج لوگ دنیا کی تلاش کرتے ہیں لیکن فقیر دربار مصطفیٰ ﷺ میں بک چکے ہیں۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبة)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں۔ اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہے۔

دیکھو اللہ خریدار ہے، بولی لگا رہا ہے، کہاں بولی لگ رہی ہے؟ بازار مصطفیٰ ﷺ میں بولی لگ رہی ہے۔

کون بولی لگا رہا ہے؟ خود خدا بولی لگا رہا ہے۔ لیکن بتاؤ اس کے بعد بھی اگر کوئی خدا و رسول کو چھوڑ کر دنیا داروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے پاس جا کر اپنی بولی لگواتا ہے تو کیا

کہیے بس ہم تو پھر یہی کہیں گے کہ

زاغوں کے تصرف میں ہے　　　　عقابوں کا نشیمن

یہ المیہ ہے کہ عقاب کے روپ میں کوے نظر آ رہے ہیں۔

کیونکہ عقاب تو جھپٹتا ہے، اپنا شکار خود کرتا ہے، وہ باشاہوں کا ملغوبہ نہیں کھاتا، وہ کسی کا شکار نہیں کھاتا۔

وہ شاہوں کے دَر سے مانگتا نہیں ہے۔

اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ " دینے والا خدا ہے اور تقسیم کرنے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رب ہے معطی اور یہ ہیں قاسم

دیتا وہ ہے اور کھلاتے یہ ہیں

اللہ کے اولیاء اور بزرگوں کا یہی عقیدہ تھا، میرا بھی یہی عقیدہ ہے اس لیے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر بیٹھے رہے وہاں سے ہٹے نہیں۔

اللہ کے ولی ادھر ادھر سے نہیں مانگتے تھے وہ لینا چاہتے ہیں خدا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی زمین کے خزانوں کے مالک ہیں۔

وہ عرشیوں کے آقا اور فرشیوں کے داتا ہیں، پوری کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومتی ہے۔ جس کو جو لینا ہے وہ اسی دَر سے لے کیونکہ رب ان کو دیتا ہے اور وہ مخلوق کو بانٹ رہے ہیں، جس کو درِ مصطفیٰ سے نہیں ملتا اسے درِ خدا سے بھی نہیں ملتا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے ولی راہِ حق میں باطل کے مقابل ڈٹ جایا کرتے تھے، وہ حق کی حمایت میں آلام و مصائب کا مقابلہ کرتے تھے۔ انھوں نے وقت کے حاکموں کو ان کے مظالم دیکھ کر ٹوکا اور روکا لیکن اب لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آج علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ علماء سیاست

کی طرف آ گئے ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ:

نورانی میاں بڑے اچھے آدمی تھے لیکن وہ سیاست میں آ گئے ہیں او ہو یہ تو بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔

وہ کہتے ہیں فلاں بزرگ اللہ کے ولی تھے لیکن اب وہ سیاسی ہو گئے ہیں۔

میرے عزیز! میرے بھائی!

کیا تم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کردار سے واقف نہیں ہو؟ وہ سرہند کے چھوٹے سے قصبے کی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن حالات کا تقاضا ہوا تو وہ اکبر کے مقابلے پر آ گئے۔ جہانگیر کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے شاہوں کے سامنے جراءت ایمانی سے کام لے کر یوں کلمہ حق بلند کیا کہ آج تک باطل لرز رہا ہے۔

ایک طرف ہمارے بزرگوں کا یہ کردار ہے اور دوسری طرف آج کا مرید پیر صاحب کو مشورہ دیتا ہے کہ آپ کم از کم کسی پارٹی میں نہ جائیں۔ ہم جس پارٹی میں چاہیں چلے جائیں، برائی کرتے رہیں، مفادات لیتے رہیں، ہمارے جی میں جو آئے ہم کرتے ہیں۔ ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم جس پارٹی میں جب چاہیں چلے جائیں اور جب چاہیں مفادات کی خاطر چھوڑ دیں۔ ہمیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا، کوئی روک نہیں سکتا، ٹوک نہیں سکتا، لیکن ”پیر صاحب کا کام صرف یہ ہے کو وہ نذرانے وصول کرتے رہیں جیب میں ڈالتے رہیں اور مریدوں کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔“

یہ موجودہ دور کا عجیب المیہ ہے کہ

”مرید سیاسی ہو گیا ہے اور پیر غیر سیاسی ہو گیا ہے، پہلے دور کے مرید پیر صاحب کا حکم مانتے تھے لیکن اب پیر صاحب کو مرید کا حکم ماننا پڑتا ہے، پیر صاحب کی خود کوئی رائے نہیں ہوتی بس جو مرید کہتے ہیں وہ کرتے چلے جاتے ہیں گویا پیر صاحب مرید صاحب کے مرید ہو گئے ہیں۔“

ایسے لگتا ہے کہ اگر یہ چودھویں صدی کا مرید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو یقیناً انہیں مشورہ دیتا کہ: ”حضرت اگر کوئی نیکی کرتا ہے کرتا رہے آپ کو اس سے کیا غرض؟

یہ سب لوگ آپ کے نانا جان کے امتی ہیں اور سب کے سب ہی آپ کے پاس آتے ہیں، نذرانے دیتے ہیں، ہاتھ چومتے ہیں، پاؤں دباتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ حضور! آپ کسی کی مخالفت نہ کریں بلکہ سب کے لیے دعا فرمائیں، آپ کو کیا کہ یزید شراب پیتا ہے کہ نہیں پیتا بس آپ خاموش رہیں، آپ کو کیا غرض کہ یزید بے وقت نماز پڑھتا ہے چاہے بے وضو ہی پڑھتا ہے۔ یزید مسجد میں شراب پی کر ہی آتا ہے مگر آتا تو ہے، جمعہ کا خطبہ دیتا ہے، چاہے حرام کاری کے بعد ہی دیتا ہے۔ ابن زیادہ بھی امتی ہے یزید بھی امتی ہے۔

سعد بن ابی وقاص کا بیٹا بھی امتی ہے وہ جو کرتے ہیں کرتے رہیں آپ کو کیا؟

آپ خانقاہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کریں اور دعائیں کریں۔

حالانکہ دوستو! مسئلہ بڑا پیچیدہ تھا یزید زنا کا مرتکب تھا، اس نے دو سگی بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا ہوا تھا، وہ اہل بیت کا گستاخ تھا، اس پر خدا کی پھٹکار تھی یہی وجہ ہے کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر مرا۔

یزید ظالم حکمران تھا وہ ظلم کرتا تھا، لوگوں کے حقوق غصب کرتا تھا، وہ جابر تھا جھوٹ بولتا تھا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب یزید کا کردار سامنے آیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا کردار بھی سامنے آ گیا، اور انھوں نے فرمایا:

”ہم بدل سکتے ہیں، ہمارے مکانات کے نقشے بدل سکتے ہیں، مدینے اور مکے کا نقشہ بدل سکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا نقشہ نہیں بدل سکتا، چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا نقشہ نہیں بدلنے دیں گے۔ ایسا کرنے کے لیے یزید کو میدان میں اتر کر ہمارا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس لیے موجودہ صدی کا کوئی مرید ہوتا تو وہ ضرور کہتا کہ

”پیر جی تسی سیاست وچ نہ پوؤ“ اس دور کے بزدل مرید اور پیر یہی کچھ کر رہے ہیں، وہ بزدل ہیں اس لیے مصلحت کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ علماء حق کی حمایت کرتے ہیں باطل کا مقابلہ کرتے ہیں تو یہ جرم گردانا جاتا ہے لیکن حکومت جو جرم کرتی ہے اور خود آ کر رنڈیوں کا ناچ

دیکھتی اور دکھاتی ہے تو دکھاتی اور دیکھتی رہے، ٹیلی ویژن پر حرام زادیوں کا ناچ ہو رہا ہے ہونے دو، نواز شریف اور اس کے حواری ملک لوٹ رہے ہیں لوٹنے دو۔

تین روز قبل چودہ اگست کو اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ٹیلی ویژن پر مرد اور عورت کا ڈانس دکھا رہی تھی اور پوری قوم دیکھ رہی تھی کہ ایک عورت اور مرد ناچ رہا ہے۔

تم بتاؤ دیکھا یا نہیں دیکھا؟

بتاؤ بتاؤ۔

ڈرو نہیں کہ رپورٹنگ ہو رہی ہے۔

تمھیں فکر نہیں کرنا چاہیے ذمہ دار مقرر ہوتا ہے تم بتاؤ کہ چودہ اگست کو ٹی وی پر یہ سب کچھ دکھایا نہیں۔؟

ہاں دیکھا..................

تو پھر بتاؤ کیا یہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے؟

نہیں میرے عزیز! یہ اسلامی امریکی اتحاد کی حکومت ہے جو کہ نہ اسلامی ہے، نہ جمہوری ہے، نہ اتحادی ہے بلکہ امریکی ہے۔

اور اب تو جماعت اسلامی بھی اس میں سے نکل گئی ہے۔ اس لیے اسلام تو اس اتحاد سے رخصت ہو گیا ہے کیونکہ جماعت اسلامی جہاں جاتی ہے اسلام کا ٹھیکہ ساتھ لے کر جاتی ہے۔

عجیب بات ہے کہ کل یہی جماعت اسلامی ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یہ کہتی تھی کہ یہ اسلامی جمہوری اتحاد ہے اور نواز شریف اس کی جانب سے وزیر اعظم ہیں ان جیسا شریف وزیر اعظم پاکستان کو نہیں ملے گا۔

لیکن اب جماعت اسلامی ہی کہتی ہے کہ:

''ہم نے بھی ضیاء الحق کے زمانے میں اسلام کے بڑے کان کاٹے ہیں لیکن نواز شریف ہم سے بھی دو چار قدم آگے نکل گیا ہے۔''

پہلے جماعت اسلامی گواہی دیتی رہی کہ نواز شریف ہی اسلام نافذ کرے گا لیکن اب وہ گواہی دے رہی ہے کہ نواز شریف اسلام کا باغی اور غدار ہے۔

ہم (جمعیت علمائے پاکستان والے) کہتے تھے کہ آئی جے آئی اور پی پی دونوں کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں، اس وقت بھی ہم کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہم توڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ یہ دونوں امریکی ایجنٹ ہیں۔

لیکن اس وقت جب ہم نے یہ مؤقف پیش کیا جماعت اسلامی والے، جنھوں نے اسلام کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا وہ ہمیں کہتے تھے نہیں جی نورانی میاں تو پیپلز پارٹی کو خوش کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

وہ سوچتے رہے کہ مولوی عورت کو خوش کر رہے ہیں کیا انھیں معلوم نہیں تھا کہ مولوی عورتوں کو خوش نہیں کرتا اگر کرتا ہے تو بڑے قاعدے اور ضابطے سے کرتا ہے۔ مولوی زن پرست نہیں ہوتا وہ تو بنیاد پرست ہوتا ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد ضابطے پر ہے۔ اسلام کے بنیادی ضابطے:

☆۔کلمہ ☆۔نماز ☆۔روزہ ☆۔زکوٰۃ ☆۔حج ہیں اور یہ ہمارا مسلم ورلڈ آرڈر ہے۔

یہ اسلام کے بنیادیں ہیں ۔ یہ پانچ ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے ۔ مسلمان بنیاد پرست ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اسلام کی بنیاد کو مانتا ہے اور اگر وہ بنیاد پرست نہیں ہوتا تو پھر عورت پرست ہوتا ہوگا۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم بنیاد پرست ہیں، اب ان لوگوں سے تم خود پوچھ لو جو اسمبلی کے فورم پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ہم بنیاد پرست نہیں ہیں۔

امریکہ والو! خوش ہو جاؤ کہ ہمارے ہاں ایسے مرد موجود ہیں جو بنیاد پرست نہیں اور ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جو شراب پیتی، سگریٹ کا کش لگاتی اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتی ہیں اور وہ ہمارے وزیر اعظم کی معتمد خاص ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے وزیر اعظم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ اب (امریکہ میں) عابدہ حسین چلے گی۔

امریکیو! تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ نواز شریف صاحب خود اعلان کرتے ہیں کہ ہم بنیاد پرست نہیں بلکہ ہم عورت پرست ہیں۔

اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت میں ٹی وی پر عورتیں ناچ رہی ہیں۔

''لڑکیاں ڈانس کر رہی ہیں، بے حیائی اور بے شرمی کے پروگرام ہو رہے ہیں اور لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ ہم اسلام نافذ کر دیں گے''۔

پاکستان کی سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ 30 جون تک سودی کاروبار بند کر دیا جائے لیکن اسلامی جمہوری اتحاد کے وزیر اعظم نواز شریف نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ''نہیں صاحب اس کے بغیر تو کام نہیں چلے گا''

دیکھو اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے اور یہ ان کا اسلام ہے جہاں سود بھی چلتا ہے، حرام کاریوں کے اڈے بھی موجود ہیں، کنجریوں کے بازار بھی آباد ہیں۔

اور رنڈیوں کا ناچ بھی ٹی وی پر پوری قوم دیکھ رہی ہے لیکن کوئی پرواہ نہیں ہے۔

ہم نے بہت پہلے بتا دیا تھا اور بار بار بتاتے رہے ہیں، اب بھی بتا رہے ہیں کہ آئی جے آئی اور پی پی پی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں ایک محترمہ کا رخ ہے اور ایک محترم کا رخ ہے۔

یہ محترمہ اور محترم دونوں امریکی ملازم اور تنخواہ دار ہیں۔

لوگو! تم سنبھل جاؤ اور دیکھو ان کو پہچانو کہ یہ سب ڈاکو اور ظالم ہیں، یہ اسلام اور پاکستان کے باغی اور غدار ہیں، یہ مجرم حکمران خدا کے باغی ہیں۔

لوگ سوچتے ہیں کہ اگر ان کو ووٹ نہ دیں تو پھر کس کو ووٹ دیں؟

کیا مولوی کو ووٹ دیں؟

اور اگر مولوی حکومت میں آ گیا تو پھر کیا ہوگا؟

مولوی کامیاب ہو گیا تو پھر:

''عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا، خوشحالی ہو گی، دولت کی منصفانہ تقسیم ہو گی،

عورت کو بازار میں نہیں گھر میں رہنا ہوگا، وہ انگریز کے ساتھ جا کر نہیں ناچے گی، وہ کلب نہیں جائے گی، لوگوں کو گناہ کی دعوت نہیں دے گی۔"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ:

"مولوی معاملات کی سوجھ بوجھ نہیں رکھتا وہ مسائل حل نہیں کر سکے گا"۔

میرے عزیز! تیری سوچ کا یہ غلط رخ ہے کہ مولوی ملک نہیں چلا سکے گا بلکہ مولوی آئے گا وہ ملکی معاملات کو بخوبی نپٹائے گا، وہ مسائل کو حل کرے گا آخر کیا وجہ ہے کہ وہ حکومتی معاملات کو ڈیل نہیں کر سکتا؟ ایسا کرنے کے لیے کوئی جن ہے جو قابو میں کرنا پڑتا ہے اگر ایسا بھی ہو تو مولوی سے زیادہ بہت کون جن قابو کر سکت ہے؟

مولوی پانچوں وقت مسجد میں لوگوں کے مسائل سنے گا۔

بازار جائے گا تو قیمتوں پر کنٹرول ہوگا۔

ہر جانب عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا۔

ظالم کا ہاتھ روکے گا مظلوم کا حق اسے لوٹائے گا۔

وہ تو پیدائش سے لے کر تدفین تک تیرے ساتھ ہوگا اور پھر دنیا سے جانے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تیری سفارش بھی کرے گا۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ مسئلہ یہ نہیں ہے دراصل بات یہ ہے کہ نورانی میاں بڑے سخت آدمی ہیں وہ قاعدے اور ضابطے کے پابند ہیں۔ یہ وہی بات کہتے ہیں جو قرآن وسنت کے مطابق ہو جبکہ ہمیں تو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو قرآن وسنت کو ایک جانب رکھ کر کچھ اپنی مرضی اور کچھ ہماری مرضی کے فیصلے کیا کریں۔

لہٰذا ہم تو اسے ووٹ دیں گے جو ہماری مرضی اور اپنی مرضی سے کام کرے گا یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں:

آوے ہی آوے

بھئی کون آوے؟

کھوٹا سکے آوے

وہ چاہے بے نظیر کے صورت میں ہو یا نواز شریف کی شکل میں ہو آپ نے ووٹ دے کر جس کو کامیاب کیا، جس کو لائے وہ آ گیا اور اب سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہو اور کہتے ہو کہ آٹا مہنگا ہو گیا ہے۔

روٹی مہنگی ہو گئی ہے۔

چینی کا ریٹ بڑھ گیا ہے۔

بجلی کا بل زیادہ ہو گیا ہے۔

روٹی بھی مہنگی ہو گئی، بوٹی بھی مہنگی ہو گئی ہے اور اب پوری قوم شور مچاتی ہے کہ ہائے کیا کریں؟

میں کہتا ہوں کہ

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اب کیوں چلاتے ہو؟ یہ تو سب کچھ تمہارا اپنا کیا دھرا ہے، یہ اس لیے ہوا کہ تم نے کھوٹے سکے کا انتخاب کیا جو پاکستان کے بازار میں نہیں چل سکتا اگر تم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ووٹ دیتے تو پھر ایسا نہ ہوتا، تاریخ بتاتی ہے کہ جب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت تھی تو ایک بوڑھا شخص مدینہ کے بازار میں سودا لے کر جا رہا تھا برابر میں ایک آدمی جا رہا تھا اس نے کہا:

"لاؤ بابا میں تمہارا سامان اٹھاتا ہوں تا کہ تم آسانی سے گھر پہنچ جاؤ، اس آدمی نے بوڑھے بزرگ کا سامان اٹھا کر چلنا شروع کیا بازار سے گزر رہا تھا جو بھی دکان آتی دکاندار کھڑا ہو کر سلام کرتا۔

بوڑھے شخص نے یہ کچھ دیکھا تو سوچنے لگا کہ جس آدمی نے میرا سامان اٹھایا ہوا ہے ہر دکاندار اسے کھڑے ہو کر سلام کرتا ہے۔ وہ جوں جوں آگے جا رہے تھے ہر کوئی سلام کہتا جا رہا تھا۔

ایسے میں ایک آدمی کے منہ سے نکلا اے گورنر صاحب! اسلام ہو، بوڑھا بزرگ گھبرا گیا۔

ارے یہ تو گورنر ہے!

بوڑھے نے فوراً پوچھا ارے بھائی تم کون ہو؟

فرمایا: میرا نام ابو موسیٰ اشعری ہے، میں ایران کا گورنر ہوں اور حضور پرنور محمد رسول ﷺ کا صحابی ہوں۔ تم سودا سلف لے کر گزر رہے تھے تو مجھے خیال آیا کہ آپ کو مزدور کی ضرورت ہے لہٰذا میں نے آپ کا سامان یہ سمجھ کر اٹھالیا کہ مجھ سے بہتر مزدور کون ہو سکتا ہے جو رعایا کا بوجھ اٹھائے؟ میں نے دل میں کہا آج ہی اپنا بوجھ اٹھالوں تا کہ کل قیامت کو اٹھانا نہ پڑے۔

لوگو! نظام مصطفیٰ ﷺ کی حکومت میں یہ مسلمانوں کے گورنر ہیں۔ آج کے گورنر کو دیکھو پنجاب کے گورنر کے پاس 70 لاکھ روپے کی کار ہے اور وہ لوگوں کے مسائل کیا حل کرے گا اس سے تو ملاقات کرنے کو غریب ترس جائے گا؟ اسی طرح دوسرے حکمران بھی عیاش اور فضول خرچ ہیں۔ صوبہ سندھ کے گورنر کے پاس 65 لاکھ روپے کی کار ہے، وزیر اعظم کے پاس 75 لاکھ روپے کی کار ہے اور صدر کے پاس 80 لاکھ روپے کی کار ہے۔

آج کے حکمرانوں کی فضول خرچی کا یہ عالم ہے جب کہ عوام روٹی اور بوٹی سے محروم ہیں۔ موجودہ حکومت ٹیکسوں کے ذریعے عوام کا خون نچوڑ رہی ہے۔ زکوٰۃ اور عشر کے نام پر اربوں روپیہ جمع ہوتا ہے، مختلف فنڈز لیے جاتے ہیں اور یہ فنڈز غریبوں تک پہنچنے کی بجائے وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی عیاشیوں اور اللوں تللوں میں خرچ ہو جاتے ہیں۔

سرحد کے پسماندہ علاقوں میں جا کر دیکھو؟

بلوچستان میں قلات اور خاران کی طرف جا کر دیکھو؟

سندھ میں جیکب آباد سے لے کر شہداد پور تک جا کر دیکھو؟

پنجاب میں چولستان، جہلم، چکوال اور ڈی جی خان تک علاقے دیکھو؟

تمہیں پتہ چلے گا کہ ان علاقوں میں کتنی غربت ہے، لوگ تپتی ہوئی دھوپ میں دس دس میل سے پانی کنستروں میں بھر بھر کر سروں پر لا رہے ہیں۔ لوگ پینے کے پانی کو ترستے ہیں ان علاقوں میں بہت سی جگہوں پر:

بجلی نہیں ہے

سکول نہیں ہیں

ہسپتال نہیں ہے

اور روزگار بھی نہیں ہے

جبکہ پاکستان کے حکمران فرانس سے پانی منگوا کر پیتے ہیں، سوئٹزرلینڈ سے منگوا کر پیتے ہیں، یہ ہمارے حکمران ہیں جن کی تصویر کا ایک رخ بیان کیا گیا ہے۔

لیکن اسلام کے حاکموں کا کردار اس سے بالکل مختلف تھا، وہ عوام کے بادشاہ نہیں بلکہ خادم تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس روم کا سفیر آیا آپ نے اسے جو کی روٹی پیش کی اور فرمایا کہ کھایئے:

اس نے کہا: امیر المومنین! آپ بھی کھایئے۔

فرمایا میں جو کی روٹی نہیں کھاؤں گا۔

پوچھا کیوں؟

فرمایا اس لیے نہیں کھاؤں گا کہ ابھی رعایا کے ہر فرد کو جو کی روٹی میسر نہیں ہے اور جب تک رعایا کے ہر فرد کو جو کی روٹی نہیں مل جاتی اس وقت تک عمر رضی اللہ عنہ جو کی روٹی کھانے کا حق نہیں رکھتا۔

دیکھو! یہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمران ہیں اور یہ ان کا عملی کردار ہے۔

کہنے کا فریضہ ادا کیا اور وہ کبھی بھی خوف وخطر میں مبتلا نہیں ہوئے۔

اور نہ حکمرانوں کے سامنے جھکے، ان کا کردار صاف ستھرا رہا جو قابل فخر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکومت وقت نے بلوایا جہانگیر نے کھڑکی بنوائی تھی تاکہ آپ گزرتے ہوئے جھک جائیں لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ صورت دیکھی تو سمجھ گئے اور فرمایا کہ:

''ایسا نہیں ہوسکتا''

جب وقت آیا تو آپ کھڑکی سے سر کے بل گزرنے کی بجائے پاؤں کے بل گزر گئے۔

امام ربانی کے ذہن میں بھی آج کے نام نہاد علماء کی طرح یہ خیال آسکتا تھا کہ:

''بادشاہ نے بلوایا ہے چلو تھوڑی دیر کے لیے خوش ہو جائے گا''

لیکن نہیں انھوں نے فرمایا:

''بادشاہ ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو نہ جائیں۔''

علماء حق کے سامنے یہی مشن ہے کہ انسان خدا کے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکے، یہی مقصد زندگی اور مقصد بندگی ہے اور اس راستے پر قائم رہنا ہی علماء کی شان ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جانب حکومت میں خرابی نظر آ رہی ہے بلکہ خرابیاں ہی خرابیاں ہیں وہ لوگ جو کل علماء کو طعنے دیتے تھے آج ان کی زبانیں بند ہیں، وہ کہتے تھے کہ علماء سیاست میں حصہ کیوں لیتے ہیں؟ ہم نے جواب دیا اس لیے کہ:

برائی کا راستہ روک سکیں۔

ظلم کرنے والے ہاتھ توڑ سکیں۔

نیکی کی اشاعت کریں۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ، امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کا کردار ادا کر سکیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حق کی پاداش میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن جب جیل سے نکلے تو اس شان سے کہ شاہی دربار کی رونقیں ختم ہو گئیں، سجدہ تحیہ ختم ہو گئے۔ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاہی دربار کو چیلنج کر دیا جس کے نتیجے میں اسلام کی عظمت اور ہیبت کو چار چاند لگ گئے۔

افسوس ہے کہ آج اکثر علماء جن کا کام یہ تھا کہ وہ موجودہ ظالم اور مجرم حاکموں کے درباروں کو چیلنج کرتے لیکن وہ درباروں کو چیلنج کرنے کی بجائے درباروں کے بھکاری بن گئے ہیں۔

ہمارے اکابرین درباروں کو چیلنج کرتے تھے اور آج کے بعض نام نہاد مشائخ اور علماء درباروں سے سمجھوتے کرتے ہیں۔ درباروں کے صبح و شام چکر لگانا اور خود درباری بننا فخر سمجھتے ہیں۔

سرکار و دربار سے عزت کی بھیک اور دنیا کا مال مانگنے والے درباری علماء سے مخاطب ہو کر اقبال نے کہا تھا کہ:

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
وہ جو ملت کو سلاطیں کا پرستار کرے

آج ہمارے ملک میں علماء، صوفیا اور بزرگوں کے جو خانوادے موجود ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ:

آؤ دنیا کے حاکموں کے درباروں کو چھوڑ کر ایک پلیٹ فارم پر متحد و منظم ہو جاؤ، تمہاری عظمت ووقار اور عزت آج بھی تمہیں مل سکتی ہے۔

آؤ اور دیکھو کہ آپ کے بزرگوں کا کردار کیا تھا، ان اللہ والوں نے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا، وہ خدا کے دوست تھے، اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ"

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

یعنی وہ لوگ جو حق کی حمایت میں ڈٹے رہے اور انہوں نے حق کی حمایت میں کسی صدر، وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کی کوئی پرواہ نہیں کی ان کے لیے اللہ کی طرف سے بشارت ہے کہ وہ اللہ کے ولی ہیں۔ جو آدمی دنیا داروں سے، شاہوں سے کسی قسم کا لالچ نہیں رکھتا، بھکاری نہیں بنتا اور صاحب استقامت ہے اس کی تائید میں اللہ کے فرشتے اترتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں کہ اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" (حم السجدۃ:30)

ترجمہ: نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

یہ اللہ کے اولیاء کا ہی اعزاز ہے کہ وہ ثابت قدم رہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو بادشاہ نے خلق قرآن کے مسئلے پر کوڑے مارے، آپ کو اتنے کوڑے لگے کہ خون ٹپکنے لگا۔ آپ کے ہر قطرہ پر اللہ نے بشارت دی اور یہ جو آپ نے استقامت دکھائی تو آپ کا یہ کردار تاقیامت زندہ رہے گا اور آنے والوں کے لیے روشنی کا سنبل بنا رہے گا۔ آج کل لوگ کہتے ہیں:

او جی نورانی صاحب! آپ ان کو کھوٹے سکے کہتے ہو حالانکہ خرابی تو نیچے کے لوگ پیدا کرتے ہیں اوپر تو سب ٹھیک ہے لیکن میرے عزیز! نہیں۔

اگر اوپر سب ٹھیک ہوتا تو نیچے خرابی نہ ہوتی۔

دیکھو وہ سامنے مکان کی چھت پر پرنالہ ہے اگر اوپر سے پرنالہ کے ذریعے صاف پانی آتا تو نیچے بھی یقیناً صاف پانی آتا۔

چونکہ اسلام آباد میں، لاہور میں، کوئٹہ، کراچی اور پشاور میں جو پرنالے ہیں وہاں سے گندگی اور خرابی ظلم و زیادتی، زنا چوری اور ناانصافی کی شکل میں گر رہی ہے اس لیے یہ لعنت سارے معاشرے کو متاثر کر رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو اوپر سے گرے گا وہی نیچے آئے گا ایسا نہیں ہوسکتا اوپر سے کچھ گرے اور نیچے کچھ اور نظر آئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ راہ حق بتانے اور حق کی حمایت میں اٹھنے والوں کو ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے آگے بڑھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

دیکھو حضرت مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدوجہد کتنی عظیم تھی کہ انھوں نے کسی حکومت سے سمجھوتہ نہیں کیا صعوبتیں برداشت کیں، تکالیف کا سامنا کیا لیکن کلمہ حق کی سربلندی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، حکومت نے ان کی بڑی سے بڑی قیمت لگانے کے لیے تیاری کی لیکن اس مرد درویش کو حق تعالیٰ نے ہر لحظہ استقامت عطا فرمائی اور وہ حق کی حمایت میں ڈٹے رہے۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ [7]

☆☆☆☆☆

[7] محمد محبوب الرسول قادری، ملک: مولانا نورانی کی بارہ تقریریں ص 241-217

جہاد کی فضیلت واہمیت

خطبہء عربی: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُاَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَلَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ — لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ

جَاءَتْ لِدَعْوَتِہِ الْاَشْجَارُ — تَمْشِیْ اِلَیْہِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

وَمَنْ تَکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ — اَنْ تَلْقَہُ الْاَسْدُفِیْ اٰجَامِھَا تَجِمٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ وَالْجَبِیْنِ الْاَزْھَرِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

تمہید:

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل واحسان ہے کہ ہم اور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربسجود ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ گناہگار وسیاہکار کی، آپ کی، ہم سب کی اس حاضری کو قبول فرمائے اور جو کچھ بیان کیا جائے اس کو شرف قبولیت عطا فرما کر مجھ گناہگار وسیاہکار کے لیے کفارۂ سیئات بنائے۔ آمین

نظام زندگی وبندگی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر قرآن مجید کو تقریباً 23 سال کے عرصہ میں نازل فرما کر رہتی دنیا تک کے لیے ایک نظام زندگی ونظام بندگی عطا کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم عرشیوں کے آقا اور فرشیوں کے داتا، صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید فرقان حمید عطا فرمایا جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے راہنما اور ان کی دنیا کو سدھارنے اور آخرت وعاقبت کے سنوارنے کا ایک نسخہ کیمیا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو قرآن مجید فرقان حمید کو اپنا ضابطہ زندگی بناتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کو ضابطہ بندگی بھی سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادت کا جو نظام دیا ہے اس پر تقریباً ساڑھے چودہ سو (1430) سال گزر چکے ہیں کہ حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، ان کے دیوانے، ان کے مستانے، اس نظام زندگی پر عمل کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

مبارک ہیں وہ لوگ جن کی زندگی کے اوقات نماز کے زیور سے آراستہ ہیں، اور وہ لوگ جو رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت وبندگی کا فریضہ بجالاتے ہیں، اور وہ لوگ جن کو حج کی استطاعت ہوتی ہے تو اللہ کے حضور میں سراپا شوق بن کر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں، اور وہ لوگ جو اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم کے مطابق مستحق اور غریب مسلمانوں کو اس کے دیئے ہوئے مال سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ وہ نظام ہے جس کو ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور امت مسلمہ مساجد میں آکر اللہ کے حضور میں سربسجود ہو کر اپنے ایمان کی تصدیق اور اس کی حفاظت اور اس کو تازہ رکھتی ہے۔

جہاد ایک عبادت ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں ایک طرف مسلمانوں کو نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کا حکم دیا وہاں اس کے ساتھ ساتھ جہاد کا حکم بھی دیا ہے۔ حضور پرنور ﷺ کو جو دین عطا ہوا جس کے ہم پابند ہیں اس میں فرائض کے بعد جہاد کا حکم بھی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں جہاد کی فضیلت کو بیان فرمایا۔

جہاد کا معنی و مفہوم:

جہاد جدوجہد سے ہے جس کا معنی ہے مسلسل کوشش کرنا۔ مبالغہ اور وسعت کے ساتھ طاقت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ حضور پرنور ﷺ جو دین لائے ہیں اسے دنیا میں غالب کرنا تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، اس کا نام بلند ہو اور اللہ کی دی ہوئی جان کو اس کے نام پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ یہ جہاد کا مقصد ہے جس کو قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

"كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا" (التوبہ، رقم الآیۃ:40) تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہی کلمہ بلند ہو۔

جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام، اس کا کلمہ اور اس کا دین جو اس نے ہمارے لیے چن کر اور اختیار کر کے عطا فرمایا، اس کی بلندی کے لیے جو جدوجہد کی جائے، وہ جہاد ہے۔ جہاد کی مزید تشریح آیات قرآنیہ میں موجود ہے اور جہاد کی فضیلت، مجاہد کا مرتبہ، اور جو راہ خدا میں لڑتا رہتا ہے اور اس کی راہ میں مارا جاتا ہے اس کے شہید ہونے کا بیان قرآن مجید فرقان حمید میں واضح طور پر موجود ہے۔

جہاد قربانی ہے:

جہاد کی فضیلت قرآن مجید کی متعدد آیات طیبہ میں بیان کی گئی ہے اور فلسفہ جہاد کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختصر الفاظ میں نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا۔ اس لیے کہ جہاد میں آدمی کو اپنی جان اور اپنی زندگی اللہ کی راہ میں قربان کرنا پڑتی ہے، گردن کو اللہ کی راہ میں کٹانا پڑتا ہے، خون کو اللہ کی راہ میں بہانا پڑتا ہے، اور اس کی ابتداء عید الاضحیٰ سے یوں ہوتی ہے کہ جب جانور کا

خون بہایا جائے اور اس کی قربانی کی جائے تو ذہن میں یہ مفہوم ہر وقت موجود رہے کہ آج اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے مال سے جانور خرید کر راہ خدا میں قربان کیا ہے، اگر کل موقع ملے گا تو اللہ کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دیں گے۔ مال کو قربان کرنے کے لیے زکوۃ اور جگہ جگہ صدقات کا حکم دیا: " وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ " (البقرۃ:195) اللہ کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرتے رہو، صدقات بھی دیتے رہو کیونکہ صدقات ان بلاؤں کو لوٹا دیتا ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان سے نازل فرماتا ہے۔ اور سال کے سال جو پیسہ جمع ہو گیا ہو تو صاحب نصاب ہونے کی صورت میں ہر سو (100) پر ڈھائی فیصد اللہ کے نام پر خرچ کرتے رہو۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں جو مال، روپیہ پیسہ خرچ کرتے ہو، خواہ اسلحہ کی مد میں کہ یہ جہاد کا سامان ہے یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ ہے، تو جس طرح جہاد کا ثواب ہے اسی طرح اس میں خرچ کرنے کا بھی ثواب ہے۔ جو خرچ کرے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

فلسفہ جہاد:

چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فلسفہ جہاد کو اس طرح بیان فرمایا۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (سورۃ التوبہ، رقم الآیۃ: 111)

" بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو خرید لیا اور اس کے بدلے میں ان کے لیے جنت ہے"۔

اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی" اللہ نے خرید لیا یعنی اب باقاعدہ سودا ہو رہا ہے کہ ہم نے خرید لیا، کیا خرید لیا؟ اللہ تعالیٰ کو خریدنے کی کیا ضرورت ہے سب کچھ تو اسی کا ہے تو خریدنے کی کیا ضرورت تھی لیکن سبحان اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ ہمارا کرم ہے کہ ہم تم سے خرید رہے ہیں حالانکہ یہ سب چیزیں اس کی دی ہوئی ہیں۔ جان خرید رہا ہے وہ بھی اس کی دی ہوئی ہے، مال خرید رہا ہے وہ بھی اسی کا دیا ہوا ہے سب کچھ اسی کا ہے پھر بھی خرید رہا ہے۔

سبحان اللہ! جان تو اسی کی ہے اب قیمت لگا رہا ہے۔ کیا کرم ہے۔ ایمان والوں سے جان کو خرید کر بتانا یہ چاہتا ہے کہ تم نے ایمان قبول کر لیا، تم اس قابل ہو گئے کہ ہم تمہاری جانوں کو خرید سکتے ہیں۔ یہ ایک قیمتی جان ہے کیونکہ یہ ایمان والے کی جان ہے۔ اب ایمان والی جان کا خریدار روئے زمین پر کوئی نہیں ہو سکتا ہے تو ہم ہی ہیں، ہم سے بہتر کوئی اور اس کا بدلہ نہیں دے سکتا۔

اللہ رب العالمین نے ایمان والوں سے ان کی جان اور ان کے مال کو خرید لیا ہے، ایمان والوں کا سودا ہو رہا ہے اور سودا بھی کہاں ہو رہا ہے بازار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو رہا ہے اس لیے کہ ایمان والوں کو ایمان کی دولت دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تو اب سودا بھی وہیں ہو رہا ہے۔ تم ایمان لے آؤ اب تمہارا اور ہمارا سودا ہو گا۔ تمہاری جان و مال کی قیمت ہم سے اچھی اور بہتر کوئی اور نہیں دے سکتا ہم اس کے خریدار ہیں آؤ دیکھو۔ اس کا بدلہ کیا ہو گا؟

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"

گویا وہ جان جو ہم نے خریدی ہے اور وہ مال جو ہم نے خریدا ہے بازار میں ہم اس کے بدلے جنت عطا فرمائیں گے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی جان بک چکی ہے، اس کا سودا ہو چکا ہے، اب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، جب چاہے لے لے۔ جب دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان لایا اور اس نے کہا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ مومن ہو گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ایمان والے کا اپنے آپ کو خریدار بتا کر سودا کر لیا کہ میں تمہارا خریدار ہوں اور اس کا بدلہ جنت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کو جان و مال کے بدلے اتنی قیمتی چیز یعنی جنت جس کو اس نے پیدا کیا عطا فرمائے گا۔

ایمان والا جب اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے تو یہ سمجھ کر نکلے کہ میری جان کا تو سودا ہو چکا ہے اب یہ جان اسی کی ہے، تو جب اسی کی ہے تو اس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اگر یہ اللہ کی راہ میں قربان ہو جائے، اور اگر یہ اللہ کی راہ میں قربان نہیں ہوتی تو حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا اور اگر اسی راہ میں قربان ہو جاتی ہے تو پھر اس کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

جہاد کی اپنی فضیلت ہے:

نماز، روزے کی فضیلت اپنی جگہ، زکوٰۃ کی فضیلت اپنی جگہ، حج کی اپنی جگہ اور ان کی فضیلت میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ نماز، روزہ اور حج وزکوٰۃ اور شب قدر میں قیام کا بہت بڑا ثواب ہے لیکن ثواب کی بات سنئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَا جَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ٥ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ٥ (التوبۃ رقم الآیۃ: 20)

''وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے، اللہ کے یہاں ان کا بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ مراد کو پہنچے''۔

مجاہد کا مرتبہ:

جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یعنی اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ تاکہ اللہ کا کلمہ اور اس کا نام بلند ہو جائے، اسلام کا جھنڈا بلند ہو جائے، مسلمانوں اور اسلام کا غلبہ ہو جائے ان لوگوں کا مقام ومرتبہ بہت بڑا ہے۔ تو جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کر رہے ہیں، جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں، مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں، جہاد میں اسلحہ کے انبار لگا رہے ہیں تاکہ کافروں پر رعب ودبدبہ رہے اور وہ لوگ جو جہاد فنڈ دیتے ہیں اور اللہ کی راہ میں مجاہد بن کر خرچ کرتے ہیں یا پھر کسی مجاہد کو سامان جہاد خرید کر دیتے ہیں۔ بندوق، توپ، راکٹ لانچر وغیرہ خرید کر دیتے ہیں اور جانوں کی قربانی بھی دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو صبح وشام اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لیے، اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے غلبہ اسلام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ بندوقوں، توپوں کے سائے میں اللہ کے نام کو اس کے دین کو بلند کر رہے ہیں ان کا مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ بیان فرماتا ہے: ''اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ'' اللہ کے ہاں سب سے بڑا مرتبہ انہی لوگوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں، جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جہاد میں اتر جاتے ہیں۔ ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ'' وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔

جہاد کرنے والا مجاہد کامیاب ہے اور اس کی دلیل دیکھئے کہ رب العالمین جل جلالہ وعم

نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌo(التوبہ رقم الآیۃ: 21)

''ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور رضوان کی اور ان باغوں کی ان میں ان کے لیے دائمی نعمت ہے''۔

مجاہد کو بشارت:

اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو بشارت دیتا ہے کہ جب وہ مرد مجاہد مرد غازی میدان جہاد میں کود کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو رحمت کے فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں ''يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ'' اور اللہ کی طرف سے اس کو رحمت و رضوان کی بشارت دی جاتی ہے'' وَجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ'' اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جنت کی بشارت دیتا ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمتیں دی جائیں گی کوئی بھی نعمت کم نہیں ہوگی، چاروں طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہی نعمت ہوگی۔ ''خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ'' وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے اجر عظیم ہے۔

مجاہد کا مقام سب سے سوا ہے:

اب آپ ملاحظہ کیجیے کہ نمازی اور غازی میں کیا فرق ہے، روزے دار اور غازی میں کیا فرق ہے، حاجی اور غازی میں کیا فرق ہے؟ یہ قرآن مجید کا تسلسل دیکھیں ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے پنج وقتہ نماز پڑھی وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقبول بندہ ہے، فرض ادا کر رہا ہے، اس کا اجر و ثواب ہے، جنتی ہے۔ اس کو جنت کی بشارت ہے، لقاء رب، اللہ سے ملاقات کی بشارت ہے، اللہ کی رحمت و رضوان کی بشارت ہے اور جس نے رمضان کے روزے رکھے اس میں کوئی شک نہیں فرض ادا کر رہا ہے جنتی ہے اور بھی بہت سے فضائل روزے دار کے آپ سماعت کرتے رہتے ہیں۔ جس نے حج کیا اس کی مغفرت کی بشارت ہے کہ میدان حج سے واپسی پر فرشتوں کے سامنے اعلان ہو جاتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ یہ جتنے بھی حاجی حج کر کے جا رہے ہیں ہم نے ان کے گناہوں کو معاف

کر دیا یہ ایسے صاف و پاکیزہ ہو گئے ہیں کہ جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔

جس نے زکوٰۃ ادا کر دی، اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرض ادا کر دیا، اس کا بے پناہ اجر و ثواب ہے۔ ایک ایک روپیہ، پیسے، پر اللہ تبارک وتعالیٰ اجر وثواب کے خزانے کھول دیتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کیلئے، حاجیوں کے لیے، نمازیوں کے لیے بڑا اجر وثواب ہے لیکن شہید کے لیے الگ بشارت ہے، مجاہد کا ایک الگ مرتبہ ہے یہ بالکل نمایاں اور بڑا امتیاز مقام ہے۔ جو معرکہ جہاد میں شامل ہوا اور اللہ کی راہ میں اس کا خون بہا، راہ خدا میں شہید ہوا تم اس کو کیا مردہ سمجھتے ہو کہ مر گیا ختم ہو گیا؟ نہیں بلکہ مرتبہ جہاد اور مرتبہ شہادت کا بڑا اونچا مقام ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ رقم الآیۃ: 154)

”اور جو راہ خدا میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں“۔

غازی و مجاہد کو کیا کہا جائے؟:

تم ایسے لوگوں کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں خبردار مردہ مت کہنا، کیا ادب ہے۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کا کیا مقام ہے، فرمایا مردہ مت کہنا۔ نمازی کو آپ کہہ سکتے ہو انتقال ہو گیا جنازہ پڑھ لیا، روزے دار کے متعلق آپ کہہ سکتے ہیں کہ انتقال ہو گیا، حج و زکوٰۃ ادا کرنے والے کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ وصال فرما گئے، اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دار فانی سے چلے گئے۔ لیکن جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا اپنا خون بہا رہا ہے رب العالمین فرماتا ہے کہ اسے یہ مت کہو کہ وہ مر گیا بلکہ وہ تو زندہ ہو گیا۔ ”بَلْ اَحْيَاءٌ“ وہ زندہ ہے، اب وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا۔ اس کو مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہے۔

کفار کے قلوب میں مجاہدین کا رعب:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ خاص مرتبہ شہید کو مرحمت فرمایا کہ نمازی کا مرتبہ اپنی جگہ، حج کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ لیکن رب تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان

حمید میں ابن مجاہد کی جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے، کی جو فضیلت بیان کی ہے اور جو مرتبہ اس کو عطا فرمایا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ مجاہد بظاہر تمہارے سامنے گر گیا، اس کی گردن ٹوٹ گئی اور دنیا سے اس کا تعلق ختم ہو گیا لیکن اللہ سے اس کا تعلق اتنا مضبوط ہو گیا کہ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا۔ حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے شہیدوں اور غازیوں کو اللہ رب العالمین نے بڑا جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جو سید الانبیاء وختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتا رہے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

"جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ" (الحج رقم الآیۃ: 78)

"اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کی راہ میں جہاد شروع کرو تو پیٹھ مت پھیرو، بھاگو نہیں، ڈرو نہیں۔ جب تم اللہ کا نام لے کر اس کی راہ میں کھڑے ہو جاؤ گے تو اللہ دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب و دبدبہ ڈال دے گا"۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرُّعْبَ ○ (آل عمران: 151)

"کافروں کے دلوں میں تمہاری ہیبت بیٹھ جائے گی"۔

1965ء کی جنگ اور افواج کفار کی حالت:

1965ء کی جنگ میں کفار کی برتری کے باوجود ان کے دلوں میں ایمان والوں کی ہیبت بیٹھ گئی۔ چونڈہ اور سیالکوٹ کے میدانوں میں اہل اسلام، اہل ایمان، افواج پاکستان کی ہیبت اور رعب و دبدبہ کفار کے دلوں میں بیٹھ گیا۔ 1965ء کی جنگ کے ایسے بے شمار واقعات و حالات میرے ذہن میں ہیں جن سے پاکستان کی افواج کا رعب و دبدبہ اہل کفر کے دلوں میں بیٹھنا ظاہر ہے۔ اہل ایمان جب جنگ میں اترتے ہیں تو عددی اکثریت کا خیال نہیں کرتے کہ بھارتی فوجیں زائد ہیں، ہندوؤں کی فوجیں زائد ہیں، یہودیوں اور عیسائیوں کی افواج زائد ہیں۔ وعدہ

الٰہی ہے کہ خالصتاً جہاد کی نیت سے میدان جنگ میں اترنے والے غلبہ پاتے ہیں۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ؀ (البقرۃ رقم الآیۃ: 249)

''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے''۔

تم تھوڑے ہو، کم ہو اور تمہارے دشمن، مدمقابل کثیر تعداد میں بھی ہوں تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ تم کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ جس کا مشاہدہ ہوا۔ اخبار میں اطلاعات آئیں کہ بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ 400 پاکستانی فوج گھس بیٹھی، آگئے مداخلت کار آگئے۔ ہندی میں مداخلت کار چھپ کر آنے والے کو گھس بیٹھے کہتے ہیں پھر کہا 600 آگئے اور چار پانچ روز کے اندر نکال باہر کردیں گے اور ان کا صفایا کردیں گے، ایک ہفتہ گزر گیا کیا اعلان ہوا ابھی کام ہو رہا ہے، ابھی وقت لگے گا۔ چار سو نہیں ہیں بلکہ چھ سو ہیں۔ پہلے دشمن کو چار سو نظر آئے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رعب ودبدبہ ڈالا تو 600 سو نظر آئے پھر انہوں نے کہا کہ ان کو نکالنا ہے 6 مئی سے سلسلہ شروع ہوا ہے۔ 10,8 دن میں نکال دیں گے کام پورا ہو جائے گا آپریشن پورا ہو جائے گا۔ مئی گزر گیا کوئی نہیں نکلا اور کوئی نہیں بھاگا دیکھو وعدہ الٰہی پورا ہو رہا ہے۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؀ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِاۤئَتَيْنِ ؀ (الانفال رقم الآیۃ: 65)

''اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب ہوں گے''۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا کہ اے نبی محترم ﷺ مومنوں کے لیے جوش دلائیں۔ جہاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلِّ السُّيُوْفِ'' (مسلم شریف) جنت تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

جس کو جنت کی آرزو ہے تلواروں کے سائے تلے اس کو تلاش کرے۔'' **اَلْجِھَادُ مَاذُوْنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ** ''جہاد قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ امت جب جہاد کو بند کر دے گی ذلیل ورسوا ہوگی، اب بھی جہاں جہاں مسلمانوں نے جہاد ترک کیا ہوا ہے وہ ذلیل ورسوا ہیں اور جہاں جہاں جاری وساری ہے ان کے لیے وعدۂ الٰہی ہے۔ افغانستان میں جہاد جاری ہوا تو سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ دنیا کی سپر پاور روس تھی مجاہدین اسلام نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ کشمیر میں جہاد جاری ہے اور انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ بھارت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا یہ وعدۂ الٰہی ہے۔

مسلم حکمرانوں کی عدم فہمی:

اب مسلمانوں کے جاہل اور بد بخت حکمرانوں اور امریکہ کے حاشیہ بردار حکمران اگر آیات مبارکہ کو نہ سمجھیں اور نہ ہی قرآن مجید فرقان حمید کو پڑھیں تو اس کا علاج نہ میرے پاس ہے اور نہ ہی تمہارے پاس۔ قرآن تو سب کے لیے ہے پڑھ لیں اور سمجھ لیں۔ رب العالمین فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ۝

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)! مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔

اللہ اللہ! عجیب وعدۂ الٰہی ہے اور اللہ کا کلام اور اس کا فرمان سچا ہے وہ اصدق الصادقین ہے، اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے؟ سبحان اللہ! وہ خالق کائنات فرماتا ہے:

اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۝

کہ اگر تم میں سے بیس مسلمان ہوں اور صبر کے ساتھ اللہ کے بھروسے پر میدان جنگ میں ڈٹے رہیں تو اللہ بیس مجاہدین کو دو سو پر فتح ونصرت عطا کرے گا۔ اور فرمایا:

وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ ۝ جس کو جنت کی آرزو ہے تلواروں کے سائے تلے اس کو تلاش کرے۔

یعنی ایمان والے [illegible] بھاری ہیں۔ سبحان اللہ! اللہ کا وعدہ ہے "**لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ**" کہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

معرکہ بدر مسلم افواج کے لیے جنگی حکمت عملی کا ماڈل ہے:

چنانچہ یہی ہوا کہ بدر کے مجاہدین کی تعداد 313 تھی اور ان مجاہدین کے سپہ سالار کمانڈر رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو درست فرما رہے تھے اور کمانڈ فرما رہے تھے، سیدھے کھڑے ہو جاؤ، صف بندی کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف بندی فرما رہے ہیں، جہاد میں بھی صف بندی کا حکم ہے کیونکہ اللہ رب العالمین قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ o (الصف: 4)

مجاہدین اللہ کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح صف بندی سے ڈٹ کر لڑتے ہیں۔

ایسی مضبوط صف ہوتی ہے جیسے کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔ مسلمان مجاہد کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا۔ ڈٹ جاتا ہے، دیوار بن جاتا ہے۔ دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ ایک دوسرے سے اس طرح جڑ جاؤ جیسے بنیان مرصوص ہے۔ کیونکہ مسلمان مجاہد جب میدان جہاد میں اترتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی اترتی ہے اور جب اللہ کی راہ میں قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھتا ہے تو اس کے قدم بقدم فرشتے قطار اندر قطار اس کی نصرت کو اترتے چلے آتے ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ لیکن کوئی اگر خود ہی میدان چھوڑ کر بھاگ جائے تو اس کا علاج اللہ رب العالمین نے تجویز فرمایا ہے، خدا کا قہر و غضب اس پر نازل ہوگا، جب میدان جہاد سے منہ موڑتا ہے کافروں کے مقابلے پر پیٹھ پھیر لیتا ہے یا ان سے ڈر جاتا ہے۔

اسلام کا پہلا معرکہ جس میں 313 مجاہدین تھے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام کے ساتھ بدر کے مقام پر اترے مجاہدین، 313 تھے اور کفار ایک ہزار تھے۔ جنگ بدر کا مکمل نقشہ اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ نے قرآن مجید فرقان حمید میں کھینچا اور آپ حضرات رمضان المبارک میں یوم بدر کے بارے میں واقعہ سنتے رہتے ہیں مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ o (آل عمران: 123)

اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر کے مقام پر نصرت دی، تین سو تیرہ مجاہدین کو ایک ہزار پر فتح عطا فرمائی۔

جب مجاہدین اسلام، اللہ اور رسول کے حکم پر دین کے غلبہ اور اسلام کی سربلندی کے لیے بدر کے مقام پر اترے تو ادھر فرشتوں کے سردار رئیس الملائکہ جبرئیل امین علیہ السلام مجاہدین کی امداد کے لیے تین ہزار فرشتوں کو لے کر اترے پھر پانچ ہزار کو۔ اللہ رب العالمین نے مختلف مناظر قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔

اسلام کی روح جہاد:

اصل بات یہ کہ حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس میدان جہاد میں مسلمانوں کی کمانڈ اور قیادت فرمار ہے ہیں اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ نقشہ یاد رکھا کہ حضور تہجد گزار تھے، بہت صحیح بات ہے کہ ہم نے یہ یاد رکھا کہ حضور پنج وقتہ نماز کی امامت فرماتے تھے بالکل صحیح نقشہ ہے، ہم نے یہ منظر کشی کی کہ حضور رمضان المبارک کے روزے رکھتے تھے اور عشرہ اخیرہ میں اعتکاف بھی فرماتے تھے، بس ہم نے صرف یہ یاد رکھا اور یہ بھول گئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نمازی تھے تو دن کے غازی بھی تھے اور صحابہ کرام بھی رات کے نمازی اور دن کے غازی تھے لیکن یہ سبق بھول گئے۔ پھر ہم نے اپنے آپ کو تسبیح اور ختم شریف میں مشغول کر لیا اور ہم گیارہویں شریف اور بارہویں شریف میں پلاؤ، بریانی اور نذرانوں میں لگ گئے اور جہاد کے تمام سبق ہم نے بھلا دیئے بلکہ بعض صوفیا کہنے لگے کہ یہ کام ہمارا نہیں ہے یہ سیاسی بات ہے۔ اس بیوقوف، جاہل صوفی سے اس جاہل پیر صاحب سے کوئی پوچھے کہ رسول اللہ جہاد کی گفتگو فرماتے تھے، صفوں کو ترتیب دیتے تھے اور خود تلوار لے کر بدر کے میدان میں، احد کے میدان میں، حنین کے میدان میں، خندق میں، کہاں کہاں کی پوچھتے ہو حرم کی زمین سے پوچھو، وہاں کے ذرے ذرے سے پوچھو رسول اللہ میدان جہاد میں خود کھڑے ہوتے تھے، رات کو اللہ کے حضور میں اور دن میں دشمن کے مقابلے پر ہوتے تھے کیا یہ سب سیاست ہے؟

بزدل صوفیوں، جاہل پیروں اور بزدل مولویوں نے اسلام کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں محدود کر دیا او جہاد کو بھلا دیا۔ جبکہ رسول اللہ خود میدان جہاد میں تشریف لائے اور مجاہدین کی

صفوں کو درست کرتے اور فرماتے کہ اپنی صفوں کو بالکل سیدھا رکھو تا کہ دشمن پر تمہاری ہیبت بیٹھ جائے اور مسلمان سینے سے سینہ ملائے شانے سے شانہ ملائے کفر کے مقابلے پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوں تا کہ رعب ودبدبہ بیٹھ جائے اور صف بندی اللہ کو بھی پسند آ جائے۔

ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صف بندی فرما رہے تھے ایک صحابی کو فرمایا پیچھے ہٹو ان کو لکڑی لگ گئی انہوں نے عرض کی "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ جَعْتَنِیْ" یارسول اللہ! مجھ کو چھڑی سے تکلیف پہنچی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو تکلیف پہنچی ہے تو بدلہ لے لو۔ اللہ اللہ! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بدلہ لے لو۔ محدثین نے روایت کیا: "اِسْتَوِ یَا سَوَادُ" اے سواد سیدھے ہو جاؤ اور جب چھڑی لگی تو عرض کی "یارسول اللہ اَوْ جَعْتَنِیْ" تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جگہ تکلیف پہنچی ہے اس جگہ سے بدلہ لے لو۔ تو عرض کی قمیض مبارک اٹھایئے کیونکہ میرے جسم پر بھی قمیض نہیں تھی۔ جیسے ہی اللہ کے رسول نے قمیض مبارک اٹھائی تو وہ صحابی جسم اطہر سے لپٹ گئے اور کہا میں تو میدان جنگ میں ہوں، اب شہادت میرے سامنے ہے، جی چاہتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے آپ کے جسم مبارک کا بوسہ لے لوں اور اس کے بعد تلوار لے کر میدان جہاد میں کود پڑے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم خود مجاہدین کو تیار فرماتے تھے، جہاد کا حکم دیتے تھے، خود بدر کے میدان میں "خندق میں" طائف کے میدان میں" "فتح مکہ میں ہر جگہ اپنی فوج کی قیادت فرمائی۔ اگر یہ سیاست تھی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ سیاست کرتے رہے اور اگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے تو یہ رسول اللہ کی سیرت مبارکہ میں سے بعض پر عمل کرنے اور بعض پر عمل نہ کرنے کے مترادف ہوگا۔

اس کا مطلب یہی ہے کہ میٹھا میٹھا کھا لو اور جب جان کی بازی لگانی پڑے، تکلیف ہو، حکومت کے خلاف تقریر کرنی پڑے، جیل جانے یا نظر بندی کا خطرہ ہو تو اسے سیاسی بات کہہ کے جان چھڑا لو۔

ذرا تصور کیجیے کہ اس قدر شدید گرمی ہے گویا کہ آفتاب سوا نیزے پر ہے (عرب کی سرزمین پر 120,125 فارن ہائٹ گرمی ہوتی ہے) بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام پسینے میں

شرابور ہیں۔ لیکن سورج کی گرمی ایمان کی گرمی پر غالب نہ آسکی ایمان کی گرمی غالب رہی۔

غرضیکہ گرمی اور سردی کے پرواہ کئے بغیر صحابہ کرام، اللہ کے محبوب ﷺ کے قدم مبارک کے پیچھے پیچھے اپنی جانوں کا نذرانہ لیے پھرتے ہیں کہ کب وقت آئے اور یہ جان جس کا سودا اللہ سے ہو گیا دربار مصطفیٰ ﷺ میں قربان ہو جائے۔

شہید حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام:

ایک صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بڑے جلیل القدر صحابی تھے، ان کو غزوہ خندق میں تیر لگا زخمی ہو گئے۔ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو جلدی سے مدینہ لے چلو (اس لیے کہ خندق مدینہ منورہ کے ذرا باہر کھودی گئی تھی تاکہ کافروں کا راستہ روکا جائے اور وہ اچانک مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہوسکیں) اور فلاں خاتون جو علاج معالجہ کرتی ہے اس کو بلا کر لاؤ۔ ایک بڑی بی تھیں جو بڑی مشہور جراحہ تھیں ان کو بلوایا گیا اور علاج شروع کروایا۔ مختصر یہ کہ تیر لگا تھا خون بہہ رہا تھا رک نہیں رہا تھا تقریباً بیس پچیس روز تک یہی صورتحال رہی کہ کبھی خون بند ہوتا پھر بہنے لگتا۔ اسی میں ایک روز حضرت سعد بن معاذ کا وصال ہو گیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا ہم ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ صحابہ کرام کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب نماز جنازہ اٹھ رہا تھا تو بھیڑ کی وجہ سے صحابہ کرام پنجوں کے بل چل رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آدمی زیادہ ہیں۔ پھر قبر میں اتارا گیا۔ اللہ کے محبوب نے قبر اور دفن کا انتظام فرمایا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکوایا گیا اور اس دنیا سے رخصت کیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن معاذ خوش نصیب صحابی ہیں کہ آپ نے اس راہ حق میں شہید ہونے والے کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو اپنے دست اقدس سے قبر شریف میں اتارا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے بھی آسمان سے اتر رہے تھے، عرض کی یا رسول ﷺ کتنے فرشتے ہوں گے؟ تو فرمایا شہید حضرت سعد بن معاذ کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے اترے تھے اور یہ وہ فرشتے تھے جو اس سے پہلے دنیا میں کبھی بھی نہیں آئے اور وہ سعد کے جنازہ میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

" اِهتَزَّ عَرشُ الرَّحمٰنِ لِمَوتِ سَعدِ بنِ مُعَاذٍ "

ان کی وفات سے عرش الٰہی جھوم رہا تھا کہ سعد بن معاذ کی سعید روح اوپر آرہی تھی۔ عرش الٰہی سے فرشتے استقبال کررہے تھے، یہ مرتبہ ہے شہداء کا مگران شہداء کا جنہوں نے میدان جہاد و میدان کارزار میں رہ کر منہ نہ موڑا۔ مسلمانوں میں بڑے بڑے مجاہد گزرے ہیں جن کے سامنے بدر، حنین اور احد کی لڑائیوں کا نقشہ تھا جن میں خود رسول ﷺ مسلمان مجاہدین کی صف بندی اور کمانڈ کرتے تھے اور ان کو میدان جہاد میں بھیجتے تھے۔ اگر اس سنت کو ترک کرتے ہوئے مسلمان جہاد نہ کرتے تو مسلمانوں میں صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی جیسے غیور مسلمان کبھی پیدا نہ ہوتے۔

جراءت صلاح الدین ایوبی اور عیسائی لشکر:

صلاح الدین ایوبی مسلمانوں کا وہ حاکم ہے کہ جس کے لگائے ہوئے زخم چھ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج عیسائی چاٹ رہے ہیں۔ بیت المقدس میں عیسائیوں نے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر قتل عام کیا اور بیت المقدس پر قبضہ بھی کرلیا، اسلامی مرد مجاہد صلاح الدین ایوبی عیسائیوں کے مقابلے پر ایک طوفان بن کر اٹھا۔ عیسائیوں کا کتنا بڑا لشکر تھا؟ مؤرخین نے لکھا کہ عیسائیوں کا لشکر پانچ لاکھ کا تھا اور اس لشکر کی قیادت انگریزی بادشاہ رچرڈ کررہا تھا، انگلستان کی تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ انگریز اس کو Richard is Lion Heart (شیر دل) کہتے تھے آج بھی انگلستان کی پارلیمنٹ ہاؤس پر گھڑ سوار ایک شخص کا مجسمہ بنا ہوا ہے وہ اسی بادشاہ رچرڈ کا بنا ہوا ہے اور اس مجسمہ کے نیچے لکھا ہوا ہے "انگلستان کا بادشاہ شیر دل ہے" یہ بادشاہت بیت المقدس فتح کرنے کے لیے پہنچا اس نے بیت المقدس پہنچنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کو خرید لیا اور وہ عیسائیوں کے ساتھ مل گئے، مسلمان بادشاہ جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حاکم تھے۔ آج بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنادی گئی ہیں تاکہ یہ سر اٹھا نہ سکیں اور ہم ان کو جوتے بھی مارتے رہیں کہ یہ بھی خوش ہوجائیں کہ مائی باپ انگریز، امریکہ بہادر ہم سے خوش ہے اور ہماری

حفاظت بھی کر رہا ہے۔ یہ امیر کویت وغیرہ خبیث سب عیاش، بدکردار اور ظالم، جابر حکمران ہیں، یو۔اے۔ای، بحرین اور سعودی عرب کے بادشاہ سب کے سب انگریزوں اور امریکہ کے ایجنٹ اور دلال ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ شریف کی حفاظت کے لیے مسلمان فوجوں کو نہیں بلوایا بلکہ یہودی اور عیسائی فوج کو بلا کر رکھا ہوا ہے، یہ کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا:

" اَخْرِجُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ "

کہ جزیرۃ العرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دو لیکن ان سعودیوں نے ان کو لا کر بٹھا رکھا ہے۔ یہ سنت کے مخالف ہیں یا سنت کے خیر خواہ؟ چودہ سو سال قبل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے مکمل آپریشن کر کے ان کو نکال دیا تھا اب سعودی بادشاہ نے چودہ سو سال کے بعد سب کو لا کر بٹھا دیا۔ اب یہودی اور عیسائی حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت کر رہے ہیں اس سے بڑی بدقسمتی مسلمانوں کی اور کیا ہو گی اور پھر اپنے آپ کو خادم الحرمین کہتے ہیں، ایسے خادم الحرمین تو خائن الحرمین ہیں۔ بہر حال رچرڈ بادشاہ نے مسلمانوں کو پیسہ دے دے کر ایسی چھوٹی چھوٹی ریاستیں صلاح الدین ایوبی کے دور میں بنوا دیں اور اس کے بعد بیت المقدس پر حملہ کر کے مسلمانوں پر حملہ کر کے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ تین دن میں ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ صلاح الدین ایوبی غیرتِ اسلامی کی آندھی اور طوفان بن کر شام سے اٹھا اور بیت المقدس پر حملہ کر دیا اور دنیا نے دیکھا کہ غیرت مند مسلمان بادشاہ نے انگلستان کے شیر دل سے تین دن کی فیصلہ کن جنگ کے بعد بیت المقدس آزاد کرا لیا۔ یہ برطانیہ اور بیت المقدس کی ہسٹری اور تاریخ ہے آپ پڑھ لیں، جس کو انگلستان کا شیر دل کہہ کر بھیجا تھا اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں اور وہ صلاح الدین ایوبی کے سامنے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ صلاح الدین ایوبی مسلمانوں کا غیرت مند حاکم تھا اور ایک پاکستان کے حکام ہیں امریکہ، انگریزی حکومت کو حاضریاں دے دے کر نہیں تھکتے اور ایک وہ مسلمان تھے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے نہیں تھکتے تھے اور جنہیں دیکھ کر فرشتے فخر محسوس کرتے تھے۔

محمود غزنوی کی حمیتِ اسلامی اور ہندوؤں کو شکست:

ایک مرتبہ محمود غزنوی کو دھوکے میں مارا گیا۔ محمود غزنوی جب شکست کھا کر واپس ہوا تو اس نے کہا ہم ہندو مشرک کے سامنے ذلیل و رسوا ہوئے۔ غیرت مند مسلمان بدلہ لیتا ہے۔ ابھی 1971ء کا بدلہ بھارت پر باقی ہے۔ محمود غزنوی ایک سال کی تیاری کے بعد دوبارہ آندھی اور طوفان بن کر اٹھا اس طوفان میں اللہ اکبر کی آوازیں آرہی تھیں۔ اس طوفان سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ سبحان اللہ! ولی کامل، عارف باللہ، سلطان الاولیاء خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ افغانستان کے پہاڑوں میں رہتے تھے۔ محمود نے ان کا نام سنا تھا حاضر ہوا اور کہا زندگی میں اب وہ سرور نہیں رہا جب سے ہندوؤں سے شکست ہوئی ہے، میں ان سے اپنی شکست کا بدلہ ایک مرتبہ ضرور لوں گا۔ اے اللہ کے ولی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں، تو انہوں نے ہاتھ اٹھائے اور کہا محمود! تم میں غیرت اسلامی ہے، تم باعزت ہو، تم اس جملے کے تقدس کو برقرار رکھو گے اور پیٹھ نہیں دکھاؤ گے۔ میں تم کو اپنا یہ جبہ دے رہا ہوں۔ جاؤ اب اللہ پر بھروسہ کر کے حملہ کر دو۔

موجودہ ہندوستان اور مجاہدین پاکستان:

ہندوؤں کی فوج کی تعداد ڈھائی لاکھ ہے اور سارے ہندو سومنات کو بچانے کے لیے جمع ہو گئے ہیں جبکہ تمہارے پاس صرف اور صرف ساٹھ ہزار فوج ہے۔ لیکن پیٹھ مت دکھانا، مسلمان کافر کے مقابلے پر پیٹھ نہیں دکھاتا۔ مسلمان ذلت و رسوائی کی دستاویزات پر دستخط نہیں کرتا۔ بلکہ مسلمانوں اللہ کے حکم کی تعمیل میں میدان جنگ میں اترتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق شہید یا غازی بن کر آتا ہے، واپسی کا کوئی اور راستہ نہیں۔ جاؤ یہ ساٹھ ہزار انشاء اللہ ڈھائی لاکھ پر غالب رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اس پر یقین رکھو۔ رب العالمین فرماتا ہے:

"كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ"

"فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ" بہت تھوڑی جماعت حکم الٰہی سے بڑے بڑے کافروں کے گروہ پر غالب آ جاتی

ہے۔کارگل کے محاذ پر دو ماہ تک بہادر مجاہد لڑتے رہے اور اب بھی لڑ رہے ہیں، اللہ ان کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے۔کشمیر میں لڑنے والے مجاہدین کو اللہ ہماری عمریں لگا دے اور وہ جہاد میں کامیاب وکامران ہوں۔اور جس طرح محمود غزنوی۔نے بھارتی ہندوؤں پر پے در پے سترہ حملے کر کے شکست دی اللہ ایسا ہی غیرت مند مسلمان حکمران جو محمود غزنوی کی غیرت اور شہاب الدین غوری جیسا محبوب ومقبول ہو۔مسلمانوں کو عطا فرمائے۔اور ایسا حکمران عطا فرمائے جس میں علی المرتضیٰ کی شجاعت، خالد بن ولید کی ضرب اور محمود غزنوی کی غیرت اور شہاب الدین کی حمیت ہو۔بالخصوص پاکستان کو عطا فرمائے بزدلوں اور امریکہ سے ڈرنے والوں سے نجات دلائے، جو اللہ سے ڈرتے نہیں اور بھارت سے ڈرتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی توفیق عطا فرمائے۔فلسطین کے مظلوم مجاہدین کو جو یہودیوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اللہ ان بھائیوں کو فتح نصیب فرمائے اور سارے عالم میں۔اے اللہ! جہاں جہاں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدین یہودیوں، ہندوؤں، عیسائیوں ،امریکہ اور روس سے لڑ رہے ہیں ان کو فتح ونصرت عطا فرما۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ 8

☆☆☆☆☆

شجرۂ مبارکہ غوثیہ نجبیہ نورانیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اے خدا! اے قدیر، اے مولا ۔۔۔ در پہ حاضر ہے یہ فقیر ترا

بھیک دے، بھیک اپنے عرفان کی ۔۔۔ ہو عطا مجھ کو دیدہ بینا!

نارسا عقل، آدمی ناچار ۔۔۔ اور معمہ ہے یہ من و تو کا

کیا بتاؤں یہ مَیں، کہ میں ہوں کون؟ ۔۔۔ کون کھولے یہ راز تو ہے کیا؟

ہے مگر اک ترے کرم سے امید ۔۔۔ دل ہوا ہے جو مائل اِفشا

سوجھتی ہیں اسی کو یہ باتیں ۔۔۔ تو بتاتا ہے جس کو کچھ اپنا!

ہاں ذرا کھول دے یہ پردہ راز ۔۔۔ ہاں بتا دے ذرا یہ بات ہے کیا؟

بہ طفیلِ مُحمّدِ عربی ۔۔۔ بہ طفیل علی شیرِ خدا

شہِ حسن، شہِ حبیب، شہِ داؤد ۔۔۔ شاہ معروف ، وسرّی یکتا

سید الطائفہ جنیدِ زمن ۔۔۔ شیخ بوبکر شبلی والا

عبد واحد، ابو الفرح ذی جاہ ۔۔۔ بوالحسن ، بو سعید، شاہِ ہدا

غوثِ اعظم محیِ دینِ نبی ﷺ ۔۔۔ شاہِ جیلان، امینِ ربّ علی

عبدرزّاق اور ابو صالح ۔۔۔ تھے شیدین حق کے شہاب دشمن وعلا

سیدِ نور و شاہِ عبدِ جلال ۔۔۔ شہِ قلندر ابو المعالی ما

محکمِ دین اور احمد شاہ ۔۔۔ شاہ عبداللطیف شاہِ ہُدیٰ

شیخ درویش جان احمد شاہ ۔۔۔ شاہ عبداللطیف مرد خدا

مدح شاہ اور سید اعظم علی ——— شاہِ غوثِ علی بے ہمتا
شاہ عبد الحکیم صدیقی ——— وہ نجیب حبیب ربّ علی
سرور و شاہ احمدِ مختار ——— شاہ عبد العلیم مولنا
شاہ عبدالعلیم کے فرزند ——— شاہ احمد نورانی مرشد و پیشوا
حضرت شاہ احمد نورانی کے فرزند ——— شاہ محمد انس با صدق و صفا
سب کے صدقے میں اور سب کے لیے ——— مست مجھ کو بنائیو اپنا
ہوں فنا تو تری طلب میں مٹوں ——— تجھ کو پاؤں، تو پاؤں جانِ بقا
جھگڑے مٹ جائیں سب منؔ وتو کے ——— یوں حقیقت کا راز ہو افشا
راز پا کر مقامِ حیرت میں ——— میں کہوں بھی تو پھر کہوں گا کیا!
مَا عَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ • ——— مُہر ہے، مہر بہرِ رازِ خُدا

قائدِ ملّتِ اسلامیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ سلام

بڑی بڑی کانفرسوں، جلسوں، محافل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمعۃ المبارک وغیرہ کے اجتماعات کے اختتام پر قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً خود ہی لحن داؤدی سے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتے۔ آپ کا پسندیدہ سلام عربی زبان میں ہے، حضرات علماء، نعت خواں حضرات، عقیدتمندوں اور عوام الناس کے لیے سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ ——— اَنْتَ نُورٌ فَوقَ نُورٍ
اَنْتَ اِکْسِیْرٌ وَّ غَالِیْ ——— اَنْتَ مِصْبَاحُ الصُّدُوْرِ
یَـانَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ ——— یَارَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَاحَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ ——— صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ

مِثْلَ حُسْنِکَ مَارَأَيْنَا　　قَطُّ يَاوَجْهَ السُّرُوْرِ

يَانَبِیْ سَلَامٌ عَلَيْکَ　　يَارَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْکَ

يَاحَبِيْب سَلَامٌ عَلَيْکَ　　صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْکَ

يَاحَبِيْبِیْ يَامُحَمَّدْ　　يَاعُرُوْسَ الْخَافِقِيْنِ

يَامُؤَيَّدْ يَامُمَجَّدْ　　يَااِمَامَ الْقِبْلَتَيْنِ

يَانَبِیْ سَلَامٌ عَلَيْکَ　　يَارَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْکَ

يَاحَبِيْب سَلَامٌ عَلَيْکَ　　صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْکَ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　مِنْ ثَنِيَّةِ الْوِدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَيْنَا　　مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعِیْ

يَانَبِیْ سَلَامٌ عَلَيْکَ　　يَارَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْکَ

يَاحَبِيْب سَلَامٌ عَلَيْکَ　　صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْکَ

احباب کے نام امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک تاریخ ساز مکتوب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب گرامی قائدِ ملتِ اسلامیہ بنام احباب طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ نورانیہ جس میں حضرت نے احبابِ طریقت کو اپنی زندگیاں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمُ

سلسلہ عالیہ کا شجرہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے اپنی روح کی باپسندگی کے لیے ذکر و اذکار منتخب کر لیجئے۔ روح و جسم کے رشتے کو ذکرِ الٰہی اور شریعت مصطفیٰ علیٰ صحبہا الصلوٰۃ والسلام سے آراستہ کر لیجیے، اپنی اصلاح کے لئے، اپنے اپنے اعزو اقارب و احباب اور اپنے محلّہ و شہر کی اصلاح پر بھی توجہ مبذول رہے اور پورے ملک کی اصلاح پر بھی نظر رہے، امر بالمعروف نیکیوں کے پھیلانے کا حکم اور نہی عن المنکر برائیوں کو مٹانے اور اسے روکنے کا بھی ارشاد ہے۔ اپنی اصلاح کے ساتھ امت مسلمہ کی اصلاح پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔

یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کے محبوب حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں قائم فرمائی۔ اسی بابرکت نظام کے نفاذ کی عملی جدوجہد اس سرزمین پر کی جائے، تاکہ یہ خطہ اللہ کی رحمتوں سے مالامال ہو۔

فقیر شاہ احمد نورانی [illegible]